

خونخاک کا عجیب سٹوری



طوبیہ کے عجیب سٹوری
خونخاک اور شہنشاہی خیر گاہیں

اگست 2013

RS:60

دور دیاک کی فضل و برکات

فرمایا احمد بخوبی نے جمعہ کی چلتی و کھتی رات اور دن میں مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو، کیونکہ تمہارا درود پاک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ دن مشہور ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بے شک تم میں جب کوئی درود پاک پڑھتا ہے۔ اس کے درود پاک سے فارغ ہوئے سے پہلے اس کا درود پاک مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ لہذا جب کوئی بندہ درود پاک پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس کا درود پاک مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔

حضرت ابودرداء صحابی نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم شیخ اعظمؐ نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن درود پاک کی کثرت کرو، کیونکہ یہ یوم مشہور ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو بندہ مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ بندہ جہاں بھی ہو، ہم نے اس کی عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کے وصال شریف کے بعد بھی فرمایا ہاں وصال کے بعد بھی سنوں گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ زمین پر انبیاء کرام کے اجسام مبارک حرام کر دیتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو سب سے پہلے میں نکلیں گا جب لوگ اکٹھے ہو جائیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا جب خاموش ہوں گے میں ان کا خلیفہ ہوں گا جب لوگ حساب کے لئے پیش ہوں گے تو میں ان کا شیخ ہوں گا جب لوگ ناامید ہو جائیں گے تو میں ان کو خوش خبری سناؤں گا کہ امت کا جہنم اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ جنت کی چابیاں میرے پاس ہوں گی۔ میں فخر سے نہیں کہتا میرے گرد ہزار خادم پھریں گے جیسے کہ وہ کوئی مولیٰ چھپائے ہوئے اور کوئی دغا نہیں مگر اس کے اور آسمان کے درمیان ایک عجیب پردہ رکاوٹ ہے تاوقتیکہ مجھ پر درود پاک پڑھ لیا جائے جب مجھ پر درود پاک پڑھ لیا جائے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور دعا و برکتوں کے لئے چڑھ جاتی ہے۔

ایک مرتبہ چند کافر ایک جگہ بیٹھے تھے۔ ایک سائل آیا اور یہ سوال کیا۔ انہوں نے مسخرے کے طور پر کہہ دیا تم علی کے پاس جاؤ اور انہیں کچھ دوں گے۔ سائل جب علی مولیٰ شیر خدا کے پاس آیا اس نے کہا اللہ مجھے کچھ دے تجھے تنگدست ہوں آپ کے پاس اس وقت نظارہ کوئی چیز نہ تھی، لیکن فراموشی سے جان کافروں نے مسخرے کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے دس بارود دیا پاک بڑھ کر سائل کی پٹلی پر پھونک مار کر فرمایا۔ کھلی کو بند کر لو اور وہاں جا کر کھولنا۔ جب سائل کافروں کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا تجھے کیا ملا؟ ہے؟ اس نے منہ کھولی تو سونے کے دیناروں سے بھری ہوئی تھی یہ دیکھ کر کئی کافر مسلمان ہو گئے۔

عبدجبار، شمار

جنت اور دوزخ کا ذکر

رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے واسطے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال آیا اور رسول اللہؐ نے فرمایا جنت کی عمارت میں ایک ایبٹ چامچ کی ہے اور ایک ایبٹ سونے کی ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جنت میں سو درجے اور پترے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین آسمان کے درمیان میں فاصلہ ہے سب درجوں میں بڑا درجہ فردوس کا ہے اسبق سے جنت کی چاندی نہر میں نکلی ہیں یعنی دودھ، شہد، شراب، مہلور اور پانی کی نہر میں اور اس سے اوپر عرش ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک ایک درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا کے آدمی ایک ایک مہر دینے جائیں تو اسی طرح سب کا جائیں اور فرمایا کہ جنت میں جتنے درخت ہیں سب کا تنا سوئے گا۔

یہ سب مقصود اللہ کے نیک بندوں کے لئے ہیں اس لئے ہمیں وہ کام کرنے چاہئے جس سے اللہ خوش ہو جائے۔
تعالیٰ ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل کرے۔ آمین رسول اکرمؐ نے فرمایا دو چیزیں ہیں جن سے اللہ خوش ہو جائے گا۔
گنتی پھر ہزار برس تک دھونکایا یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی اور ہزار برس میں اور دھونکایا یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی اب وہ بالکل سیاہ
تارک سے آپؐ نے فرمایا تمہاری آگ جس کو تم جلاتے ہو دو چیزیں ہیں۔ آگ سے ترے تھکے تیزی میں کم ہے اور دوسرے جیسے اس

مادامہ لاہور ماہ اگست کے شمارے کی جھلکیاں

خوفناک ڈائجسٹ موت کی منزل

کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں تخفیف پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، ماسٹرس، ادارہ ایڈیٹر، ڈسٹرکٹ ایڈیٹر ہوگا۔ (پبلشرز سٹیمپ اور معاہدہ)۔ پرنٹرز، ایڈیٹر۔ رینی گئی، ڈو، لا، اور

سے زیادہ تیز ہے اور فرمایا رسول اللہؐ نے کہ اگر ایک بھاری پتھر دوزخ کے کنارے سے چھوڑا جائے وہ ستر سال تک کرتا چلا جائے گا تب جا کر وہ دوزخ کی تہ میں پہنچے گا جب دوزخ کو لایا جائے گا اس کی ستر ہزار بائیس ہوں گی اور ہر ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے چڑے ہوں گے۔ جن سے اس کو گھسیٹیں گے دوزخ میں سب سے لگا عذاب ایک شخص کو ہو گا اس کے پاؤں میں فقط آگ کی دو جوتیاں ہیں مگر اس سے اس کا بھیجا ہنڈیا کی طرح پکنا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ مجھ سے بھڑک کر کسی پر عذاب نہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہؐ نماز پڑھ کر میز پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے آج نماز میں جنت اور دوزخ کا ہو بہو نقش دیکھا۔ آج تک میں نے جنت سے زیادہ اچھی کوئی چیز دیکھی اور نہ دوزخ سے زیادہ تکلیف دہ کوئی چیز تکلیف کی دیکھی اللہ ہمیں دوزخ سے محفوظ رکھے۔ آمین

یاسر علی، گاؤں قاضی پور غازی شہر

بے نمازی کی سزا

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ پانچ طرح سے اس کا اکرام و اعزاز فرماتے ہیں۔ ایک یہ کہ عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے، دوسرا یہ کہ رزق کی تنگی اس پر سے ہٹا دی جاتی ہے تیسرے یہ کہ قیامت کو اس کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے جن کا حال سورہ الحاقہ میں مفصل مذکور ہے کہ جن لوگوں کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ نہایت خوش و خرم ہوں گے اور چوتھے یہ کہ پل صراط پر سے تنگی کی طرح نر کر جائیں گے۔ پانچویں یہ کہ حساب سے محفوظ رہیں گے اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اس کو پندرہ طریقے سے عذاب ہوتا ہے۔ پانچ طرح دنیا میں اور تین طرح سے موت کے وقت اور تین طرح خیر میں اور تین طرح قبر سے نکلنے کے بعد دنیا کے پانچ تو ہیں۔ اول یہ کہ اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی، دوسرے یہ کہ صلحا کا نور اس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے، چوتھے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، پانچویں یہ کہ بند بندوں کی دعاؤں میں اس کا استحقاق نہیں رہتا اور موت کے وقت کے تین عذاب یہ ہیں کہ اول ذلت سے مراد ہے۔

دوسرے یہ کہ بھوکا مرتا ہے، تیسرے پیاس کی شدت میں موت آتی ہے۔ اگر سیندر بھی پی لے تو پیاس نہیں بچتی۔ قبر کے تین عذاب یہ ہیں۔ اول قبر اس پر اتنی تک ہو جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، دوسرے قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے، تیسرے قبر میں ایک سائب اس پر ایسی شکل کا مسلط ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے کے اتنے لمبے کہ ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک پہنچا جائے ہیبت کو نہی کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں ہوں گنہگار سائب اس کی آواز کھل کی کڑک کی طرح ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں اور پھر عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے غروب تک اور مغرب کی نماز کی وجہ سے عشاء تک اور عشاء کی نماز کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں جب وہ ایک دفعہ اس کو مارتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ مردہ ہوتا ہے اور دوسرے ہاتھ زمین میں چھن جاتا ہے اسی طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا اور قبر سے نکلنے کے بعد تین عذاب یہ ہیں۔ ایک حساب سختی سے کیا جائے گا، دوسرے حق تعالیٰ شانہ کا اس پر غم۔ دو۔ تیسرے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ کل میزان چودہ ہوتی، ممکن ہے کہ چند حوالہ بھول سے وہ گیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے چہرے پر تین طسریں لکھی ہوتی ہیں پہلی سطر اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے دوسری سطر اللہ کے غصہ کے ساتھ مخصوص، تیسری سطر جیسا کہ تو نے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا۔ آج تو اللہ کی رحمت سے واپس ہے۔

فرید امام، مندلوچستان

قبر میں صرف عمل جائے گا

حدیث پاک میں آتا ہے جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے اس کا عمل آکر اس کی بائیں ران کو حرکت دیتا ہے اور کہتا ہے میں ترا عمل ہوں وہ مردہ ہو چکا ہے تو میرے بال بچے کہاں ہیں اور میری میتیں میری دولتیں کہاں

ہیں تو عمل کہتا ہے یہ سب تیرے پیچھے رہ گئے اور میرے سوا تیری قبر میں کوئی نہیں آیا۔ اسے رات کے اندھیرے میں ڈر جانے والا ہے لیکن اس کی سزاؤں پر چونکہ پڑنے والوں کے بھونکنے پر راستہ بدل دینے والا سناپ اور بچھو کا صرف نام سن کر ترہق کرنا پڑتا ہے واللہ تعالیٰ ہی آگ کو دور سے دیکھ کر گھبرانے والا لفظ دھو میں سے بے چین دھانے والا کان کھول کر سن کر غلام جلال الدین سیوطی الشافعی العدوی میں نقل فرماتے ہیں جب انسان قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ تمام چیزیں اس کو ڈرانے کے لئے آجاتی ہیں جن سے وہ دنیا میں ڈرتا تھا اور اللہ عزوجل سے نہ ڈرتا تھا اللہ عزوجل سے نہ ڈرنے والا خوف خدا عزوجل نہ کرنے والا تہوار سے لئے عبرت ہی عبرت سے صرف زبان سے کہنا کافی نہیں ہو گا کہ میں اللہ عزوجل سے بہت ڈرتا ہوں، بلکہ ذرا اپنے ضمیر سے پوچھو کہ اگر خدا عزوجل سے ڈرتے ہوئے تو کیا کسی نماز قضا ہو سکتی تھی اگر اللہ عزوجل سے ڈرتے ہوئے تو کیا داڑھی منڈواتے یا کبھی رکھواتے اگر اللہ عزوجل سے ڈرتے ہوئے تو کیا فلمیں ڈرا لے دیکھتے اور اور گانے باجے سننے اگر اللہ عزوجل سے ڈرتے ہوئے تو کیا ماں باپ کا دل دکھاتے۔ اگر اللہ عزوجل سے ڈرتے ہوئے تو کیا غیبی مار کو سدا چلاتے اگر اللہ عزوجل سے ڈرتے ہوئے تو کیا گالیاں بکتے کیا جھوٹ بولنے چٹکی اور نصیحت کرتے اے اللہ عزوجل سے نہ ڈرنے والا اے اللہ عزوجل کے خوف سے اپنے دلوں کو خالی کر دینے والو رات دن گناہوں میں زندگی بسر کرنے والا ایک بار پھر یہ حدیث پاک کان کھول کر سن لو جب انسان قبر میں جاتا ہے تو وہ تمام چیزیں اس کو ڈرانے کے لئے آجاتی ہیں جن سے وہ دنیا میں ڈرتا تھا اور اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتا تھا ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں یا بھندے کے ساتھ نماز میں پڑھا کر داور گناہوں سے بچی اور پکی تو کہہ داور میرے لئے یہ دعا کیا کر دو کہ مجھے موت آئے تو سران کے قدموں میں ہو۔

ظہیر خضر حیات، ہمدانی کنایاں محلہ خضر آباد

روزہ = روزے ہم پر فرض کیے گئے ہیں اور اس کا ثبوت ہمیں قرآن شریف کی اس مبارک آیت سے ملتا ہے۔ ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“ روزے کا مفہوم خالی ہمو کا یا سارا نہا نہیں اللہ کے نزدیک ایسے روزے کی کوئی اہمیت نہیں۔ روزے کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہر برائی سے اپنے آپ کو روکا جائے تب جا کر اللہ کے دربار میں روزہ قبول ہو جائے۔ بہت سے لوگ روزہ رکھ کر نصیبت کرتے ہیں اور نصیبت کرنا اپنے مرے ہوئے بھائی کے گوشت کھانے کے برابر ہے اور روزہ میں جب کوئی ایسا کرتا ہے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ظاہر ہے کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس کو بہت کم سمجھا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”جس نے رمضان کا روزہ رکھا پھر اس کے بعد 6 روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا ہمیشہ روزہ رکھا۔“ روزہ رکھنے سے ہمارا جسم فٹ رہتا ہے اور پھر ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ فاقہ زدہ رہتے ہیں ان کے لیے کھانے کی کیا اہمیت ہے۔ روزہ رکھ کر بھوک پیاس کا اظہار کرنا مکروہ ہے، روزہ ہمیں اور فائدوں کے ساتھ صبر کرنے کا فائدہ بھی دیتا ہے۔ عام دنوں میں ہم لوگ چلتے پھرتے کھاتے رہتے ہیں، صبح کا ناشتہ بھی کر رہے ہیں دو تین بار دن میں کھانا کھلیا جا رہا ہے جو ہمارے جسم کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ دیکھتے روزے میں فٹ رہنے کا کتنا اچھا طریقہ ہے سحر کی کوئی ناشتہ بھی ایک طرح سے ہوا اور دوپہر کا کھانا کھانا تو ویسے بھی ضروری نہیں۔ اگر ناشتہ کیا ہو تو پورا دن عبادت میں گزارا، شام کے ٹائم مغرب ہوتے ہی افطار کر لیا اور رات کا کھانا افطار میں بے شمار چیزیں ہونا ضروری نہیں۔ روزہ کھولنے کی ابتداء سمجھو سے کرنی چاہیے، افطاری کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ایک اور بات آج کل سائزن بچنے پر روزہ کھولا جاتا ہے زیادہ اچھا ہے کہ اذان سننے پر کھولا جائے۔ روزہ رکھ کر لڑائی جھگڑا، بی وی، بی آر، میوزک اور دوسری برائیوں سے پرہیز لازمی ہے۔ روزہ جان بوجھ کر توڑنا بہت سخت گناہ کی بات ہے اور اس کا کفارہ 600 روزے رکھنا ہے۔ رمضان میں روزے رکھنے سے اور جس طرح رکھنا چاہیے اس طرح ہمارا روزہ بارگاہ الہی میں قبول ہوتا ہے۔ عام دنوں میں بھی نفل روزے رکھے گئے ہیں لیکن رکھنے سے ثواب اور نہ رکھنے سے کوئی گناہ نہیں ہے اور جہاں تک سفر کا تعلق ہے تو اگر سفر آرام دہ ہے تو روزہ رکھنا فرض ہے۔ رمضان شریف میں اگر سفر میں مشکلات ہیں تو روزہ بعد میں رکھ سکتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس شخص کے پاس ایسی سواری ہو جو آرام سے منزل تک پہنچا دے تو اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے جہاں بھی رمضان آجائے۔“ اللہ تعالیٰ ہمیں درست طریقے سے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔ (امیر حسین، حیدر آباد)

کالا جادو

۔۔۔ خواجہ عاصم۔ سرگودھا۔ قسط نمبر ۴۔۔۔

جب تک وہ ہسپتال میں زملا کے پاس رہا تھا اس کا دماغ سوچوں کی بھول بھلیوں سے دور رہا تھا مگر گھر آ کر خاموشی اور تنہائی میں ڈوبے کمرے میں بستر پر لیٹتے ہی وہ پریشان ہوا تھا تھا نوکر سونے کے لیے جا چکے تھے چونکہ اریٹ پر تھا اس نے کمرے میں ٹائٹ بلب جلانے کا سوچا پھر رک گیا بلب کی نیم سبز روشنی میں اسے خوف ماحسوس ہوتا اس لیے اس نے نیوب جلتی رہنے دی اور ریشی رضائی کو منہ تک کھینچ لیا اب وہ سیدھا لیٹا سامنے دیوار کو گھور رہا تھا جس پر ایک بچے کی پینٹنگ تھی ہوئی تھی وہ تین ماہ کے معصوم بچے کی ہنسی مسکراتی تصویر اسے کھلکھلا کر دیکھ رہی تھی کاش بھوان ہمیں ایک بچہ دے دیتا۔ اس کے دل میں ہوک سی اٹھی پھر شاید میں بھی نہ بھٹکتا۔ وہ ایک ٹک بچے کی آنکھوں میں گھورنے لگا اسے اس پر بے پناہ پیار آ رہا تھا۔ اسے وہ اپنے ہی جگر کا ٹکڑا محسوس ہو رہا تھا اپنا ہی خون لگ رہا تھا۔ اچانک بچے کی تصویر میں جیسے جان پر گئی وہ میکراتے مسکراتے ایک دم سنجیدہ ہو گیا اس کے چہرے پر فطرت کی نرمی کی جگہ خشونت اور درندگی ابھر آئی آنکھوں میں تیرتی معصومیت نے دم توڑ دیا اور نفرت کی آگ سی ان میں دھنکے لگی جس کی تپش نے اسے بے چین کر دیا پھر اس کے گول منوں بھولے بھولے سرخ و سفید گالوں والے خوبصورت چہرے نے ایک دم پھیلاؤ اختیار کیا اور اس پر داؤھی مونچھیں یوں ابھر آئیں جیسے بنجر زمین پر گھان اگ آئی ہو۔ وہ خوف کے مارے ساکت ہو کر رہ گیا حلق سوکھ گیا جسم میں جان ندی ساری بدن لٹھ سار بن گیا وہ بالکل چست لینا حیرت اور دہشت کی تصویر بنا دیوار پر رنگ بدلتے چہرے کو تنکے جارہا تھا وہ چیخنا چاہتا تھا مگر آواز کم ہو کر گئی اس نے اٹھ کر بھاگنا چاہا مگر جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا کسی کو مدد کے لیے پکارنا چاہتا تھا مگر زبان ایٹھ کر رہ گئی اس کا سارا جسم پتھر کا بن چکا تھا سر داور بے جان پتھر اس کی خوف اور حیرانی سے پھیلتی آنکھوں میں اندھیرے کا تیر چٹا چلا گیا۔ اب اس کی آنکھوں کے سامنے دینا ناٹھ کا خوفناک اور مکروہ چہرہ دیوار پر پوری طرح ابھر رہا تھا۔ ایک سنگنی خیز اور ڈروانی کہانی۔

میرے کالی۔ گرد پونے پردیپ کو بڑی معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے ہاتھ بلند کیا۔ اس کی آواز میں وہی صحن گردن تھی جو پردیپ کے دل کو اٹھل پھل کر دیا کرتی تھی۔ دیکھا بالک کالی کا جھنکار۔ ایک ہی رات میں کسی کا یا کلپ ہو گئی۔

ہاں مہاراج۔ وہ بولا تو خوشی جھلکی بڑی تھی مجھے تو اب بھی وشواس نہیں ہو رہا۔
 وشواس کر لے سو رکھ۔ گردیو نے منسکراہٹ سمیٹ لی ذرا سا بھی شک تیرے من میں آیا تو بھسم ہو جائے گا۔

نہیں مہاراج۔ وہ سہم گیا شک نہیں کر رہا مجھے تو اپنے بھاگ کھل جانے کا وشواس نہیں ہو رہا۔
 ہو جائے گا دو چار دن میں جب سب کٹھن منکل ہو جائے گا ناں تو تجھے ہر بات پر وشواس ہو جائے گا اب

بول تیری جتنی کا کیا کرنا ہے

جتنی کا وہ چونکا۔ میں سمجھا نہیں مہاراج۔

اتنی جلدی بھول گیا مورکھ۔ گردیو کی تلخ آواز نے اسے تھرا دیا تو نے اپنی جتنی اور اس کنیا ساشی کے بارے میں کیا اچھیا کی تھی۔

مہاراج۔ وہ۔ وہ۔ پردیپ ہٹلا کر رہ گیا میں کہتا چاہتا ہوں مہاراج اگر اسی ایک تیر سے دوشکار ہو جائیں تو۔۔۔

لگتا ہے جتنی ملنے ہی تیری نیت میں کھوٹ آ گیا ہے گردیو نے اسے اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے گھور کر دیکھا۔

کوئی کھوٹ نہیں مہاراج۔ ہرگز نہیں بس میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ اگر دیوان صاحب کے راستے سارا کام سیدھا ہو جائے تو نرملاک کشت دینے کی کیا ضرورت ہے وہ آنکھیں جھکا کر بولا۔

ہوں۔ گردیو مسلسل اسے گھورتے ہوئے اپنی لمبی ٹھنی داڑھی میں انگلیاں پھیرنے لگا تو یہ بات ہے۔

جی۔ پردیپ نے اب بھی نظریں نہ اٹھائیں۔

اور تو کوئی بات نہیں ہے تیرے من میں۔

آپ انتریا می ہیں مہاراج بھیتہ جھانک کر سب دیکھ سکتے ہیں

کوئی چھل کہتے کا خیال بھی تیرے من میں آیا تو یاد رکھ تیرے خون کا پیالہ کالی کو بھینٹ کر چکا ہوں وہ خون کا پیالہ تیرے لیے بربادی انت اور تباہی کا دریابن جائے گا۔

نہیں مہاراج نہیں پردیپ نے گھبرا کر ہاتھ جوڑ دیئے اور خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا آپ مجھ پر دشاں رکھیں میں بھلا آپ سے بھاگ کر جاؤں گا تو کہاں۔

ہاں یہ تو نہ ٹھیک کہا ہے دینا تھا تھ سے بھاگ کر تو صرف مرتیو کی جانب جاسکتا ہے ایسی مرتیو کی طرف جو دیکھنے والوں کے لیے خوف اور دہشت کا نمونہ ہوگی ٹھیک ہے تیری بات مان لی میں نے پرتو اگر تیرے رستے میں ذرا سی اٹکل اٹکل تو اسے سے آکر بتانا تیری اٹکل اب میری اٹکل سے اور سن۔

جی مہاراج۔ وہ اس کی طرف متوجہ تو پہلے ہی تھا اب کسی وفادار کے کی طرح جیسے دم بھی بلانے لگا۔

جتنی جلدی ہو سکے اس بوڑھے سے سب کچھ چھین لے گردیو نے ہاتھ کی ٹھنی بنا کر اشارے سے سمجھایا وہ اب گھٹیا ہے نہیں اٹھے گا اس کے زنگ جانے سے پہلے اس سے سب کچھ اپنے نام کرالے زیادہ دیر نہ کروہ اب تیرے بچے میں ہے تو جو کہے گا وہ وہی کرے گا۔

جی مہاراج پردیپ کا دل بڑے زور سے دھڑکا۔

صرف جی جی نہ کر اس سے مال چھین اور ادھر کا حصہ ادھر پہنچا گردیو نے بڑے سخت لہجے میں کہا میں اپنا کام کر چکا اب تیری باری ہے اور مجھے بہت راہ دیکھنے کی عادت نہیں ہے سمجھا۔

جی مہاراج اس نے جتنی انداز میں سر بلایا۔

تو بس۔ چل نکل یہاں سے۔ جے کالی گردیو نے بدلتی کی انتہا کر دی تو پردیپ اس کے چرن چھوکر اٹھ گیا شکر اس کے پیچھے ہی کمرے سے نکلا محسن میں اگر پردیپ نے چہرے سے پسینہ صاف کیا۔ اف اس نے جیسے مدتوں بعد چھین کی سانس لی۔

کیا ہوا بابا بونٹک نے مکارانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔

کچھ نہیں بابا بس مہاراج کے سامنے اپنی بس ہو جاتی ہے وہ صاف گوئی سے بولا۔

گردیو کے آگے بڑے بڑوں کی بولتی بند ہو جاتی ہے بابودہ ہو لے ہنسا

ارے چلے کہاں آج خالی ہی رہے گا شکر کا ہاتھ وہ اسے آگے بڑھتے ہوئے دیکھ کر جلدی سے بولا۔

ارے میں تو بھول ہی گیا وہ کھینانے لہجے میں بولا اس نے پرس نکالا اس میں سے پانچ کا نوٹ کھینچا اور

شکر کے ہاتھ میں دیا۔

بابو آج تو خوش کر دیا تم نے وہ نہال ہو کر بولا۔

بس پرارتھنا کرو شکر بابا مال ہاتھ آنے دو میں تمہیں خوش کر دوں گا وہ پرس جب میں رکھ کر چل پڑا جسے

ہسپتال سے نکلے ہوئے نرملانے نوٹوں سے بھر دیا تھا گردیو کی سہایت سے تم بڑی جلدی مالا مال ہو جاؤ گے بابو

کہہ کر وہ پلٹا اور کالی کے کمرے میں گھس گیا جہاں دو تین عورتیں دان دینے کے لیے اس کا انتظار کر رہی تھیں

پردیپ مندر کی سیڑھیاں اتر کر کار کے پاس آیا اور چند لمحوں بعد جب وہ سڑک پر گاڑی دوڑا رہا تھا تو اس کا

ذہن مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ ہاسٹل میں دیوان صاحب کو پرائیویٹ روم میں انڈسٹ کرانے کے

بعد وہ کوئی گھنٹہ بھر وہاں رکا فوری طور پر ڈاکٹر پریم نے ان کے چند منیٹ گرائے جن کی رپورٹس شام تک آنے

والی تھی انجکشن دے کر فی الحال ان کو گہری نیند سہلا دیا گیا تھا۔ نرملاکو کمرے کی دوسری دیوار کے ساتھ آرام وہ

سنگل بیڈ ایک ٹیبل اوسر دو کرسیاں مہیا کر دی گئی تھیں ملاقاتیوں میں کوئی زیادہ لوگ آنے والے تھے ہی نہیں اس

لیے مداخلت کا امکان کم سے کم تھا ایک ضروری کام کا کہہ کر وہ وہاں سے چلے لگا تو ایسے ہی اس نے بیو شام

کے میٹر سنبھا سے فون پر اپنی گاڑی کا پوچھ لیا جواب میں کوئی اچھی نہ سن کر وہ چراغ پا ہو گیا اسے جلی ٹی سنا کر اس

نے موبائل بند کر دیا تو نرمل اس کے قریب آگئی۔

کیوں مفت میں اپنا جی جلا رہے ہیں۔ میں نے کہا ناں ملنا ہوگی تو گاڑی مل جائے گی ذرا اپنا پرس دیتجئے

کیوں۔ وہ چونکا۔ دیتجئے ناں۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی جیب سے پرس نکال لیا پھر اپنے پرس سے

بڑے نوٹوں کی خاصی اچھی مقدار اس کے پرس میں منتقل کر کے پرس واپس اس کی جیب میں ڈال دیا۔ کسی غلط

خیال کو ذہن میں مت لائیے گا جو نبی بتا جی ذرا نرمل ہوتے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا بس آپ کو جہاں

جانا ہے جائیے۔ مگر شام ہونے سے پہلے لوٹ آئیے گا گھر جانے سے پہلے مجھ سے مل کر جائیے گا۔

نرمل۔ وہ متاثر ہو جانے والے لہجے میں بولا۔

کچھ غلط ہو گیا مجھ سے نرملانے اسے بڑی معصومیت سے دیکھا۔

نہیں نرمل۔ وہ نظریں چرا گیا۔ اندر سے وہ جیسے خود کو مجرم محسوس کر رہا تھا اچھا میں چلتا ہوں جلدی

آج آؤں گا بنگلوان نہ کرے اگر کوئی ایمر جنسی ہوگئی تو مجھے فون کر دینا جواب میں نرملانے صرف سر ہلا دیا وہ اس

کے شانے دبا کر کمرے سے نکل گیا نرملانے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا اور اس سے پشت لگا کر وہیں کھڑی

ہوگئی گئے سالوں کا ساتھ اس کے لیے مصیبت بن رہا تھا وہ چاہتی تھی من سے جانتی تھی کہ اسے اب تک

پردیپ کے بارے میں جو کچھ پتہ چلا ہے وہ سب غلط ثابت ہو جائے وہ واقعی صبح بھولے کی طرح شام کو

واپس آگیا۔ مگر انسان کے چاہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا نرملابھی سمجھتی تھی کتنی دیر تک وہ آنکھیں بند کئے وہاں

کھڑی رہی پھر کارائیڈور میں کسی نرس کے قدموں کی کھٹ پٹ سن کر اس نے حرکت کی کتنی بھولی آنکھوں سے

گہری نیند سوئے دیوان صاحب کو دیکھا اور آگے بڑھ کر خود بھی بیڈ پر نیم واہ ہو گئی۔ اسی وقت بیڈ کے ساتھ میز پر پڑے موبائل کی بیل گونج اٹھی اس نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا دوسری طرف کیلاش تھا۔

ہاں کیلاش بابو حیرت۔

جی ہاں نرملا دیوی یہاں سب خیریت ہے آپ سنائیے کیا اس وقت وہ جان بوجھ کر خاموش ہو گیا۔

ہاں کیلاش بابو۔ وہ باہر گئے ہیں پتا جی کوڈ اکثر انکل نے نیند کا انکلیشن دیا ہے۔

نہاں کا تبا کر گئے ہیں پردیپ صاحب۔

یہ تو میں نے نہیں پوچھا۔ کہہ رہے تھے کہ جلدی آ جاؤں گا۔ کتنی دیر ہو گئی ہے گئے ہوئے۔

یہی کوئی آدھ گھنٹہ۔

ہوں۔ کیلاش نے جیسے کچھ سوچتے ہوئے کہا اچھا نرملا دیوی یہاں دفتر میں میرا کوئی خاص کام تو ہے نہیں اگر آپ ضروری نہ سمجھیں تو میں یہاں سے نکلوں یہاں پر کام پیچر صاحب نے بڑی صفائی ستھرائی سے سنبھال رکھا ہے۔

آپ صبح سمجھیں کریں کیلاش بابو۔ وہ خوش دیل سے بولی آپ کا اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے

جی۔ تو پھر میں نکل رہا ہوں مجھے شک ہے کہ پردیپ صاحب کالی کے مندر گئے ہیں۔

کالی کے مندر۔ اس کا دل زور سے دھڑکا وہ ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

جی ہاں۔ یقیناً وہ اب تک کی صورت حال کی رپورٹ دینے وہاں گئے ہیں بعد میں بات کرتا ہوں

آپ سے کیلاش نے کہا اور فون کاٹ دیا۔ نرملا اپنے خیالوں میں در آنے والی تازہ ہوا کو بادِ موسم میں بدلتے

یا کر جیسے مایوی کا جسمہ بن گئی نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبا کر اس نے موبائل میز پر ڈالا اور واپس بیڈ پر یوں

گہری جیسے ریت کی دیوار کو کسی نے ٹھوکر مار کر گرا دیا ہو۔

کیلاش نے دیوان صاحب کی کار کو کالی کے مندر کے سامنے دیکھ کر اپنی گاڑی کو روک دیا اس کا شک درست تھا۔ پھر اس نے یوٹرن لیا اور گاڑی کو واپس بڑی سڑک پر لے آیا ایک سائڈ میں رک کر اس نے انجن بند کر دیا وقت دیکھا دن کے گیارہ بج رہے تھے اس نے ڈراما سرگھا کر دیکھا پردیپ مندر کی سیڑھیاں اتر رہا تھا اس نے فوراً گاڑی سٹارٹ کی اور اس کی گاڑی پر نظر پڑا وہاں اس کے ساتھ ہی اس نے موبائل پر سائشی کو نمبر ملایا اور دوسرے ہاتھ سے سنیئرنگ کو تمام لیا۔ جتنی دیر میں سائشی نے رسپانس دیا پردیپ گاڑی کو مین روڈ پر لے آیا اور وہ اس کے پیچھے چل پڑا۔

لیں۔ دوسری طرف سے رابطہ ہونے پر سائشی نے کہا۔

میں ہوں یا کیلاش۔

ہاں کیلاش بولو خیریت تو ہے وہ شاید کچھ کھا رہی تھی۔

خیریت ہے بھی اور نہیں بھی۔

کیا مطلب۔

مطلب یہ کہ میں اس وقت پردیپ کا پیچھا کر رہا ہوں وہ ابھی کالی کے مندر سے نکلا ہے اندر کیا بات

ہوئی میں نہیں جانتا اب وہ کہاں جا رہا ہے ابھی مجھے یہ بھی معلوم نہیں۔

اندر جو بھی بات ہوئی ہوگی وہ ہمیں پردیپ صاحب سے پتہ چل جائے گا اس کی تم فکر نہ کرو ہاں یہ چالاک کو کہاں جا رہا ہے اس کا پتہ تم لگا لو۔

ٹھیک ہے تم اس وقت کیا کر رہی ہو۔

سب کھا رہی ہوں بھیجوں۔ وہ شرارت سے بولی۔

نہیں شکر یہ۔ وہ درواری میں کہہ گیا۔ پھر سائشی کے ہنسنے پر جھینپ مار گیا۔

میں فون بند کر رہا ہوں لگتا ہے یہ مہاشے لائف ڈرائیو کے موڈ میں ہیں۔

یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا۔

اس کا رخ سمندر کی طرف سے شکو جان۔

سائل سمندر یا کسی کال گرل کے گھر کی طرف وہ طنز سے بولی۔

یہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا اس کے۔ سی پو کچھ علم ہوتے ہی بات کروں گا۔

اوکے۔ سائشی نے فون بند کر دیا۔ کیلاش نے موبائل ساتھ والی سیٹ پر ڈالا اور مناسب فاصلے پر پردیپ

کا تعاقب جاری رکھتے ہوئے سوچ میں ڈوب گیا۔ اسے ابھی تک یہ اندازہ نہیں ہو پایا تھا کہ پردیپ

کہاں جا رہا ہے۔ کافی دور نکل آنے کے بعد پردیپ نے اپنی گاڑی سمندر کے کنارے سے ہوتے ہوئے بس کے

قریب کار پارکنگ میں داخل کر دی کیلاش نے اپنی گاڑی وہاں سے کافی دور ایک چھوٹے سے کینے میں روک

دی۔ یہ سینگل دے تھا آنے اور جانے کا اس کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا اس نے گاڑی پارک کر کے کینے

کے باہر پھنسی ہوئی میزوں میں سے ایک پر قبضہ جمایا اور کافی کے ساتھ سینڈویچ کا آرڈر دے دیا۔ دھوپ کا چہرہ

آنکھوں پر لگائے اس نے اپنا رخ ساحل سمندر کی طرف کر لیا اور پھل کر بیٹھ گیا۔ دور سے اسے پردیپ کی

گاڑی پارکنگ لائٹ میں دکھائی دے رہی تھی وہ اس کے واپس روانہ ہونے سے بروقت آگاہ ہو سکتا تھا پھر وہ

پردیپ کو اکیلے ایک سستان گوشے کی طرف بڑھتے دیکھ کر کچھ حیران ہوا پردیپ نے جوتے اور موزے اتار کر

پاس رکھے اور دونوں ہاتھ پیچھے کی ریت پر ٹکا کر سر جھکائے یوں بیٹھ گیا جیسے اس کا جہاز اس کی نظروں کے

سامنے سمندر میں غرق ہو گیا اور پوری طرح لٹ چکا تھا۔

پردیپ کا ذہن بہت الجھا ہوا تھا تمار خباثت کے باوجود وہ بنیادی طور پر کرپٹ نہیں تھا حالات کے انگر میں رنگ کر وہ بھٹک ضرور گیا تھا بلکہ برائی کی انتہا تک چلا گیا تھا مگر مدھوک دردناک بلکہ خوفناک موت نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ آج اپنے پچھلے چند دنوں کے پل پل کا جائزہ لینے کی نیت سے اس جگہ چلا گیا تھا اس سے کافی دور لوگوں کے جھلٹھے بھی تھے۔ اور نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی اٹھکیلیاں بھی مگر جہاں وہ بیٹھا تھا بہت کمون تھا تنہائی تھی شائشی تھی صرف چند گز دور ریت سے کھیتی ہوئی لپٹی لہروں کا ہلکا ہلکا شور تھا اور سرکش ہوا کے نمکین جھونک جو اسے بہت بھلے لگ رہے تھے وہ سر جھکائے یوں اپنے گریبان میں جھانک رہا تھا جیسے وہ گذشتہ وقت کی فلم چل رہی ہو اس نے بند آنکھوں سے اس فلم کے ایک ایک منظر کو دیکھنے کی کوشش کی اور ارد گرد سے بے خبر ہوتا چلا گیا۔ یہ درست تھا کہ اس نے اپنے دیگر گوں حالات اور جسمانی و ذہنی عیاشی کے لیے پنڈت دینا ناتھ جیسے راہش کی مدد حاصل کرنے کا غلط اور گھٹا و نارا راستہ چنا تھا مگر جس وقت اس سب سے یہ بھول سرزد ہوئی تھی اس وقت اس کی ذہنی حالت ہی ایسی تھی کہ وہ کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتا اور حقیقت تو یہ تھی کہ وہ

دھوکے میں مارا گیا تھا وینا تھ نے اس سے ایک کنواری لڑکی کے پیالہ بھر خون کی فرمائش کی تھی مگر جب وہ حالات کے چکر میں پھنس کر مدھوکواس کے کمرے میں لے گیا تھا تو اس نے پیالہ بھر خون کے بعد مدھوکو بھی قبضے میں کر کے اسے کسی خارش زدہ کتے کی طرح بھگا دیا تھا وہ دماغی طور پر اس کی خباثت سے اتنا مرعوب ہو چکا تھا کہ اس کے اشاروں پر کتہ کی طرح تپنے لگا پھر جب مدھوکواس کے سامنے بے دردی سے موت کے گھاٹ اتارا گیا تو وہ اندر سے جیسے ریزہ ریزہ ہو گیا ایک معصوم لڑکی کا یہ شہر اس نے بھی سوچا بھی نہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ مدھوکو کی عزت کا جنازہ مرنے سے پہلے وینا تھ کے کمرہ ہاتھوں نکل چکا تھا وہ اس بے گناہ لڑکی کی موت کا ذمہ دار تھا یہ خیال اس کے ذہن اور دل میں جم کر رہ گیا تھا آج صبح جب وہ واپس اپنے گھر پہنچا تو وینا تھ کا کہا ہوا ایک ایک حرف سچ ثابت ہوا تھا دیوان صاحب مرگ چھالے پر پڑے تھے نرملا اس کے لیے تر نوالہ بنی ہوئی تھی جس کے لیے وینا تھ نے بھی کچھ بھی نونا ٹوکا نہیں کیا تھا دیوان صاحب کی حالت کا تو تو سو فیصد ذمہ دار وینا تھ تھا اس کے لیے ہوئے سخی عمل نے ان کو پردیپ کا بند بے دام بنا دیا تھا ان کی حالت اور مدھوشی کے عالم میں بار بار اس کو پکارنا وینا تھ کی کامیابی کا کھلا ثبوت تھا مگر نرملا اس پر تو وینا تھ نے ابھی کوئی مہتر نہیں پڑھا تھا اس کا مطلب تھا کہ وہ اس کی بے رحمی جدائی اور بے اعتنائی کو سہ نہیں پاتی تھی اور ایک مشرقی بیوی کی طرح اس کے لیے موم کی گڑیا بن گئی تھی جس انداز میں نرملا نے اسے ٹریٹ کیا تھا وہ ایک بیوی ہی کا خاصا تھا اس کا اظہار خفگی پھر مان جاناس کو حوصلہ اور سلی دینا اس کی خالی جیب کو پیار بھرے ڈالر سے بھردیا اور دیوان صاحب کے نازل ہوتے ہی اسے اس کی سابقہ حیثیت دے دینے کا وعدہ یہ سب ایک بیوی کے دل کی آرزو ہی تو تھی اس کی وفا اور تعلق جوڑے رکھنے کی منت سماجت ہی تو تھی کس پیار سے اس نے اسے جلدی لوٹ آنے کو کہا تھا اور وہ تھا کہ وہاں سے نکل کر سیدھا وینا تھ کے پاس کالی کے مندر جا پہنچا تھا جہاں سے اسے کالے کرتوتوں کے جلد از جلد اظہار کا حکم ملا تھا اسے خود سے گھن سی آگئی اس کا سارا بدن لرز گیا وہ کس خبیثت کے جال میں پھنس گیا تھا اس نے سوچا اگر وہ وینا تھ کے پاس جانے کے بجائے چند روز صبر کر لیتا اور پھر نرملا سے رابطہ قائم کر لیتا تو اب بھی یہی صورت حال سامنے آتی جو آج اسے پیش آئی تھی نرملا اس کی بیوی ہونے کے ناطے اسے زیادہ دیر تک خود سے دور رکھتی نہ پاتی تھی دیوان صاحب اپنی عزت کے نام پر اس کو سینے سے لگانے پر مجبور تھے وہ زیادہ سے زیادہ یہ کرتے کہ کچھ عرصہ کے لیے اسے اپنے اعتماد اور اعتبار سے محروم رکھتے مگر وہ مہینہ چند روز دن میں ان کو رام کر بی لیتا پھر بھی تو اسے سارا کچھ حاصل ہو جی جاتا پھرتا وہ اسے ایک لہر اس کے سارے بدن میں دوڑ گئی۔ اس کے دل میں ایک ٹیس سی انھی نرملا ایک سسکی سی اس کے لبوں پر تھری کی اس کا جی چاہا وہ اسی وقت واپس جائے اور نرملا کی گود میں سر رکھ کر روتا روتا سو جائے۔ وہ آغوش جو ہمیشہ اس کے لیے محبت کی نرمی اور پیاری گرمی لیے واری اس نے اس آغوش میں بدسلوکی طعنوں اور بے وفائی کے انکار سے بھر دیئے تھے نرملا وہ ایک بار پھر سسکا اور چونک بڑا کوئی کینڑا تھا جو اس کے بازو سے ہوتا ہوا گردن پر آ پڑھا تھا اس کے کانٹے پر اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں ہاتھ اٹھا کر کینڑے کے کانٹے والی جگہ پر مارا وہ معمولی سا کالا کینڑا تھا چرم کمریت پر جا کر اتب وہ دوسری بار چونکا اس نے تیزی سے اپنی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور لرز گیا۔ وہ روتا ہوا تھا۔ اس کی ہچکلی ہوئی آنکھیں رخساروں کو دھورہ رہی تھی وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر بے ساختہ بچوں کی طرح بلک پڑا اس کا سارا بدن یوں جھٹکے کھار ہاتھ جیسے اسے لرزے کا بخارا رہا ہونے لگی بی دیر میں اس کا غبار دھلا وہ اندر سے ہلکا ہو گیا اس نے جیب سے رومال نکال کر چہرہ صاف کیا اس کی متورم آنکھوں میں سرخی پھیل رہی تھی وہ سورج

مغرب میں جھک رہا تھا ایلا آسمان ہلکی ہلکی پیلاہٹ سے گھل رہا تھا لوگ سہ پہر کے بعد واپسی کے لیے چل دیئے تھے اس نے وقت دیکھا اور حیرت زدہ ہو گیا چار بج رہے تھے شام ہونے میں صرف ایک گھنٹہ باقی تھا اس نے ایک طویل سانس لے کر جھپٹتی ہوئے بے تاب لہروں پر نظریں جمادیں اس کا ذہن ابھی تک کسی فیصلے پر نہیں پہنچ پایا تھا وہ وینا تھ سے جان چھڑاتا چاہتا تھا مگر اس کا خیال اسے کسی آسب کی طرح چٹ گیا تھا وہ جانتا تھا کہ جو کوسوں دور بیٹھ کر دیوان صاحب کو موت کی گھاٹ پر لٹا سکتا ہے وہ اس کا شہر بھی خراب کرنے میں کیا دیر لگائے گا اسے اس کی دھمکیوں کا ایک ایک لفظ یاد تھا بے بسی کا احساس کڑواہٹ بن کر اس کے حلق میں اترتا چلا گیا وینا تھ اس کبل کی طرح اسے چٹ گیا تھا جیسے وہ تو چھوڑنا چاہتا تھا مگر کبل اسے سوچ سوچ کر اس کا دماغ پھوڑا بن گیا اس یوں نکلنے لگا جیسے ابھی اس کے دماغ کی رگ پھٹ جائے گی سر میں عجیب قسم کا درد اٹھ رہا تھا اس کی ایک چھوٹی سی نادانی نے اسے ایک ایسی کھائی کے منہ پر لاکھڑا کیا تھا جس میں گرنے سے اب اسے کوئی بچا نہیں سکتا تھا چھپے پھپھے کے لیے اس نے کوئی آسرا نہیں چھوڑا تھا کوئی دوست نہیں رکھا تھا جو اسے کمر سے تھام کر اس کھائی کے کنارے سے واپس بھیج لیتا اس نے تو کسی کو بتایا نہیں تھا کہ وہ کس کھڈ میں گرنے جا رہا ہے پھر اسے بچانے کون آتا اور کھائی تھی کہ اپنا تاریک بھاڑ سامنے کھولے اسے نکلنے کو بے چین ہو رہی تھی اس کے بھوکے پیٹ کی اتھاہ گہرائیوں سے ابلتے ہوئے اندھیرے پردیپ کو اپنی طرف یوں کھینچ رہے تھے جیسے لوہے کو مقناطیس اور اس کھائی کا نام تھا پنڈت وینا تھ۔

دوسری طرف نرملا تھی جس کی وفاداری نے اسے دہلا دیا تھا اب بھی وہ اسے اپنے آپ بچل کی ہوا دینے میں پیش پیش تھی اس نے ایک لمحے کو بھی اسے یہ احساس نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ پردیپ کی کسی بے وفائی بدسلوکی یا عیاشی پر شکوہ کتناں ہے وہ تو اسے حوصلہ دے رہی تھی تسلی دے رہی تھی آنے والے دنوں کے دلا سے پر اس کا ماضی قربان کرنے میں پل بھر کی دیر نہ تھی اس نے اور دیوان صاحب وہ پنڈت وینا تھ کے عمل کے زیر اثر ہی تھی مگر نیند میں بھی اسے پکار رہے تھے اس نے پل بھر کو سوچا کہ اگر وینا تھ کا کتابنے کے بجائے وہ خاموشی سے دیوان صاحب اور نرملا کے پاس لوٹ جاتا تو کیا اسے وہی سب کچھ باعزت طریقے سے اور کسی احساس جرم کے بغیر ہی منہ مل جاتا۔ جواب اہے وینا تھ کے کانٹے عمل کی سیاسی دل میں بھر لینے اور منہ پر مل لینے کے بعد ملنے کی امید پیدا ہوئی تھی وہ بے چین ہوا تھا۔ اس کے دل سے پچھتاوے کی ایک ہوک نکلی اور دل و دماغ پر دھند بن کر چھا گئی۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں سر کو تھام لیا اور دل کڑا کر کے کسی فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگا وینا تھ نے اسے کھلی دھمکی دی تھی اور ایک سے زیادہ مرتبہ یہ سمجھا یا تھا کہ اگر وینا تھ کے خلاف جانے یا اس سے پنڈا چھڑانے کا خیال بھی وہ دل میں لایا تو اسے عبرت ناک انجام سے دوچار ہونا پڑے گا وہ جتنا زیادہ وینا تھ کی اس بات پر غور کرتا گیا اس کی حالت غیر ہوئی چلی گئی مگر عجیب بات یہ تھی کہ یہ بگڑتی ہوئی حالت اس کے اپنے انجام کے بارے میں سوچنے کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ اسے نرملا کے اس غلاظت میں لٹھڑے بھانے کے خیال سے گھبراہٹ ہو رہی تھی اس کا دل کہہ رہا تھا کہ اگر اس نے وینا تھ سے بغاوت کی تو وہ اس کے ساتھ ساتھ نرملا کو بھی برباد کر ڈالے گا اور یہ اسے کسی قیمت پر گوارا نہیں تھا کل تک وہ نرملا شائشی اور دیوان صاحب کو دشمنی اور بربادی کی نظر سے دیکھ رہا تھا مگر آج اس کا ضمیر نہ جانے کیوں اسے بری راہ سے واپس لوٹ آنے کے لیے کچھ کے لگا رہا تھا شاید یہ نرملا تک جانے اسے دیکھنے اور اس کے حسن سلوک کا نتیجہ تھا کہ وہ برائی کے راستے پر اندھا دھند دوڑتے دوڑتے اچانک ٹھک کر رک گیا تھا اور اب اسے مزید آگے جانے سے

خوف محسوس نہ رہا تھا وہ اپنی پہلے دس میں رہا تھا۔ یہ بھی نہیں نہیں وہ خود کھائی کے انداز میں بڑا بڑا میل اپنے نزل کے ساتھ کوئی انیائے نہیں بولے دول گا دوش میرا ہے میں اس کی سزا اپنی نزل کو بھی جھستے نہیں دول گا بھی نہیں وہ ایک قسم ارادے سے اٹھا اور جوتے پہن کر گاڑی کی طرف چل پڑا۔ اس کے چلنے کا انداز بتاتا تھا کہ کسی انجانی طاقت نے دھکیل کر اس کا رخ پھیر دیا ہے اس کے چہرے پر سکون تھا آنکھوں میں سوچ کی سرخی تھی اور دل میں فیصلے پر قائم رہنے کا عزم بڑے نئے تے انداز میں وہ گاڑی تک پہنچا اندر بیٹھا اور انجن شارٹ کر کے گاڑی کو کالی کے مندر کی طرف لے جانے والی سڑک پر ڈال دیا۔

مہاراج کہاں ہیں۔ پردیپ نے شکر سے پوچھا جو کھن میں کالی کے بت کے سامنے کھڑا پوجا کر رہا تھا۔ اپنے کمرے میں شکر نے اسے غور سے دیکھا کوئی خاص کام۔
 ہاں۔ وہ مختصر جواب دے کر دینا تھا کہ کمرے میں چل دیا۔ شکر نے یہ پوچھنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ ابھی صبح تو وہ گردیو سے مل کر گیا تھا اتنی جلدی دوبارہ ملاقات کی کیا ضرورت پیش آگئی مگر جب تک وہ کچھ بولتا۔ پردیپ اس سے کئی قدم دور جا چکا تھا وہ جلدی جلدی اشوک پڑھنے لگا تاکہ فارغ ہو کر پردیپ اور گردیو کے درمیان ہونے والی گفتگو سن سکے پردیپ گردیو کے کمرے کے دروازے پر جا رہا تھا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا دماغ اور دل میں جیسے جنگ ہو رہی تھی دل جذباتی فیصلہ پر اڑا ہوا تھا۔ دماغ اسے آنے والے خطرے اور بڑے وقت کے نتائج سے خبردار کر رہا تھا سر جھٹک کر اس نے ذہن پر پرورش کرتے وہم اور خطرات کے تصور کو تتر بتر کرنا چاہا ساتھ ہی دستک دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔
 کون ہے۔ آ جاؤ اندر سے دینا تھا کہ کھمیر آواز ابھری۔ اس نے دل کڑا کر دروازے کے پٹ کھولے اور پاؤں اندر رکھ دیا دینا تھا اسے دیکھ کر بڑے زور سے چونکا۔ وہ دروازہ بھیڑ کر آگے بڑھا تو اس کی نظریں دینا تھا کے چہرے پر بڑی جہاں حیرت اور اچھنبھنے کے طے چلے جذبات نمایاں تھے۔
 تم۔ دینا تھا اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا کوئی اٹھ سا چار تو لے کر نہیں آگئے۔ وہ خاموشی سے آگے بڑھا اور دینا تھا کے بائیں ہاتھ چوکی بر جا بیٹھا۔ جے کالی۔ دینا تھا نے صندل کا برادہ کوٹوں پر پھینکا اور پوری طرح پردیپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔
 تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا بالک۔ اس نے بڑے ضبط سے کہا ایک لمحے کو تو اس کا خون کھول گیا تھا جب اس کی بات کے جواب میں پردیپ نے زبان نہیں کھولی تھی مگر اس کا سنجیدگی سے لبالب چہرہ دیکھ کر وہ برداشت کر گیا تھا۔

گردیو۔ پردیپ نے نظریں فرخ پر گاڑ دیں میں ایک جتنی کرنے آیا ہوں۔
 جتنی۔ دینا تھا نے اسے نظروں میں تو لیا کہ اگر ماننے والی ہوئی تو تمہیں زراش نہیں ہونا پڑے گا۔
 سب آپ کے بس میں ہے گردیو۔ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ آپ کو کشت اٹھانا پڑے وہ سنبھل سنبھل کر بولا۔

تو کچھ منہ سے بھی تو پھوٹ۔ وہ تلخ ہو گیا۔ میں کیا جانوں تیرے من میں کیا ہے بول جلدی پہلیاں نہ بھجوا۔
 گردیو پردیپ نے ہاتھ جوڑ دیے مجھے شکر کر دیجئے۔ شکر دول۔ دینا تھا کا منہ حیرت سے کھل گیا مگر

کس لیے کیا کیا ہے تو نے۔

کچھ نہیں کیا۔ اور جو کیا ہے وہ اب مجھ سے کمن نہیں ہونا ہاں لے آپ مجھے شکر کر دیجئے مجھے آزاد کر دیجئے وہ لرزاتے ہوئے لہجے میں بولا۔
 اوہ۔ دینا تھا جیسے سب کچھ سمجھ گیا۔ اس کے ہونٹ سکڑ گئے اور آنکھوں میں ایک عجیب سی نفرت آلود چمک اُبھر گئی تو یہ بات ہے۔

ہاں گردیو۔ بس آپ مجھے شکر کے آزاد کر دیجئے۔ میں زندگی بھر آپ کا آبھاری رہوں گا۔
 زندہ رہے گا تب ناں۔ وہ بڑے سرد لہجے میں بولا۔

گردیو پردیپ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں میں نئی تیر رہی تھی۔
 ہاں سورکھ۔ تو آزادی نہیں مرتیو مانگ رہا ہے مجھ سے میں نے تجھے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ کبھی اس بارے میں ایک شدید بھی زبان سے نہ نکالنا مگر۔۔۔ وہ اس کی طرف ابلی اٹھا کر خقارت سے بولا۔ تو وہی کرنے جا رہا ہے جو تیرے برے انت کا بلاوا ہے تیرا خون کالی کے منہ کو لگ چکا ہے وہ تجھے اپنے سائے سے دور کیسے کرے گی۔

گردیو۔ پردیپ جڑے ہوئے ہاتھ ماتھے پر رکھ کر اس کی طرف جھک گیا آپ چاہیں تو سب کچھ ہو سکتا ہے آپ چاہیں تو۔

ہاں میرے چاہنے سے سب کچھ ہو سکتا ہے مگر جو تو چاہتا ہے وہ نہیں وہ نہیں ہو سکتا۔ بھگورے تیری جگہ میں کالی کو کس کی شکل دکھاؤں گا یہ ناممکن ہے ناممکن ہے وہ گرج کر بولا۔
 گردیو۔ آپ جو کہیں گے میں آپ کی سیوا کر دوں گا آپ کی ہر آگیا کا پالن کر دوں گا۔ بس آپ ایک بار مجھے حکم کر دیجئے۔

وہ توجہ ہے مجھے۔ دینا تھا نے طنز سے کہا جیسے تو نے اب ت میری آگیا کا پالن کیا ہے اور اب اس سے کر رہا ہے بالکل اسی طرح آئندہ بھی تو میری ہر آگیا کا پالن کرے گا ہے ناں۔
 گردیو میں مجبور ہوں دل کے ہاتھوں بے بس ہوں۔۔۔ وہ سسک پڑا۔

کیا مجبوری ہے تجھے کس نے تیرے دل سے کالی کا خوف اور میرا ڈر ختم کر دیا ہے بول دینا تھا کی آواز بلند ہوتی چلی گئی۔

گردیو۔ میں نہیں چاہتا میری وجہ سے کسی اور کو کشت اٹھانا پڑے وہ جان بوجھ کر زلما کا نام لینے سے گریز کر گیا۔

کسی اور کو دینا تھا نے اسے کڑی نگاہوں سے دیکھا کون ہے وہ۔ یہی تو میں چاہتا ہوں۔
 نزل۔ میری جتنی۔ گردیو۔ وہ بے ساختہ کہہ گیا۔ وہ بالکل بے تصور ہے میں نہیں چاہتا کہ اس پر کوئی آج آئے۔

اوہ ہوتو یوں کہو کہ گھر جاتے ہی جتنی نے چھب دکھا کر تجھے اپنے چرنوں میں لٹا دیا ہے اسی لیے تو ماں کالی کا کتا بننے سے مکر رہا ہے۔ دینا تھا کے ماتھے پر ہل اور گہرے ہو گئے۔ آنکھوں میں نفرت کے ساتھ ساتھ مسخر بھی ابھرا آیا۔

یہ بات نہیں ہے گردیو۔ وہ سونگند کھانے کو تیار ہوں یہ بات نہیں ہے پردیپ نے جلدی سے کہا۔

تو پھر کیا بات ہے 7 امزدے۔ جلدی بول۔ وینا تھ اپنی اوقات پر اتر آیا تو اب مجھ سے کم نہیں ہو رہا جلدی سے بک دے جو ملنا چاہتا ہے۔

گرو دیو۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ دیوان صاحب کو آپ اپنے ٹونے سے مکت کر دیں اور مجھے بھی میں اس کے لیے ہر قیمت دینے کو تیار ہوں۔

پاکل کے بچے وینا تھ خلق کے بل دھاڑا۔ مجھے تھوک کر چائے کو کہہ رہا ہے۔ اپنا ہی کیا ہوا جھوٹ کر دوں جو کہتا ہے اس سے مکر جاؤں ماں کالی کا بھگت ہونے سے پھر جاؤں۔

گرو دیو۔ پردیپ نے گھبرا کر کہنا چاہا۔
بکو اس مت کرکتے دفعہ ہو جا یہاں سے۔ ورنہ میں ابھی تیری بلی دے دوں گا وینا تھ غصے سے دیوانہ ہو گیا۔

آپ بے شک میری بلی دے دیں گرو دیو۔ پردیپ نے جیسے ضد میں آ کر کہا۔ مگر میری نزل کو شہا کر دیں اس کے لیے رستہ صاف کر دیں۔ وینا تھ نے ذہن کو جھٹکا دیا۔ وہ کوئی بکو اس کرتے کرتے رک گیا پردیپ کی دماغی حالت کا اندازہ کرنے لگا اسے آشا ہی نہیں تھی کہ پردیپ اس طرح اس سے زبان لڑائے گا۔ اپنی بات

پراڑ جائے گا۔ اور اپنے انجام کی بھی پروا نہیں کرے گا اسے سوچنا پڑ گیا۔ یہ شک اس کے دل میں جڑ پکڑ گیا کہ اپنی جتنی سے پردیپ کی سوئی ہوئی محبت انگڑائی لے کر بیدار ہوئی تھی وہ محبت جو کئی برسوں پر محیط تھی چند دنوں کی نفرت کو زیر کر لینے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ پردیپ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے سر جھکائے۔ یوں بیٹھا تھا جیسے کوئی بھک مٹا گئی دھونان کے سامنے منت کر رہا ہو۔

ہوں۔ کانی دیر بعد وینا تھ کے ہونٹوں سے آواز نکلی تو یہ بات ہے۔
بس گرو دیو۔ اتنی کر یا کر دیجئے۔ میں زندگی میں آپ سے بھی اور کچھ نہیں مانگوں گا۔

بس۔ وہ ہاتھ اٹھا کر کئی سے بولا زیادہ بک نہ کر مگر تو مجھے۔ تاکہ صبح تک تو تو ٹھیک ٹھاک تھا یہ گھر جاتے ہی تیری مت کیوں ماری گئی ہے۔ وینا تھ کی ذہنی رو پھر بھک گئی۔ بس گرو دیو منٹش کو جب بھی اپنی بھول یاد آ جائے۔

کیا مطلب ہے تیرا۔ وینا تھ تجھے سے اکھڑ گیا تو کہنا کیا چاہتا ہے یہ کہ میرے پاس آ کر تو نے بھول کی تھی۔

نہیں گرو دیو نہیں آپ کے پاس آ کر نہیں میں نے اپنے گھر والوں کا برا سوچ کر ان کا برا چاہ کر بھول کی تھی وہ وضاحت کر۔ لے لگا۔

میں سب تبھرا ہوں مورکھ وینا تھ نے اسے کڑی نظروں سے تولتے ہوئے کہا۔ میں پگ پگ چلنے والا بالک نہیں ہوں مگر۔ تو چاہتا کیا ہے۔

صرف شا چاہتا ہوں گرو دیو۔ مکتی چاہتا ہوں۔ پردیپ کو آشا کی کرن نظر آئی تو وہ جلدی سے بول پڑا اس کی امید بھری نگاہیں وینا تھ کے چہرے پر جم گئیں۔

دیکھ بچے وینا تھ کے لیے میں بھڑاؤ سا آ گیا۔ میں صرف یہ کر سکتا ہوں کہ تیری جتنی کو کچھ نہ کہوں وہ تو میں پہلے بھی رکا ہوا تھا تو نے خود ہی مجھے روک دیا تھا ربا تیرے سرے کا قصہ تو وہ اب تمام ہو کر رہے گا اسے میں مکت نہیں کر سکتا وہاں کالی کی بیجنت ہو چکا ہے اور بانی بچا تو تیرے لیے مکت ہونے کی ایک ہی صورت

ہے۔ وینا تھ نے مہر مانی کا دریا بہا دیا۔
آپ آگیا کریں گرو دیو میں پوری۔۔۔

کو خوش کروں گا یہی ناں۔ وینا تھ نے اس کی بات اچک کر بڑے طنز سے کہا یہ تو تیرے من پسند شہد

کالا جادو قسط نمبر 16

اگست 2013

ہے۔

وہ کیا۔ گرو دیو۔ اس نے جلدی سے پوچھا۔

آرام سے۔ آرام سے۔ دھیرج رکھ پہلے بھی تو اسی جلد بازی میں آیا تھا اور آج مجھے کشت میں ڈال دے اب جو بھی میں کہوں اسے من لگا کر خوب دھیان دے اس پر پھر جواب دینا وینا تھ کا لہجہ عجیب سا ہوا چلا گیا۔ آپ کہیے گرو دیو میں۔۔۔ اسی وقت وینا تھ نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کرادیا۔

یہ بتا کتنے دنوں میں تو اپنے سرے کے مال پر ہاتھ صاف کر لے گا۔
یہ تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں دیو پردیپ نے اچھ کر کہا ابھی تو وہ ہاسپٹل میں پڑے ہیں ان کے ٹھیک ہو کر

گھر آنے پر ہی کچھ ہو سکے گا۔
نہ نہ۔ نہ۔ وینا تھ نے زور زور سے سر ہلایا ٹھیک تو وہ اب ہونے سے رہا وہ تو سیدھا زنگ میں جائے گا۔ وہ جب بھی ذرا سا ہوش میں آئے اس سے انگوٹھے لٹوالے۔ کاغذوں پر۔

اس کے لیے کوئی موقع دیکھنا پڑے گا گرو دیو۔ پردیپ نے جی جی میں کراہت سی محسوس کی۔
اچھا یہ بتا گھر میں دفتر میں کتنا مال ہو گا جو تو غائب کر لے آخر گھر میں زور و غیرہ بھی تو ہو گا تیری جتنی کا۔

ہاں گرو دیو وہ پست آواز میں بولا سب ملا جلا کر کوئی بارہ پندرہ لاکھ کا بنے گا۔
بس وینا تھ نے سوکھے سے منہ سے کہا یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔ پردیپ جواب میں خاموش رہا۔ اس کا بس

نہیں چل رہا تھا کہ وینا تھ کو اٹھا کر زمین پر چرچ دے یا اس کا نیوا بادیات۔ جو اسے چوری کی طرف مائل کر رہا تھا۔

ہوں۔ وینا تھ نے گہرا سانس لیا اور آنکھیں بند کر لیں پردیپ اس کے خبیث چہرے کو نیمہ آ آنکھوں سے گھور رہا تھا جس پر داڑھی اور کھنی جو کچھوں نے عجیب نحوست طاری کر رکھی تھی۔

اچھا بچے کچھ دیر بعد وینا تھ نے آنکھیں کھولیں اور اس کے چہرے پر نظریں گاڑیں اب تک میں نے جو کچھ تیرے لیے کیا اس کے بدلے حیران میرا آدھا آدھا طے ہوا تھا۔ ٹھیک۔ جواب میں پردیپ نے صرف

ابواب میں سر ہلانے پر اکتفا کیا اور پھر اسے سوالیہ انداز میں دیکھنے لگا اب وہ آدھا آدھا کب ہو گا اس کا تجھے نہ اندازہ ہے نہ تو مجھے اس کا کوئی پکارتے بتا رہا ہے ٹھیک۔ اس نے پھر سر ہلا دیا۔ اب دور سے رہ جاتے ہیں وینا تھ نے ہاتھ کی ٹٹھی بنا کر دو ٹنگیاں کھڑی کر دیں تیری مکتی کے لیے۔

وہ کیا گرو دیو۔ اس کا دل دھڑک اٹھا۔
پہلا یہ کہ تیرے گھر اور دفتر میں جتنا نقد مال ہے جتنا زور ہے وہ تو مجھے کل تک لا کر دے دے باقی کا حصہ تو میں اس وقت مجھے دے گا جب تیرے سرے کا سارا مال تیرے ہاتھ آ جائے گا بول منظور ہے۔

منظور ہے گرو دیو۔ یہ تو میں پہلے بھی مان چکا ہوں پردیپ نے آہستہ سے کہا۔
مگر دوسری شرط تو تجھے ابھی ماننا ہوگی ناں پہلے تو اس پر بات ہی نہیں ہوئی اور یہ یاد رکھ کہ میں صرف تجھے

مکتی دینے کے لیے یہ شرط بتا رہا ہوں ورنہ مجھے کوئی اس کے لیے زور نہیں دے سکتا بس مجھے تجھ پر دیا آگئی ہے۔ وینا تھ نے مہر مانی کا دریا بہا دیا۔

آپ آگیا کریں گرو دیو میں پوری۔۔۔
کو خوش کروں گا یہی ناں۔ وینا تھ نے اس کی بات اچک کر بڑے طنز سے کہا یہ تو تیرے من پسند شہد

کالا جادو قسط نمبر 17

اگست 2013

سچے مگر اس بار صرف کوشش سے بات نہیں بنے گی اگر تجھے کتنی چاہیے تو شرط پوری کرنا ہوگی ورنہ تو جانے
راں کالی میں تو اس کا بھگت ہونے کے ناطے صرف اس کی آگیا کا پائن کروں گا چاہے اس کے لیے مجھے تجھ
کو اور تیرے پورے پر یو اور کو بر باد کیوں نہ کرنا پڑے اس کے لہجے میں زہر گھلتا چلا گیا وہ صلی دھمکی کا زہر۔
آپ کہتے تو سبھی گردو یو شرط کیا ہے پردیپ نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

سوچ لے اب بھی وقت ہے اپنی ضد سے باز آ جا جو ہو رہا ہے اتے ہونے دے خود بھی سکھتے رہو اور مجھے
بھی کشت سے بچا رہنے دے ورنہ میری کالی پیٹھ سے جو نکل گیا وہ تجھے پورا کرنا پڑے گا اس کے بغیر تیری کتنی
پاگل کی ہوگی اور جس وینا ناتھ نے اسے سمجھانا چاہا۔

میں شرط سننا چاہوں گا گردو یو پردیپ کے لہجے میں بڑا استحکام تھا وہ ہر قیمت پر وینا ناتھ سے چھٹکارا
چاہتا تھا مگر اس کے بعد۔

کس کے بعد وینا ناتھ نے اسے ٹوک دیا۔

میرا مطلب ہے اگر میں نے آپ کی شرط پوری کر دی تو اس کے بعد پردیپ نے وضاحت کی اس کے
بعد میری نزل دیوان صاحب یا مجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا میں مال ہاتھ آنے پر خاموشی سے آپ کو آدھا حصہ
پہنچا دوں گا اس کے علاوہ میرا آپ کا کوئی سبب نہیں رہے گا۔

بڑا قانونی ہو رہا ہے سچے گردو یو نے مسخر سے کہا۔ یہ ساری باتیں تجھے میری شرط سننے کے بعد کہنا چاہیں
تھیں ہو سکتا ہے تو میری شرط پوری کرنے سے انکار ہی کر دے۔ پردیپ نے سوچ دینا ناتھ کی بات میں وزن
تھا اس نے نظریں اٹھائیں۔

گردو یو آپ کی شرط کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے اس سمجھا کا۔

نہیں وینا ناتھ نے فیصلہ کن انداز میں کہا میرے پاس اس کے علاوہ تیرے لیے کوئی راستہ نہیں ہے

اور اگر وہ شرط ماننا میرے بس میں نہ ہو تو پھر۔

پھر کیا وینا ناتھ نے شانے اچکائے پھر تو اسی طرح ماں کالی کا داس بن کر رہے گا۔ ہر اماؤس کی تیسری رات
کو تجھے ماں کالی کو اپنے خون کا پیالہ اڑین کرنا ہوگا اور جب بھی تیری طرف سے ایسا نہ ہو اماں کالی کا قہر تجھ پر
بہا رح کا ترشول بن کر ٹوٹ پڑے گا تیرے بدن پر گورھ بر سے گا اور تو نالی کے کیڑے کی موت مرے گا

لیکن پردیپ لرز گیا یہ سوچ کر ہی اس کے جسم پر کچپی طاری ہو گئی کہ وہ کوڑھی ہو جائے گا نہیں گردو یو آپ
نے پہلے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

تو اب بتا دیا ہے کیا فرق پڑتا ہے وینا ناتھ لا پرواہی سے بولا۔ تو اگر اس ساری تباہی سے بچنا چاہتا ہے تو
میری شرط پر دھیان دے۔

آپ بولے گردو یو میں ہر قیمت پر آپ کی شرط پوری کروں گا اس نے سر جھٹک کر جیسے فیصلہ سنایا۔

تو سن وینا ناتھ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں تجھے ایک رات کے لیے کسی عورت کو یہاں لانا
پڑے گا۔

کہا۔ اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہ جھٹی جھٹی آنکھوں سے وینا ناتھ کے مکروہ چہرے کو گھور رہا تھا جس پر
بڑی غلط مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

بال و دم بچھوں پر ہاتھ پھیر کر بولا صرف ایک رات کے لیے وہ یہاں آئے گی صبح تو اسے لے جانا زندہ

سلامت قرار دیا کہ اس کا دھوکا انجاس سے کوئی واسطہ نہیں وہ زندہ آئے گی زندہ لے جانا بس رات کو میں کالی ماں
کے آگے اس کے ساتھ پرارتھنا کروں گا اسے بے ہوش کر کے لانا اسی حالت میں لے جانا اسے خبر بھی نہیں ہوگی
کہ وہ کب گئی کہاں گئی کیوں گئی اور۔

گردو یو۔ وہ چیخ پڑا۔

بچی رکھ اپنی آواز۔ گردو یو نے ڈپٹ کر کہا زخمی کتے کی طرح چیخ مت میں نے اب کے کنواری کنیا کا نہیں
کہا تجھے بس کوئی بھی چھیس سال کی عمر تک کی جوان عورت کافی ہے جس کے ابھی تک کوئی بچہ نہ ہو اور جو رنگ کی
گوری ہو۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پردیپ بھر گیا۔ میں اب کسی قیمت پر یہ کام نہیں کروں گا گردو یو ابھی تک معصوم
دھوکا کتنا ہوا سر میری آنکھوں میں بسا ہوا ہے میں تو اس کے شراب سے کتنی نہیں پاسکتا ایک اور عذاب کیسے پال
لوں۔

تو ٹھیک ہے۔ وینا ناتھ نے کڑوے لہجے میں بدلتی سی کہا تو جاسکتا ہے جا چلا جائیں اس کے سوا تیر اور
کوئی سہا بیتا نہیں کر سکتا۔ کہ تجھے زندہ دفعہ ہوا جانے دوں اور اس کا بھی ایک کارن ہے اور وہ کارن یہ ہے کہ مجھے
ابھی تجھ سے اپنا حصہ وصولنا ہے اگر یہ کارن جی میں نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی اسے سے کالی کے چرنوں میں بھینٹ
چڑھا دیتا۔

میں جا رہا ہوں گردو یو۔ پردیپ لرزتا کانپتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اب کبھی بھی یہاں آؤں گا۔ ایسی ذلت کی زندگی
سے مر جانا ہی اچھا ہے۔

مر بھی جانا حرام زادے پہلے یہ سن لے کہ اگلی اماؤس کی تیسری رات کو بارہ بجے سے پہلے یہاں پہنچ جانا کالی
تیرے خون سے اپنی پیاس نہ بجھاسکتی تو تجھے جہنم ہمارے لیے کوڑھ کے نرک میں جھونک دے گی دوسری بات یہ
من وگا کر سن کر گھر جا کر میری بات پر خوب سوچنا۔ تیرے لیے کسی جوان عورت کا انتظام کرنا کوئی مسیحا نہیں
ہے۔ کول ایک رات کے لیے اگر تو ایسا کر دے تو کالی کے شراب اور میرے قہر سے مکت ہو جائے گا آگے تیری
مرحمتی۔

میں کوڑھی ہو جانا منظور کروں گا پنڈت مگر تیرے داؤ میں کبھی نہیں آؤں گا جا رہا ہوں میں۔
پنڈت وینا ناتھ کا دماغ گھوم گیا تو نے مجھے یوں کہا گردو یو نے پنڈت حرام زادے کو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

تیرا سر پھر گیا ہے جو یوں میرا پاں کر رہا ہے میں ابھی تیرا مغز درست کرتا ہوں وہ اس کی طرف بڑھا۔
بس پنڈت۔ پردیپ نے جسم میں نہ جانے کہاں سے بے خوفی اور بے باکی در آئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر

وینا ناتھ کو وہیں روک دیا ایک قدم آگے بڑھا تو میں تجھے بھون کر رکھ دوں گا۔ اس نے پلک جھپکتے میں کوٹ کی
جیب سے رولر اور نکال کر اس پر تان لیا وہ جی رہا رہا اگر تیری سکتی اتنی ہی مہان ہے تو ٹھیک ہے میں تیرے وار کا
لمبن کروں گا مگر تیرے زبانی زبان سے نکلی ہوئی کسی ایسی آگیا کا پائن ہرگز نہیں کروں گا جو میرے ضمیر پر زخم بن کر رہ
جلنے میں تیرے لیے بھڑوانے سے مر جانا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔

ضمیر۔ وینا ناتھ۔ نے طنز سے کہا حیرت انگیز طور پر وہ پرسکون ہو گیا تھا۔ شاید یہ رولر کا اثر تھا جو پردیپ
اس پر تانے کھڑا تھا یادہ کوئی اور چال چلنے کو تھا یہ ضمیر کل تک کہاں تھا جب تو اپنی جینی اور سرے کے انت کے
لیے میرے آگے ہاتھ رکھ رہا تھا۔

میری ذرا سی بھول کے لیے تو مجھے جتنا بھی ذلیل کر لے وہ تیرا ادھیکار ہے پنڈت مگر میں اب تیرے ہاتھوں کٹھ پتلی بن کر تاجے کو تیار نہیں ہوں سمجھا جو تجھ سے بن پڑتا ہے کر دیکھ پردیپ اپنے قدموں پیچھے ہٹا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا باہر نکل کر اس نے دروازے کی باہر سے کنڈی چڑھا دی پلٹا تو شکر بدک کر پیچھے ہٹ گیا۔

پردیپ بالویہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر بھلا یا۔

تو تو یہاں کھڑا سب کن رہا تھا پردیپ نے اسے تیز نگاہوں سے گھورا۔

نہیں۔۔۔ ہاں۔۔۔ وہ گڑ بڑا گیا۔ اسی وقت اندر سے وینا تاتھ نے دروازہ دھڑ دھڑایا شکر اور شکر الو کے پیچھے دروازہ کھول وہ کتے کی طرح بھونکا۔

خبردار اگر میرے مندر سے نکلنے سے پہلے دروازہ کھولا تو گولی سے اڑا دوں گا۔ پردیپ نے ریوالور لہرایا شکر گھکھکیا کر رہ گیا پردیپ تیزی سے آگے بڑھا اور چند ہی لمبے لمبے ڈنگ بھر کر مندر کا صحن پار کر گیا۔ اسے سیزھیوں پر غائب ہوتا ہوا دیکھ کر شکر نے پلٹ کر جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ وینا تاتھ بکتا جھکتا طوفانی انداز میں باہر نکلا کہاں تھا تو رازماڑے۔ وہ شکر پر برس پڑا کہاں گیا وہ کتے کا بچہ اس کا اشارہ پردیپ کی طرف تھا۔

وہ چلا گیا ہے۔ گرو دیو بھاگ گیا ہے۔ شکر نے نہ کاری سے کام لیا وہ تو یوں بھاگا ہے جیسے چھری سے ڈر کر بکری آپ نے اسے کیا کہہ دیا۔

کہا نہیں اب کہوں گا وینا تاتھ نے منہ سے کف اڑاتے ہوئے کہا جا جا کر پوجا کا بندوبست کر آج رات ہی میں اس کتے کے پلے کا قصہ تمام کر دوں گاں کالی کی سوغند۔ آج یہ بچے کا نہیں میرے قہر سے بچے کالی بچے کالی۔ وہ دروازے سے نعرے لگاتا ہوتا پلٹا اور مندر کے سامنے والے حصے میں بنے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں کالی کا قند آرم بتاتریوں کی پوجا بات کے لیے نصب تھا اور پردیپ تیزی سے سیزھیاں اتر کر مندر سے سڑک پر آیا ریوالور اس نے جیب میں ڈالا گاڑی میں بیٹھ کر بڑی نفرت سے کالی کو دیکھا اور تیزی سے یونین لے کر ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دبایزھاتا ہوا چلا گیا۔

شکر بے ہنگام کا کیلا نے پردیپ کی گاڑی کو مین روڈ پر مڑتے ہوئے دیکھا اور کہا۔

کیوں۔ اب کیا ہوا سا کی نے اس کی آواز کے جواب میں کہا۔

لگتا ہے اب یہ بانکا ہاسپٹل کی طرف جا رہا ہے اس نے پردیپ کی گاڑی پر نظر کر جمائے جمائے ہوئے

کہا ہوا مل کو بائیں ہاتھ کی تھامے وہ ساداشی سے باتیں کر رہا تھا اور دائیں ہاتھ سے سٹیر کر رہا تھا۔

مگر کیلاش۔ پردیپ اتنی دیر تک مندر میں کیا کرتا رہا ہے یہ کیسے معلوم ہوگا۔

میں کچھ نہیں کہہ سکتا مگر ایک بات میں بڑی شدت سے محسوس کر رہا ہوں

وہ کیا۔

وہ یہ کہ پردیپ پریشانی کی حد تک الجھا ہوا ہے اس کی شخصیت میں کوئی زلزلہ سا آیا لگتا ہے اس کی چال

ڈھال چہرے مہرے ہر شے پر اداسی اور سوچ کی چھاپ ہے صبح تک وہ ایسا نہیں تھا اب تو وہ دیو اداس کی فوٹو کا پانی

لگ رہا ہے۔

ہوں۔ ساداشی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ہو سکتا ہے وینا تاتھ نے اس سے کوئی ایسی سیدھی بات کی ہو ورنہ

اب تو اسے خوشی سے ہند رہن جانا چاہیے تھا۔
ہاں مگر ایسا ہونا نہیں ہے دوست نہیں وہ دوبارہ انسان بننے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔
ہو سکتا ہے ساداشی نے لاپرواہی سے کہا مگر ایسا ممکن نہیں ہے۔ ایسی الٹی راہ کے مسافر واپسی کے سارے
ناشن مٹاتے چلے جاتا کرتے ہیں جواب میں کیلاش خاموش رہا۔

کیا ہوا بولتے کیوں نہیں۔

کچھ نہیں ہوا بس ہاسپٹل آ گیا ہے مہاشے نے گاڑے اندر داخل کر دی ہے اور میں جا رہا ہوں آفس کچھ
ضروری کام نمٹانا ہے۔

او کے گھر جانے کے لیے آفس سے کب نکلو گے۔

ساڑھے سات کے قریب۔

تو ساڑھے کے بجائے سوا سا بجے نکل آتا میں سناپ پر تمہارا انتظار کروں گی پروفسر صاحب سے ملنا چاہتی
ہوں مجھے ساتھ لے لینا۔

کیوں۔ تمہاری گاڑی کو کیا ہوا۔

کچھ نہیں ہوا۔ بس میں جا رہی ہوں اکٹھے چلیں۔

ٹھیک ہے میں تمہیں پک کر لوں گا۔

او کے سی یو ساداشی نے رابطہ ختم کر دیا کیلاش نے موبائل بند کر کے اوپری جیب میں ڈالا اور گاڑی کا رخ
فلٹ کی طرف کر دیا۔

وہ مٹیوں اسی چھوٹے کمرے میں گول چپوترے کے گرد بیٹھے تھے موم بتی جل رہی تھی اگر بتیاں سلگ رہی
تھی مدھو کے سر پر پھول ترو تازہ تھا وہ پروفیسر نے چند بتی لگوں کی بڑا ہٹ کے بعد جب آنکھیں کھولیں تو کمرہ
یکدم ختم ہو گیا کیلاش اور ساداشی ساتھ ساتھ اپنی سابق جگہ پر بیٹھے تھے مگر اب ان کے خوف کا وہ عالم نہیں تھا دل
زور سے دھڑکے ضرور تھے مگر وہ ہشت نام کی کوئی چیز ان کے دلوں اور ذہنوں کو گرفت میں نہیں لے سکی تھی۔

آؤ بیٹا آگئیں تم پروفیسر نے مدھو کی آنکھوں جھانکا جہاں زندگی کی رقی دوڑ گئی تھی

جی بابا جی ایک تیز مگر نرم سرگوشی کر کے کی فضا کو چیرتی چلی گئی۔

کیا خبر لائی ہو

وینا تاتھ نے پردیپ کو جلد سے جلد دیوان صاحب سے سب کچھ اپنے نام کر لینے کو حکم دیا ہے تاکہ اپنا حصہ
وصول کر سکے۔ مدھو نے اسی لہجے میں جواب دیا پھر اس نے وینا تاتھ اور پردیپ کے درمیان پیدا ہو جانے والی

کشیدگی سے پروفیسر کو آگاہ کر دیا۔

یہ تو بہت اچھا ہوا۔ پروفیسر نے ساری بات سن کر کہا اس کا مطلب ہے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔

بابا۔ مدھو نے جیسے جگہ لے کر کہا ایک اور عجیب سی بات ہوئی ہے بابا۔

کیا بیٹا۔ وہ بھی چو کے۔ ٹھل کر کہو۔

پردیپ آج سمندر کے کنارے بیٹھا ہوا تھا اور روتار رہا تھا۔

اچھا۔ وہ ملکی سی حیرت سے بولے مگر کیوں۔

پتہ نہیں بابا گردو بار اس نے بڑی تڑپ کے ساتھ زلما اپنی چٹنی کو پکارا تھا بابا۔

ہوں۔ پروفیسر صاحب کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں لہرائے گئیں۔

بابا۔ اس نے ایسا کیوں کیا بابا۔ پروفیسر صاحب مدھو کے معصوم لہجے پر چونکے شاید اسے اپنے جرم کا احساس ہو گیا ہو بنا۔

اس سے کیا ہوگا بابا اس کی سرگوشی میں تنہی اور بے تابی کا زبر سہل گیا کیا اس سے میری لٹی ہوئی عصمت واپس آجائے گی کیا میں پھر زندہ ہو جاؤں گی کیا میری دردناک مریٹو کا پرانچٹ ہو جائے گا
نہیں بیٹا نہیں پروفیسر نے جہدی سے کہا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا میں نے یہ کب کہا میں نے تو اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔

دیکھئے بابا۔ وہ جیسے بچوں کی طرح چلی مگر اس کے لہجے میں بڑا وزن تھا آپ میری سہانیا کاوچن دے چکے ہیں پروپ کی سہانیا کا خیال بھی آپ کے من میں آیا تو۔

ارے بیٹا تم کیوں بکل ہو رہی ہو کیا میں نے ایسا کہا وہ پیار سے اس کا سر سہلاتے ہوئے بولے۔

کہا تو نہیں مگر اگر اسے شاکرنا میرے لیے بہت کچھ ہوگا بابا وہ کہتے کہتے سسک پڑی
حوصلہ رکھو بیٹا تم خود بخود بے چین ہو رہی ہو مجھے وہ تم سے زیادہ عزیز نہیں ہو سکتا میری بیٹی بیٹیوں سے زیادہ تو کبھی کوئی عزیز ہوتا ہی نہیں۔ ان کا لہجہ تھرا گیا۔

میں جانتی ہوں بابا شمع کا شعلہ لہرا کیا جیسے کسی نرم سے جھونکے نے اسے چھو لیا ہو آپ سے ایک فتنی ہے۔
کہو بیٹا۔

میرے پتا جی کا میری جدائی میں برا حال ہے بابا آپ کیا ان کو دلا سہ نہیں دے سکتے۔

کیسے بیٹا تم بتاؤ۔ تم جو کہو میں کرنے کو تیار ہوں پروفیسر نے اس کے سر سے ہاتھ ہٹا لیا۔
کسی بھی طرح۔ بابا۔ ان کو صبر آجائے وہ دھیرج کو پنا لیں بابا کچھ کچھ بھی کہئے اس کی سرگوشی آنسوؤں میں بھج گئی۔ بیٹا بیٹیاں سسرال چلی جائیں ناں تو ماں باپ کے دل پھٹ جاتے ہیں تم تو دینا ہی سے چلی گئیں میں ان کو کیا حوصلہ دوں جا کر کہنا وہ سہ پائیں گے پروفیسر کی آواز میں وہی درد تھا۔

پر میں کیا کروں بابا۔ میرے پتا جی تو مر جائیں گے مر جائیں گے۔

میری باتے کا برا تو نہیں مانو گی بیٹا پروفیسر نے اچانک سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

نہیں بابا آپ کہیے مدھو کی آواز میں ادب میں ہی ادب تھا۔

تب میری دعا ہے بیٹا تمہارے پتا جی جلدی تمہارے پاس پہنچ جائیں۔

بابا۔ وہ جیسے تڑپ نکلی۔

ہاں بیٹا۔ پروفیسر کی پلمکس نم ہوئی نظر دھندلا گئیں یہ جو بیٹیوں کا دکھ ہوتا ہے ناں یہ جیتے جی مار دیتا ہے ہر وقت کے مرنے سے کیا اچھا نہیں کہ وہ ایک ہی بار مر جائیں آزاد ہو جائیں اس درد سے اس کم کی ازیت سے جو انہیں نہ جینے دیتی ہے نہ مرنے دیتا۔ اب وہ زندہ ہیں اس آس پر کہ شاید تم بھی مل جاؤ مگر تم خود بتاؤ کیا یہ زندگی ہے اسے جینا کہتے ہیں کیا اور جب انہیں پتہ چلے گا کہ تم کس طرح ان سے چھین لی گئیں تب کیا ہوگا اگر وہ اس صدمے سے جانبر ہو چکی گئے تو کیا وہ زندگی ہوگی کیا وہ جینا ہوگا۔ اس لیے بیٹا میں اپنے اللہ سے دعا کروں گا کہ تمہارے پتا جی کو یا تو صبر دے دے یا تمہارے پاس پہنچ دے اور صبر آپائیں کرتا بیٹا یہ تم جانتی ہو ناں پروفیسر کی

آواز بھر کر نوٹ گئی۔

ہاں بابا ہاں میں جانتی ہوں مدھو جیسے جھکیاں لے کر رو دی۔

بس بیٹا بس چند منوں بعد پروفیسر نے آنکھیں ہاتھ کی پشت سے صاف کیں اور مدھو کے سر پر پھکی دی جو دھیرے دھیرے لرز رہا تھا اس کی شانف آنکھوں سے رخساروں پر بہہ آئے تھے پروفیسر نے ہاتھ اس کے سر سے ہٹا لیا اور اس کی آنکھیں اور رخسار پونچھ دیئے۔

تم نے مجھے رلا کر ہی چھوڑنا بیٹا۔ پروفیسر نے پھکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا خواب میں مدھو نے جیسے ہونٹ بھیج لیے

اب بس۔ بس کرو آج کی رات بہت اہم ہے میں چاہتا ہوں یہ قصہ آج ہی تمام ہو جائے۔

وہ کسے بابا مدھو نے چونک کر پوچھا۔

تم خود کو سنبھالو اور میری بات غور سے سنو خود پر قابو پاتے ہوئے بولے۔

میں سن رہی ہوں بابا آپ کہیے۔ مدھو نے انھوں میں اپنی حالت سنبھال لی۔

کیلاش اور ساکشی پتھر کے بت بنے بیٹھے سب کچھ سن رہے تھے وہ مدھو کو دیکھ نہیں سکتے تھے مگر اس کی آواز براہ رس رہے تھے اس کے جذبات کو محسوس کر رہے تھے اور ہر بات ان کے دل و ذہن پر نقش ہو رہی تھی۔

سنو بیٹا آج رات مجھے کالی کے مندر جانا ہوگا۔

وینا تاجھ کے مندر مدھو چونکی کیلاش اور ساکشی کا بھی یہی حال ہو

ہاں بیٹا ٹھیک آدھی رات کے وقت میں وہاں موجود ہوں گا تم وہیں چلی آنا اگر میرے اللہ نے چاہا تو آج رات میں تمہیں آزاد کرانے کے رہوں گا۔

بابا۔ وہ بڑا خبیث شیطان ہے مدھو بے چینی سے بولی۔

سارے شیطان ہی خبیث ہوتے ہیں بیٹا پھر یہ کام آج بھی کرنا ہے اور کل بھی پھر دیکھا ہے۔

اس کے لیے کیا آپ نے کوئی خاص تیاری کی ہے بابا۔

ہاں بیٹا میں نے اپنے اللہ کی مدد طلب کی ہے اس سے گڑگڑا کر دعا کی ہے التجا کی ہے اس کی منت کی ہے کہ وہ مجھے ایسی کالی طاقتوں کے مقابلے میں سرخرو فرمائے جو تم جیسی بے گنا بیٹیوں کو برباد کرنی پھرتی ہیں اور میرے اللہ نے مجھے بھی مایوس نہیں کیا بیٹا میں اپنے اللہ کے حکم سے ہی وہاں جا رہا ہوں تم صرف ایک کام کرنا جی بابا جی۔

پروپ کو وہاں تک لے آنا۔

لے آؤں گی بابا اور کچھ۔

بس بیٹا وقت کا خیال رکھنا اور رات کو ٹھیک بارو بجے تم دو توں کو وہاں موجود ہونا چاہیے۔

آپ چھتا نہ کریں بابا جیسا آپ کا حکم ہے دیبا ہی ہوگا۔ مدھو نے بڑے غزم سے کہا

بس اب تم جاؤ بیٹا پروفیسر نے ہاتھ اٹھا کر کہا

جی بابا جی مدھو نے کہا اور کمرے میں پھیلی ہوئی سر دی ایک سرسراتے ہوئے جھونکے کے ساتھ رخصت ہو گئی شمع کا شعلہ زور سے تھرتھرا ایا اور پھر قائم ہو گیا۔ پروفیسر نے کیلاش کی جانب دیکھا اور اشارے سے اسے لائٹ آن کرنے کو کہا کیلاش جلدی سے اٹھا اور دروازے کے پاس موجود سوچ بورڈ پر بن دن دبا کر کمرہ روشن

دیا۔ پروفیسر نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی مدد سے شمع کا شعلہ گل کیا پھر تھالی میں پڑے ہوئے پھولوں سے گلاب کے پھولوں کا بار اٹھا کر مدھو کے گلے میں یون ڈالا کہ وہ اس کے کئے ہوئے ریشمی بالوں کے گرد لے کی طرح جم گیا۔ دو اور بار اٹھا کر پروفیسر نے ان پر کچھ پڑھ کر دم کیا اور ایک ایک بار اپنے ہاتھ سے کیلاش رساشی کے گلے میں ڈال دیا انہوں نے اپنا اپنا بار کار کے پیچھے سے اندر کر لیا۔ پھر پروفیسر نے مدھو کے کئے سے سر کو اسی کالے کپڑے میں باندھا اور دیوان صاحب کا پتلا اور سر کی گھڑی شاپر میں رکھی شاپر کو اٹھایا ریتینوں باہر والے کمرے میں گئے شاپر کو پروفیسر نے میز پر احتیاط سے رکھ دیا سامنے دیوار گٹر کلاک میں رات کے گیارہ بج رہے تھے۔

میٹھو بھی کیلاش پروفیسر نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ساکشی ویوی بابا تم کپ گرم گرم کافی بناؤ الو۔ جی سر۔ وہ کہہ کر کچن کی طرف چل ی کیلاش کے دل میں ایک سوال بار بار سر اٹھا رہا تھا مگر وہ پوچھنے کی مت نہیں پار ہا تھا پھر جب ساکشی کافی لے آئی اور ان تینوں نے اپنا اپنا کپ سنبھال لیا تو اس کی مشکل ساکشی نے نمان کر دی۔

سر۔ وہ چٹکی لے کر کپ واپس میز پر رکھتے ہوئے بولی ایک بات پوچھوں۔

ہاں بابا پوچھو۔ پروفیسر صاحب نے کپ کو ہونٹوں کی طرف لے جاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

بے تو ذالی سا سوال لیکن اگر میں پوچھوں گی نہیں تو چھین نہیں آئے گا۔

تو پوچھو ناں بابا۔ میں نے کب منع کیا ہے وہ صپ لے کر بولے۔

سر۔ یہ بچی کا شہد آپ کے لیے ہوتا جذباتی کیوں ہے کیا آپ کی کوئی۔ اور پروفیسر نے ہاتھ اٹھا کر اسے گے بولنے سے منع کر دیا۔

بس بابا میں تمہارے سوال کا جواب ضرور دوں گی مگر آج نہیں ابھی نہیں آج نہ تو میرے پاس اتنا وقت ہے جو صبح ہے آج کا کام ختم کر لیں پھر۔۔۔

جی سر۔ وہ وقت کی نزاکت کو سمجھ گئی۔

تم لوگ فارغ ہو جاؤ تو چلیں پروفیسر نے خالی کپ میز پر رکھا اور اٹھ گئے وہ سیدھے اپنے ایرانی مندرے پر بچھے جائے نماز پر گئے اس کے دائیں کونے میں پڑے رطل پر رکھے پاکت سا قرآن پاک کا نسخہ ڈھانپا اسے چوما آنکھوں سے لگایا۔ اور سامنے کی جیب میں دل کے پاس رکھ دیا پھر جائے نماز کے پاس ایک تین دانوں کی سیج اٹھائی یہ دانے سفید اور سیاہ تھے۔ پروفیسر نے یہ سیج دائیں جیب میں رکھی پھر جائے نماز پر سفید بے داغ رومال اٹھایا اور سر پر یوں بندھ لیا جیسے کفن باندھا کرتے ہیں کیلاش اور ساکشی کے جسم میں منشی سی دوڑی۔ وہ یہ سب تیاری دیکھ کر عجیب رگ دریش تو زدینے والی بے کبی سے محسوس کرے تھے انیس یوں لگ رہا تھا جیسے یہ سب ہچکھ وہ خود کر رہے ہوں پروفیسر نہیں۔ پروفیسر نے جب پلٹ کر ان کی طرف دیکھا تو وہ دنگ سے رہ گئے پروفیسر کا خوبصورت چہرہ ایک عجیب سی جلالی کیفیت میں ڈوب گیا تھا ان کی آنکھیں سرخ زرد ورسوں سے لبریز تھیں رخساروں پر پیش کی سہمی اور ماتھے پر کوئی ناویدہ نور جھللا رہا تھا۔ چند لمحوں تک ان دونوں کو دیکھتے رہے پھر بائیں جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جس میں ابی سا تھا انہوں نے اس کا ڈھکن کھولا اور انگلی سے اس کے منہ پر جما کر پہلے کیلاش اور پھر ساکشی پر اس پانی کے چھینٹے پھینکے اس کے بعد چلو میں پانی لے کر اپنے چہرے اور سینے پر لیا شیشی کو واپس بائیں جیب میں ڈالا اور باری باری انیس دیکھا پھر جب وہ بولے تو لوگ جیسے کوئی

بادل سرخ رہا ہو کوئی بجلی کڑک رہی ہو مگر زری کا عجیب احساس اس گھن گرج کو آغوش میں لئے ہوئے تھا۔ تم دونوں میرے ساتھ چلو گے وہ ان کی طرف انگلی اٹھا کر بولنے لگا یاد رکھنا وہاں جو کچھ بھی ہو گا تم اسے صرف دیکھو گے جو کہا جائے گا اسے صرف سنو گے جب تک میں نہ کہوں تم دونوں کوئی بھی حرکت نہیں کرو گے اپنی مرضی سے صرف سانس لو گے اور بس۔

جی سر۔ وہ دونوں اس تھمسانہ انداز کو یوں پی گئے جیسے امرت انکے رگ ویشے میں اترتا چلا گیا ہو۔ کوئی خوف کوئی دہشت محسوس نہ کرنا وہاں جو بھی ہو گا وہ میرے اور اس شیطان کے بیچ ہو گا تم دونوں کی موجودگی وہاں صرف اس لیے ضروری ہے کہ مدھو کو تم دونوں لائے تھے ورنہ شاید میں تمہیں وہاں لے کر ہی نہ جاتا سمجھ گئے۔ جی سر۔ وہ اسی سنی انداز میں بولے۔

تو آؤ۔ چلیں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انہوں نے کہا اور دایاں قدم دروازے کی طرف بڑھا دیا۔ کیلاش اور لہا کشی ان کے پیچھے کسی محرزہ معمول کی طرف چل دیئے کمرے کی فضا میں ایک عجیب سی خوشبو پھیل رہی تھی جیسے کوئی ان کو اپنے ناویدہ ہالے میں لیے وہاں سے روانہ ہو رہا ہو۔

رات کے گیارہ بجے تھے جب پردیپ نرملہ کے بے حد مجبور کرنے پر ہاسپٹل سے گھر کے لیے نکلا دیوان صاحب سارے دن میں چند منٹ کے لیے ہوش میں آئے تھے پھر بلکے سے ناشتے کے بعد ان کو دوبارہ سلا دیا گیا تھا پردیپ اور نرملہ نے آدھی رات تک کا یہ وقت آپس میں گلے شکوے کرتے ہوئے پھر رات کا کھانا کھانے میں گزار دیا۔ پردیپ ہر طرح سے نرلا کو اپنی صاف دلی اور محبت کا یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا اور نرملہ بے یقینی کے عالم میں گوگو کی کیفیت کا شکار رہی اس نے کوشش کی تھی کہ پردیپ کو اس کے اندرونی احساسات کا علم نہ ہو سکے۔ اس لیے وہ کم بختی اور زیادہ سنی رہی پردیپ کا ذہن وینا تھا کہ کی طرف پلٹ جاتا اس کی دھکیوں سے خوفزدہ ہو جاتا مگر پھر نرملہ کی طرف دیکھتے ہی وہ جیسے ساری کلفت بھول جاتا نرملہ نے جب نوبے کے بعد بار بار پردیپ کو گھر جا کر آرام کرنے کو کہا تو آخر کار گیارہ بجے وہ بادل خواستہ اٹھ گیا صبح ہی صبح دوبارہ آنے کا کہہ کر اس نے طائرانہ نظروں سے دیوان صاحب کو دیکھا جو گہری نیند میں تھے اور کمرے سے نکل آیا۔ گھر پہنچنے میں اسے صرف پندرہ منٹ لگے تھے اپنے کمرے میں آ کر اس نے لباس تبدیل کیا اور بستر میں گھس گیا۔ بستر میں لیٹتے ہی اس کے دماغ پر سوچوں نے یلغار کر دی سب سے پہلا خیال جو اس کے ذہن میں انگڑائی لے کر بیدار ہوا وہ وینا تھا کہ تھا جس سے لڑائی تو اس نے مول لے لی تھی تاہم اس کے انجام سے باخبر ہونے کے باوجود وہ خود کو ایک حد تک مطمئن محسوس کر رہا تھا اسے اپنے کئے اور کیے پر کوئی جھجکاؤ انیس تھا اس نے اپنے جائے ضمیر کی آواز پر کان بند کرنے کے بجائے دل کی آنکھیں کھول لی تھیں۔ جب تک وہ ہاسپٹل میں نرملہ کے پاس رہا تھا اس کا دماغ سوچوں کی بھول بھلیوں سے دور رہا تھا مگر گھر آ کر خاموشی اور تنہائی میں ڈوبے کمرے میں بستر پر لیٹتے ہی وہ پلے پشان ہوا تھا تو فکر سونے کے لیے جا چکے تھے چوکیدار گیٹ پر تھا اس نے کمرے میں نائنٹ بلب جلانے کا سوچا پھر رک گیا بلب کی نیم سبز روشنی میں اسے خوف سا محسوس ہوتا اس لیے اس نے نیوب جلیتی رہنے دی اور ریشمی رضائی کو منہ تک پہنچ لیا۔ وہ سیدھا لینا سامنے دیوار کو گھور رہا تھا جس پر ایک بچے کی پینٹنگ لگی ہوئی تھی وہ تین ماہ کے معصوم بچے کی مٹی مسکراتی تصویر اسے کھلکھلا کر دیکھ رہی تھی کاش بھکوان ہمیں ایک بچہ دے دیتا۔ اس کے دل میں ہوک سی اٹھی پھر شاید میں بھی نہ بھٹکتا۔ وہ ایک ٹک بچے کی آنکھوں میں گھونٹنے لگا اسے اس پر بے

پناہ پیارا رہا تھا۔ اسے داپنے ہی جگر کا ٹکڑا محسوس ہو رہا تھا اپنا ہی خون لگ رہا تھا۔ اچانک بچے کی تصویر میں جیسے جان پڑی وہ مسکراتے مسکراتے ایک دم بنجیدہ ہو گیا اس کے چہرے پر فطرت کی نرمی کی جگہ خشونت اور درندگی ابھرتی آنکھوں میں تیری محسوسیت نے دم توڑ دیا اور نفرت کی آگ نبی ان میں دکنے لگی جس کی تپش نے اسے بے چین کر دیا پھر اس کے گول منہ بھولے بھولے سرخ و سفید گالوں والے خوبصورت چہرے نے ایک دم پھیلاؤ اختیار کیا اور اس پر داڑھی موچیں یوں ابھرتیں جیسے بنجر زمین پر گھاس اگ آئی ہو۔ وہ خوف کے مارے ساکت ہو کر رہ گیا حلق سوکھ گیا جسم میں جان نہ رہی۔ سارا بدن لٹھ سا بن گیا وہ بالکل چست لینا حیرت اور دہشت کی تصویر بناد یوار پر رنگ بدلنے چہرے کو تنکے جارہا تھا وہ چیخنا چاہتا تھا مگر آواز گم ہو کر رہ گئی اس نے اٹھ کر بھاگنا چاہا مگر جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا کسی کو مدد کے لیے پکارنا چاہتا تھا مگر زبان اٹھ کر رہ گئی اس کا سارا جسم پتھر کا بن چکا تھا سرد اور بے جان پھر اس کی خوف اور حیرانی سے پھٹکی آنکھوں میں اندھیرے کا تیر چلتا چلا گیا۔

اب اس کی آنکھوں کے سامنے دینا تھا کہ خوفناک اور مکر وہ چہرہ دیوار پر پوری طرح ابھرتا تھا۔ کیوں حرامزادے۔ دینا تھا کہ کڑک دار آواز نے سے سر سے پاؤں تک دہلا کر رکھ دیا بڑے آرام سے نرم بستر پر لیٹا ہے۔ اس نے جواب دینا چاہا مگر صرف سوچ کر رہ گیا وہ بٹنے جلنے سے مکمل طور پر معذور ہو چکا تھا دینا تھا کہ چیخاڑیاں برساتی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گڑی ہوئی تھیں نہ وہ پتلیں جھپک رہا تھا اور نہ اسے جھپکنے دے رہا تھا۔۔۔

تو کیا مجھے اتنا ہی کمزور سمجھا تھا کہ میں تیری اس پٹانے چھوڑنے والی شرٹی سے ڈر کر چوبائیں جاتا ہوں۔ وہ طنز سے بولا میں تجھے یہی بتانا چاہتا تھا لو کہ مجھے کہ مس ماں کالی کا بھگت ہوں سب سے لاڈلا بھگت مجھے اگر یہاں آ کر نرگ کی طرف روانہ کر سکتا ہوں تو یہ کام مجھے وہاں کیا مشکل تھا میں نے تجھے سرف اس لیے نکل جانے دیا کہ تجھے دھواں ہو جائے کہ تو اب بھی میرے چنگل سے مکت نہیں ہو سکتا۔ پردیپ نے چل جانے کی بولنے کی حرکت کرنے کی پوری کوشش کر ڈالی سر سے پاؤں تک کا زور لگا دیا مگر نہ ایک شہد بول سکا اور نہ ایک سوت بل سکا۔

بابا۔۔۔ بابا۔۔۔ بابا۔۔۔ تکیہ اور طنز سے لہریز تکیہ۔ دینا تھا کہ ملے موٹے اور بھدے موٹھوں سے دے ہونوں سے کسی تازیانے کی طرح نکلا اور پردیپ کی آتما پر کوڑے کی طرح برستا چلا گیا۔۔۔ بل کر دکھا بول کر دکھا مجھے جو ہے میں اگر چاہوں تو کیوں ایک اشارے سے تجھے ابھی میراج کی جھولی میں ڈال سکتا ہوں مگر میں ایسا کروں گا نہیں۔ اس طرح تو تو ایک ہی جھٹکے میں مکت ہو جائے گا میں تو تجھے کسی شراب کی طرح چٹ جاؤں گا کتنے تجھے تیرے کئے کا تیرے کہے کا تیرے مکر نے کا وہ ڈنڈوں کا کہ تیری سات نسلیں بھی میرے نام سے کانپا کریں گی۔ پردیپ کی آنکھوں میں اب خوف کی جگہ بے بسی نے لے لی تھی اس کے دل میں بار بار ایک ہی خواہش ابھرتی تھی کہ وہ دینا تھا کہ جواب دے سکے اس کی شبیہ پر گولیاں برسائیں پر پولیس کے ہاتھوں کے نیچے پڑا تھا مگر وہ بالکل لاچار پڑا صرف سوچ رہا تھا اس سے آگے اس کے بس میں کچھ نہیں تھا۔

تو جو سوچ رہا ہے ناں۔ میں وہ سمجھ رہا ہوں تیری ہر سوچ تیرا ہر خیال میرے سامنے کھلی کتاب کی طرح چھڑ چھڑ رہا ہے بچے تو بولے گا تو میرا کیا کر لے گا اور اپنی شرٹی مجھ پر دانے گا تو اپنی ہی دیوار اکھاڑے گا پاگل کتے میری شبیہ بھی اتنی ہلکی مان ہے کہ گردن مروڑ سکتی ہے پر نہ تیرے شریر میں اتنا بھی زور نہیں کہ تو اپنے آپ کو بلا ہی سکے۔ ہے ناں۔ بابا۔۔۔ بابا۔۔۔ بابا۔۔۔ پردیپ نے سوچا کہ اتنی بلند آواز میں ایسے خوفناک قہقہے سن کر بھی

گھر کا کوئی ملازم اس طرف کیوں نہیں آ رہا۔ یہ میں تجھے بتاتا ہوں حرامزادے۔ دینا تھا جیسے برابر اس کا ذہن پڑھ رہا تھامیری شبیہ کیوں تو دیکھ سکتا ہے تیری آواز کیوں تو سن سکتا ہے پورا گھر جس طرح نہ مجھے دیکھ سکتا ہے نہ سن سکتا ہے اسی طرح وہ تجھے میرے ہاتھوں کی دند سے بچا بھی نہیں سکتا مگر میں تجھے ابھی کچھ دن بالکل بھی کچھ نہیں کہوں گا۔ کچھ بھی نہیں۔ میں اماؤس کی تیسری رات کی راہ دیکھوں گا اس رات اگر تو میری ماں کالی کے چروں میں دم بلاتا ہوا نہ پہنچا تو بھر۔۔۔ پھر میں تیری وہ درگت بناؤں گا کہ تو نہ منٹش رہے گا نہ اماؤس تیرے اس شریر کو میں ساری رات کیلے دے دہشت کا نشان بنا دوں گا کہ تو بچے گا پر تو ہر بل مرتوی کی اچھیا کرے گا تو مرنا چاہے گا پر تو میں تجھے مرنے نہیں دوں گا تو کتے سید تر ہو جائے گا کتے بھی تجھے دیکھ کر دور بھاگ جایا کریں گے یہ میرا دھن ہے تجھ سے تو جانتا ہی نہیں ہے مجھے میں کالی کا وہ بھگت ہوں جسے نہ کرنے سے پہلے ماں کالی بھی دس بار سوچتی ہے اور تو۔۔۔ تو نے تو ایک بار بھی نہیں سوچا کہ تو کس کا ایمان کرنے جا رہا ہے کس کو نہ کہنے کی بھول کر رہا ہے کس کے چنگل سے بھاگ نکلنے کی سوچ رہا ہے اور کس پر شرٹی تان رہا ہے دینا تھا کہ کچھ خوفناک سے خوفناک تر ہوتا چلا گیا۔ پردیپ کا سارا بدن پسینے میں تر ہو چکا تھا اس کے سینے تک اوڑھے ہوئے رسمی لحاف میں پسینہ جذب ہو رہا کہ اسے گھبرا کر رہا تھا لگتا تھا کسی نے بائی بھر پانی اس کے سر پر ڈال دیا ہے جو رس رس کر اس کے چہرے اور بدن پر پھیلتا جا رہا ہے۔

اور سن کتے اچانک دینا تھا کہ کتے کہتے چونکا اور اس کے چہرے پر حیرت اور اچنبھے کی علامات ابھرتی چلی گئیں اس نے پردیپ کی آنکھوں سے اپنی نگاہوں کا تاؤ توڑ لیا اور سامنے دیوار کیوں گھورنے لگا جیسے وہاں کوئی فلم چل رہی ہو جس کے کسی ناقابل یقین منظر نے اسے حیران کر دیا ہو۔ یہ۔۔۔ یہ منسا یہاں کیا کر رہا ہے وہ بڑبڑایا اس کی اتنی ہمت کہ ماں کالی کے مندر میں پگ دھرے وہ دانت پس کر بولا اضطراب اس کے لہجے میں صاف جھلک رہا تھا۔ حرامزادے اس نے ایک بار پھر پردیپ کی آنکھوں میں جھانک تیری جنم کنڈی میں ابھی میرے ہاتھوں مرنے میں چند دن کی مہلت باقی ہے یہ نہ سمجھا کہ تو مجھ سے دور ہے میں کسی بھی پل تیری منڈی کاٹنے آ سکتا ہوں اماؤس کی تیسری رات یاد رکھنا ہے کالی۔ اس نے زور سے کہا اور ایک دم دیوار سے اس کی مکر وہ گھٹاؤنی شبیہ یوں غائب ہو گئی جیسے وہاں کبھی ابھری ہی نہیں تھی اب پھر وہاں شیر خوار بچے کی تصویر کھلکھلا رہی تھی ایک جھٹکے سے پردیپ کا ذہن دینا تھا کہ کالے سحر سے آزاد ہو گیا اس نے کراہ کر آنکھیں موند لیں اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے اٹھے اور اس نے کپٹیاں جکڑ لیں سر میں درد سے دھماکے ہو رہے تھے جیسے ابھی اس کا سر پشناک سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اس کا دل بڑے زوروں سے دھڑک رہا تھا سارے بدن میں یوں جیونیاں دوڑ رہی تھی جیسے بڑی دیر کے بعد کے ہوئے خون کی گردش رواں ہوئی ہو روشنی اور اندھیرے کے ملے جلے جھماکوں نے اسے اتنی ہی دیر تک اپنی گرفت میں لیے رکھا آہستہ آہستہ اس کے جسمانی نظام نے اعتدال کی راہ دیکھی وہ خواب کی سی کیفیت سے ابر نکلا اور آنکھیں کھول کر اٹھ بیٹھا جسم میں نقاہت کے ڈنکے رہے تھے اسے بٹنے جلنے سے بھی تکلیف ہو رہی تھی ایک بار پھر اس نے سامنے دیوار پر لگی ہوئی بچے کی تصویر کو دیکھا جو اپنی پوری معصومیت کے ساتھ اپنی جگہ موجود تھی پھر اس کے ذہن میں گزرے وقت کا ایک ایک پل زندہ ہوتا چلا گیا اس نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا اور دھڑکتے دل کے ساتھ دینا تھا کہ ایک ایک لفظ پر غور کرنے لگا۔

ہے بھگوان یہ میں کس خدا میں گھر گیا ہوں اس نے تھک کر منو چا اور سر چھوڑ کر دونوں ہاتھوں میں منہ

چھپا لیا۔ اسے کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا کہ وہ دینا تھا سے جان چھڑا لیتا ایک خیال آیا کہ وہ نرملا کو لے کر شہر بہ ملک ہی چھوڑ جائے فوراً ہی جوانی خیال نے اس کے اس کے اس تصور کو رد کر دیا کہ جو میلوں دوڑ بیٹھ کر اس کے کمرے میں یوں زلزلہ برپا کر سکتا ہے اپنی شبیہ کو شش کی صورت بنا کر اسے اس طرح بے بس کر سکتا ہے وہ دوسرے شہر اور ملک میں بھی اسے چین سے کب رہنے دے گا کسی کو ساری دے کر دینا تھا کہ کمرہ کیوں نہ دیا جائے۔ کرائے کے قاتل اندر ورلڈ میں آسانی سے مل سکتے ہیں مگر اس کی کیا گارنٹی دے کہ دینا تھا کہ اس کے ارادے اور باز نہ کئے جانے والے قاتل کے بارے میں پتہ نہیں چلے گا وہ اپنے کالے علم کے حصار میں اسے یوں قید کر چکا ہے کہ وہ اس کی ہر سوچ ہر خیال میں دوڑتا پھرتا تھا ابھی چند لمحے قبل وہ اس کے مفلوج ذہن میں پیندا ہونے والے ہر خیال اور سوچ کو یوں پڑھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے کوئی کتاب کھلی پڑی ہو پھر کیوں نہ اس کی بات مان لی جائے ہرگز نہیں بے اختیار اس کے لبوں سے نکلا اور سرفی میں مل گیا وہ اپنی اس حرکت پر خود بھی حیران رہ گیا اس کا ضمیر کس قوت کے ساتھ جا کا تھا وہ اس کی سوچ کو بھی کمرہ ہوتے ہوئے برداشت نہ کر سکا تھا اسے سکون حاصل کیا دل اور ذہن سے ایک پل میں اس غلط خیال کا یوں صفایا ہو گیا کہ وہ اس کے دوسرے پہلوؤں پر غور کرنے کے لیے آسانی محسوس کرنے لافرض کر لیا جائے کہ وہ دینا تھا کہ بات مان کر کسی کال گرل کا انتظام کر بھی دے تو اس کی کیا ضمانت تھی کہ دینا تھا اس عورت کو زندہ رہنے دے گا اس کا وہی حشر نہیں کرے گا جو اس نے مدھو کا کیا تھا ایک بات اور۔۔۔ اس سے کیا بعید تھا کہ وہ آئندہ اس سے ایسی کوئی فرمائش یا شرط پوری کرنے کو نہیں کہے گا وہ تو ایک باریک فطرتی ہی سے اس کے پنجے میں یوں پھنس گیا تھا کہ نہ جانے رفتن نہ پائے ماندن کی صورت بن گیا تھا۔ اس نے پورے اعتماد کے ساتھ دینا تھا کہ بات نہ ماننے کے اپنے فیصلے پر ڈال دیا اور پکا ہو گیا کچھ بھی ہو جانے وہ اس کے ہاتھوں کھلوانے کو بھی راضی نہ ہوگا اس کا وہ عزم تھا جس نے اسے ایک نیا حوصلہ دیا ایک نئی طاقت بخشی اور وہ اٹھ کر ہاتھ روم میں جانے کے لیے فرش پر کھڑا ہو گیا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ گرم پانی سے غسل کرے تاکہ سارے بدن میں دوڑتی پھرتی سکندری اور نفاہت کا خاتمہ ہو سکے اس نے پاؤں میں سلیپر پہنے اور ہاتھ روم کی طرف بڑھا مگر۔ ایک دم اس کے بدن کو جھٹکا سالگا اور وہ کھڑے کا کھڑا رہ گیا اس کا جسم ایک بار پھر سن ہو گیا آنکھیں بے جان اور چہرہ بے رونق ہوتا چلا گیا۔ کمرے میں سردی کی اتنی شدید لہر آئی تھی کہ وہ کپکپا کر رہ گیا۔

پروپ۔ ایک نسوانی تیز سرگوشی نے کمرے کی خاموش فضا کو مرقع نش کردیا وہ بت بنا کھڑا رہا۔ یہ سرگوشی یہ تو اس کا لا شعور چیونٹی کی رفتار سے شعور کی طرف بڑھا۔ کپڑے بدلو جلدی۔۔۔ سرگوشی ذرا سی بلند ہوئی اور اس میں حکم ابھرا یادہ ہاتھ روم کے بجائے وارڈ روم کی طرف چل پڑا الماری کھولی اپنی سلیپنگ سوٹ اتار اور وہیں کھڑے کھڑے کپڑے بدلنے لگا۔ دو منٹ میں وہ تیار کھڑا تھا۔ جوتے پہنڈ۔ سرگوشی پھر لہرائی۔ اس نے مونہ سے اور جوتے پہنڈے اسے جیسے اپنے آپ پر کوئی اختیار ہی نہیں رہ گیا تھا۔ باہر چلو۔ حکم ملا۔ وہ بائبل کسی روپونہ کے سے انداز میں دروازے سے نکل گیا کا رڈر میں چلتا ہوا وہ باہر لان میں آیا۔

گاڑی میں بیٹھو اور باہر نکلو۔ سرگوشی اس کے کانوں میں کسی نثر کی طرح اترتی چلی گئی وہ گاڑی میں بیٹھا انجن شارت کیا چونکدار نے اسے آتا دیکھ کر گیٹ کھول دیا وہ گاڑی کو سڑک پر لے آیا چونکدار نے گیٹ بند کیا۔ اور کچھ سوچتا ہوا پھر اپنے سنول پر جا بیٹھا اس کا خیال تھا پروپ شاید جا رہا ہے یکا یک گاڑی کے اندر بھی بر فانی ہواؤں نے اودھم مچا دیا اس کا بدن لرز کر رہ گیا۔ سامنے سنات اور سیا سڑک بھی سائیز لائٹس کی

مدھم اور دھندلا لود روشنی بھی اسے حیرت سے تنک رہی تھی یکا یک اس کے کندھوں پر جیسے منوں بوجھ پڑ گیا اس کے لبوں سے بے ساختہ خاموشی گراہ نکل گئی ساتھ ہی اس کے بازوؤں اور کمر میں درد کی شدید لہر دوڑ گئی اس نے منجھد ہوتے ہوئے لہو کے احساس کے ساتھ اپنی بند ہوئی ہوئی آنکھوں کو بڑی وقت کے ساتھ زور لگا کر کھولا اس کا سارا جسم بے جان ہو رہا تھا۔ اس کے پاؤں کا دباؤ ایکسلیٹر پر کم ہوتے ہوئے ختم ہو گیا۔ گاڑی چیونٹی کی رفتار سے سڑک پر تنک رہی تھی۔

پروپ۔ اچانک اسی تیز سرگوشی نے اس کے کانوں میں پکھلا ہوا سیرہ اتار دیا وہ چونکا حرکت کرنا چاہی مگر نام کام رہا اس کا سر بالکل پتھر کا ہو چکا تھا دماغ میں چیونٹیاں سی چل رہی تھیں اور ہاتھ پاؤں بے کار ہو چکے تھے تم یہاں سے سیدھے کالی کے منڈ جاؤ گے۔

ہاں میں یہاں سے سیدھا کالی کے مندر جاؤں گا۔ اس کے لبوں سے جھکی جھکی ڈوبی ڈوبی آواز ابھری جو اسے خود بھی اجنبی محسوس ہوئی۔

گاڑی تم یہیں چھوڑ دو گے یہاں سے پیدل مندر پہنچنے کے بعد تم وہیں رو گے۔

ہاں۔ وہ کی پینا تازہ ہو جانے والے شخص کی طرح بولتا رہا میں ایسا ہی کروں گا اسی وقت اس کے کندھوں اور کمرے بوجھ بٹ گیا بدن میں طاقت عود کر آئی اور آنکھوں پر پڑے بوجھل پردے کھلتے چلے گئے۔ چند منٹ وہ سڑک پر سر رکھے گھر بے گھرے سانس لیتا رہا پھر اس نے دھیرے دھیرے سر اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں عجیب ویرانی سی براجمان تھی دماغ میں دوڑتی ہوئی پھرتی چیونٹیاں نے اپنے قدم روک لیے تھے سیدھا ہو کر سیٹ سے پشت نکالتے ہوئے اس نے سامنے سڑک پر دیکھا وہ

ڈائٹس کی مدھم دو دھیر روشنی میں کالی سڑک کی آؤدھ کی طرح منہ کھولے اسے ننگے کوتیا تھی۔ چند لمحوں کے بعد وہ کار سے باہر نکلا اور درمیانی رفتار سے کالی کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا بارہ بجنے میں دس منٹ باقی تھے جب وہ مندر کی طرف جانے والی سڑک پر مڑنے سے پہلے رکا پھر چند سیکنڈ بعد ڈولتے ہوئے قدموں سے آگے روانہ ہو گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے خاصی پی رکھی ہو۔ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے اس نے مندر تک کا فاصلہ طے کیا پھر جب اس نے مندر کی سیڑھیاں طے کر کے تن میں قدم رکھا تو اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا اس کے حواس پر بے یقینی کسی ہم کی طرح گری اور پھٹ گئی۔ اس نے سر کو زور سے جھٹکا۔ وہ ایک ناقابل یقین منظر سے دوچار تھا اس کا ذہن سو یا ہوا تھا مگر لا شعور یوں کروٹیں لے رہا تھا جیسے نوے ہوئے شعور کو چیر بھڑا کر رکھ دے گا اس کی موتی جاگی آنکھوں کے سامنے مندر کے تن میں غزے کالی کے بت کے سامنے گرد و پینڈت دینا تھا قہر کا دیوتا بنا کھڑا تھا اور اس سے چند قدموں کے فاصلے پر دو مرد اور ایک عورت گرد و پو کے سامنے یوں تے کھڑے تھے جیسے اسے اس کی شیطانی طاقتوں اور خبیث شلتیوں کو لاکار رہے ہوں بے کالی۔ اچانک ساری فضا اس منحوس آواز کی شدت سے لرز گئی اور ساتھ ہی پروپ کا ذہن ہر بحر سے آزاد ہوتا چلا گیا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا اور حیران و پریشان ہو گیا کہ وہ یہاں آیا کیسے اسے کچھ یاد نہیں تھا پھر اس کے شعور میں خوف کا دریا بھاگنے لگا مارنے لگا کہیں کہیں۔ دینا تھا نے تو مجھے اپنی کالی طاقت کے بل پر یہاں نہیں بلوایا اس کے ذہن میں اس خیال کا آتا تھا کہ اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا بے کالی۔ گرد و پو کے ایک اور نعرے نے جیسے اس کے خیال پر ٹھنڈی کی مہر ثبت کر دی اور اس کا وجود تنکے کی طرح بے وزن ہو کر خلا کی طرف اڑنے لگا۔

موت کی منزل

--- تحریر۔ پرنس کریم۔ پشاور۔ قسط نمبر ۴ ---

دیکھو بیٹا تم ہی سمجھاؤ! اپنے بھائی کو ہماری تو بالکل سن رہا ہے نہ مان رہا ہے اسے لگتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ پاپ کر رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے یہ ہمیں کوئی اور مخلوق سمجھتا ہے یہ غلط فہمی کا شکار ہے میری پونی مجھے بہت عزیز ہے یہی میری کل کائنات ہے اور یہ میری پونی کو ہر بار دکھ دے جاتا ہے دادا جی نے کہا تو متیش کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے میری پونی معصوم ہے ندوش ہے اس پر کبھی آسیب کا سایہ ہے یہ آسیب ان دونوں پونی پر عاشق ہوا تھا جب اس کے فائنل سمیٹر کے امتحانات تھے یہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ پرانے مندر گئی تھی ارنی کے لیے تاکہ امتحان میں اچھے نمبر لے سکے انہوں نے ارنی شام کے وقت کی تھی مگر اچانک ہی بادل آگئے تھے اوزر و دربار بارش ہونے لگی تھی اس لیے لڑکیاں واپس نہ آسکتی تھیں وہیں رہ گئیں بارش کے رکنے کے انتظار میں بارش دو گھنٹے تک جاری رہی اور پھر ٹھہر گئی تب رات بڑ چکی تھی سب لڑکیاں اپنے اپنے گھروں کو چل دیں اور میری پونی شمع شارٹ کٹ راستے سے ہو کر آئی تھی گھر کے راستے میں ویرانہ بھی بڑا تھا اس رات شمع بہت ڈری ہوئی تھی بار بار مجھے سے کہتی دادا جی ورنے سے گزرتے ہوئے میری گاڑی کئی دفعہ بھاری ہوئی تھی مجھے یوں لگتا جیسے میری گاڑی میں کوئی آن بیٹھا ہو میں خوف سے پیچھے دیکھتی تو کوئی نہ ہوتا اور گاڑی بھی نورمالی ہو جاتی گاڑی تیز نہیں چلا سکتی تھی کیونکہ یہ سڑک جگہ جگہ سے خراب تھی ٹوٹی پھوٹی تھی اور بعض جگہوں میں پانی کے چھوٹے چھوٹے گڑھے بنے ہوئے تھے جو بارش کے پانی سے بھر سہ ہوئے تھے اس پرست گاڑی بڑی احتیاط سے گزرا تا پڑتی تھی سارے راستے شمع خوف میں مبتلا ہو کر آئی تھی کبھی کبھی دادا جی یوں لگتا ہے جیسے میں اکیلے نہیں ہوں جیسے میرے ساتھ کوئی اور بھی ہے مگر میں ہر بار اسے اس کا وہم مان کر سمجھتا تھا مگر اصل صورت حال تو تب سامنے آئی جب شمع کا رشتہ اایا اس وقت اس کی حالت غیر ہونے لگی عجیب عجیب حرکتیں کرنے لگی اور مہمانوں کو تنگ کرنے لگی تو رشتے کے لیے آنے لوگ خوف سے بھاگ جاتے میں نے ایک تانترک کو گھو بلوایا اس نے شمع پر کوئی عمل کیا اور یہ انکشاف کیا کہ اس کے ساتھ ایک جن چڑ گیا ہے جو اس کے حسن پر فریفتہ ہو گیا ہے مگر پھر اس نے شمع پر کوئی دوسرا عمل کی تو شمع کی حالت غیر ہونے لگی اور اس نے تانترک کو مارنا پینا شروع کر دیا اور اسے گالیوں سے بھی نوازا مگر تانترک نے اسے قابو کر لیا اور عمل کرتا رہا یہاں تک کہ شمع بے ہوش ہو گئی تب وہ بولا کہ میں نے جن کو بھگا دیا ہے اس کے بعد سے شمع کی طبیعت دائمی میں ٹھیک رہنے لگی مگر جب سے شیش یہاں آیا ہے تب سے اس کی حالت پھر ویسے ہی ہو گئی ہے ہر دوسری تیسری رات اس کی حالت خراب ہو جاتی ہے اور یہ جیتنے لگتی ہے اور یہ سمجھ رہا ہے کہ شمع انسان نہیں ہے انسانی روپ میں کوئی بدوح یا پھر کوئی بھوتی ہے کوئی چیزیل ہے۔۔ ایک سنسنی خیز اور دلچسپ کہانی

کیا ہوا شام بیٹا تم آج اتنی جلد ہی آگئی سمیٹی سے ماما جی نے حیران ہو کر پوچھا۔ وہاں سے نکالے جانے کے بعد وہ گھر آکر سیدھا ماما جی کے کمرے میں آگئی تھی شکستہ حال ماما جی کے استفسار پر

اگست 2013

39

خونکڑا بچٹ

موت کی منزل



31 خونکڑا بچٹ

وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ماما جی بھی لیٹی ہوئی تھی وہ اٹھ کر اس کے قریب ہوئی۔ ابھی تک ان کی آنکھوں میں وہی سول موجد تھا وہ بھانپ رہی تھی کہ شاید کوئی صدمہ پہنچا ہے اور ابھی وہی تو دے گی۔
کیا ہوا بتائی کیوں نہیں ماما جی نے دوبارہ پوچھا۔

وہی ہوا جس کا ڈر تھا وہ رو دی۔ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ میں بارگئی ماما جی روتے ہوئے اتنا ہی کہہ سکی اور پھر سے بجلی بجلی رونے لگی آنسو اس کا چہرہ تر کرنے لگے۔

کس سے بارگئی کیا کہہ رہی ہو۔ ماما جی نے پریشان ہو کر پوچھا۔ تو شاید کو بھی احساس ہوا کہ اسے اپنی بیمار ماما کے سامنے ہوں بلکہ بلکہ کر تو رونا نہیں چاہیے اس نے جلدی جلدی آنسو پونچھ ڈالے خود کو سنبھالا۔ میری جھوٹی سی غلطی پر انہوں نے مجھے کام سے نکال دیا اس نے غصے سے کہا تو ماما جی کی جان میں جان آئی اف تم نے تو مجھے آج مار دینا تھا یہ بھی بھلا کوئی بت ہوئی کہ تم یوں بچوں کی طرح رو رہی ہو اچھا ہوا اب تم کم از کم گھر پر تو رہو گی مجھے تو ہر وقت ہمیتا کی چنتا کے ساتھ تمہاری بھی چنتا لگی رہتی تھی اب تم گھر پر رہو گی تو کچھ تو چنتا تم ہو گی میری ماما جی نے اسے گلے سے لگا کر کہا۔

اچھا ماما جی آپ آرام کریں میں ذرا انجلی کے سامنے چلی دل کے پیچھو لے پھوڑ کر آتی ہوں اس نے اٹھ کر مسکرا کر کہا۔

لو سارے پیچھو لے تو تم نے میرے سامنے پھوڑ دیے ہیں اب اسے صرف جلا دل ہی دکھانا۔ ماما جی نے مسکرا کر کہا مگر ان کے الفاظ میں اجازت موجود تھی۔

اچھا میں چلی وہ جانے لگی۔
جلدی آتا ماما جی نے پیچھے سے پکارا۔

ہاں جلدی آؤں گی ماما جی نے بھی باہر سے اس کی آواز سنی۔

انجلی کے گھر کا بھانا کر کے وہ نارائن بابا کی جھونپڑی میں آگئی اور انہیں سب کچھ بتایا بابا میں اندر سے جل رہی ہوں انتقام کی آگ مجھے سلگائے جا رہی ہے آپ یہ بتائیے کہ میں اپنے چلنے کے ذریعے سے غائب ہو سکتی ہوں کہ یا ڈر کر کہیں جاسکتی ہوں اس نے نارائن بابا سے پوچھا۔

نہیں بیٹا تم نے تو صرف ایک ہفتے کا عام سا چلہ کیا تھا اس کی شکلیاں بہت محدود ہیں اگر تمہیں اڑنے اور غائب ہونے کا گر سیکھنا ہے تو اس کے لیے تمہیں بہت محنت کرنا ہو گی جان جو کھوں کا کام ہے جس کے لیے دل لڑا کرنے کی ضرورت ہے تو کیا تم ہوائی بہادر بابا نے اپنی کریمے آواز میں کہا۔

اگر نہیں بھی ہوں بابا تو کروں گی اپنے آپ کو بہادر آپ بتائیں کہ مجھے کرنا کیا ہو گا کیا کوئی اور چلہ کرنا ہو گا۔

ہاں۔ اور یہ چلہ چالیس دنوں کا ہے جس کے لیے شرف یہ ہے کہ اسے ہر رات باقاعدگی سے کرنا ہو گا ناغہ نہیں کرنا ہو گا۔

اوه بابا جی چالیس راتوں کا چلہ تو بہت لمبا کام ہے بابا جی کوئی آسان ساحل نہیں ہے کیا یہی چلہ کم راتوں کا نہیں ہو سکتا۔ شاید کوئی لائق ہوئی۔

ہاں ہے یہ چالیس راتوں کا چلہ ایک ہفتے میں بھی کیا جاسکتا ہے مگر پھر اس کی شرائط بہت سخت

یہ چالیس راتوں میں کرو گی تو چار گھنٹے ہر رات کو اس کے بے محنت کرنا ہو گی لیکن اگر ایک ہفتے میں کرو گی تو پھر تو چھ ہفتے چلے کو دینے ہوں گے یعنی رات دس سے چار بجے تک اور یہ ہی نہیں تمہیں چلی کی آخری رات میں انسانی خون بھی پینا ہو گا خون چار یا پانچ سالہ بچے یا بچی کا ہونا چاہیے۔ کیا۔ شہ حیرت و خوف میں مبتلا ہو گی مگر بابا جی میں یہ کیسے کر سکوں گی میں کسی بچے کی ہتھیا کیسے کر سکوں گی اس نے پریشانی سے کہا۔

اے چھوٹی ابھی تو بڑی جذباتی ہو رہی تھی۔ اور بہادری کا رعب بھی جھاڑ رہی تھی ایک بچے کی ہتھیا کا کیا کہہ دیا تمہاری تو مارنے پریشانی کے آنکھیں نکل آئیں بڑی ڈر پوک نکلی تو دیکھ شہا اگر کالا جادو سیکھنا ہے تو یہ لیے لیے چلے بھی کرنے ہوں گے اور کسی کی بھی ہتھیا کرنے سے پیچھے نہیں ہونگی اور پھر ان کا خون اور گوشت کھانے سے بھی گریز نہیں کرو گی تب کہیں جا کر تم کالے جادو کی ماہر ہونگی جب تک تم شیطان کو خوش نہیں کرو گی وہ تمہیں کالی خلیاں بھی نہیں دے گا۔ ڈر خوف رحم ترس رشتے داری جیسے الفاظ اسے جیون سے نکالنے ہوں گے ورنہ تمہاری سمیٹا۔ کبھی بھی مل نہ ہو گی اور سارے سنگسار میں درد کی شوقیں کھانا تمہارا نصیب ہو گا نارائن بابا کے لیے سے پیچھے سے شہا پر بہت اثر ہوا سمجھ گئی کالا جادو سیکھنا بھی کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے اس لیے کالے جادو سے دل ہی دل میں خوفزدہ سی ہو گئی جو چلہ تم کرنے جا رہی ہو اگر یہ چالیس دنوں میں کرو گی تو تو اپنی ڈرائی نہیں جاؤ گی اور اگر ایک ہفتے میں کرو گی تو بے حد ڈر جاؤ گی۔ کیونکہ جن خلیاں کو اس چلے کے ذریعے تم نے قابو کرنا ہو گا وہ بے حد چالاک اور ظالم ہیں سمجھو تمہیں اپنا آپ ایک ہفتے کے لیے موت کے منہ کو سونپنا ہو گا اور یہ چلہ تمہیں پرانے قبرستان میں کرنا ہو گا۔ کسی پرانی قبر پر بیٹھ کر بھی تم اب بتاؤ تیار ہو چلہ کرنے کے لیے۔ بابا نے سب کچھ سمجھانے کے بعد اپنی بد رنگ آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تو شہا عجیب سی کشش میں مبتلا ہو گئی لگتا ہے فیصلہ کرنے میں تمہیں دشواری ہو رہی ہے چلیو یوں کرو آج سوچ لو کل مجھے بتاؤ۔ بابا نے جیسے بات ختم کرتے ہوئے کہا تو شہا ثبات میں سر ہلا کر اٹھ گئی پھر جانے لگی۔

اور ماں سونچو رہی۔ وہ رک گئی اگر بچے کا انت کرنے سے ڈر لی ہو اسے صرف میرے پالے آنا میں خود اس کی ہتھیا کر کے اس کا خون تمہیں دے دوں گا بابا نے اپنی خبیث چہرے پر خبیث سی مسکراہٹ سجا کر کہا تو شہا کی ایک مشکل تو جیسے حل ہو گئی۔
ٹھیک ہے بابا پر نام اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا اور چل دی۔

ساری رات شہا عجیب سی کشش میں رہی نیند کیا خاک آتی تھی ایک ہی چلے کو دو طرح سے کرنا ہو گا ایک لمبا طریقہ جس میں خوب صبر کرنا ہو گا اور دوسرا شارٹ کٹ طریقہ جس سے چلہ تو کم وقت میں ہو گا مگر انتہائی خطرناک ہو جائے گا اور ظاہر ہے چالیس راتوں کا چلہ اگر ایک ہفتے میں کیا جائے تو شرائط میں ختمی تو آئے گی ہی مگر اس میں جان جانے کا خطرہ ہے اور پھر چالیس راتوں میں کیا جائے تو پھر اتنا خطرہ نہ ہو گا۔ ہونہ کیا کروں بہت دیر تک سوچنے کے بعد حتمی فیصلہ ایک ہی چلے گئے دوسرے آپشن کے حق میں وہ یعنی شارٹ کٹ طریقے سے کرنے کے حق میں اسے اعتراض تھا تو صرف اس بات پر کہ انسانی خون پینے اور گوشت کھانے کی شرط ملے گا جسے نہ ہوتی وہ صرف سوچ کر رہ گئی تھی باقی اس کے ساتھ سمجھوتے کے علاوہ شہا کے پاس دوسری راہ بھی نہ تھی رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے نیند بھی دیر

آئی اور صبح ظاہر ہے آنکھ میرے ہی کھلی تھی اس نے وال کاک میں دیکھا صبح کے سنا کر رہے تھے کمرے سے نکل منہ ہاتھ دھوئے شہینا آکس جا چکی تھی شانے اپنے لیے ناشتہ کیا اور اس سے نمٹ کر سیدھا نارائن بابا کے پاس چلی گئی انہیں اپنا ارادہ بتانے کے لیے اور ان سے چلے کے الفاظ یکٹنے کے لیے بھی۔

چلے کی چھ راتیں بیت گئیں جو واقعی بے حد خطرناک تھیں اور شام کے سامنے ایسے خطرناک کھلی کھیلے جاتے کہ وہ بھانٹے پر مجبور ہی ہو جاتی مگر یوراج کھنا کو پانے کی لگن اور بابا کے الفاظ یاد آتے تو وہ دوبارہ سے چلے میں لگن ہو جاتی تھی اسو اسنے کو خوفناک منظر بھی چند لمحوں بعد غائب ہو کر بس ایک بارہ جاتا تھو راتوں سے مسلسل نیند نہ لینے کی وجہ سے شام سا رہا دن پھینکیوں کی طرح ننو کی بڑی رہتی البتہ گھر کا کام کرنا وہ نہ جوتی تھی۔ شام آتی خوش بھی تھی اور خوفزدہ بھی کہ آج کی رات چلے کی آخری رات ہے مگر مگر کہیں شام کی بھی آخری رات نہ ہو یہ سوچ کر خوفزدہ ہی ہو جاتی مگر پھر سوچتی کہ اتنی راتوں میں وہ مری نہیں خوفناک چہرے اور دلوں کو دبلا دینے والے مناظر دیکھ کر تو آج کی رات بھی نہیں مرنے کی یہی سوچ اسے سہارا دے ہوئے تھی اور اب تو کئی حد تک وہ جنوں بھوتوں کی مکر و شکاریوں دیکھ کر مادی ہو چکی تھی آج اسے کسی بچے کا بندوبست کرنا ہے جس کے خون پر وہ چل کر سکے اسی شام اپنا تھک چھوڑ کر دوسرے محلے میں آگئی یوراج بیکل جانے کے لیے وہ بس شاپ پر وہ پیدل آتی تھی جو دوسرے محلے کے بہت قریب تھا۔ اکثر وہ بس شاپ پر دوسرے محلے کے ٹر میں بچوں کو کھیلتا ہوا دیکھتی تھی اور بچوں میں ایک بچی ایسی بھی تھی جس کا نام راجی تھا جو شام کے گھر بھی اپنی ماما کے ساتھ ایک بار آئی تھی اس لیے شام سے مانوس ہو گئی تھی شام کو اس کی تلاش تھی جس کی عمر چار یا پانچ سال تھی یعنی شرط کے تین مطابق مگر آج کوئی بھی بچہ اسے نظر نہیں آ رہا تھا راجی بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اور شام کے لیے اس کا انتظار کرتے کرتے ادھر ادھر نظریں دوڑا رہی تھی مگر تھوڑی دیر بعد ہی وہ گھر پہنچ آئی آج اس نے سفید رنگ کا لہنگا پہن رکھا تھا جس میں وہ بالکل گزیا لنگ رہی تھی بے حد پیاری بچی تھی بالکل گلاب کی طرح جسے آج مر جھا جاتا تھا اس کے ہاتھ میں ایک گزیا بھی بالکل اسی طرح شام پہلے سے ہی کچھ گھبراہٹ ہوئی تھی بچی کو اپنے ماما نے دیکھ کر رنجائے دو کیوں مزید گھبراہٹ اور ایک طرف سے دل خوش بھی ہوا راجی نے شام کو دیکھا تو مسکرا دی بد لے میں شام بھی مسکرا دی اکثر شام راجی کو کبھی کبھار گود میں بھی اٹھا لیتی تھی اور اسے پیار کرتی تھی مگر آج شام کے دل میں سے راجی کا پیار نہیں تھا وہ نہ چاہنے کہاں م ہو گیا تھا اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے راجی کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تو وہ دوڑتی ہوئی اس کی طرف چلی آئی۔ منستے شام آئی۔ اس نے اپنی مصدومہ آواز میں دوڑ میں دوڑوں ہاتھوں کو جوڑ کر کہا۔

نن۔ منستے۔ راجی اس نے مانتے پر آئے ہوئے سینے کو صاف کرتے ہوئے بکائی ہوئی آواز میں کہا اچھا آپ۔ مانتیں آپ آکس کریم کھائیں گی شام نے راجی سے پوچھا۔ آکس کریم۔ ہاں مجھے بہت پسند ہے میں کھاؤں گی راجی نے خوش ہو کر کہا۔

تو آدھ پھر میں چھپیں کھلائی ہوں۔ شام نے کہا اور اس کا ہاتھ پلڑ کر تیز تیز چل دی ایک عجیب سا اضطراب طاری تھا اس پر وہ خوف سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کوئی دیکھنے نہ ملے پہلے تلخ چور جو تھا وہ اسے نارائن کی جھونپڑی میں لے گئی۔ لیکن یہاں لانے سے پہلے شام آکس کریم کھانا نہ بھولی تھی کیونکہ اس کی زندگی کی آخری آکس کریم جو تھی۔

تو تم لے آئی بچی۔ نارائن بابا نے داد بھری نظروں سے شام کو دیکھا پھر راکھی کو خوشخوار نظروں سے دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو کر شام سے چپٹ گئی۔

شام آئی آپ مجھے کہاں لے آئیں ہیں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے مجھے واپس گھر لے چلو اس نے دوتے ہوئے کہا۔ شام کا دل ایک لمحہ کے لیے تو پیچھا نہ گیا۔

بڑا بولتی ہے تو کوئی بات نہیں اس کے بعد تو وہ ویسے بھی تہہری بولتی بندہ ہو جائے گی۔ نارائن بابا نے کہا اور کمرہ انداز میں مسکرا دیا۔ پھر کچھ پڑھ کر بچی پر چھوٹا تو وہ دھپ کی آواز کے ساتھ بے ہوش ہو گئی۔ اور زمین پر گر گئی۔

ٹھیک نے شام اب جاؤ اور رات کو چلے بے فکر ہو کر کرنا میں جیسے ہی اس بچی کی ملی شیطان کے سامنے دوں گا تو اسے خون میں ایک گلاس خون بھا کر تمہارے پاس لے آؤں گا اور تمہارے چلے کے دوران ہی تمہارے سامنے رکھ دوں گا چلے تم ہوئے ہی نہیں پھوٹیں مار کر ایک ہی سانس میں پی جانا بچی کا گوشت کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر بابا جی راجی زنج ہونا ضروری ہے کیا۔ چلے کے لیے ایک گلاس خون ہی تو چاہیے پانچ سالہ بچے کا تو وہ تو آپ ویسے ہی نکال سکتے ہیں اس کے دل میں بچی کے لیے ترس آیا تو نارائن بابا شام سے لال پیلے ہو گئے بچی پر ترس کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تم کیا بھتیجی ہو کہ چالیس دن کا چلہ ایک ہفتہ میں کر دو گی اور شیطان تمہیں شکلیاں دان کر دیں گے اس بچی کی ملی چڑھانا بہت ہی ضروری ہے یہ ایک طرح کی اجازت ہے شیطان سے چالیس رات کا چلہ ایک ہفتے میں کرنے کی تم سے جتنا بولا جائے اتنا ہی کرہ مجھے مشورے دینے کی ضرورت نہیں۔ خواہ مخواہ میں ہی میرا گرد بننا بند کر دو اور جانتا یہاں سے نارائن بابا نے شام کو غصے میں گھر کا تو وہ پشیمان ہو گئی شام گرد بننے بابا۔ اس نے غصے سے کہا شام گردیاب جاؤ بابا جانے کا حکم دیا تو وہ چل دی۔

جل کر نے کے لیے شام پرانے قبرستان آئی یہ قبرستان ان کے گھر کے قریب ہی تھا حصار بنا کر اس میں بیٹھ کر رور و شرع کر دیا۔ بارہ بجتے ہی ایک طرف سے نارائن بابا آئے اس کے سامنے خون کا جھڑپا رکھا جس میں راجی کا خون تھا اور شام کو سمجھا بھجا کر چلے گئے انکے جانے کے بعد بھی تیز ہوا میں چلنا شروع ہو گئیں اور بھی پورا قبرستان ملے لگتا۔ کبھی شام اسے لینے کے لیے آ جاتی تو کبھی ابھی پہلے پہل تو وہ بہت خوفزدہ ہوئی اور پلٹے کے دوران ہی بار اس کے قدم ڈگر گئے مگر بابا کی اتیں یاد آنے پر ڈھیت بن کر وہ بھی روتی رہ جاتی۔ رات آہستہ آہستہ بیت رہی تھی اور خوفناک واقعات میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا مگر شام خود ٹر رہنے لگی تھی اور اس کے منہ پرانے میں بہت سی باتوں کا بہت سے مقاصد کا ہاتھ موجود تھا آج ویسے بھی آخری رات تھی اور یہ رات گزر جائے بعد اسے ہی حد تک کالے جادو کا ماہر بن جانا تھا اور پھر اسے بہت سے امور سے کام مکمل کرنا تھا۔ وہ بڑی دھمکی سے ورد کرتی رہی شام کا چلہ آخری مراحل میں تھا خوفناک واقعات میں ہی آ رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ شیطان شکلیاں اب کمزور ہو کر اپنے دان ہوئے جا رہی تھی اس کے قابو میں آ رہی تھیں ورد مکمل کر کے اس نے خون کے گلاس پر کئی پھونکیاں ماری تو ارد گرد کی فضا بھیانک چیخوں سے گونج اٹھی جو اہستہ آہستہ مدھم ہونے لگی جس کا مطلب تھا شکلیاں اس کی طرف کھینچ چلی آ رہی تھیں شام نے خون کا گلاس ہونٹوں کے قریب کیا تو اس کا دل خراب ہو گیا اوک اسے ابکائی آئی دل بے کھیا شام بچپنک دویہ خون مگر زمین کہہ رہا تھا شام یہ بے وقوفی

ساز کی بانہوں میں جھول گئی۔ لگتا ہے اسے پھر دورہ پڑا ہے ساس نے کہا تو شادابی دل میں بڑا خوش ہو رہی تھی اسے اس بات کی بھی کوئی پروا نہیں تھی کہ میٹھنا نے اسے محسوس کر لیا تھا اور پہچان بھی لیا تھا بلکہ اسے اب کی بھی پروا نہ تھی۔

اب شاگھر میں موجود تھی اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی تیزی سے کوند اور وہ خیال تھا تیش سے ملنے ادا اپنے ساتھ لانے کا ارے رتو میں جھول گئی تھی اس نے اپنے سر پر ہلکی سی دھب رسید کر کے خود سے ہی خود کلائی کی پھیرہ بخت میں گھر سے نکلی مگر سامنے انجلی کو اپنے گھر کی طرف آتا ہوا دیکھ کر شام کو اپنا ارادہ ملتوی کرنا پڑا انجلی اس سے ملی اور وہ انجلی کو اپنے گھر لے آئی۔ میٹھنا کو ایک گھنٹہ بعد ہوش آ گیا تھا۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ کمرے میں اس کی موجودگی سب اس کے کمرے سے جا چکے تھے پہلے تو وہ ڈری ہوئی تھی مگر جوں جوں سمجھنے لگی اس کے شاطرو مارنے کا کام کرنا شروع کر دیا۔ رشنا۔ اس نے رشنا کو آواز دی تو وہ آگئی ارے بی بی جی۔ آپ کو ہوش آ گیا چلو یہ تو۔۔۔ بکواس بند کرو اور ریشم رنجیت سونو اور رامو کو بلاؤ جلدی کرو اس نے رشنا کی بات کاٹ کر حکم دیا تو وہ جی اچھا بی بی جی کہہ کر کمرے سے نکلتی بنی تھوڑی دیر بعد میٹھنا کے مطلوبہ نوکر اس کے سامنے موجود تھے وہ انہیں کچھ سمجھا رہی تھی پھر اپنے پرس سے نوٹوں کی گڈی نکال کر ان میں برابر تقسیم کر دی بانی کے میسے کام ختم ہونے کے بعد دونوں کی یاد رہے کہ پکا ہوتا چاہے اس نے کھورق آنکھوں سے نوکروں کو دیکھ کر کہا تو انہوں نے بھی یقین دلایا کہ کام پکائی ہوگا کہ کچھ گولیاں انہوں نے بھی نہیں کھائی تھیں۔

انجلی نے آتے ہی شام کے دو گھنٹے برآمد کر کے دونوں میں خوب مگ شپ لگی رہی تھی دونوں نے کھانا مل کر بنایا تھا اور کھایا بھی مل کر تھا شاگھر انجلی کے اس وقت آنے پر دل ہی دل میں اعتراض بھی تھا کہ خواہ مخواہ میں ہی انجلی کی وجہ سے اس کا ضروری کام نہ پلے ہو رہا تھا اس نے انجلی کو دل کا حال بالکل بھی نہ سنایا تھا اب اسے دل کا جو بھلا کرنے کے لیے انجلی کی ضرورت نہ تھی بابا موجود تھے اس کی مدد کے لیے اس لیے دل کے پھسپھو لے اس کے سامنے کھولتی۔ جب انجلی گئی تو شاگھر بھی گھر سے باہر آگئی وہ اب بھی دل ہی دل میں بڑی خوش تھی ایک وجہ تو میٹھنا کو آج زنج کرنے کی تھی اور دوسری وجہ بھی بھائی سے ملنے کی خواہش پوری ہونے جارہی تھی اس کا ارادہ تھا کہ محلے سے نکلنے کے بعد وہ اڑتی ہوئی تیش کے پاس جا پہنچے گی وہ سوچتے ہوئے جارہی تھی بہت جلد میں بندیا کو پاگل کر دوں گی اسے اگر مجھ پر شک ہو گیا ہے تو کیا ہوا وہ بھی پروف نہیں کر سکے گی اور پاگل ہو کر پاگل خانے میں داخل ہو جائے گی اس کے بعد یوراج کھنا کا دوسرا ہوا ہوا ہو گا وہ بھی کہیں اور سے نہیں بلکہ اس سے آگے وہ خود ہی شرمائی اور شرم سے سر جھکا کر چلے گی اسے خبر بھی نہ ہوئی کہ وہ اپنے محلے سے نکل کر سڑک پر آچکی تھی دھب اچانک کسی نے زوردار مٹکا اس کے سر پر دے مارا اس کا سر چلر اٹھا لگا۔ دھب ایک اور زوردار گھونسا اس کے سر پر پڑا تو وہ چکر کر زمین پر آ کر رہی وہ اتنا بھی نہ دیکھ سکی کہ اسے سر پر کھوٹے مارنے والا کون ہے اور بے ہوش ہوئی چار آدمیوں نے اسے اٹھا کر دیکن میں ڈالا اور دیکن ایک دم انہیں لے اڑی۔

پہنچ گئے تم لوگ۔۔۔ اچھا اچھی طرح سے بند کر دیا ہے تاہم لوگوں نے اس کمینی کو ہوش تو نہیں آیا

کبھی بھی مت کرنا خون میں ساری شکلیاں موجود ہیں اسے مرنے سے وہ ساری شکلیاں تمہیں دان کر دی جائیں گی خون کو چھیننے کا مطلب ہے کہ ساری محبت پر پانی پھر گیا اور ہاتھ بھی کچھ نہ آیا چلو شاہنا شاہنا پنی جاؤ سارے کا سارا اور پھر شام نے زمین کی مان کی اور آنکھیں بند کر کے سارا خون ایک ہی سانس میں پی گئی اوک۔ اوک۔ اوک اسے دو تین بار ابکائیاں آئیں اور ہر بار ابکائی آنے پر وہ منہ پر ہاتھ رکھ دیتی ورنہ سارا خون قے کر دینا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی حالت سبکی تو اس نے خوشی سے سوچا اور اپنے چلنے کی طاقت کو آزمانے کے لیے اس نے دل ہی دل میں کہا۔ مجھے یوراج جیسے پہنچا دو اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ ہوا میں اڑتی ہوئی یوراج پہنچ کر اس کی طرف ہوا میں رواں دواں تھی یہاں پہنچ کر اسے میٹھنا کو کھوجنا تھا شام کی حالت میں تھی اس نے میٹھنا کو میرس پر دیکھ لیا جو ہوا کھانے کی خاطر میرس میں آئی تھی شام اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی میٹھنا کی سوچ میں کم تھی چٹا شام نے ایک زوردار کھینچنے سے میٹھنا کا گال سرخ کر دیا وہ اچھل پڑی کہ کن کون ہے۔ اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر خوف سے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ شام کو اس کی ڈھٹائی پر مزید غصہ آ گیا اس نے میٹھنا کو بالوں سے کھینچ کر دھکا دے مارا تو وہ وحشت زدہ ہو کر میرس سے بھاگ کھڑی ہوئی جبکہ شام کا مہابی کے نشے سے سرشار ہو کر غائب حالت میں ہی گھر کی طرف اڑنے لگی ویسے بھی صبح بونے میں وقت بھی بہت ہی کم رہ گیا تھا وہ صبح کا اجالا پھیلنے سے پہلے گھر پہنچنا چاہتی تھی۔

شمتیا کے آفس جاتے ہی شاگھر یوراج پہنچ آگئی تھی اس نے غامبی حالت میں میٹھنا کے ناک میں دم کے رکھا اور گھر کے سارے نوکر چاکر بھی زخمی کئے یوراج کھنا کے ماتا پتا بھی اس کی ماروئی حرکتوں سے حیران و پریشان تھے اس نے کئی چیزوں کو ادھر ادھر کر دیا تھا کئی چیزوں کو غائب کر دیا تھا اور پھر اسی چیزوں کو گھر کے نوکر چاکر ڈھونڈتے پھرتے ہوئے پاگل ہو جاتے تھے تو بہت ہی غیر متوقع جگہ سے مل جاتی یوراج پہنچ کے سب افراد خوف میں مبتلا ہو گئے تھے آج سارا دن شامی رہی تھی اور انہیں طرح طرح سے تنگ کئے ہوئے تھے دو بار گھر بھی جا چکی تھی ماتا جی کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے میٹھنا تو اس کی حرکتوں سے نفسیاتی مریضہ بن گئی تھی اور یہی تو شاگھر چاہتی تھی شام کے وقت میٹھنا کمرے میں آئی تو اس کا بیٹی واس کٹروں میں بننا زمین پر پڑا اس کا منہ چڑھا رہا تھا کس نے کیا ہے یہ۔ ارے کس کہنے نے میرا بیٹی واس توڑ دیا ارے مارے غصے کے وہ منہ سے ایک ایک کلوی کا لیاں نکالنے لگی واس تو نوٹرنے والے کے پیچھے شام کو غصہ آ گیا اس نے میٹھنا کے دونوں گالوں پر پتھر جڑ دینے تو وہ خوف سے پاگلوں کی طرح چپٹے گئی وہ کمرے سے بھاگ کر نکلتا چاہتی تھی مگر صوفے سے اس کا پاؤں زور سے لگا تو وہ زمین پر اوندھے منہ گر پڑی۔ شام اس کی حالت پر بے اختیار ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگی۔ شاہنا اختیار ہی میں اور بے احتیاطی میں ہنس رہی تھی میٹھنا کی پاندھے ایک بار۔ دو بار۔۔۔ بار۔ میٹھنا نے اس کی ہنسی سن لی تھی اور پہچان بھی گئی تھی مگر ان وقت وہ اتنی خوفزدہ تھی کہ وہ اٹھ کر پھر کمرے سے دوز لگا دی۔ سے پہلے سے ہی اس کے کمرے میں آ رہے تھے اسے یوں وحشت زدہ ہو کر بھاگتے دیکھ کر اور اپنی طرف اتنا دیکھ کر اس کی سانس اور کچھ نوکرانیوں نے سے بھینچ لیا۔ کیا ہوا ساس نے پریشان ہو کر پوچھا۔ سب اسے قابو کر رہے تھے مگر وہ بنیانی انداز میں چیخ رہی تھی وہ۔۔۔ وہ مجھے مار ڈالے گی۔ اس کی ہنسی میں نے سن لی ہے۔ وہ۔ وہ اس کے بعد میٹھنا کی آواز مدھم ہونے لگی اور وہ بے ہوش ہو کر

اسے اچھا ابھی تک بے ہوش سے ارے بے ہوش ہی رہنے دو حرام خور کو اور جیسے ہی ہوش میں آئے دوبارہ سے بے ہوش کر دینا اسے تم لوگ اسے کچھ مدت کہنا جب تک میں نہ آؤں تب تک اسے بے ہوش ہی رکھنا میں خود آؤں گی اور اپنے ہاتھوں سے درست بناؤں گی اس نمک حرام کا کل تو نہیں آسکی کیونکہ کل اسے سینے جانا ہے پرسوں آجاؤں گی۔ تم چاروں وہاں سے ہلنا بھی مت۔۔۔ ہاں ہاں پرنا میٹکنا نے کہا اور موہاں بید پر پھینک دیا ہونہ بڑی آئی میٹکنا کا مقابلہ کرنے میرا ہی نمک کھا کر مجھے پر حملہ شروع کر دیا نمک حرام نے کیا پدی اور کیا پدی کا شور بے اب دیکھوں گی تمہیں شایگم۔ تمہاری میں نے کھال ادھیر کر نہ رکھ دی تو میرا حق نام بھی میٹکنا نہیں اس کے لہجے میں زہر کھلنے لگا وہ معنی خیز انداز میں مسکرا دی جیسے خیال ہی خیال میں شاپر کوڑے برسا رہی ہو۔

صبح ہوتے ہی شا کو ہوش آنے لگا اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں مگر کسی نے فوراً وہاں اس کی ناک پر رکھ دیا اور اسے دوبارہ سے بے ہوش کر دیا۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو رات کی تاریکی ہر طرف پھیل چکی تھی اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا زہین ابھی تک بوجھل تھا جو صبح کا دم بھی نہ کر رہا تھا پھر آہستہ آہستہ وہ نارمل ہونے لگی تو اپنے آپ کو ایک ویران جگہ پرانے سے کباڑ خانے میں پایا جس میں نوٹی ہوئی اشیاء اور کباڑ وغیرہ پھیلے ہوئے تھے شا کو بے ہوش ہونے سے پہلے والی باتیں یاد آنے لگیں اور یہ بھی یاد آنے لگا کہ کس طرح کسی نے اس کے سر پر ٹھونسے مارے تھے اور اسے بے ہوش کیا تھا اور بے ہوش ہونے کے بعد اب وہ یہاں موجود ہے یعنی اغوا ہو چکی مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اسے کس نے اغوا کیا ہے کیوں کیا ہے جس نے بھی یہ حرکت کی ہے اس کا ناس کرنا میرے ہاتھوں لکھا ہے میں چھوڑوں گی نہیں اسے غصے سے اپنے ساتھ بللا اٹھی منہ ہی منہ میں اپنا منتر پڑھنے لگی تاکہ خود کو تو تاکہ کر کے اغوا کندہ کا مقابلہ کر سکے وہ آگئی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور اپنا ورد پڑھ پڑھ کر خود پر چھوکتی جا رہی تھی آہستہ آہستہ اس کے جسم میں طاقت آنے لگی اور کمزوری اذن چھو ہوتی رہی پھر وہ ابھی اس نے سوچا کیوں غائب ہو کر یہاں سے فرار ہو جائے مگر پھر سوچا کہ نہیں اس طرح سے تو وہ اغوا کرنے والوں کو سبق نہیں سکھایا ہے مگر مجھے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں ایک کرنے ہوں گے۔ زیر لب بڑبڑا کر وہ دروازے کے قریب آئی اور اور لکڑی کے بوسیدہ دروازے پر لات رسید کی کھٹاک کی آواز پورے کھنڈر میں پھیل گئی اور وہ چاروں جہاد گھر رہے تھے بڑبڑا کر اٹھ گئے اور پھر دروازے کی طرف دوڑے جسے شانے لات ماری تھی ان میں سے ایک نے دروازے کا تالا کھول کر دروازہ کھولا باقی تین چیخے ہی کھڑے تھے شا دروازے میں ہی کھڑی تھی انہیں دیکھ کر مرنی اس نے فوراً چاروں کو پہچان لیا۔

اوہ تو وہ تم لوگ جو جنوبی نے مجھے اغوا کیا ہے بتاؤ کیوں اغوا کیا تم چاروں نے مجھے کینوں وہ مشعل ہو گئی تھی اس لیے چلائی تھی۔

او چلا تو ایسے رہی ہے جیسے کسی اعلیٰ آفسر کی بچی ہو ان میں سے ایک نے کہا تو چاروں نے قہقہے لگائے شروع کر دیے شا کو بے بس سمجھتے ہوئے کہا۔ ان میں سے دو ادھیر عمر کے تھے اور باقی دو کچھ جوان تھے زیادہ چلانے کی ضرورت نہیں ہے شا بی بی کسی بات کا رعب جھاڑ رہی ہو ہم پر تم ہو کیا چیز ہماری بیگم صاحبہ کو تنگ کرنے کا نتیجہ تو دیکھ ہی لیا تم نے اب سڑتی رہو گی تم یہی بڑی آئی ہماری بیگم اسے پنگا لیے والی تمہارا اور اس کا بھلا کیا مقابلہ اسی ادھیر عمر شخص نے شا کو گھور کر دیکھتے ہوئے کہا جو اس کے سامنے کھڑا تھا۔

اوہ تو مجھے میٹکنا نے اغوا کر دیا ہے اس نے جیتے کچھ سمجھتے ہوئے کہا۔

اوئے اغوا ہونے کے بعد لگتا ہے اس کے جیتنے کا کام کرنا ہی چھوڑ دیا ہے بیگم صاحبہ نام کیسے بے باک طریقے سے لے رہی ہے۔ دوسرے نے کہا۔

ہاں مگر نمک حرام ہے یہ جس تھالی میں کھانی ہے اس میں ہی جمید کرتی ہے تیسرے نے کہا۔

ہاں اس بندہ کو میٹکنا کے پالتو تو اس نے غٹ میں بڑھ کر انہیں تانہ دیا زیادہ غصے میں خراٹے کی ضرورت نہیں ہے شا بی بی۔ جس کی تم ہمیں پالتو کہتے کہہ رہی ہو ان کے ہم نوکر ہیں اور تم بھی ان ہی نوکر ہی ہو اگر ہم پالتو ہیں تو تم کیا ہوئی سامنے کھڑے ادھیر عمر شخص نے تیز آواز میں کہا۔

ہاں اس بندہ کو تمہاری بیگم صاحبہ کی بھی ایسی کی تھی۔ شانے چلا کر کہا مارے غصے سے اس کے نتھنے پھول رہے تھے۔

زبان کو لگام دو دھچکوری ہم کب سے تمہاری کبواس برداشت کر رہے ہیں اب اگر اس کے بعد تم نے بیگم صاحبہ کی شان میں گستاخی کی تو ہم برداشت نہیں کر پائیں گے۔ اب اگر اس کے بعد تم نے بیگم صاحبہ کی شان میں گستاخی تو سزا ہی تو بھگتی رہی ہو تم اگر مزید گستاخی کی تو پھر ہم بھی تمہاری شان میں گستاخی کر سکتے ہیں سامنے کھڑے ادھیر عمر شخص نے خبیثانہ انداز میں کہا۔ اور سب نے مل کر قہقہے لگائے شروع کر دیے۔ اور معنی خیز انداز میں شا کو ڈھکیٹنے لگا۔

کیا کہا تم نے کتے تمہاری اتنی جرات بڑھے کھوسٹ چٹاٹ۔ شانے ایک زنانے دار تھپڑ اپنے مناسنے کھڑے آدھی کو لگاتے ہوئے کہا جو اس کے سامنے کھڑا منہ پھاڑ پھاڑ کر قہقہہ لگا رہا تھا شا کے کھپڑ سے اس کا منہ کھٹکے کھلا رہ گیا اور وہ جیسی جیسی آنکھوں سے شا کو دیکھتا رہ گیا۔ کھپڑ کی آواز پورے ڈیرے پر گونج اٹھی تھی باقی کے افراد کے قہقہے بھی خاموشی میں بدل گئے تھے شا کا چہرہ غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔ وہ سب حیران تھے شا کی ہمت پر شا کی حالت آہستہ آہستہ بدلنے لگی آنکھیں ایسی ہونے لگیں جیسے آنکھوں میں خون اتر آیا ہو ادھیر عمر نوکر جسے تھوڑی پہلے کھپڑ پڑا تھا۔ نے جب اپنے گال سے ہاتھ ہٹا کر دیکھا تو اس کے ہاتھ پر خون موجود تھا یعنی اس کا گال پھٹ گیا تھا شا کے ہماری کھپڑ سے وہ خوفزدہ تھا کہ ایک کمزور سی لڑکی کا کھپڑ اتنا وزنی کیسے ہو سکتا ہے۔

ہٹ جاؤ میرے راستے سے تم چاروں۔ اس نے غصے سے چلا کر کہا مگر کسی نے بھی اس کے حکم کی تعمیل نہ کی ارے میں کہتی ہوں ہو میرے راستے سے چلا کر کہا اور سامنے کھڑے نوکر کو گریبان سے پکڑ کر اتنی زور سے بھیجا کہ اس کا سانس بند ہونے لگا اس کی آنکھیں باہر کو اٹنے لگیں اور شا کی آنکھیں انگارے برسا رہی تھیں خون پی جاؤں گی میں تم سب کا اس نے لال سرخ آنکھوں سے سب کو دیکھ کر کہا۔ اس کی آواز یکدم بدل گئی تھی سب نوکروں میں خوف دہراں پھیل گیا تھا۔

یار یہ تو کوئی چیل چل گئی ہے ان میں سے ایک نے روٹی شکل بنا کر کہا۔

ابھی تک تو نہیں سے لگتا ہے اب بن گئی ہے دوسرے نے بھی خوف سے کہا۔

اسے گولی مارو جلد ہی رو کو تیسرے نے کہا تو دوسرے ادھیر عمر نوکر نے پستول نکال لیا اور شا پر فائر کر دیا مگر شا نے بھی غلات میں گر بیان سے پکڑے نوکر کو ڈھال بنا کر اپنا آپ بچالیا تین گولیاں اڈھیر عمر نوکر کو لگیں۔ شانے اسے زوردار دھکاتے کا باقی کے تینوں کے اوپر گر دیا اس کے منہ سے چیخوں کا جیسے ایک خاتمہ ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا وہ تینوں بھی گر پڑے اور شا واپس بھاگ کر کمرے میں آگئی

غائب ہونے کے لیے جلدی جلدی منتظر پڑ کر خود پر بھونکا تو غائب ہو گئی تینوں آدمی اپنے ہتھیاروں سمیت اندر آ گئے مگر شا انہیں کہیں بھی نظر نہ آ رہی تھی وہ حیران رہ گئے شان میں رہ کر بھی ان کی نظروں کے سامنے سے اوجھل گئی وہ تینوں حیرت و خوف سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے تھے اور ابھی تو ان کے سامنے ہی کمرے کی طرف بھاگی تھی اور اب اس کا نام و نشان تک نظر نہیں آ رہا تھا شا غائبی حالت میں کھنڈر نما ڈیرے سے باہر آ گئی تھی اور اب اس نے صدر دروازہ باہر سے بند کر دیا تھا اور وہ سب اندر قید ہو کر رہ گئے تھے۔

یہ کیوں کی جگہ کو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی ہر طرف ویرانہ ہی ویرانہ تھا وہ ایک جگہ بیٹھ گئی اپنا منتظر پڑھا اور آنکھیں بند کر کے تصور میں جھانکا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ ویران شہر نے کافی دور سے اس نے راستے کا تعین کیا اور پھر دوبارہ سے منتظر پڑھا کہ ہوا میں پھینک ماری تو تصور میں آئی سکرین غائب ہو گئی پھر اس نے ہوا میں اڑنے کے لیے اپنا منتظر پڑھا اور دل ہی دل میں کہا مجھے اپنے شہر پہنچا دو اور پھر وہ ہوا میں اڑتی ہوئی شہر کی طرف جانے لگی۔

ستیش سے رگائی کرنے کے بعد شمع نے اسے ایک خوبصورت بیڈروم دے دیا تھا۔ جو کبھی اس کے ماتا پتا کا باہر تھا مگر اب وہ ستیش کا تھا اچھا شاندار بیڈروم تھا کہ وہ خوش بھی بہت تھا اس نے شمع کا پورا بندہ دیکھا تھا وہ بھی دن کی روشنی میں ورنہ اس سے پہلے تو اس نے بنگلے میں صرف اندھیرے کا راج دیکھا تھا اور جن جوتوں کا ملن سمجھتا رہا تھا۔ مگر تمام بنگلے میں گھوم پھر کر اس نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ پرانے وقت کا یہ بنگلہ کافی شاندار ہے اور ایسا ہی ہے کہ جس میں انسان ہی رہ سکتے ہیں جنوں جوتوں کے رہنے لائق انھی نہیں ہے ستیش مزے سے اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔ زیر ووات کا بلب جلا کر جس کی سبز دھیمی روشنی پورے کمرے میں بھیلی ہوئی تھی اس کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا دروازہ کھولنے والی شمع بھی جواب اندر آ کر ستیش کو گھور رہی تھی خونخوار نظروں سے اس کی حالت بدل چکی تھی وہ دھیمے دھیمے انداز میں غرا رہی تھی بال بھرے ہوئے تھے اور آنکھوں میں خون اتر رہا تھا اس نے اچانک ستیش پر حملہ کر دیا ستیش جو کھوڑے بچ کر سو رہا تھا کو اچانک اپنے گلے پر دباؤ محسوس ہوا تو اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں سامنے کا منظر اس کے لیے دہلا دینے والا تھا شمع اس پر بھگی ہوئی تھی خونخوار نظروں سے خرا کر اپنے گھور رہی تھی آنکھیں انکارہ تھیں اور حسین چہرہ انتہائی خوفناک لگ رہا تھا۔ اور زیر ووات کی مدھم روشنی میں وہ اور زیادہ بھانک بھانک دے رہی تھی ستیش کو شو اس نہیں ہو رہا تھا کہ وہ خواب دیکھ رہا تھا یا حقیقت تھی کہ کیا واقعی گدہ بانے والی شمع ہی ہے مگر یہ حقیقت تھی اٹل حقیقت وہ اپنی اپنی دیکھنے والی آنکھوں سے شمع کے چہرے پر پڑی ہوئی تھی سفاکی دیکھ رہا تھا جس پر اس نے صرف پریم کے رنگ دیکھے تھے جو نہ جانے آج کہاں غائب تھے وہ بے یقینی کی سی انداز میں شمع کو دیکھ رہا تھا اس کی پیالیں گھٹ رہی تھیں۔

تو کیا سمجھتا ہے کہ تو مجھ سے آج بھی بچ جائے گا آج تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا تھا۔ آج مجھے تمہارا خون پینے سے کوئی نہیں روک سکتا اس نے اپنی بھدی آواز میں غرا کر کہا۔ اور ستیش کے گلے پر دباؤ بڑھا دیا ستیش کی آنکھیں مزید اہل پڑی اب تو اس کی زبان بھی باہر نکلنے لگی آج کی رات اسے اپنی آخری رات دکھائی دے رہی تھی وہ اپنے آپ کو بے حد بے بس سمجھ رہا تھا اور شمع اس کی بے بسی پر قہقہے

لگا رہی تھی اچانک ہی کمرے کے اندر کوئی اور داخل ہوا بھوکوئی اور نہیں دادا جی کے تھے ان کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا جو انہوں نے سائینڈیل برکھا اور رگلت میں شمع کی طرف بڑھے۔ اسے شمع بیٹھا چھوڑ دے اسے اس نے شمع سے ستیش کو چھوڑنا چاہا جو ستیش پر حملہ آور تھی مگر اس کی گرفت مضبوط بھی چھوڑ دے اسے یہ اندیشہ بنے کچھ نہیں کیا اس نے دادا جی کے شمع کو اپنی طرف کھینچے ہوئے کہا تو وہ غرا اٹھی دادا جی واپس سائینڈیل کے پاس آیا گلاس سے پانی چلو میں انڈیا جس پر عمل کیا ہوا تھا اور وہ پانی شمع کے چہرے پر دے مارا تو وہ زوردار چیخ مار کر ستیش کو چھوڑ گئی اور پرے گر پڑی اب وہ زمین پر پڑی آہستہ آہستہ ٹھیک ہونے لگی جبکہ اس کی سانسیں دھنکی کی طرح چل رہی تھیں تھوڑی دیر بعد دونوں کی طبیعت بحال ہو گئی۔ دادا جی شرمندہ سے کھڑے تھے شمع اٹھ کر کھڑی ہو گئی جبکہ ستیش تیزی سے بند سے اتر گیا۔ بس اب میں یہاں ایک پل بھی نہیں رکوں گا تم دونوں نے میرے ساتھ باپ کیا ہے دھوکہ دیا ہے تم دونوں نے مجھے میں تو تمہاری اصلیت پہلے ہی سے جان گیا تھا مگر تم دونوں نے ذرا سے کر کے حقیقت کو چھپا کر میری آہوں پر پریم کی پٹی باندھ دی جھوٹی پٹی جو آج میری آنکھوں سے ہٹ گئی ہے تم دونوں حل کر میرے سامنے آ گئے ہو تم دونوں خون آشام ہو اور آج اس حقیقت کو تم دونوں جھوٹ کا جامہ نہیں پہنا سکتے کیونکہ آج جو ثبوت میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اسے نہ تو تم دونوں پانی جھٹلا سکتے ہو اور نہ بھی میں تم دونوں نے میزے و شو اس کو توڑا ہے اور خاص کر شمع تم نے تم تو مجھے وچن دیتی تھی کہ پریم کے ساتھ جینے اور ساتھ مرنے کے اور خود زندہ رہ کر مجھے ہی مارنے والی تھی میرا ہی خون پینے آئی تھی اس اب میں ہرگز نہیں رکوں گا یہ کہہ کر انتہائی غصے سے وہ کمرے سے باہر نکل گیا شمع گھبرا گئی پریشانی سے نہیں ستیش نہیں سمجھیں غلط فہمی ہوئی ہے تم جیسا سمجھ رہے ہو ویسا کچھ بھی نہیں ہے وہ ستیش کے پیچھے چلائی مگر وہ نہ رکا شمع بے چین ہو گئی دادا جی آپ ہی سمجھا میں ناں اسے وہ میری مجبوری کو سمجھ نہیں رہا ہے اب روک لے اسے نہ جانے دیں ورنہ میں مرنے جاؤں گی۔ اسے روک لیں دادا جی۔ دادا جی۔ وہ بے یقینی سے چلا کر رو دی دادا جی ستیش کے پیچھے بھاگے ستیش میڑھیوں تک اپنی پہنچا تھا کہ دادا جی نے اسے آن لیا۔ دادا جی نے اسے بازو سے مضبوطی سے پکڑ لیا۔

دیکھو بھنا۔
مجھے کچھ نہیں سننا۔ چھوڑ دیں مجھے۔ اس نے بھی مضبوطی سے بازو کھینچ کر دادا جی کی بات کاٹ دی اور تیزی سے میڑھیوں اترنے لگا شمع روتے ہوئے دادا جی کے پاس آ گئی۔
دادا جی اسے روک لو اس نے دادا جی سے کہا مگر پھر خود تیزی سے ستیش کے پیچھے تیزی سے میڑھیوں اترنے لگی ستیش رک جاؤ ستیش رک جاؤ پلیز۔ میری بات تو سن لو وہ میڑھیوں اتر کر ستیش کے پیچھے بھاگی دادا جی بھی میڑھیوں اتر آئے شمع نے تیزی دکھائی اور بھاگتے ہوئے ستیش کے سامنے کھڑی ہو گئی ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے اس نے نفرت سے شمع کو دیکھا اب تمہارے کسی ذرا سے کچھ مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ وہ دوبارہ روانہ ہونے لگا تو دادا جی نے اسے بازو سے پکڑ لیا۔

تم میری پوتی کو یوں رلا کر نہیں جاسکتے اس نے غصے سے ستیش کو اپنی طرف گھما کر کہا تو ستیش کا پارہ جو پہلے سے ہی بائی تھی مزید بائی ہو گیا کیا بات کر رہے ہو دادا جی دکھ تو مجھے دیا ہے تم دونوں نے دھوکہ دیا ہے مجھے ظلم بھی میرے ساتھ کیا ہے اور اب مظلوم تم دونوں بن رہے ہو وہ غصے سے چلا یا۔ تمہارے ساتھ ہم نے کوئی دھوکہ نہیں کیا ہے اصل بات تو یہ ہے کہ شمع پر کسی آئیب کا سایہ ہے دادا جی

انے انکشاف کیا تو ستیش نے ہتھکڑیاں لگا لیا جس میں طنز تھا۔

بہت خوب داد دیتا ہوں تمہاری حاضری مافی کی لیکن سن لو کہ اب میں تمہاری کسی بھی گھڑی ہوئی بات پر وشواس نہیں کروں گا میرا دل اب یہ بھی تسلیم نہیں کرے گا کہ سچ برسا یہ ہے اس نے تیز آواز میں کہا سلسلہ روئے جاری تھی اس کا دل ڈوبا جا رہا تھا ستیش کی جدائی کے ڈر سے۔

اس بات کا فیصلہ میں کروں گی یہ آواز سیزھیوں کے پاس سے آئی تھی جو پہلی منزل کی طرف جاتی تھی آواز نسوانی تھی اور جس کی یہ آواز تھی وہ کب سے سیزھیوں پر موجود ستیش داداجی اور شیخ کے درمیان ہونے والے تکرار کو دیکھ اور سن رہی تھی اس وقت تو کسی نے بھی اس کی طرف دھیان نہ دیا تھا مگر اب سب نے اچانک حیرت سے ایک ساتھ سیزھیوں کی جانب دیکھا ستیش تو سیزھیوں پر موجود وجود کو دیکھ کر بے ہوش ہو کر دیکھا رہ گیا تھا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے ہونٹوں کو جھنک دی۔

شادی کی آپ۔۔ آپ۔۔ حیرت و خوشی کے طے جلتے تاثرات سے شام کو دیکھ کر اس نے کہا جبکہ داداجی اور کچھ سمجھ نہ آنے والی نظروں سے شام کی طرف دیکھ رہے تھے شادی کی آپ یہاں کیسے خوشی سے ستیش کی آنکھوں میں آنسو آگئے شام کی آنکھیں بھی بھر آئیں دونوں بہن بھائی۔ برسوں بعد ملے تھے اس لیے جذباتی ہونا تو فطری بات تھی دونوں بے اختیار ایک دوسرے کی طرف بڑھ گئے اور ایک دوسرے کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ دیئے۔ داداجی اور شیخ اب سمجھ چکے تھے کہ دونوں کچھڑے ہوئے بہن بھائی ہیں ستیش میں تمہیں لینے آئی ہوں تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ پانچ سال سے تم ہمارا اور ہماری ماما کا امتحان لے رہے ہو کیا اب بھی میرے ساتھ نہیں جاؤ گے اس نے ستیش کے آنسو انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے ہوئے کہا تو ستیش نے بھی اس کے آنسو صاف کیے۔

نہیں میں آپ کے ساتھ گھر نہیں جاسکتا ورنہ دل تو میرا بھی بہت چاہتا ہے گھر آکر ماما جی سے ملنے کو شہینا دیدی سے ملنے کو مگر میں چاہ کر بھی تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا۔ کیونکہ حالات ہی ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ فی الحال تو مجھے کالیڈا کو کی پیچ سے دور رکھنا ہے اس نے پیار سے شام کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

کالیڈا کو کون ہے۔

یہ ہمارے گینگ کا سردار ہے۔ جو بہت ہی فظناک آدمی ہے اور ناب سردار تو وحشت میں س سے بھی دو ہاتھ آگے ہے میرا ان سے جھگڑا ہو گیا تھا ان کے ایک ساتھی کی ہتھیار کے بھاگنا ہوں وہاں سے اور دو یقیناً پورے شہر میں کتوں کی طرح میری بوسوگھ رہے ہیں اب تم خود بتاؤ ایسے حالات میں تمہارے ساتھ جانا ان کو اپنی کمزوریاں دکھانے کے مترادف ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تو ہم لوگوں کو میلی آنکھ سے بھی دیکھیں ستیش کہہ رہا تھا اور شام تم گوش سن رہی تھی بھائی کی گفتگو اور بڑے پیار سے اسے دیکھ رہی تھی ستیش ایک دم خاموش ہو گیا۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔ دوبارہ گویا ہوا اس نے ثبات کہا۔ دیکھ رہی ہوں تم بالکل نہیں بدلے ہو ویسے ہی بولتے ہیں وہی ادب موجود ہے ویسے بڑے بادب چور ہو تم شام نے شرارت سے کہہ دیا تو دونوں ہنس دیئے۔ مگر ستیش تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کسی کا لیا مالیا ڈاکو سے ڈرنے کی ضرورت ہے تمہاری بہن اتنی کمزور نہیں ہے کوئی بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا شام نے بھائی کی آنکھوں میں جھانک کر جوش سے کہا اور بھائی کے دونوں ہاتھ تھام لیے کیا مطلب کون سی بہن۔ تم کس بہن کی بات کر رہی ہو کیا میری کوئی ایسی بہن موجود ہے جو ریلوے ہو اور مجھے کالیڈا کو سے بچائے اس نے مذاق میں ہنستے ہوئے کہا۔

کیا مطلب ہے تمہارا میں کوئی مذاق کر رہی ہوں تمہارے ساتھ میں سچ کہہ رہی ہوں میں کالیڈا کو سے بچا ہوں شام نے بات کا لیتا دلاتے ہوئے کہا۔ مگر ستیش کی ہنسی چھوٹ گئی۔

ہم تو یہ سن رہے ہیں کہ ستیش کی شادی ہو گئی ہے۔

ہاں یہی سچ تو شام نے بھی شامی سے کہا۔

تو پھر یاد رہے کہ آپ خاتون ہیں اور زانی بھی خواتین کی ریسٹنگ چیمپئن شپ سے جیت کر آئی ہوں گی مگر یہاں آپ کو سرد سے متاثر نہ کرنا ہوگا وہ بھی ڈاکوؤں کے سردار سے ستیش نے مسکرا کر جواب دیا۔

کرلوں گی مقابلہ یہ میرے لیے کوئی مشکل کام تو نہیں ہے میں تو اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دوں گی۔

ہاں اور پھر اس سرے کو اپنی اور اپنے بھائی کی آنکھوں میں لگانا مت بھولنا ستیش نے حاضر جوابی سے کام لیتے ہوئے کہا تو دونوں بہن بھائی کھٹکھٹا کر ہنس پڑے دونوں ایک بار پھر نرم آنکھوں سے ایک دوسرے کے گلے لگ گئے پچھڑے سے پہلے بھی دونوں اسی طرح کی گفتگو کیا کرتے تھے اتنی مدت کے بعد ملنے کے بعد دونوں کا اذنی شرارتی پن دوبارہ سے اجاگر ہو گیا تھا۔

ویسے کافی بہادر ہو گئی ہو تم سچ تو یہ ہے کہ تم وہاں تک پہنچ سکتی ہو ستیش نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا ابھی تک اس کا موڈ شرارت والا تھا۔

کیوں نہیں پہنچ سکتی جب میں یہاں تک آسکتی ہوں تو کیا وہاں تک جانا میرے لیے کوئی مشکل کام ہے۔ اس نے ستیش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

اچھا کیا جادو دیکھ کر آئی ہو۔

ہاں میں کالیڈا کو جانتی ہوں اور یہ سچ بھی ہے اب پلیز میری اس بات کو مذاق مت سمجھ لینا۔ شام نے سنجیدہ ہو کر کہا مگر ستیش ابھی تک مذاق کے موڈ میں تھا۔

ابھی ہمیں وشاش نہیں ہو رہا اپنی بہن کی بات پر اس لیے ہمیں ثبات چاہیے ستیش نے مسکرا کر کہا اچھا تو تمہیں ثبات بھی چاہیے ٹھیک ہے ثبات تو تم بھی چاہتے تب بھی تمہیں آج اور ابھی اسی وقت مل جاتا تھا راج دلا رہے بھیا جی اس نے ستیش کی ناک پکڑ کر آہستہ سے کھینچتے ہوئے کہا۔ تو دونوں ہنس دیئے اس وقت دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کے پیار میں ایسے گن تھے کہ دینا بھلا بیٹھے تھے دونوں کو ایک دوسرے کے سوا کوئی نظر نہیں آ رہا تھا شیخ اور داداجی بھی یہیں جو کب سے دونوں کے پیار بھرے جذبات دیکھ کر محفوظ ہو رہے تھے مگر شیخ کے دل میں ستیش کے چلے جانے کا خوف بھی موجود تھا آخر کار اس سے رہا نہ گیا ستیش شیخ سے بیخبراری سے پکارا تھا تو دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کے پیار کے بحر سے نکل کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

کیا تم واقعی اب چلے جاؤ گے مجھے چھوڑ کر اس نے پریشانی کے عالم میں روبانسی ہو کر کہا۔ آنکھیں نہر آئیں۔ ستیش کے ماتھے پر چمکن آگئے داداجی شام کے پاس آئے۔

دیکھو بیٹا تم ہی سمجھاؤ اپنے بھائی کو ہماری تو بالکل سن رہا ہے نہ مان رہا ہے اسے لگتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ پاپ کر رہے ہیں ایسا چوتھیں ہے یہ ہمیں کوئی اور مخلوق سمجھتا ہے یہ غلط فہمی کا شکار ہے میری پونی مجھے بہت عزیز ہے یہی میری کل کائنات ہے اور یہ میری پونی کو ہر بار دکھ دے جاتا ہے داداجی نے کہا تو ستیش کے چہرے پر ہنسے کے آثار نمودار ہوئے میری پونی معصوم ہے ندوش ہے اس پر کسی آسیب کا

سایہ ہے یہ آسیب ان دونوں بولی پر عاتق ہوا تھا جب اس کے فاسل سمیڑ کے امتحانات تھے یہ اپنی ہاسپیلوں کے ساتھ برائے مندر گئی تھی ارنی کے لیے تاکہ امتحان میں اچھے نمبر لے سکے انہوں نے ارنی شام کے وقت کی بھی مگر اچانک ہی بادل آگئے تھے اور زور دار بارش ہونے لگی تھی اس لیے لڑکیاں واپس نہ آسکتی تھیں وہیں رہیں بارش کے رکنے کے انتظار میں بارش دو گھنٹے تک جاری رہی اور پھر تھم گئی تب رات پڑ چکی تھی سب لڑکیاں اپنے اپنے گھروں کو چل دیں اور میری پونی تک شارٹ کٹ راستے سے ہو کر آئی تھی گھر کے راستے میں یہ رات تھی پڑتا تھا اس رات جمع بہت ڈری ہوئی تھی بار بار مجھے سے کبھی دادا جی دیرنے سے گزرتے ہوئے میری گاڑی کئی دفعہ بھاری ہوئی تھی مجھے یوں لگتا جیسے میری گاڑی میں کوئی آن بیٹھا ہو میں خوف سے پیچھے دیکھتی تو کوئی نہ ہوتا اور یہ گاڑی بھی فوراً ہلکی ہو جانی گاڑی تیز نہیں چلا سکتی تھی کیونکہ یہ سڑک جگہ جگہ سے خراب تھی ٹوٹی پھوٹی تھی اور بعض جگہوں میں پانی کے چھوٹے چھوٹے گڑھے بنے ہوئے تھے جو بارش کے پانی سے بھرے ہوئے تھے اس پر سے گاڑی بڑی احتیاط سے گزرتا پڑتی تھی سارے راستے جمع خوف میں مبتلا ہو کر آئی تھی کبھی بھی دادا جی یوں لگتا ہے جیسے میں ایکی نہیں ہوں جیسے میرے ساتھ کوئی اور بھی ہے مگر میں ہر بار اسے اس کا دم بنا کر جھٹکتا تھا مگر اصل صورت حال تو تب سامنے آئی جب جمع کا رشتہ آیا اس وقت اس کی حالت غیر ہونے لگی عجیب عجیب حرکتیں کرنے لگی اور مہمانوں کو تنگ کرنے لگی تو رشتے کے لیے آئے ہوئے مہمانوں نے جمع کو بالکل قرار دے دیا اور چل دیئے اس کے بعد جب بھی جمع کا رشتہ آتا جمع کی حالت ہی بدل جاتی اور شیب عجیب حرکتیں کر کے مہمانوں کو بھگا دیتی بھی لڑکے کے باپ کا گرد بادی تو بھی ماں کی گود میں بیٹھ کر بننے لگتی اور اس کے بال نوپنے لگ جاتی لڑکے تک کو نہ جھپٹی وہ کئی امیدواروں کے گلے دبا چکی تھی اور وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگنے پر مجبور ہو جاتے اس کے بعد جمع کے رشتے آتا بند ہو گئے کیونکہ جمع کے باکل ہونے کی انوائیں پھیل گئی تھیں میں نے کئی ذاکنوں کو دکھایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا پھر میں نے ایک تاجر کو کھو بلوایا اس نے جمع پر کوئی عمل کیا اور یہ انکشاف کیا کہ اس کے ساتھ ایک جن چڑ گیا ہے جو اس کے لمس پر فریفتہ ہو گیا ہے مگر پھر اس نے جمع پر کوئی دوسرا عمل کی تو جمع کی حالت غیر ہونے لگی اور اس نے تاجر کو مارنا پینا شروع کر دیا اور اسے گالیوں سے بھی نوازا مگر تاجر تکر نیا سے قابو کر لیا اور عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جمع بے ہوش ہو گئی۔ تب وہ بولا کہ میں نے جن کو بھگا دیا ہے اس کے بعد سے جمع کی طبیعت واقعی میں ٹھیک رہنے لگی مگر جب سے شیش یہاں آیا ہے تب سے اس کی حالت پھر ویسے ہی ہوئی ہے ہر دوسری تیسری رات اس کی حالت خراب ہو جاتی ہے اور یہ پیچھے لگتی ہے میں نے اسی تاجر کو ساری صورت حال بتادی تو اس نے پانی پر عمل کر کے مجھے دیا کہ جب جمع کی حالت خراب ہو جائے تو یہ عمل کیا ہو پانی تمہارے کام آئے گا چلو بھر پانی اس کے منہ پر چھڑک دینا یہ ٹھیک ہو جائے گی پھر جب بھی اس کی حالت غیر ہوئی تو میں اس کے چہرے پر چلو بھر پانی چھڑک دیتا ہوں تو یہ بے ہوش ہو جاتی ہے اور ساری رات بے ہوش ہی رہتی ہے تاجر نے مجھے صاف صاف بتا دیا تھا کہ یہ جن اس کے ہاتھوں میں رہنے والا نہیں ہے کیونکہ بہت طاقتور جو ہے اس لیے تم دم کئے ہوئے پانی سے ہی فی الحال کام چلاؤ اور کسی بڑے گرو یا باکو تلاش کر کے جن کا خاتمہ کرو دادا جی نے کہا اور خاموش ہو گئے شامک سے دادا جی کی باتیں بڑی انتہا کے ساتھ نے ن رہی تھی جبکہ شیش کے چہرے پر شرمندگی کے آثار موجود تھے اور جمع ابھی تک رورہی تھی آنسوؤں سے اس کا چہرہ گیلا ہو چکا تھا اب آپ کو کسی بھی اور

موت کی منزل

خونک لاجسٹ 44

اگست 2013

جہنمک بابا کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے میں کچھ چکی ہوں اس کے ساتھ جن جو یہاں سے بھاگ چکا ہے آپ کے دم کئے ہوئے پانی پھینکنے کی وجہ سے میں جب آ رہی تھی تو اسے یہاں سے بھاگتے ہوئے کچھ لپٹا تھا اب جمع کا علاج میں ہی کروں گی شانے کہا اور جمع کے پاس آگئی وہ جمع کے سامنے کھڑی ہو گئی جمع نے روتی ہوئی آنکھوں سے اسے دکھا شا کو اس پر بے حد پیار آیا سستی کار بھا بھی جی شانے دونوں ہاتھ جوڑ کر مسکراتے ہوئے کہا تو جمع نے بے یقینی کے انداز میں اسے دیکھا شیش کے چہرے پر بھی خوشگوار میت آگئی دادا جی بھی مطمئن ہو گئے جمع نے بھی دونوں ہاتھ جوڑ دیئے مگر کچھ نہ کہہ سکی اور پھر روتی شانے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا میری طرف دیکھو جمع میری آنکھوں میں جھانکتی جاؤ شلمانے سنجیدگی سے کہا۔ تو جمع نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا شا پر لب کچھ پڑھتی رہی پھر اس نے جمع کے چہرے پر چھوٹ کر اس سے جمع کی آنکھوں میں حیرت پڑتی اب جمع نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور انا منتظر رہا لب پڑھ پڑھ کر اس پر چھوٹتی رہی ہر چھوٹک سے جمع ایک جھٹکا کھا جانی اور اس کی حالت بدلنے لگتی یہاں تک کہ اب جمع اپنا اختیار کھو چکی تھی اور جن اس پر عمل طور پر غالب آچکا تھا بابا بابا۔ جمع کے منہ سے فلک شگاف قہقہے برآمد ہوتے اور وہ حورنی ہوئی نظروں سے شا کو دیکھنے لگی چہرے کی رنگت سرخ ہو چکی تھی میں جمع پر عاتق ہو چکا ہوں اور عاشق چاہے جن ہو یا انسان کبھی اپنی پرنیمیا کو نہیں چھوڑتے میں بھی مرتے دم تک جمع کے ساتھ رہوں گا اور اسے کسی کا ہونے نہ دوں گا۔

موت کی منزل کی اگلی قسط ضرور پڑھیں۔

دھی مایوس پریشان حال لوگوں کیلئے خوشخبری

انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے حکم سے سنگ دل سے سنگ دل مرد ہو یا عورت بے شک سات سمندر پار ہی کیوں نہ ہو

رب العزت کے حکم سے فاصل ملے (نقل مقدس) کی برکت سے 40 دن کے اندر اندر خود حل کر آئے

کاروبار میں بندش

جن پر کالا جادو، ٹونے کا اثر۔ آسیب کے اثرات سفلی علم یا عمل کرایا گیا ہو اور اس کا توڑ نہ ہو رہا ہوں

گھر بیٹھے کام ہوگا۔ ہر مسئلے کا مستقل حل۔ مستقل توڑ

بے اولاد مرد ہو یا عورت ہو یا اولاد کا نہ ہونا اور اولاد کا ہونا ہر جہاں عمل اعتماد کے ساتھ لکھیں۔ ہر بات مینڈا زبانی ہے

(ملاحظہ)

سلیم قادری نوشاہی

مکان نمبر 105/A-444 پانی پل ٹیکسٹائل ٹاؤن لاہور (پاکستان)
مواک: 0300-9695363, 0334-9695363

اگست 2013

خونک لاجسٹ 45

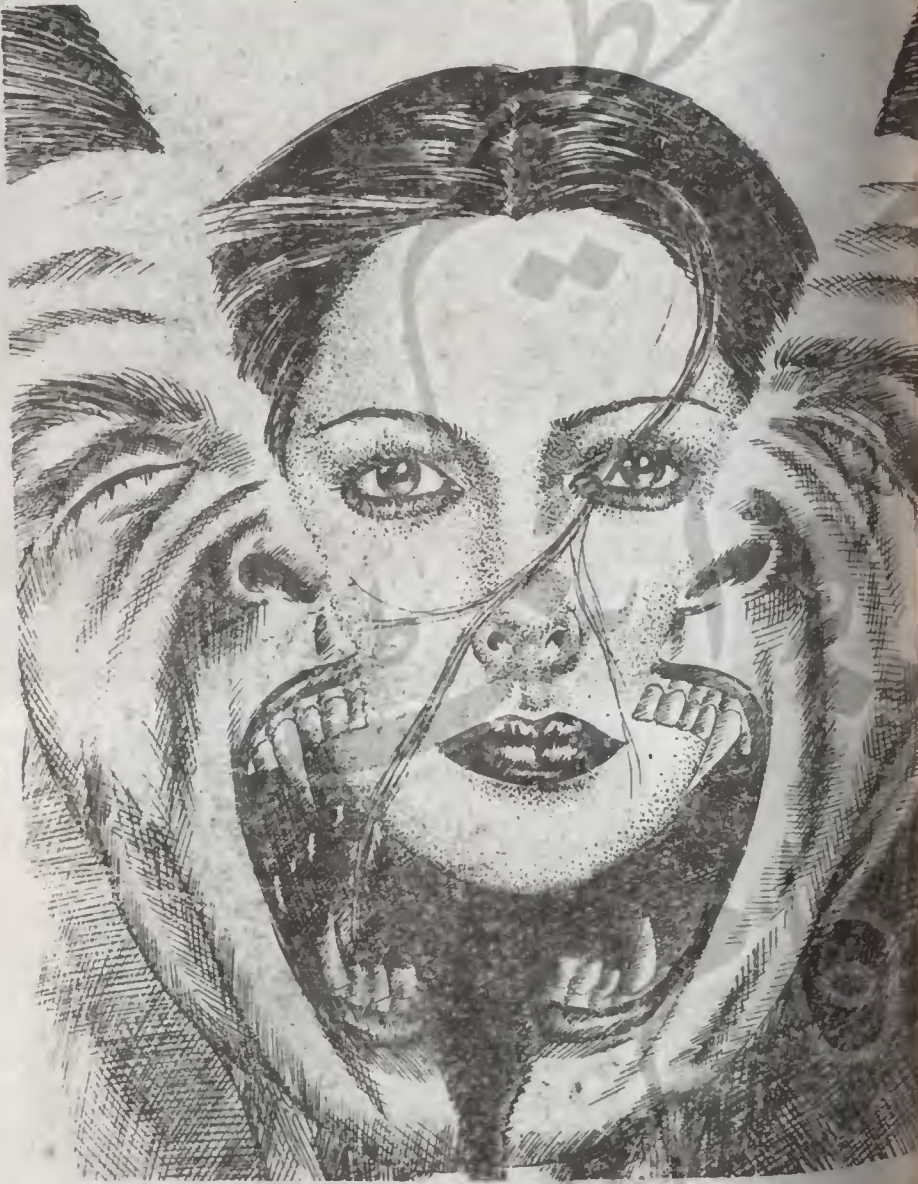
موت کی منزل

دھند کے پار

۔۔۔ تحریر: ساحل دغا بخاری۔ بصیر پور۔ قسط نمبر ۳۔

چلتے چلتے وہ مختلف سوچوں سے الجھ رہا تھا وہ سر جھکائے سوچوں کے سمندر میں ڈوبا چلا گیا دفعتاً اسے
ٹھوکر لگی اور وہ گھٹنوں کے بل گر اور دیکھتا ہوا کہ اس کے پیچھے کئی ایسی ہی لڑکیاں آگئی ہیں اس کی نگاہ سامنے آگئی
اور وہ ششدر رہ گیا وہ جنگل ختم ہو چکا تھا بان جنگل ختم ہو چکا تھا سامنے چھیل میدان تھا دور کہیں آبادی
کے آثار بھی نظر آ رہے تھے اسے اس قدر حیرت ہوئی تھی کہ وہ خوش ہونا بھی بھول گیا تھا اس کی حالت
صحرا میں آبلہ پا جھکتے اس قریب اُلویت مسافر کی تھی جو پیاس کی شدت سے دم توڑنے والا ہوا اور
اسے لکھت سمندر مل جائے اس کے تھکن سے چور قدموں میں گویا بجلی بھرنے لگی تھی وہ اٹھا اور تیزی سے
آگے بڑھا تم تو حیلہ کو لینے آتے تھے ناں پھر تمہیں سر مر کو لے جانا تھا اس کے بڑھتے قدم گویا نجد
ہو گئے اس نے کھدیر دیا دیا۔ بے کراں ابر بار بار اس کے لیے دوبارہ زلداں میں جانا بے حد
وشہار گزار ہو جاتا ہے وہ بھی اس منظر کا شکار تھا چند لمحات وہ شش و پنج میں مبتلا رہا پھر فیصلہ کر کے پلٹا
اس کے ذہن میں خیال آیا کہ ہوسکتا ہے حیلہ اس دنیا میں نہ رہی ہو پھر اس نے سوچا کہ اسے ڈھونڈنے
کی اپنی ہی کوشش کرے گا پتہ اس نے اسے ڈھونڈا کہ تھا اور وہ تو خود بھٹکتا پھر رہا تھا۔ ایک دلچسپ اور
منہنی خیمہ بنی

ہر اماں نظروں سے رہریب کے ہاتھ
وہ سے اٹھتے دھوئیں کو دیکھ رہا تھا دھواں
یرے دھیرے اس کے ہاتھ سے نہ کھائی تک
پہنچا تھا دھیرے دھیرے اس کے پورے بازو
سے اپنی لپیٹ میں لے لیا اسی طرح
دھیرے دھیرے اس کا پورا وجود دھواں
نے لگا جوں جوں دھواں آگے بڑھ رہا تھا۔ اس
جسم کا وہ حصہ جہاں سے دھواں اُٹھتا تھا وہ
تاجار ہاتھ دھوئیں کا سفر جاری رہا اور
وہ جسم غائب ہوتا جی اب اس کی ٹانگیں
نہیں دھواں ست روی سے اس کی ٹانگیں
رہا تھا زو باد بنو زبہ جس و حرکت کسی
ن ماند ساکت تھا آہستہ آہستہ رہریب
بھی دھوئیں نے ہر پے کو لیے اب



اور ویرانی کا احساس ہوا وہ بے ساختہ پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی چھٹی حس مسلسل اسے واپس پلٹنے کا سنسنیل دے رہی تھی اس نے سر جھٹک کر اس بوج کو جھٹایا اور قدم آگے بڑھا دیئے اس کے جنگل میں قدم رکھتے ہی اس شدید ترین تباہی اداسی اور ویرانی نے اس پر غلبہ پایا۔ قد آدم خشک گھاس ابھی بوئی تھی بوڑھے درخت اپنے سیانوں اور مٹی سے اٹنے پتوں کے ساتھ ہر جگہ خاموش کھڑے تھے وہ چند قدم مزید آگے بڑھا وہاں کوئی پرندہ حتیٰ کہ کوئی مٹی بھی نہ تھی یہ ویران جنگل اجڑا اجڑا سا اپنے ہی حال پر اداس لگ رہا تھا وہاں سوائے دور دور لمبی لمبی گھاس قدم تھاور درختوں اور بے ترتیبی سے پھیلی جھاڑیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور تو اور ہوا تک سانس بھی جنگل میں موجود تن آور درخت لمبی لمبی قدم آدم گھاس اور ابھی بوئی جھاڑیاں سب ساکت و جامد تھیں گویا یوں جنگل سانس روکے کھڑا تھا ہر شے پر خاموشی کا راج تھا شدید ترین اداسی تباہی اور ویرانی ہنوز اس پر مسلط تھی اس نے سر جھٹک کر ان احساسات کو جھٹکنے کی ناکام سعی لی اور ارد گرد کا بغور جائزہ لیتا رہا اور آگے بڑھنے لگا اس کی عقابانی نظریں بے تابی سے جنگل میں بھٹک رہی تھیں۔

وہ جیلہ کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا اسے آج اس جنگل میں دوسرا دن تھا جنگل بدستور خاموش تھا ہر شے پر سکوت مسلط تھا ہر چیز پر خاموشی کا راج تھا گہری اور دبلا دینے والی خاموشی پاگل سا کر کے رکھ دینے والا سکوت یہ خاموشی یہ سکوت اور یہ تباہی بے حد اعصاب شکن تھی وہ خشک گھاس پر گزرنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کی تھکی تھکی نظریں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں درخت سر نہیڑ اڑے اپنے اجڑے پر

باتم کناس تھے جھاڑیاں اپنی ویرانی پر نوحہ کناس تھیں اور گھاس اپنی تباہی پر افسردہ چپ سا رہے ہوئے تھی اور ہوا اپنی بے رخی اور گرہ زبانی پر شرمندہ منہ چھپائے ہوئے تھی۔ خاموشی کی مخصوص کی مخصوص سائیں سائیں اس کے کانوں میں چھ رہی تھیں شدید ترین اداسی تباہی اور ویرانی کے مسلسل احساس سے گھبرا کر وہ اٹھ گیا اس کا ضبط جواب دے گیا تھا وہ واپسی کے خیال سے مڑا مگر وہ بالکل بھی نہ سمجھ پایا کہ اسے کس طرف جانا ہے۔

وہ اچھن زدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا مگر وہ تادیر جان نہ پایا کہ وہ کس طرف سے آیا تھا وہ ٹکڑے سا وہیں ٹھہرا رہا یکنخت اسے احساس ہوا کہ وہ وہاں تنہا نہیں ہے اس کی چھٹی حس چیخ چیخ کر اسے کسی خطرے کا احساس دلانے لگی تھی اسے لگ رہا تھا کہ کوئی پراسرار شے اس کے آس پاس ہے یہ احساس اس قدر شدید تھا کہ وہ جھٹلا نہ پایا بھلا اس ویران جنگل میں جہاں وہ باوجود خوش کے کوئی بھی تک نہ دیکھ پایا تھا وہاں بھلا کیا چیز ہو سکتی تھی اگرچہ اس نے کوئی آواز یا آہٹ نہ سنی تھی تاہم یہ احساس شدید ترین تھا وہ یکدم بھاگ کھڑا ہوا اسے محسوس ہوا کہ وہ پراسرار نادیدہ شے بھی اس کے تعاقب میں ہے وہ بنا کسی سمت کا تعین کئے بے تحاشا بھاگ رہا تھا اس کے ساتھ ہی اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ پراسرار شے بھی اسی تیزی سے اس کے تعاقب میں ہے اس پر جھٹلا ہٹ طاری ہوئی اسے اپنی بزدلی پر سخت لیش آیا وہ یکدم پلٹا وہاں کچھ بھی نہ تھا کچھ بھی نہ تھا مگر کسی کی موجودگی کا احساس بدستور قائم رہا اس کے اعصاب جھنجھٹا اٹھے اس پر جھٹلا ہٹ اور شدید ترین بے بسی طاری ہو گئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ

کرے تو کیا کرے وہ بے بسی سے اپنے بال نوچ کر رہ گیا کسی کی پراسرار موجودگی کا احساس اس کے اعصاب پر مسلط تھا اس لاکھ اس سوچ کو جھٹلا جا رہا تھا بے سود وہ ایک پیڑ کے تنے سے ایک لگا کر بیٹھ گیا اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں دفعتاً اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ خاموشی کی مخصوص سائیں تیز تیز ہونی جا رہی تھیں اس کے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے مگر اس سے کوئی فرق نہ پڑا یہ خاموشی مزید گہری ہونی لگی اور تیز ہوتے ہوئے ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئی وہ بے بسی سے ہونٹ کچلنے لگا معا اسے محسوس ہوا کہ خاموشی اس پر بس رہی ہے اس کی کھلکھلاہٹ اسے واضح سانی دے رہی تھی مجھ پر۔۔۔ مجھ پر ہنسی ہے میری بے بسی کا مذاق اڑاتی ہے وہ اچانک ہی ایک تھاور درخت کی شاخوں کو دیکھتے ہوئے چلانے لگا۔ جواباً ہی تیز تر ہو گئی۔

ہنسی ہے مجھ پر یہ مذاق اڑاتی ہے میرا وہ ادھر ادھر ٹکڑا اٹھا کر اس طرف پھینکنے لگا بھاگ جاؤں یہاں سے ہنسی اب دوسرے درخت سے ابھرنے لگی۔

اچھا تو یہاں ہو یہ لو وہ اس درخت پر کنکر پھینکنے لگا۔ پھر اس نے محسوس کیا کہ ہنسی تیسرے درخت پر سے ابھر رہی تھی وہ اس سمت مڑا پھر چوتھے پھر وہ پاگلوں کے سے انداز میں وہی کنکر اٹھا اٹھا کر چاروں جانب پھینکنے لگا۔ چلی جاؤ تھک بار کر وہ مذہال سا وہیں گر گیا۔ خاموشی اب اس پر بس نہیں رہی تھی بلکہ سک رہی تھی اس کی سسکیاں اس کی سماعتوں میں بری طرح چھ رہی تھیں کچھ لوگ بھی اس سکنتی خاموشی کی طرح ہوتے ہیں ان کے ساتھ کچھ بھی کر لو احتجاج نہیں کرتے چپ چاپ ہر

دکھ کی تلخی ہر غم کا زہر لی جانے والے ان کے لبوں پر ہمیشہ جامد چپ بلکہ مسکراہٹ ہوتی ہے مگر یہ چپ خاموشی مسکرتی رہتی ہے مگر اس خاموشی کی سسکیاں کوئی نہیں سنتا۔ اور اگر کوئی سن بھی لے تو ان سنی کر دیتا ہے کہ بے حس تو ہم ہو ہی چکے ہیں ہماری بے حس نہیں کسی کی بے بسی محسوس کرنے ہی نہیں دیتی خاموشی کی سسکیاں بتدریج بڑھتی جا رہی تھیں ان کی شدت میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔

پلیز پلیز چپ ہو جاؤ وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھا پلیز بس کرو اب وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر ایک بار پھر چلایا یہ سکنتی خاموشی اب ناقابل برداشت حد تک پہنچ چکی تھی خدا کے لیے بس کرو وہ اس نے بے بسی سے التجا کی اس نے اپنے دونوں ہاتھ ہنوز کانوں پر رکھے ہوئے تھے اس خاموشی شور سے بچنے کے لیے وہ ایک دم اٹھا دو بنا کسی سمت کا تعین کئے بھاگ اٹھا وہ اپنی تمام تر قوت بروئے کار لاتے ہوئے بھاگ رہا تھا گویا ایک اذیت ناک اور بھیاں ک موت اس کے تعاقب میں ہو وہ خاموش شور بدستور اس کے کانوں میں گھسا چلا آ رہا تھا یکنخت اسے احساس ہوا کہ وہ برابر ایک دائرے میں بھاگ رہا ہے بار بار رخ تبدیل کرنے کے باوجود اسے یہی لگ رہا تھا کہ وہ مسلسل ایک دائرہ میں بھاگ رہا ہے خاموشی کا شور مسلسل کسی بلاسٹ کی طرح اس کی سماعتوں پر بری طرح برس رہا تھا۔ وہ پاگل پن کی انتہاؤں کو چھونے لگا وہ بری طرح مذہال ہنوز کا تھا مگر پھر بھی کانوں پر ہاتھ رکھے خاموشی کے شور سے بچنے کی خاطر بدستور بھاگ رہا تھا وہ بری طرح ہانپ رہا تھا بلاخر اس کی ٹانگوں میں مزید سکنت نہ رہی اور وہ گر گیا۔ پلیز چپ ہو جاؤ۔ وہ ہڈیاں انداز میں

چلایا یہ خاموشی شور بڑھتا چلا گیا بڑھتا ہی چلا گیا
ایسا مت کرو خدا کے لیے بس کرو اب آئی کا نٹ
بیز آئی دینی کا نٹ بیڑ خدا کے لیے چپ ہو جاؤ
ہذیالی انداز میں چلاتے چلاتے اس کے
اعصاب جواب دینے لگے اس کی آواز سرگوشی
میں ڈھل گئی تھی بس کرو خدا کے لیے چپ اس کا
سر خشک گھاس پر بے ترتیبی سے رکھا تھا وہ سسکتی
خاموشی سے بے نیاز ہو چکا تھا۔

وہ لمبی لمبی خشک گھاس پر چپ لیٹا تھا بلکہ
ٹراؤز پر کشی شرٹ پر ان تھک مسافروں کی گردنیں
اس کے شبلا رنگ بال بے ترتیبی سے فراخ
پیشانی سے بکھرے درختوں کے پتوں سے چھن
کر آتی دھوپ کے سب سنہری لگ رہے تھے اس
کی سائرا آکھیں بندھیں جن پر لمبی گھنی مڑی ہوئی
پلیس سایہ فگن تھیں خوبصورت ہونٹ ایک
دوسرے میں پیوست تھے شیوہ قدرے بڑھی ہوئی
تھی اس لمبی لمبی آرنٹک انگلیوں والے
خوبصورت ہاتھ پہلو میں دراز تھے خوبصورت
پاؤں جو توں کی قید سے آزاد تھے درختوں سے
چھن کر آتی سنہری دھوپ نرمی سے اس کے دل
کش و پرکشش چہرے کے بوسے لے رہی تھی
اس کے چہرے کے دلکش نقوش سے کرب
واذیت کی عجیب سی کیفیت جھلک رہی تھی اس
کے ہر عضو سے تھکن جھلک رہی تھی صرف اس کی
دلکش تراش کی ناک ہی تھی جواب بھی شان بے
نیازی سے کھڑی تھی وہ یوں لیٹا ہوا تھا گویا
صدیوں سے سی عالم میں ہوا اور صدیوں اسی عالم
میں گزار دے گا خاموش روزانہ اس پر ہنستی ہے
اس کے تیز ہونے قہقہے اس کی سماعتوں میں بری
طرح چھپتے ہیں وہ کنگر اور پتھر اٹھا اٹھا کر اسے
مارتا ہے۔

مجھ پر ہنستی ہے۔ مذاق اڑاتی ہے میرا میں
تھیں نہیں چھوڑوں گا جان لے لوں گا
میں تمہاری۔ خاموشی پھر جگہ بدل لیتی ہے ایک
سے دوسرے پھر تیسرے پھر چوتھے درخت پر
بھاگ جا بھاگ جا وہ کنگر اور پتھر اٹھا اٹھا کر
پاگلوں کے سے انداز میں چاروں جانب اچھالتا
ہے خاموش قہقہے تیز تر ہوتے چلے جاتے ہیں وہ
ان سے بچنے کی خاطر بھاگ کھڑا ہوتا ہے
خاموشی بدستور اس کا پیچھا کرتی ہے معا سے
اجناس ہوتا ہے کہ وہ برابر ایک دائرے
میں بھاگ رہا ہے بار بار رخ تبدیل کرنے کے
باوجود اسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہنوز ایک
دائرے میں بھاگ رہا ہے وہ پاگل پن کی
انتہاؤں کو چھوتے ہوئے پوری قوت سے بھاگتا
ہے بلاخر اس کی ناگوں میں سکت نہیں رہتی وہ
نڈھال ہو کر گر جاتا ہے اسے ہانپنے لگتا ہے پھر
خاموشی سکے لگتی ہے چپ۔۔۔ چپ ہو جاؤ پلیر وہ
پھر بے چینی سے اٹھتا ہے خاموشی بدستور سسکتی
رہتی ہے۔

چپ ہو جاؤ خدا کے لیے بس کرو اب وہ
کانوں پر ہاتھ رکھ کر پھر سے بھاگ اٹھتا ہے پھر
اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ بدستور ایک دائرے
میں بھاگ رہا ہے بار بار رخ تبدیل کرنے کے
باوجود یہ احساس ہنوز قائم رہتا ہے بھاگتے
بھاگتے اسے ٹھوکر لگتی ہے وہ گر جاتا ہے خاموشی
کی سبکیاں مسلسل اس کے اعصاب پر کوڑا بن کر
برستی ہیں خدا کے لیے بس کرو اب برداشت نہیں
ہو رہا آئی کا ندی بیڑ۔ چپ ہو جاؤ رفتہ رفتہ اس
کے اعصاب جواب دینے لگتے ہیں چپ ہو جاؤ
خدا کے لیے اس کی آواز سرگوشی میں ڈھل جاتی
ہے اور وہ سسکتی خاموشی سے بے نیاز ہوش و خرد
سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔

آسمان سے بارش کی مانند وحشت کی ہنکتی ہے
ویرانی ہے نڈھال دعا خاموشی سسکتی ہے
وہ یونہی چلتا رہا ایک اسے بھوک محسوس ہوئی
اس نے متلاشی نظروں سے ارد گرد نظر ڈرائی اسے اپنا
مطلوبہ درخت نظر آیا تو وہ اس طرف چل دیا یہ ناریل
نما درخت تھا اس کا پھل بھی ناریل جیسا ہی تھا اس
جنگل میں اگرچہ کسی پھل دار درخت کی موجودگی اس
کے لیے باعث حیرت تھی تاہم یوں اس کی خوراک کا
مسئلہ حل ہو گیا تھا وہ مہارت سے درخت پر چڑھنے لگا
فرحان اور وہ اکثر درختوں پر چڑھا کرتے تھے فرحان
اس کا عزیز دوست ہی نہیں بلکہ ایک عظیم انسان بھی تھا
جس نے اپنی سب سے بڑی خوشی اپنی محبت اس پر
قربان کر دی تھی فرحان گل پوش سے محبت کرتا تھا یہ
بات اسے گل پوش کی شادی سے ایک دن قبل اتفاقاً
معلوم ہوئی تھی مہندی کا فنکشن ختم ہوا تو فرحان نے
ہی دیگر لڑکوں کے ساتھ مل کر سب پھیلاوا سمیٹا تھا
زادہ مہمانوں سے اجازت ملے کر اندر بڑھ گیا اپنے
کمرے میں جاتے ہوئے وہ دروازے کے قریب
ٹھٹھک کر رکا اس کی سماعتوں سے فرحان کی آواز
نگرا کر اٹھی تھیں اس طرح یہاں نہیں آنا چاہیے تھا
فرحان۔ فرحان میں مری جاؤں گی یہ زندگی آواز بلاشبہ
گل پوش کی تھی کوئی کسی کے بغیر نہیں مرنے والے وہ رکھائی
سے بولا دیکھو گل پلیر جاؤ یہاں سے چلی جاؤ گی تم تم
صرف ایک بار کہہ دو کہ محبت کے اس سفر میں میں تنہا
نہیں ہوں تم بھی۔۔۔ تم بھی مجھ سے محبت کرتے ہو وہ
ضدی انداز میں گویا ہوئی تھی نہیں فرحان کی سنگلاخ
آواز اسے پاتال میں دھکیل گئی آپ کسی کو خوشے بھی
بڑھ کر چاہیں اور وہ آپ کی محبت قبول کرنے سے
انکار کر دے کتنی بڑی بدھیمی ہے یہ محبت میں لاکھ
رکا نہیں جاکل ہوں یہ منہ زور سیلاب کی مانند ہر بند
عبور کر جاتی ہے جس سے محبت ہوا سے پانہ سکیں یہ
بہت بڑا دکھ ہے مگر جس سے محبت ہو ہمیں اس کے دل
میں ذرا سی بھی جگہ نہ بنا سکیں یہ اس سے بھی بڑا دکھ

وہ ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا ابھی
تھوڑی دیر قبل ہی اس نے ہوش کی دینا میں قدم
رکھا تھا اس کے بال شانوں تک پہنچ چکے تھے یہ
ترجیب داڑھی جھاڑ جھنکار کی مانند دلگ رہی تھی
ساحرا آنکھوں کی چمک مانند بڑبڑکی تھی اور ان میں
ایک اضطراب کروٹیں لیتا تھا لا حاصل مسافروں
کا گرد و غبار اس کے پیروں سے لپٹا تھا ان دنوں
چلنا اور چلنے رہنا اس کا مقدر بن گیا تھا اسے نہیں
یاد کہ وہ یہاں کب سے ہے اس کی ذہنی حالت
کافی دگرگوں ہو چکی تھی دھیرے دھیرے اس
کے سادک وجود میں جنبش ہوئی وہ اٹھا اور خالی
الذہنی کے غلام میں ایک جانب چل دیا اکا دکا
درخت نڈھال سے کھڑے تھے خشک گھاس
اور جنگلی بیلے اجڑی بکھری حالت میں زمین کو
دھانچے ہوئے تھیں ہر چیز پر اداسی نے ڈیرے
ڈال رکھے تھے ہر شے پر تنہائی کا سمیرا تھا ہر جگہ
خاموشی کا راج تھا۔ ہر شے سے ویرانی فٹک رہی
تھی اور یہ اداسی تنہائی خاموشی اور ویرانی رو باد
کے اندر تک پہنچے گاڑے ہوئے تھے اسے محسوس
ہو رہا تھا کہ وہ صدیوں سے یونہی رہتا آیا ہے
اس خاموش جنگل میں اس پیا سی زمین سے بخوبی
آشنا ہے۔

میں صدیوں سے اس دیار میں ہوں
لا حاصل گرد سفر کے غبار میں ہوں
چھنی گھاس کی پتی جتنی غم سے نڈھال ہے
شہم نے بھی اوڑھ رکھی کانٹوں کی شال ہے
شجر فودہ کنٹاں سانس لینا محال ہے
زمین بھی صدیوں سے پیاسی بے حال ہے
شاہ خاور سے ہر لمحہ آگ برستی ہے
بر شے موت اوڑھے ساکن
ہو ابھی گزرنے سے ڈرتی ہے۔

ہے تم مجھ سے محبت نہیں کرتے اور میں سمجھتی رہی کہ تم بھی مجھ سے وہ رونی ہوئی بھاگ گئی کچھ باہر کی تاریکی تھی اور کچھ آنسوؤں کی دھند جیسی وہ دروازے کے ساتھ کھڑے زوہاد کو نہیں دیکھ پائی تھی جواب مجھے مجھے قدموں سے اندر بڑھ رہا تھا تم ٹھیک ہی سمجھتی رہی گل اس کے اندر بڑھتے قدم فرحان کی آواز پر جم کر رہ گئے وہ خود کلا کی انداز میں بول رہا تھا محبت کے اس سفر میں تم تنہا نہیں تھیں میرے دل میں بھی دھڑکتی ہو تم میں اگر زوہاد سے ہمیں پانے کی بات کرتا تو وہ شاید تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیتا۔ لیکن پھر اسے زوہاد کا ساتھ ملنا مشکل ہو جاتا۔ اور میں اتنا خود غرض نہیں ہوں کہ چلو یہ زوارہ۔ تو حاصل ہوا کہ تم بھی مجھ سے لیکن میں چاہہ کر بھی نہیں بتایا یا نہیں۔ میری اس خود غرضی کے لیے معاف کر دینا چاہیے لیکن اگر تم جان جاتیں تو تمہارے لیے زرغام کا ساتھ تم شاید دل سے اس کی نہ ہو یا میں خدا کرے زرغام نہیں ہر خوشی دے اس نے گھڑکی سے جھانکتے چاند کو دیکھ کر انگلی کی پور بائیں آنکھ کی پلکوں پر انکشاف مولیٰ جھٹکا تھا۔

حد بنوں کو دیکھنا عادت ہے عشق کی روشن راہ پر آگ اور پروانہ چل گیا۔ ہم تھامتے ہی رہ گئے زنجیر وقت کو آیار کا ہنساڑ اور ایک بل گیا۔

فرحان ایک قرب کے غالم میں بے دردی سے ہونٹ چپکتے ہوئے آنسو پینے کی کوشش کر رہا تھا زوہاد شام کی سے پلٹ گیا اگلے روز بھی زوہاد کے منہ کر دینے کے باوجود ہر کام میں حصہ لیتا رہا گل پوش کی رخصتی تک وہ موجود رہا بوقت نکاح شدت ضبط سے اس کی آنکھیں انگارہ ہو رہی تھیں اس کی رخصتی کے بعد اس کا ضبط بھی جواب دے گیا وہ کمرے بند کر کے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر زوہاد تھا۔ ہمارے درمیان زمانے کی تفصیل تو حاصل تھیں زہر نرسانا پیا تھا خود ہی میں نے

کوئی اندازہ تو کرے بھلا میرے ضبط کا دعا ہمراہ رقیب اسے رخصت کیا تھا خود ہی میں نے

وہ پیٹ بھر کر کھانچا تو کچھ دیر آرام کی غرض سے لیٹ گیا۔ اس کے کانوں میں دبی دبی سی ہنسی گونجی اس کے چہرے پر کرب و اذیت کے سائے لہرانے لگے خاموشی اب کھل کر ہنس رہی تھی زوہاد جتنی سے دانت پر دانت جمائے آنکھیں میچھے بیٹھا تھا خاموشی کی ہنسی سسکیوں میں دھل گئی ان سسکیوں میں اتار دیا تھا کہ اسے لگا اس کا دل چھٹ جائے گا پلیر چپ ہو جاؤ وہ یکا یک چلا اٹھا خاموشی کی سسکیاں بتدریج تیز تر ہونی لگیں وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھا خدا کے لیے چپ ہو جاؤ بس کر وہ بذاتی انداز میں چلا رہا تھا خاموشی سے بچنے کے لیے بھاگ رہا تھا مگر کتنی خاموشی کسی طور پر پہچان نہ چھوڑ رہی تھی وہ مسلسل بھاگ رہا تھا یہاں تک کہ اس کی ٹانگوں سے مزید اس کا بوجھ سہارنے سے انکار کر دیا وہ بری طرح پاپ رہا تھا کوئی چائے امان نہ تھی وحشت سی وحشت تھی یا اللہ رحم۔۔۔ رحم فرما اپنے حبیب علیہ السلام کے صدقے رحم فرما اذیت کی انتہاؤں پر اس نے قادر مطلق کا پکارا وہ جس کا فرمان ہے مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا انسان خواہ کتنا ہی برا کتنا ہی گناہگار ہو اللہ اس کی پکار ضرور سنتا ہے صرف خلوص نیت شرط ہے وہ بے حد رحیم و کریم ہے اس کی رحمت کی نشانیاں ہم روز دیکھتے ہیں مگر دیکھ کر بھی انجان رہتے ہیں یہ آج کی بے پایاں رحمت ہی ہے کہ اس نے ہمیں اس قدر نعمتوں سے نوازا رکھا ہے ورنہ جیسے ہمارے عمال ہیں اس لحاظ سے تو ہم ایک لقمہ کھانے کے بھی اہل نہیں ہیں ہم کتنے کم ظرف ہیں کہ پھر بھی اس کی ناشکری کرتے ہیں اس کی بے پایاں رحمت کی بارش ہم پر ہوتی رہتی ہے اور ہم اس کی یاد سے بھی غافل ہو جاتے ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو بھٹلاؤ گے معاذ بادی کو محسوس ہوا کہ خاموشی۔ خاموش ہو گئی۔ خاموشی واقعی خاموش ہو گئی

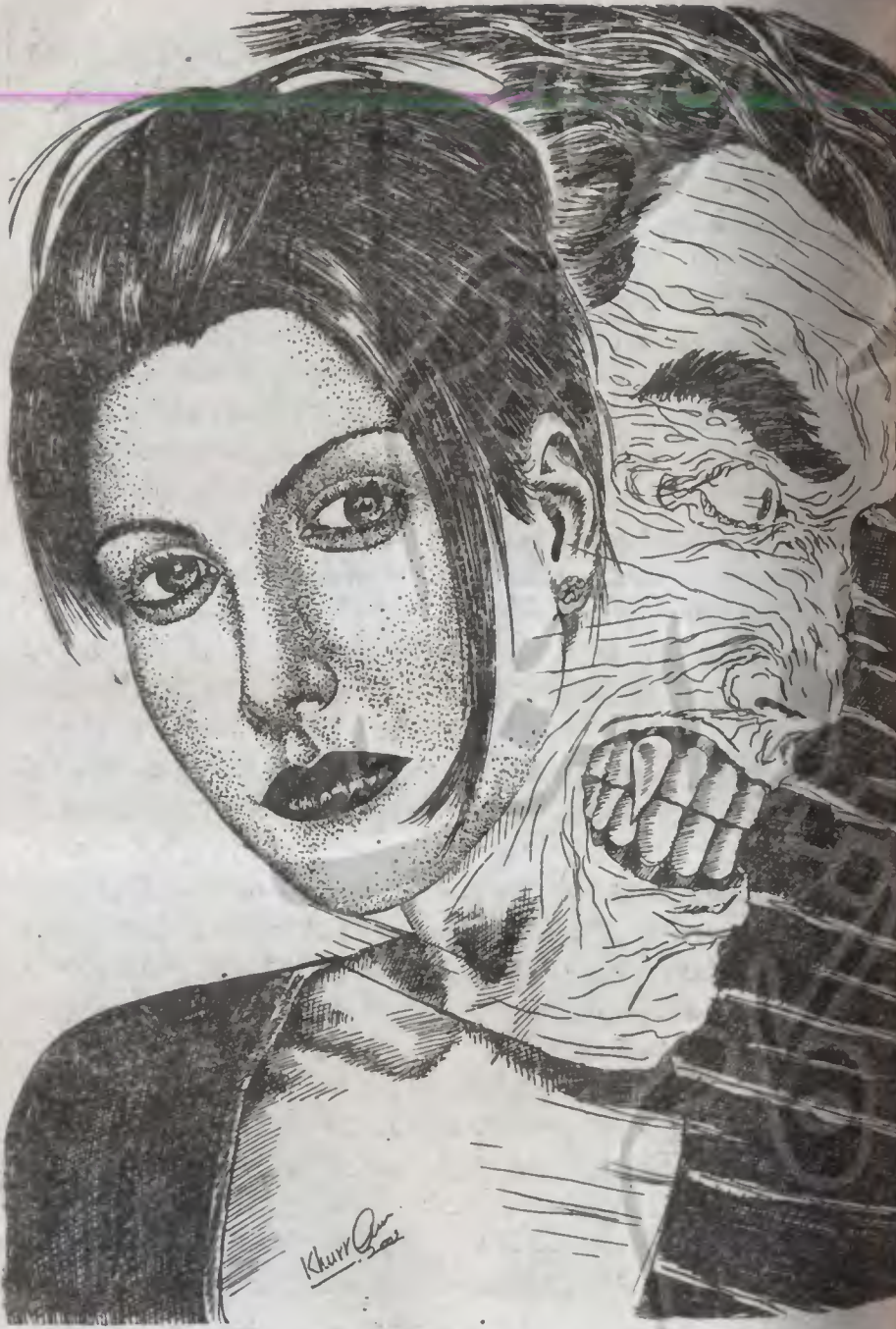
تھی چند ثانیے تو وہ کچھ سمجھ ہی نہ پایا تھا یکا یک اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اللہ نے میری پکار سن لی اللہ نے اس بے حد بے حساب بے پایاں رحمت کے حال نے واقعی اس کی پکار سن لی تھی فرط مسرت و ذلت تشکر سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس کی حالت اس وقت اس بچے کی سی تھی جب اسے اچانک چاکلیٹ کا ڈبل مل جائے ابھی اس نے چاکلیٹ کا سوچا ہی ہو اے اپنے رب کی رحمت کا شدت سے احساس ہوا وہ روتے ہوئے بے اختیار سجدے میں گر گیا۔ وہ بچکیوں سے رو رہا تھا آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے۔

ستارے مشعلیں لے کر مجھ کو ڈھونڈنے نکلیں میں رستہ بھول جاؤں جنگلوں میں شام ہو جائے یہ خواہش شکیب صاحب نے کی تھی تاہم یہ لمحہ اس کے ساتھ پیش آیا تھا وہ انہی سوچوں میں کم چلا جا رہا تھا وہ کتنا عرصہ بھٹکتا رہا تھا اور بتدریج بھٹکتا پھر رہا تھا چلتے چلتے اس کی ٹانگیں ٹھل ہو گئی مگر پھر بھی وہ بے شکل پیر تھینا چل رہا تھا کیا میں یونہی بھٹکتا رہوں گا ایک سوال نے اسے ٹھنکا دیا تھا وہ سر جھٹک کر پھر چل پڑا معاس کی آنکھوں میں زوہاد کا نازک سراپا چم سے آن بھیرا ایک تیر سادل میں پیوست ہو گیا۔ کیا میں اسے بھی دوبارہ دیکھ پاؤں گا اسے لگا کوئی اس کے دل کو بے دردی سے پیروں تل چل رہا ہو اور فرحان اس کا عظیم دوست آریان وہ معصوم بچہ جس سے وہ گل پوش کو واپس لانے کا وعدہ کر کے آیا تھا اور گل پوش کیا وہ اسے مل جائے گا۔

تیری آنکھیں نہیں جلتیں تیرا ہونٹیں ملتا ہمیں تو شہر بھر میں کوئی تیرے جیسا نہیں ملتا ہر ایک تدبیر اپنی رائیگاں بھری محبت میں کسی بھی خواب کو تعبیر کا رستہ نہیں ملتا زمانے کو فریے سے وہ اپنے ساتھ رکھتا ہے مگر میرے لیے اس کو کوئی لمحہ نہیں ملتا

چلتے چلتے وہ مختلف سوچوں سے الجھ رہا تھا وہ سر جھٹکے سوچوں کے سمندر میں ڈوبا جلا گیا دفعتاً اسے ٹھونکر لگی اور وہ گھٹنوں کے بل گر اور وہ کی شدید لہر اس کے پیروں میں اٹھی تھی اسی لمحے اس کی نگاہ سامنے اٹھی اور وہ ششدر رہ گیا وہ جنگل ختم ہو چکا تھا ہاں جنگل ختم ہو چکا تھا سامنے چمیل میدان تھا دور کہیں آبادی کے آثار بھی نظر آرہے تھے اسے اس قدر حیرت ہوئی تھی کہ وہ خوش ہونا بھی بھول گیا تھا اس کی حالت حیرا میں آبلہ یا بھٹکتے اس قریب الموت مسافر کی سی تھی جو پیاس کی شدت سے دم توڑنے والا ہو اور اسے لکھنت سمندر مل جائے اس کے ٹھکن سے چور قدموں میں گویا بجلی بھڑکی تھی وہ اٹھا اور تیزی سے آگے بڑھا تم تو جیلہ کو لینے آئے تھے ناں پھر تمہیں سرمر کو لے جانا تھا اس کے بڑھتے قدم گویا نمند ہو گئے اس نے کچھ دیر سوچا جب کوئی امبر رہا ہو جائے تو اس کے لیے دوبارہ زنداں میں جانا بے حد دشوار گزار ہو جاتا ہے وہ بھی اس کشش کا شکار تھا چند لمحات وہ شش و پنج میں مبتلا رہا پھر فیصلہ کر کے پلانا اس کے ذہن میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے جیلہ اس دنیا میں نہ رہی ہو پھر اس نے سوچا کہ اسے ڈھونڈنے کی اپنی ہی کوشش کرے گا پہلے اس نے اسے ڈھونڈا کہ تھا اور وہ تو خود بھٹکتا پھر رہا تھا اب وہ پھر جنگل میں تھا اپنی سوچوں میں مگن چلتے چلتے وہ کسی شے سے ٹکرایا اور لڑکھڑا کر سنبھل گیا اس نے اس چیز کو دیکھا جس سے وہ ٹکرا رہا تھا اس کی نگاہ اٹھی اور پلٹنا بھول گئی وہ ششدر سا دیکھے گیا اس کے لب حیرت سے کھل گئے اس کے نیم واہ ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تھی تم۔ باقی آئندہ۔

ان سب ساتھیوں کا بہت شکریہ جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے مزید لکھنے کا حوصلہ دیتے ہیں لیکن ساتھ ہی وارث آصف خان نیازی کی تنقید کا شدت سے انتظار رہے گا۔



درندہ

--- تحریر: اختر جمال۔ ڈیرہ غازی خان۔ بانیگاہ۔

ندیم تم کیا سمجھتے ہو اپنے عکس کو بنا کر تم اس میں اپنی ساری کاپی طاقتیں ڈال دو گے اور اسے اتنی آسانی سے ختم بھی کر دو گے بہت بھولے ہو تم بہت ہی بھولے۔ تم نے مجھے زندہ کر کے اور کاپی طاقتیں میرے جسم میں داخل کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے اب تمہاری اس غلطی سے فائدہ اٹھا کر خون کی ندیاں بہاؤں گا ابھی وہ اتنا ہی کہہ رہا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر سے اس پر حملہ کر دیا مگر وہ میرے حملے کے لیے پہلے سے تیار تھا اس نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اور مجھے اپنی کلائی ٹوٹی ٹوٹی محسوس ہونے لگی۔ نہیں ندیم نہیں اب تم کمزور ہو چکے ہو تم اب میرا مقابلہ نہیں کر سکتے ہو اس کے ساتھ ہی اس نے مجھے زور کا دھکا دیا اور میں نیچے گر گیا خنجر میرے ہاتھ سے نکل کر پیچھے غار کی دیوار کے ساتھ جا لگا تھا میرے ہم شکل نے مجھے گریبان سے پکڑ کر اٹھا لیا اور میں نے اس کے گریبان کو پکڑ لیا اور زور سے ایک ٹکڑی اس کی ناک پر دے ماری تو اس کی گرفت ڈھیل پگھل گئی اور اس نے زور دیا کہ اس کے گال۔ مار اور زور سے دھکا دیا وہ مجھ سے جدا ہو گیا تھا نجانے مجھے میں اتنی پھرتی اور طاقت کہاں سے آگئی تھی کہ میں نے اس کو ایک ٹانگ سے پکڑ کر نیچے گرادیا۔ اور وہ خنجر پکڑ لیا جو مجھ سے گر گیا تھا میں نے خنجر اٹھا یا اور زور سے اسے جسم کو جھٹکا دیا اور اڑتا ہوا اس پر گرنے لگا مگر وہ میرے پیچھے سے پہلے ہی غائب ہو گیا اور خنجر اس کے سینے پر نہ لگ سکا گرنے کی وجہ سے مجھے کافی چوئیں آگئی تھیں میں لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ اس کو تلاش کرنے لگا اور پھر اس کو تلاش کر ہی لیا اور پھر ایک مقابلہ کرنے کے بعد خنجر اس کے دل میں اتار دیا۔ اور وہ میرے سامنے ہی ترپنے لگا اور پھر دھواں بن کر غائب ہو گیا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

میں سڑک پر موٹر سائیکل تیزی سے چلا رہا تھا کیونکہ مجھے بہت دیر ہو گئی تھی میں سینکڑا سیر کا طالب علم تھا اور روزانہ اکیڈمی جاتا تھا پہلے تو سات بجے چھٹی مل جاتی تھی مگر آج کل میرے ایگزیکٹو بور ہے تھے اور اکیڈمی میں زیادہ دیر تک رکتا نہ تھا اس لیے ساڑھے نو بجے میں وہاں سے گھر کی طرف روانہ ہو گیا اکیڈمی شہر میں تھی اور اس کا میرے گھر سے فاصلہ چھ گھنٹہ کا تھا مجھے آج دیر سے واپس آتے ہوئے تیرا دن تھا

رہا تھا ایک طرف قبرستان تھا اور دوسری طرف بہتا ہوا تالہ اور درمیان میں میری موٹر سائیکل فرائے بھرتی جا رہی تھی میں قبرستان سے گزر رہا تھا اور مکمل طور پر خوفزدہ تھا مینڈکوں اور جھینکوں نے چلا چلا کر قبرستان کی خاموشی توڑنے کی بہت کوشش کی تاکہ میرا خوف کم ہو مگر ان کا خیال غلط تھا لہذا میرے سر میں درد شروع ہو گیا۔ اچانک موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ میں مجھے قبرستان میں ایک بولہ سا نظر آیا وہ چلتا ہوا ایک جگہ بیٹھ گیا۔ میرا خوف مزید بڑھ گیا میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ وہ کوئی انسان ہے یا پھر کوئی جن بھوت۔ اگر انسان ہے بھی تو اس کا اس وقت کیا کام میرا دھیان راستے کی بجائے نظر آنے والے بیولے کی طرف تھا اچانک ٹائر کے نیچے چھوٹا سا پتھر آ گیا اور ٹائر سلب ہو گیا اور موٹر سائیکل لڑکھڑانے لگی بڑی مشکل سے اسے سنبھال سکا اگر بروقت سنبھال نہ لیتا تو شاید مجھے میری آخری منزل مل جاتی۔ کیونکہ موٹر سائیکل ٹالے میں گر جاتا اور مجھے تیرنا بھی نہیں آتا تھا یعنی بات تھی میں ڈوب کر مر جاتا موٹر سائیکل سنبھلتے سنبھلتے مٹی کے ڈھیر میں پھنس جاتا اور اس کی تیز روشنی قبرستان میں چلی گئی اور سیدھا اس بیولے پر جا پڑی میرا دھیان ابھی تک موٹر سائیکل کی طرف تھا مگر جو بی میری نظر اس پر پڑی میرا دل دھک سے رہ گیا وہ مجھے ہی گھور رہا تھا اس کی بلور جیسی سبز آنکھیں اور خوفناک چہرہ دیکھ کر میں سکتے میں آ گیا۔ وہ ایک مکروہ شکل بوڑھا تھا جو کہ تازہ بنی ہوئی قبر کو کھود رہا تھا۔ اور وہ اپنے ہاتھوں سے اچانک موٹر سائیکل بند ہو گئی اس سبز آنکھیں اب بھی مجھے ہی گھور رہی تھیں جو کہ اندھیرے میں بھی چمک رہی تھیں خوف سے میرا گلہ خشک ہوا جا رہا تھا۔ اچانک پیچھے سے کب نے میرے

کندھے پر ہاتھ رکھا تو میں خوف سے اچھل پڑا اور سردی کے باوجود پسینے میں شرابور ہو گیا جب پیچھے دیکھا تو وہ میرا کزن بشیر تھا۔ یہاں کیوں کھڑے ہو خیر تو ہے اور اتنی سردی میں تمہارے ہاتھ پر پسینہ بہہ رہا ہے کیوں ڈر تو نہیں گئے۔ کچھ نہیں بس ویسے ہی موٹر سائیکل چلتے چلتے بند ہو گئی تھی ویسے تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو میں نے الٹا سوال کر دیا۔ آج ہماری پانی کی باری تھی میں پانی لگانے آیا ہوا تھا اب پانی لگا کر واپس جا رہا تھا تو تمہاری موٹر سائیکل کی آواز سن کر فصلوں سے جانے کی بجائے تمہاری طرف آ گیا۔ اس نے کچھ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اچھا بشیر تو یہ بتا اتنی رات کو تو پانی لگانے آیا ہوا ہے تجھے تو نہیں لگتا ہے میں نے تو سنا ہے کہ قبرستان میں جن بھوت ہوتے ہیں۔ میری بات سن کر وہ ہنس دیا اور بولا۔ اگر مجھے کوئی جن بھوت مل بھی گیا تو یہ کسی کس دن کام آئے گی۔ اچھا تم بیٹھو میں نے موٹر سائیکل پیچھے کرتے ہوئے کہا میں نے آخری بات اس طرف دیکھا تو وہ آنکھیں غائب تھیں میرا کزن بیٹھ چکا تھا میں نے لگ مار کر اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں صبح سویرے اٹھا ڈاک کے بعد ناشتہ کیا اور کچھ ضروری سامان لینے مارکیٹ چلا گیا وہاں سے یہ افواہ ذہنی پچھر کی طرح پھیلی ہوئی تھی کہ کل جو لڑکی مر گئی تھی اس کی قبر سے لاش غائب ہے سب کا کہنا تھا کہ یہ کام گور بیٹ کا ہے۔ (قارئین کرام سرائیکی میں ایک درندے کو گور بیٹ کہتے ہیں جو قبروں سے مردے نکال کر

کھا جاتا ہے۔) اس عورت بھاری کا رو رو کر برا حال تھا اس کا کہنا تھا کہ ایک تو اس کی بیٹی بھری جوانی میں اس دینا میں سے چل بسی ہے اور اب اس کی لاش کو درندہ کھا گیا ہے پھر میں وہاں سے واپس آ گیا۔ آج میں سیکنڈ لاسٹ پیپر تھا اور دوسرا گزوپ تھا اس لیے میرے پس کافی وقت تھا میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر قبرستان کی طرف چل دیا۔ قبرستان پہنچ کر اس قبر کو دیکھنے لاس قبر کو دیکھ کر میرے ذہن میں وہ سارے واقعات گردش کرنے لگے جو رات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے یہ سو فیصد وہی قبر تھی ابھی میں قبر کو دیکھ ہی رہا تھا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی مجھے گھور رہا ہے میں نے ان آنکھوں کو دیکھنے کی کوشش کی مگر نا کام رہا پھر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی میرے پاس سے گزرا ہے خوف سے میرا سر چکرانے لگا مگر دل میں سنس بڑھ گیا کہ آخر کون ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے میں ان آنکھوں کو دھونڈتے دھونڈتے ایک ایسی جگہ پر پہنچ گیا جہاں پر لمبی لمبی جنگلی گھاس اگی ہوئی تھی میں نے گھاس ہٹا کر دیکھا تو مجھے تالاب کی صورت میں ایک گڑھا دکھائی دیا۔ جیسے یہ کسی بڑے جانور کے بیٹھنے کی جگہ ہو اور ساتھ ہی اس کے درمیان میں ایک سرنگ نما گڑبیل نظر آئی میرے دماغ میں بجلی کی طرح ایک سوچ آئی ہو سکتا ہے یہ رات والے درندہ صفت انسان کی جگہ ہو یہ آدم خور لگتا ہے جو مردے نکال کر یہیں پر کھاتا ہے میرے اندر سنس جنم لینے لگا کہ اس کے اندر جا کر دیکھنا چاہیے آخر اس میں کیا ہے میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اگر اس میں واقعی کوئی درندہ ہوا تو نہیں یہاں کوئی درندہ نہیں ہے کیونکہ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ کوئی انسان

ہے مگر بہت ہی ظالم ہے ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ جاؤں یا نہ جاؤں مجھے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی میں نے جلدی سے مرکز دیکھا تو کوئی نہیں تھا ایک انجانے خوف کی لہر میرے پورے جسم میں سرایت کر گئی اب میں مزید واقعات کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے تیز قدموں سے واپس آ گیا میں پیپر دینے چلا گیا پیپر آسان تھا یا پھر میری تیاری اچھی تھی میں نے جلدی جلدی پیپر حل کیا۔ اور گھر آ گیا۔ گھر آ کر میرا ذہن پھر سے اس پراسرار شخص کی طرف چلا گیا۔ آخر کار میں اس کے بارے میں سوچ سوچ کر تھک گیا اور پھر سوچنا ہی بند کر دیا۔ کچھ دنوں بعد میں امتحانات سے فارغ ہو چکا تو ایک دن ایک عجیب سوچ نے میرے ذہن میں سر اٹھارا اور پھر ایک رات میں اکیلا قبرستان کی طرف چل دیا۔ کسی کو معلوم بھی نہیں تھا کہ میں کیا گل کھلانے والا ہوں سب لوگ سوچتے تھے میرے پاس موبائل تھا جسے میں نے دن کے وقت فل جا رہ کر دیا تھا اب اس کی روشنی میں قبرستان کی طرف گا مزن تھا میں قبرستان سے تقریباً تیس فٹ کے فاصلے پر تھا جب میرے موبائل پر بیڑی لو کی تیل بجی اور موبائل بند ہو گیا۔ میں خوف سے کانپ اٹھا میرے قدموں کی آہٹ نے میں خود گھبرا جاتا خوف میری رگ رگ میں سا چکا تھا مگر پھر بھی وہ میرے عزم کے آگے مائل نہ ہو سکا اور میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور قبرستان میں داخل ہو گیا پورا قبرستان اندھیرے میں نہایا ہوا تھا اچانک لمبی لمبی گھاس میں سرسراہٹ پیدا ہوئی جیسے کوئی راستہ بنا کر اس کے درمیان چل رہا ہو سردی اور دھند اور اوپر سے اکیلا میں مجھے کاپٹنے پر مجبور کر رہے تھے میں اس آواز کے تعاقب میں چل پڑا میں چلتے چلتے

اس کچے سوکھے ہوئے تالاب تک پہنچ گیا جو کہ شاید اس درندے کے بیٹھنے کی جگہ تھی مگر وہاں پر کوئی نہیں تھا میں نے وہاں کان لگا کر دیکھے تو مجھے کچھ آوازیں سنائی دیں میں کچھ سوچے سمجھے بغیر سرنگ منابل میں داخل ہو گیا۔ یہ سرنگ اندر سے کافی وسیع و عریض تھی اندر لگی ہلکی روشنی موجود تھی میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہاں روشنی کہاں سے آگئی جب سرنگ ختم ہوئی تو آگے تاحہ نگاہ پھیلا ہوا میدان تھا مجھے حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا کہ یہاں چاند اور سارے کہاں سے آگئے جب سامنے کی طرف دیکھا تو اونچے اونچے پہاڑوں کی ایک ہمی قطار تھی اور سب سے بڑے پہاڑ میں ایک غار نظر آئی جس سے روشنی پھوٹ رہی تھی میں اس کی طرف بڑھ گیا اور اندر داخل ہو گیا اندر ایک آدمی ایک تابوت کے سامنے آتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا منہ پڑھا رہا تھا اور اس نے مجھے ساتھ ہی ایک کنس میں لپی ہوئی لاش پڑی تھی تابوت سے تیز روشنی پھوٹ رہی تھی جو کہ سفید رنگ کی تھی اس آدمی کی پیٹھ میری طرف تھی میں ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں چھپ بیٹھا۔ اس نے لاش کی طرف پھونک ماری تو لاش سفید دھوئیں میں تبدیل ہونا شروع ہو گئی اور وہ دھواں تابوت کے اندر جمع ہونا شروع ہو گیا۔ اور تابوت کی روشنی میں اور اضافہ ہو گیا۔

بابا بابا بابا بابا۔۔۔ اب صرف تین مردوں کے بعد میں بالکل آزاد ہو جاؤں گا اور پھر میری ظلمت کا دائرہ وسیع ہو جائے گا پھر میں مزدہ نہیں زندہ بنادوگر بن جاؤں گا اگر کسی بد بخت نے مجھے مار بھی دیا تو اس تابوت میں میرا دوسرا جسم ہوگا اور وہ بھی بہت بڑے شیطان کے روپ میں اور پھر میں اس دھرتی کو ہلا کر رکھ دوں گا۔

اس نے اپنے آخری الفاظ زمین پر کھینچ کر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور دھول کا ایک طوفان مٹا بھرا وہ تو اٹھ چکا تھا مگر دھول ادھر ادھر پھیل جاتی تھی اور وہ اپنی خوشی کے قہقہے لگا رہا تھا دھول ادھر ادھر پوری طرح پھیل چکی تھی۔ دھول سے میرے ناک میں جھلی ہونے لگی میری انتہائی کوشش کے باوجود مجھے چھینک آئی اس نے غضب ناک نظروں سے مجھے گھورا اس کے دیکھنے کا انداز میرے دماغ کو مفلوج کر رہا تھا مجھے اپنے دل کی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی اس کی سبز آنکھوں کی تاب نہ لاتے ہوئے پتھر پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور میں کسی جرم کی طرح اس کے سامنے بے یار و مددگار کھڑا تھا میں خوف کی وجہ سے ہٹا ہٹا کھڑا تھا میری طاقت میری ہمت جواب دے چکی تھی مجھے وہ کسی موت کے فرشتے کی طرح لگ رہا تھا وہ میرے نزدیک آنے لگا اور میرا دل ڈوبنے لگا وہ میرے قریب آ کر روک گیا یہ جو تو نے غلطی کی ہے اس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔ اس نے میرے بازو کو پکڑا اور میں دنیا جہاں سے بے خبر ہوتا چلا گیا جب ہوش آیا تو میں اس جگہ پر بے ہوش پڑا ہوا تھا میں خود کو صحیح سلامت دیکھ کر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا غار میں کوئی نہیں تھا میں بہت محتاط ہو کر چلنے لگا تاکہ کسی کو خبر نہ ہو میں غار سے نکل کر میدان میں آ گیا اور پھر سرنگ کے ذریعے قبرستان تک اگیا باہر دوپہر کا وقت تھا مجھے قبرستان سے خوف آنے لگا میں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور گھر آ کر دم لیا۔

گھر میں میری بی باتیں ہو رہی تھی مجھے اس وقت حیرانگی ہوئی جب لوگوں کے منہ سے میں نے یہ سنا کہ آج تیسرا دن ہے اور ندیم کی کوئی خبر نہیں ہے پولیس بھی ہر جگہ مجھے ہی ڈھونڈ

رہی تھی میں گھر والوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگا کہ کوئی بھی میری بات سن نہیں رہا تھا پھر میں نے نہیں چھونے کی کوشش کی تو ایسے لگا جیسے میرا کوئی وجود ہی نہ ہو میں خوف سے پاگل ہونے لگا کیا میں اب زندہ نہیں رہا یہ وہ سوال تھا جس نے مجھے لا کر رکھ دیا میرے دماغ میں دھماکے سے ہونے لگے نہیں ایسا نہیں ہو سکتا میں کیسے مر چکا ہوں اگر ہی مر بھی گیا ہوں تو میری روح دینا میں کیا کر رہی ہے اسے تو آسمان کی طرف چلے جانا ہے تھا کیا وہ میری روح کو غلط استعمال میں لانا جاتا ہے نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گا میں نے چلا تے ہوئے کہا میں تو روح ہوں اس کا مطلب ہے اس نے میرا جسم بھی دھواں بنا کر اس ابوت کے حوالے کر دیا یا اللہ میری مدد فرما میں نے لگ اپھر میں نے مسجد کی طرف دوڑ لگا دی اور رونے لگا پورا ایک ہفتہ گزر چکا تھا میرے گھر والوں نے جانے مانے عاملوں سے پتہ کر لیا انہوں نے کہا کہ اب وہ میرا انتظار چھوڑ دیں اور نمازی نماز جنازہ پڑھا کیونکہ میں مر چکا تھا اور میری لاش بھی اب دنیا کے کسی کونے میں نظر نہیں آ رہی میرے گھر والے مایوس ہو کر گھر آ گئے اور اس بات پر قائل ہو گئے کہ واقعی نہیں میرا غائبی نماز جنازہ پڑھ لینا چاہیے۔ آج میرا دل دھمی دھمی سا تھا اور آٹن تو آنسو کٹنے ہا ام نہیں لے رہے تھے میں دیوار سے ٹیک لگا کر ٹھنڈی میں سر دے کر بیٹھ گیا۔

ندیم تم۔۔۔ شکر ہے تم مجھے مل گئے ہیں نے مراٹھا کر سامنے دیکھا تو سامنے سراج کھڑا تھا۔ سراج کیا تم مجھے دیکھ سکتے ہو۔ ندیم مجھے تم صرف نظر نہیں آ رہے ہو بلکہ ہم تمہیں چھو بھی سکتا ہوں۔

سچ۔ اس کا مطلب ہے میں زندہ ہوں

میں نے خوشی سے کہا۔

ہاں نہ ہم مگر فی الحال تم دوسروں کے لیے مر چکے ہو کل تمہارا غائبی نماز جنازہ پڑھایا جائے گا۔ اس کی بات سن کر مجھے ایک جھٹکا سا لگا۔ سک۔ کیا۔۔ کیا مگر میں تمہیں کیسے نظر آ رہا ہوں۔ میں نے پوچھا۔

وہ اس لیے کہ تم نے سچے دل سے دعا کی اور تمہاری دعا اللہ نے سن لی رات میرے خواب میں ایک بزرگ آئے تھے انہوں نے مجھے تمہاری ساری حقیقت بتادی ہے اب مجھے ان کے پاس جانا ہے تم اپنی آنکھیں بند کر دو میں تمہارے ماتھے پر ہاتھ رکھا ہوں جیسے ہی میں تمہارے ماتھے پر سے ہاتھ ہٹاؤں گا تم آنکھیں کھول دینا۔ مگر اس طرح کرنے سے کیا ہوگا۔

اس طرح کرنے سے بزرگ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اس نے بتایا۔

ٹھیک ہے میں آنکھیں بند کرتا ہوں اتنا کہہ کر میں نے اپنی آنکھیں بند کیں تو اس نے میرے ماتھے پر ہاتھ رکھا کچھ دیر کے بعد اس کا ہاتھ میرے ماتھے سے ہٹ گیا تو میں نے آنکھیں کھول دیں اب سراج وہاں پر نہیں تھا اور میں وہیں پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگا سراج اب ایک چھوٹے سے مگر صاف ستھرے اور خوبصورت کمرے میں تھا سامنے ایک بزرگ بابا بیٹھے ہوئے تھے سراج نے سلام کیا جس کا انہوں نے جواب دیا اور بیٹھے کا کہا۔

بیٹا تمہارے دوست کا پہلے سے تمہیں بتا چکا ہوں اب تم بتاؤ کیا تم اس کی مدد کرنے کے لیے راضی ہو۔

ہاں بابا میں اپنے دوست کی مدد کرنے کے لیے راضی ہوں اس کے ساتھ ساتھ پوری انسانیت بھی آنے والی مصیبت سے بچ جائے گی

شاباش بیٹا مجھے تم سے یہی امید تھی پھر سنو تمہیں ایک چلہ کرنا ہوگا جو کہ صرف تین دن کرنا ہے یہ تمہیں عشا کی نماز کے بعد کرنا ہے جیسا اس میں جان بھی جانے کا خطرہ ہے اس لیے محتاط رہنا اور جو کچھ میں تمہیں سمجھاؤں بس انہی پر عمل کرنا اس چلے کے ذریعے تم شہنشاہ جنات کو صرف پانچ منٹ کے لیے بلا سکو گے مگر اس کی ہیبت بہت سی زیادہ ہے اس کا چہرہ بہت ہی خوفناک ہے اور ان کی پیٹھ پر چار خوفناک شکل والے محافظ جنات بیٹھ ہوں گے سب سے پہلے تم شہنشاہ جنات کو سلام کرنا اور پھر اپنا مطلب بتانا جتنا بھی مشکل کام ہوگا اس کے محافظ جنات پانچ منٹ میں وہ کام کر کے دکھائیں گے ہاں خبردار تم نے ان سے ڈرنا نہیں ہے اگر ڈر گئے یا اپنا مقصد جلدی نہیں بتایا تو وہ تمہیں پاگل بھی کر سکتے ہیں اور جان سے بھی مار سکتے ہیں یہ سب تمہیں احتیاطیں اب میں تمہیں اس کا طریقہ اور وظیفہ بتاتا ہوں پھر عامل بابا پورے ایک گھنٹے تک وہ وظیفہ اسے یاد کھلتے رہے دو تین گھنٹے گزر چکے تھے مگر ابھی تک سراج واپس نہیں آیا تھا مجھے اس کا بے چینی سے انتظار تھا اچانک وہ ظاہر ہونے لگا اور میرے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

سراج تم یقیناً کامیاب لوٹے ہو گے۔
ہاں ندیم مگر اس کے لیے تمہیں تین دن مزید یہ اذیت سہنا ہوگی مجھے ایک چلہ کرنا ہے جو کہ صرف تین دنوں کا اس کے بعد تمہیں آزادی مل جائے گی تم میری کامیابی کے لیے دعا ضرور کرنا۔

سراج میری دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں
اچھا ٹھیک ہے میں سوئے جا رہا ہوں رات

سراج عشاء کی نماز پڑھ کر قبرستان کی چل پڑا اور جھار کھینچ کر چلہ شروع کر دیا آدمی رات کے وقت ایک ہیولہ قبرستان میں نظر آیا جوں جوں وہ نزدیک آ رہا تھا اس کی سبز آنکھیں اسی شدت سے چمک رہی تھیں اس نے ایک قبر کھودی اور مردہ اپنے کندھے پر رکھ کر سراج کے سامنے آ گیا۔
اے بے وقوف لڑکے تو نہیں جانتا تو نے کتنی بڑی غلطی کی ہے اس غلطی کی سزا تم کو ضرور ملے گی۔ پانچ منٹ میرے طاقتوں کو ختم کرنے کے لیے ناکافی ہیں یہ آخری مردہ ہے اگر تم مجھے مار بھی دو گے تو میں دوبارہ زندہ ہو جاؤں گا اور وہ بھی شیطان کے روپ میں اور جب میں دوبارہ زندہ ہو جاؤں گا تب میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا کسی کو بھی نہیں اور اگر تم نے میری طاقتوں میں دخل دیا تو میں تمہاری زندگی اجیرن بنا دوں گا تم جس طرح مجھے ختم کرنا چاہتے ہو میں اس طرح کبھی نہیں مر سکتا وہ اتنا کہہ کر واپس مڑنے لگا تو سراج نے اس کو پکارا۔
مگر تم ایسا کیوں کر رہے ہو

اس لیے کہ میں بہت ظالم انسان تھا میں نے بے شمار قتل کئے ہزاروں گھراڑے میں نے ظلم کی انتہا کر رکھی تھی مجھے جادو سیکھنے کا شوق تھا اور میں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا اور کالا جادو سیکھنے لگا مگر ایک نوجوان نے مجھے دھوکے سے مار ڈالا ایک رات میں جنگل سے گزر رہا تھا اور کار میں سوار تھا اس نے راستے میں کانٹے بچھا رکھے تھے اس لیے ٹائر پچھڑ ہو گیا اچانک میرے پیچھے کھڑے باڈی گارڈز کو تیر لگے اور وہ مر گئے میں غصے سے ادھر ادھر دیکھنے لگا اچانک ایک نوجوان میرے سامنے آ گیا ہم

دونوں میں جنگ کی شروع ہو گئی اور پھر اس نے موقع دیکھ کر رسی سے میرا گلہ بادیہ اور مجھے اس قبرستان میں لا کر دفن کر دیا۔ میری خدمت اور کالی طاقتوں کو دیکھ کر شیطان مجھے طاقت دی اور میری روح آزاد طور پر گھومنے لگی مگر نہ ہی میں قبرستان سے باہر جاسکتا تھا اور نہ ہی کسی انسان کا خون پی سکتا تھا اس لیے اپنا دوسرا جنم تیار کرنے لگا اب یہ آخری مردہ میری دوسری زندگی ہے اس کے بعد دیکھتا ہوں میں تم لوگوں کو کیسے تباہ و برباد کرتا ہوں۔

جو اس بند کردہ اپنی تیرا یہ ارمان انگیز قصہ نیست و نابود کر دوں گا تمہیں تو زندہ جلادینا چاہیے تھا کوڑھ مغز انسان تجھے مرنے کے بعد بھی سبق حاصل نہیں ہوا تو چاہے جتنی بار بھی زندہ ہو جاؤ تیرا انجام نہایت ہی بھیاں تک ہوگا اور تو کتے کی موت مرے گا۔

بابا بابا۔ تو ابھی بچہ ہے ابھی نادان ہے تو نہیں جانتا تو نے یہ چلہ کر کے اپنے پاؤں پر خود کھڑی ماری ہے میں تمہیں جین سے نہیں جینے دوں گا اتنا کہہ کر وہ مردہ اٹھائے چل پڑا سراج نے پہلا دن کامیابی سے طے کیا اور فجر کی آذان کے وقت گھر آ گیا اور نماز پڑھ کر سو گیا صبح نو بجے اس کی امی نے اسے زبردستی جگایا۔

بیٹا اٹھو سب لوگ ندیم کا غائبی نماز جنازہ پڑھنے جا رہے ہیں تو بھی جا۔

نہیں امی جان میں نہیں جاؤں گا میں کسی زندہ انسان کا نماز جنازہ نہیں کرنا چاہتا ورنہ آپ میری صیحت سے اچھی طرح واقف ہیں۔

اچھا بیٹا جیسے تیری مرضی دن اسی طرح گزر گیا سراج شام کو گیا اور چلہ کر کے واپس آ گیا۔ آج تیسرا دن تھا اور آج ہی مجھے آزادی ملنی تھی آج میں سراج کے ساتھ قبرستان میں موجود تھا

سراج چلہ کرنے لگا جونہی اس کا چلہ مکمل ہوا اچانک آسمان سے تارے برسنے لگے اور دودھیا روشنی پھیلنے لگی پھر اس روشنی سے ایک بارعب چہرہ ظاہر ہونے لگا جس کی ہیبت اتنی زیادہ تھی کہ میں خوف سے کانپ اٹھا ایکبٹ بڑے دیو کی پیٹھ پر چار خوفناک شکل والے جنات بیٹھے ہوئے تھے میں ات بڑی حیرت سے دیکھے جا رہا تھا سردی سے زیادہ میرے دانت اس کی خوفناک شکل دیکھ کر بج رہے تھے۔

السلام علیکم۔ شہنشاہ جنات۔
وعلیکم السلام۔ آدم زاد مجھے کیوں بلایا ہے۔
اس کی بھاری بھر کم آواز سے پورا قبرستان ایسے لرز رہا تھا جیسے کوئی زلزلہ آ گیا ہو۔

شہنشاہ جنات ایک بدروح ہے یا مردہ جادوگر جو اپنی شیطانیت اس دینا میں پھیلاتا چاہتا ہے وہ اس پاک دھرتی کو ناپاک بنا چاہتا ہے آپ اسے اور اس کی طاقتوں کو ختم کر دیں تاکہ دنیا بھی بچ جائے اور میرے دوست کو اس کا جسم بھی مل جائے اس نے ایک نظر بھر کر مجھے دیکھا تو میں اسے سہمی سہمی نظروں سے دیکھنے لگا۔

ٹھیک ہے۔ اس نے یہی لفظ ہی کہے تھے کہ ہمارے سامنے منظر ہی بدل گیا میں اس ماحول کو خیرانگی سے دیکھنے لگا یہ وہی غار تھی جہاں سے مجھے مذاپ ملا تھا سراج بھی اس جگہ کو خیرانگی سے دیکھ رہا تھا شہنشاہ جنات کے اوپر بیٹھے ہوئے جنات اڑے اور ایک کونے میں پڑے ہوئے مردہ جادوگر جو کہ اپنی سبز آنکھوں سے انہیں گھور رہا تھا کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور تیزی سے گھومنے لگے وہ ایک طوفان کی صورت اختیار کر گئے تھے اچانک کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی جس کی طرف کسی نے دھیان نہ دیا وہ ایک انگوٹھی تھی

سبز رنگ کی وہ گھومتے گھومتے ایک طوفان کی طرح معلوم ہو رہے تھے اچانک چاروں جن وہاں سے ہٹ گئے اب جادوگر کی بجائے وہاں سفید رنگ کا بلبہ ہوا میں منتقل تھا سراج جلدی سے اسے چھوڑ دو شہنشاہ جنات کی آواز سن کر سراج نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس بلبہ کو چھوڑ دیا۔ بلبہ چھوڑنے کی دیر تھی کہ چاروں جن جلدی سے اڑے اور تابوت میں ہٹ گئے اور پھر وہاں سے رنگ برنگ غباروں کی طرح لپٹے نکلے گئے اور سراج انہیں جلدی جلدی چھوڑتا جانے لگا۔ اچانک غار کی ایک دیوار میں زلزلہ آگیا میں اسے خوف سے دیکھنے لگا اچانک دیوار ہٹا کے کے ساتھ پھٹ گئی اور اس میں سے میرا جسم نکلا اور میرے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اپنے جسم کو دیکھ کر میں خوشی سے پھولے نہیں سہا رہا تھا میں جلدی سے اپنے جسم میں داخل ہو گیا اب بلبہ اور تابوت غائب ہو چکے تھے چاروں جن شہنشاہ جنات کی پیٹھ پر بیٹھے اور غائب ہو گئے ہم بھی گھر جانے کی تیاری کرنے لگا سبز انگلیوں سے سبز رنگ کی روشنی پھونکنے لگی اور پھر وہ ایک لکیر کی صورت میں ڈھلنے لگی ہم اسے بات سے بے خبر غار سے باہر نکلنے ہی والے تھے کہ وہ لکیر آگے بڑھی اور میرے جسم میں داخل ہو گئی

بابا بابا۔ بابا بابا۔ تم کیا سمجھتے ہو تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے ہو ہرگز نہیں اب دیکھنا میں تمہاری زندگی کیسے اجبرن بنانا ہوں غار میں جادوگر کی بدروح دھوئیں کی مانند نظر آرہی تھی اور پھر خوفناک قہقہے لگاتے ہوئے غائب ہو گئی میری آنکھوں میں خوف کے سائے منڈلانے لگے۔

ندیم۔ سراج نے میری آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا ڈر گئے کیا۔

نہیں۔ نہیں۔ نہیں تو۔

اگر وہ مر چکا ہے اور اس کی ساری طاقتیں بھی ختم ہو چکی ہیں اور اس کی روح بھی آسمان کی طرف اڑ گئی ہے اب چلو گھر چلیں پھر ہم گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو سب گھر والے مجھے اپنے سامنے دیکھ کر حیران سے رہ گئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پورا محلہ ہمارے گھر میں جمع ہو گیا ایک بیکہا بیکہا ہٹکے میرے رشتہ دار اور دوست وغیرہ ملنے ملنے پہلے آتے رہے۔ میں نے گھر والوں کو تمام کہانی سنا دی تھی کہ میں کس طرح ایک جادوگر بن گیا تھا اس نے اپنے منہروں سے میرے جسم کو قید کر لیا تھا اور بس۔ میری کہانی سن کر سب ہی حیران رہ گئے تھے۔ اور پھر میرا قبرستان جانا بند کر دیا تھا۔ ایک دن ہم محلے کے لڑکے بیٹھک میں بیٹھ کر گولیاں کھیل رہے تھے ایک لڑکے نے بے ایمانی کی تو میں نے اسے زد و کمر آگے سے اس نے مجھے گالی دے دی اور کہا۔

یہاں پر اور کھیلنے والے تھوڑے میں تو بڑا آہمیں سکھانے والا اس کی گالی سن کر میں ویسے ہی عیش میں آگیا تھا اور اوپر سے اس کی باتیں۔

عمران اگر کھیلنا ہے تو آرام سے کھیلو ورنہ ننگو یہاں سے نہیں پتہ ہے کہ یہاں اصول ہے جو گالی دے گا وہ کھیل سے ختم اگر دوبارہ گالی دی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا میرا تانا کہنا تھا اس نے آکر میرا گریبان پھولیا اور گالی بھی دے دی غصے سے میرا پارا ہائی ہو گیا اور میرا سارا جسم غصے کی وجہ سے کانپنے لگا میری بائیں طرف والی گال اور ہونٹ اوپر کی طرف کانپنے لگے آرام سے میرا گریبان چھوڑ دو میری آواز کافی بھیاں تک تھی ایسے جیسے کوئی بھوت بول رہا ہو مگر اس نے میرا

گریبان نہیں چھوڑا باقی لڑکے ہمارے بڑے ہوئے جھڑپے کو روکنے کی کوشش کرنے لگے جب میں نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ خوف سے کئی فٹ دور جاگرا۔ میری آنکھیں کسی پھرے ہوئے شیر کی طرح سرخ تھیں اور جو ہونٹ بار بار اوپر اٹھ رہا تھا اب اس میں سے دانت باہر کی جانب جھانک رہا تھا۔ ہماری طرف آنے والے لڑکوں نے اسے سنبھال لیا تھا اس نے پہلے کہ کوئی میری اس حالت کو دیکھتا میں سنبھل گیا۔ وہ خوف سے بار بار مجھے دیکھ رہا تھا سب اس سے پوچھ رہے تھے کہ کیا ہوا مگر وہ کسی کو بھی کچھ نہیں بتا رہا تھا اور آخر کار اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہا کچھ نہیں تم لوگ کھیلو۔ وہ اتنا کہہ کر اٹھ کر تقریباً بھاگ گیا اس کی وجہ سے سب لڑکے ڈسٹرب ہو گئے اور سب ہی حیران ہی سے میری طرف دیکھنے لگے۔ سراج ایک کونے میں کھڑا مجھے ہی دیکھ رہا تھا اس کے دیکھنے کے انداز سے مجھے پتہ چل گیا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے مجھے دیکھ لیا تھا پھر میں نے کہا میرے سر میں درد ہے اس لیے میں چلتا ہوں سراج بھی میرے ساتھ گھر کی طرف چل پڑا مجھے خدشہ تھا کہ وہ مجھ سے ضرور پوچھے گا کہ مگر میری امید کے برعکس ہم دونوں کے درمیان کوئی بحث نہیں ہوئی اگلے روز پتہ چلا کہ عمران کو تیرہ بجار ہے ڈاکٹر نے معائنہ کیا اور بتایا کہ اسے ضرور کوئی خوف کیوجہ سے بخار ہے کچھ دلوں بعد عمران ٹھیک ہو گیا۔ مگر اس کی مسکراہٹ اگلے ہی غائب ہو چکی سی وہ مجھ سے ملنے سے گھبراتا تھا اور مجھ سے دور بھاگتا تھا۔

آج چودھویں کی رات تھی میں نے چچن لہا تھا سو نے کی ناکام کوشش کر رہا تھا مگر مجھے نیند

نہیں آرہی تھی مجھے سخت پیاس لگی ہوئی تھی اور گلے میں کانٹے سے چبھ رہے تھے آواز بھی کسی پھینے ہوئے ڈھول کی طرح ہو گئی تھی میں نبھانے کتنی دیر پانی پی چکا تھا مگر پیاس ہدرتب بڑھتی جا رہی تھی بھر پور کوشش کے بعد آخر کار مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا۔ پھر اچانک اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جیسے کسی نے مجھے جگایا ہو گھڑی پر نظر دوڑائی تو گیارہ بجے کا وقت تھا۔ میری طبیعت پہلے سے بھی زیادہ بے چین تھی میرے پورے بدن میں عجیب سا درد تھا مجھے میرے اعصاب کمزور ہوتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے ایسے جیسے میں ابھی ابھی ٹوٹ کر بکھر جاؤں گا ابھی تک مجھے پیاس لگی ہوئی تھی مجھے بار بار کوئی باہر نکلنے پر مجبور کر رہا تھا میں اپنے کمرے سے باہر نکل آیا اور سردیوں کی راتیں تھیں سب گھر والے سوئے ہوئے تھے باہر ہر طرف گہری دھند چھائی ہوئی تھی میں نکلنے کی طرف چل پڑا اور پانی پیا چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا مگر دھند کی وجہ سے دھندلا نظر آ رہا تھا اچانک میرے جسم میں درد مزید بڑھ گیا اور میری قوت برداشت سے تجاہز کر گیا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے کیوں ہے میرے جسم میں کچھ کی ہونے لگی۔ میں کرب سے دھاڑنے لگا میرے منہ سے کسی جانور کی آواز نکل رہی تھی میں ڈر گیا کہ میری آواز کو کیا ہو گیا ہے اس سے پہلے کہ کوئی میری آواز سن لیتا میں نے کھیتوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ میرے چہرے کی ساخت بگڑنے لگی تھی اور میرے منہ سے دودانت برآمد ہو گئے اور میرے پورے جسم پر بال اگ آئے اب میں کسی بہت بڑے رینگنے کی طرح لگ رہا تھا آج بد قسمتی سے نوید کھیتوں میں پانی لگائے ہوئے تھا جب میں اس کے سامنے گیا مجھے دیکھتے ہی وہ

ڈر سا گیا تو اس نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا ہوا
 ذنڈا مارا جسے میں نے چھین کر توڑ دیا پھر اس نے
 کسی میرے پاؤں پر ماری جس کا مجھ پر
 اثر نہیں ہوا بلکہ کسی بیماری کا کام تمام ہو گیا۔ اس
 نے جب مجھے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو
 بے ہوش ہو گیا میں نے اس کے گرتے ہوئے جسم
 کو سہارا دیا اور اس کا خون غناغٹ پینے لگا۔ وہ
 کچھ دیر تک بے ہوشی کی حالت میں تڑپا رہا پھر
 باکن ہو گیا۔ اس کا سارا خون پینے کے بعد
 میں خود کو پرسکون محسوس کرنے لگا میری پیاس بھ
 چکی تھی اب میں انسانی شکل میں آ گیا اور ہر آکر
 اپنے کمرے میں سو گیا۔ صبح دیر تک نوتا رہا پھر اٹھا
 ذمیں خود کو فریش فریش محسوس کر رہا تھا۔ اسی
 طرح ایک ماہ بیت گیا۔ اور میں آٹھ آدمیوں کا
 ٹون پی چکا تھا سچ ہے کہ باطل بھی چسپ نہیں سکتا
 یک رات میں شیطان بن رہا تھا کہ کسی کو کچھ خبر
 میں تھی مگر ایک انسان نجانے کب سے میرا پیچھا
 کر رہا تھا وہ کوئی اور نہیں تھا بلکہ سراج تھا مگر
 میں اس بات سے بے خبر تھا سب لوگوں نے گھر
 سے نکلنا بند کر دیا تھا اور جاگ کر پہرہ دے رہے
 تھے اس لیے ذرا محتاط رہنا تھا وہ سب لوگ سمجھ
 ہے تھے کہ گوہر دندہ قبرستان سے نکل کر
 یہاں آتا ہے اور کسی گھر میں داخل ہو کر ایک
 آدمی کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور پھر اس کا مردہ
 جسم ملتا ہے۔ میں اپنے حواس سے باہر تھا کہ مجھے
 اپنے سامنے ایک ہیولہ دکھائی دیا قریب جا کر پتہ
 وہ سراج تھا۔

ندیم رک جاؤ یہ کیا تم نے قتل و غارت کا
 سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ اس کو کچھ کر میں بری
 رح غریبا اور اسکو ایک دھکا دے دیا تو وہ نیچے
 رز گیا اور میں آگے بڑھ گیا اور اپنا کام کر کے
 پس گھر آ کر سو گیا۔ میں بہت سکون میں تھا صبح

جب باہر نکلا تو سراج کو اپنا منتظر پایا۔
 ندیم آج میں تمہیں سر پرانز دینا چاہتا ہوں

کیسا سر پرانز۔ میں نے پوچھا۔
 پتہ چل جائے گا پہلے بیٹھک میں چلو میں
 میں حیران پریشان اس کے ساتھ چل پڑا جب ہم
 وہاں پہنچ گئے تو اس نے کہا اپنی آنکھیں بند کرو
 میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ اب آنکھیں کھول دو
 میں نے انجانی آواز سن کر جلدی سے
 آنکھیں کھولیں اب میں ایک بزرگ کے سامنے
 موجود تھا مجھے اس کے سامنے کھڑے ہونے سے
 تکلیف ہو رہی تھی میں پیچھے ہٹنے لگا مجھے ایسے لگ
 رہا تھا کہ جیسے میں کسی آگ کی بھیجی کے نزدیک
 کھڑا ہوں اس نے میری طرف پھونک ماری تو
 میں انجانی قوت کے باعث بے بس ہو گیا اور خود
 کو بندھا ہوا محسوس کرنے لگا اور وہیں پر بیٹھ گیا۔
 سراج بھی ایک طرف بیٹھا ہوا تھا بابائی نے دس
 کالی سرچیں لں اور ان پر کچھ پڑھ کر پھونک ماری
 تو وہ ایک لکیر کی صورت میں میرے جسم کے گرد
 پھیلنے لگیں اور اسی صورت میں میرے جسم
 میں داخل ہو گئیں اب میں خود کو پرسکون محسوس
 کر رہا تھا۔

ندیم بیٹا صبح سویرے سراج میرے پاس
 آیا تھا اور اس نے تمہارے بارے میں مجھے سب
 کچھ بتا دیا تھا جادوگر مرنے سے پہلے اپنی شیطانی
 طاقت انگوٹھی چھوڑ گیا تھا جو کہ تمہارے جسم میں
 داخل ہو گئی تھی جس کی وجہ سے تم سے وہ کام
 ہو رہے ہیں جو تم خود بھی نہیں جانتے ہو۔

بابائی اس نے میرے جسم سے روح نکال
 کر میرا جسم کیوں قید کر لیا تھا۔
 دراصل مٹا دہ تمہاری روح کو بدروح میں
 بدلنا چاہتا تھا اس کے بعد وہ اسے تمہارے جسم

میں داخل کرتا اور تم اس کے اشاروں پر دن کے
 وقت انسان اور رات کے وقت حیوان بدروح
 بن کر لوگوں کو اٹھلاتے۔

ہوں۔۔ میں نے ساری بات سمجھتے ہوئے
 کہا
 ندیم بیٹا اب تمہیں خود کو اور لوگوں کو بچانے
 کے لیے ایک چلہ کرنا ہوگا مین نے شیطانی
 طاقتوں کو تمہارے جسم کے اندر قید کر لیا ہے
 میں تمہیں جو عمل بتا رہا ہوں ویسے تو یہ چالیس
 دنوں کا مگر تمہاری آسانی کے لیے میں نے اسے
 ایک رات کا بنا دیا ہے تمہیں کہیں ایسی جگہ چلہ کرنا
 ہوگا جو بالکل سناں ہو تم نے حصار میں بیٹھ کر
 آدم آئینہ اپنے سامنے رکھنا ہوگا۔ اور نظر بھی اسی
 پر رکھنی ہوگی جو کچھ بھی ہو جائے تم نے نہ ہی پیچھے
 ہٹنا ہے اور نہ ہی حصار سے باہر نکلنا ہے جب
 چاہے عمل ہوگا تو ایک ہیما تک شکل کا جن حاصر ہوگا
 تم نے اس پر پھونک مار دینی ہے اس طرح
 کرنے سے وہ تمہارا ہم شکل بن جائے گا
 اور تمہارے جسم میں موجود شیطانی طاقتیں اس
 میں منتقل ہو جائیں گی اور تم نے اس خنجر کو اس کے
 دل کے مقام پر گاڑ دینا ہے وہ بلا تک ہو جائے
 گا اور شیطانی طاقتیں بھی ختم ہو جائیں گی۔

آپ کا بہت بہت شکریہ بابائی قسم سے
 بہت تکلیف ہوتی ہے جب پیاس لگتی ہے تو بڑی
 تکلیف ہوتی ہے میں نے ایک آدھ بھرتے ہوئے
 کہا۔
 اچھا بیٹا اب آج کی رات ہی مشکل ہے اگر
 تم کامیاب ہو گئے تو پھر ساری دنیا میں امن رہے
 گا۔ پھر سراج مجھے لیے ہوئے گھر آ گیا۔

رات کے آٹھ بجے میں نے آئینہ اپنے
 ساتھ لیا جو کہ آج ہی میں نے بازار سے لیا تھا اس

چلے کی شرٹ پوری کرنے کے لیے چلہ ایک ایسی
 جگہ کرنا تھا جہاں کوئی بھی نہ ہوتا کسی کمرے میں
 چلہ کرنا تھا اور نہ ہی قبرستان میں میں پریشانی کی
 حالت میں چلتا جا رہا تھا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا
 کر گیا کروں اچانک ایک سوچ بجلی بن کر میرے
 زہن میں آئی اور میں خوش ہو گیا اور پھر قبرستان
 میں موجود بڑی اور خوفناک بل کی طرف چل
 دیا۔ میں سرنگ مارتے سے گزر کر کھلے میدان
 میں آ گیا۔ یہاں نہ تو دھندھی اور نہ ہی اتنی زیادہ
 سردی تھی چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا
 میں نے وہاں ہی حصار کھینچ لیا اور چلہ شروع
 کر دیا۔ آئینہ میں نے اپنی نظروں کے سامنے رکھ
 لیا ابھی چلہ شروع کئے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی
 کہ مجھے آئینہ میں اپنی شکل کی بجائے سائے
 لہراتے ہوئے دکھائی دینے لگے میں ڈر اور خوف
 سے سمت کر رہ گیا میدان میں سردی تو نہ تھی مگر ان
 آوازوں کی وجہ سے مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جتنی
 میری ٹانگیں کانپ رہی ہیں میں گری نہ جاؤں۔
 اپنا پورا پورا دھیان بھی چلہ اور آئینہ پر رکھنا تھا
 اور مسلسل آئینے کو دیکھنا تھا کس مجھے مسلسل
 ڈر رہے تھے اور میں آنکھیں بھی نہیں جھپک
 سکتا تھا۔ آوازوں کی وجہ سے میرے سر
 میں درد ہونے لگا۔ اور میں نے اپنا سر پکڑ لیا
 اچانک مجھے غار میں کسی کے چلنے کی آواز سنائی
 دی میرے پیچھے کسی لڑکی کے چلنے کی آواز آرہی
 تھی اس کی پائل کی چھنکار مجھے واضح سنائی دے
 رہی تھی میں پیچھے دیکھنے کے لیے مڑنے کی سوچ
 رہا تھا کہ مجھے یاد آیا میں نے آئینہ سے نظر ہٹائی تو
 کچھ بھی ہو سکتا ہے میری تھوڑی سی غفلت میرے
 لیے عمر بھر کا پھپھتاوا بن کر رہ جانی اچانک آئینہ
 روشن ہو گیا اور اس میں میرا خوبصورت عکس بن
 گیا میں کسی شہزادے کی طرح لگ رہا تھا اچانک

میری شکل بگڑنے لگی اور چند ہی لمحوں میں بد صورت انسان بن گیا مجھے اپنی ہی شکل سے خوف آنے لگا میں خوفزدہ انداز میں آئینے میں خود کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے میں نے اپنا عمل پورا کرنا ہے میں ایک جذبے کے تحت چلے میں مسرور ہو گیا اور چلہ کرتا ہی چلا گیا خاناں کیسے کیسے طریقوں سے مجھے ڈرایا جا رہا تھا عمر میں نے اس طرف دھیان نہ دیا مجھے خود پر اس وقت رشک آنے لگا جب آئینے میں سات رنگ کی روشنیاں پیدا ہونے لگیں اور پھر ہسات رنگ کی چندھیادینے والی روشنی پیدا ہوئی جب روشنی چھٹی تو آئینے میں میرا عکس صاف نظر آنے لگا جو کہ آئینے سے باہر نکلے لگا تھا وہ آئینے سے باہر نکل کر ایک طرف کھڑا ہو گیا اور آئینہ چھٹانے کی آواز کے ساتھ فوت گیا۔ اور اس کی ٹکڑے ادھر ادھر پھرتے۔ میرا عکس میرے بالکل سامنے کھڑا ہو گیا تھا میں نے اس کی طرف پھوٹک ناری تو میرے جسم کو غیر معمولی جھٹکا لگا اور ایک شعاع میں دل سے خارج ہوئی اور میرے سامنے کھڑے ہر شکل کس میں داخل ہوئی اس کے جسم کو بھی جھٹکا لگا اور وہ میرا ہمتل شکل بن گیا میں اسے خیرا گئی سے دیکھنے لگا اور اس نے طنزیہ مسکراہٹ سے مجھے دیکھا اور کہا۔

ندیم تم کیا سمجھتے ہو اپنے عکس کو بنا کر تم اس میں اپنی ساری کائی طاقتیں ڈال دو گے اور اسے اتنی آسانی سے ختم بھی کر دو گے بہت بھولے ہو تم بہت ہی بھولے۔ تم نے مجھے زندہ کر کے اور کائی طاقتیں میرے جسم میں داخل کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے اب تمہاری اس مصلحتی فائدہ اٹھا کر خون کی ندیاں بہاؤ گا ابھی وہ اتنا ہی کہہ رہا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے

خنجر سے اٹل پر حملہ کر دیا مگر وہ میرے حملے کے لیے پہلے سے تیار تھا اس نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اور مجھے اپنی کلائی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ نہیں ندیم نہیں اب تم کمزور ہو چکے ہو تم اب میرا مقابلہ نہیں کر سکتے ہو اس کے ساتھ ہی اس نے مجھے زور کا دھکا دیا اور میں نیچے گر گیا خنجر میرے ہاتھ سے نکل کر پیچھے غار کی دیوار کے ساتھ جا لگا تھا میرے ہم شکل نے مجھے گریبان سے پکڑ کر اٹھالیا اور میں نے اس کے گریبان کو پکڑ لیا اور زور سے ایک ٹکڑا اس کی ناک پر دے ماری تو اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور پھر میں نے زور وار پھنسر اس کے گال پر مارا اور زور سے دھکا دیا وہ مجھ سے جدا ہو گیا تھا خاناں نے مجھے میں اتنی پھرتی اور طاقت کہاں سے آئی تھی کہ میں نے اس کو ایک ناگ سے پکڑ کر نیچے گرا دیا۔ اور وہ خنجر پکڑ لیا جو مجھ سے گر گیا تھا میں نے خنجر اٹھایا اور زور سے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور اڑتا ہوا اس پر گرنے لگا مگر وہ میرے پیچھے سے پہلے ہی غائب ہو گیا اور خنجر اس کے سینے پر نہ لگ سکا گرنے کی وجہ سے مجھے کافی چوٹیں آگئی تھیں میں لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ واپس چل دیا اور جا کر سو گیا۔ شام کے وقت سراج سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس کو ساری صورت حال بتادی۔

ہوں تو یہ بات ہے وہ مقابلے پر اتر آیا ہے ہم دونوں کو اس کا مقابلہ کرنا ہوگا اگر وہ زندہ رہا تو پھر وہ وہی کچھ کرے گا جو تمہارے جسم کا سہارا لے کر کرتا رہا ہے وہ رات کو کسی نہ کسی شکار کی تلاش میں ضرور گاؤں میں آئے گا اور ہمیں اپنی جان پر کھیل کر اس کا مقابلہ کرنا ہوگا اس کو ہر حال میں مارنا ہوگا خنجر تمہارے پاس ہے ناں۔ اس نے بات پوری کرتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ خنجر میرے پاس ہی ہے۔

تم شام کو تیار رہنا۔
نہیک ہے۔ میں نے کہا اور گھر چلے گئے۔
رات کا بی بی چکی تھی اور یوں آسمان پر نکل چھائے ہوئے تھے اور ان کے ارد گرد کچھ اچھے نہیں تھے ہم نے سوئیٹر پہنے اور باہر کھیتوں میں آگئے ایک توخت سردی اور اوپر سے خنڈی ہوا میں ہمارے دانت بچ رہے تھے ایک بچہ تھا مگر ابھی تک وہ ظاہر نہیں ہوا تھا ہم پر مایوسی چھانے لگی

اچانک وہ ہمیں کسی کے تیز تیز بھاگنے کی آوازیں سنائی دیں میں نے غور سے دیکھا تو میری ریزہ کی ہڈی میں ایک خوف کی لہر دوڑی۔ ایک بہت بڑی بلا کھیتوں کے بیچ بھاگتی جا رہی تھی میں سمجھ گیا کہ وہ منحوس آ رہا ہے میں نے ہاتھ کے اشارے سے سراج کو دھکا دیا چاہا مگر اسے وہ شیطان نظر نہیں آ رہا تھا وہ بچی ہمارے نزدیک پہنچنے والا تھا۔ مجھے ایک خیال آیا اور میں نے آنکھیں بند کر کے بابا جی کو یاد کیا تب خود بخود میرے ذہن میں سب کچھ آنے لگا میں نے سراج کے کان میں وہ ساری باتیں ڈال دیں اور وہ میری بات پر عمل کرتے ہوئے ساتھ کھڑے ہوئے درخت کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔

میں اسی راستے پر بھڑا ہوا گیا وہ شیطان میرے نزدیک پہنچ چکا تھا اور اس کے کندھے پر ایک لاش تھی اس نے مجھے دیکھ کر ایک خوفناک قہقہہ لگایا تم پھر میرے راستے میں آگئے ہو اس کی آواز میں ایک بھیانک غراہٹ تھی اسے اپنے اپنے خزانے دیکھ کر مجھے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ سب میں نے پیچھے دیکھا تو میرے دل کو کچھ تسلی ہوئی اور میں مطمئن ہو گیا۔ میں نے سراج کو جیسا کہ تھا وہ وہاں ہی کر رہا تھا وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا آ رہا تھا جس سے شیطان بے خبر تھا شیطان نے

جب سر وہ جسم نیچے پھینکا تو میں اس کو دیکھ کر کانپ کر رہ گیا وہ عمران تھا مگر یہ وقت سوچنے کا نہیں تھا عمل کرنے کا تھا۔ کچھ کرنے کا تھا شیطان بالکل میرے نزدیک کھڑا تھا اور اب اس کا ہاتھ میری گریبان کی طرف بڑھ رہا تھا سراج کی زبان پر ورد الہی تھا۔ وہ اندھوں کی طرح بس میری طرف ہی آ رہا تھا اچانک وہ آتے آتے شیطان سے ٹکرا گیا شیطان کے جسم کو ایک زور کا جھٹکا لگا اور وہ دور جا گرا۔ میرے ساتھ ساتھ وہ سراج کو بھی دکھائی دینے لگا تھا اس کے اندر سے غائب ہونے والی طاقت ختم ہو گئی تھی سراج نے موقع گنہائے بغیر اس کے سر کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور میں نے جلدی سے اس کے دل کے مقام پر خنجر اتار دیا۔ اور تین چار وار اس کے دل پر کر دیے۔ وہ بھیانک آواز میں دھارا گاؤں کے لوگ آوازیں سن کر وہاں جمع ہونے لگے سب اسے گورنٹ سمجھ رہے تھے چند نوجوان پزول لے آئے اور اس پر چھڑک کر اس کو آگ لگا دی۔ شیطان کا جسم جلنے لگا شعلہ آسمان سے باتیں کرنے لگے گاؤں والوں نے ہمیں یہ کاوانامہ سرانجام دینے پر شاباش دی۔ صبح کا آغاز ہوا جب تو عمران کے گھر سے چنچ ویکار کی گونج سنائی دی جو شاید آخری گونج تھی کیونکہ گاؤں میں قتل کرنے والا آج مر گیا تھا آج گاؤں والوں نے مل کر اسے آگ لگا دی تھی۔ آج جب بھی مجھے یہ واقعہ یاد آتا ہے تو میں حیران رہ جاتا ہوں کہ ایک بزدل انسان سے اتنا بڑا کارنامہ کیسے سرانجام ہو گیا۔

اے کاش میں تیری آنکھ کا آنسو ہوتا
گر تیری گود میں رخسار تیرے کو چوم کر
عبادت کا مٹی۔ ذی آبی خان

انوکھا بندھن

-- تحریر: قلم فم نشاد۔ رتو وال۔ فتح جنگ۔

ایک سفید روشنی وہاں پھیل گئی روشنی ختم ہوتے ہی ایک عورت اور ایک مرد وہاں کھڑے تھے بابا جانی۔ آپ یہاں پارس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور بابا سے لپٹ گئی اور رونے لگیں ایان یہ میرے ابو امی ہیں پارس نے بابا سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔ پارس تم ایان کے ساتھ شادی کر سکتی ہو کیونکہ تم انسان ہو پارس کی امی نے کہا۔ امی جان یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتا بابا ہے پارس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ بابا پارس بیٹا تم انسان ہو یہ ایک راز ہے جو ہم نے تم سے آج تک چھپایا ہوا ہے پارس کے بابا نے کہا تو ایان اور پارس حیران ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ کیا راز۔ بابا جانی۔ پارس نے تجسس سے کہا۔ یہ آج سے اٹھارہ سال پہلے کی بات ہے اس وقت جنوں کا سردار میں نہیں بلکہ وکرم تھا وکرم تمام جنوں سے زیادہ طاقت رکھتا تھا اور وہ امر ہوتا جانتا تھا ایک دن اسے پتہ چلا کہ وہ چل کر کے ایک ایسی انسانی بچی کا خون پیے گا جو ماؤس کی رات کو پیدا ہوئی تھی اس بچی کا خون پینے کے بعد اسے آب حیات کے کنویں کا پتہ چل جاتا ایک رات وکرم انسانی دنیا میں گیا اور ایک بچی کو اٹھا کر لے آیا اور چلہ شروع کر دیا۔ لیکن بد قسمتی سے اس کا چلہ الٹ ہو گیا۔ اور اسے آگ لگ گئی پھر مجھے جنوں کا سردار بنا دیا گیا۔ میں اس بچی کو جسے وکرم اٹھا کر لایا تھا میں اس بچی کو واپس اس کی دنیا میں ماں باپ کے پاس بھیجنا چاہتا تھا میں نے چلہ کر کے وکرم کی سب سے بڑی طاقت کو اپنے قبضے میں کر لیا اس طاقت سے میں نے اس بچی کے ماں باپ کے بارے میں پوچھا تو اس طاقت کے ذریعے مجھے پتہ چلا کہ وکرم نے اس بچی کے ماں باپ کو قتل کر دیا تھا اور اب اس بچی کا اس دنیا میں کوئی بھی اپنا نہیں تھا پھر میں نے تمام جنات سے مشورہ کر کے اس بچی کو اپنے پاس رکھ لیا اور اس کے اندر بہت سی جادوئی طاقتیں بھردیں تاکہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچائے وہ بچی کوئی اور نہیں بلکہ تم ہی ہو پار یہ کہہ کر پارس کے بابا خاموش ہو گئے۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

چوڑھویں کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا چاند کی چاندنی پورے آب و تاب سے زمین کے ذرے ذرے کو مہک رہی تھی چاند کی کرنیں روشندان سے اندر آ کر پورے گھر سے میں اپنی روشنی بکھیر رہی تھیں ایان اپنے کمرے میں بند پر بیٹھا جادوئی کتاب پر چڑھ رہا تھا اچانک ہی اس نے سر اٹھایا۔ اور کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی اور خود کمرے میں ٹہیلنے لگا جیسے ایک زور دار جھٹکے سے کھل گئی اور ایک خوبصورت لڑکی اڑتی ہوئی آئی اور کھڑکی کے ذریعے کمرے میں داخل ہو گئی۔

یار پارس آج تم نے اتنی دیر لگا دی کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ ایان نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

وہ میں زرتاب کے بارے میں پتہ چلا رہی تھی کہ وہ کہاں چلہ کر رہی ہے اس لیے دیر ہوئی پارس نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔
تو پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے۔ ایان نے پوچھا ہاں یار کافی محنت کرنی پڑی تھی اس کا پتہ چلانے کے لیے پورا ایک گھنٹہ متر پڑھتی رہی ہوں تب جا کر وہ جگہ نظر آئی ہے جہاں وہ چلہ کر رہی ہے پارس نے اسے بتایا۔
کہاں کر رہی ہے وہ چلہ ایان نے دوبارہ پوچھا۔

کوہ قاف کے شمال میں جو جنگل خوفناک جنگل کے نام سے مشہور ہے اس جنگل میں ایک خوفناک کنواں ہے وہ اس کنویں میں چلہ کر رہی ہے وہ کنواں بہت ہی خوفناک ہے رات کو تو کیا دن کو بھی اس کنویں میں اندھیرا چھایا رہتا ہے اور تو اور اس کنویں میں درختوں کی ایسی جڑیں ہیں جو اپنے اندر بہت طاقت رکھتی ہیں اور جو کوئی بھی اس کنویں میں جاتا ہے وہ جڑیں اسے اپنی پلیٹ میں لے کر مار دیتی ہیں لیکن زرتاب نے ان جڑوں کو اپنے قابو میں کر لیا ہے اب وہ جڑیں اس کی مرضی سے ہی حرکت کرتی ہیں زرتاب اس کنویں میں چلہ کرتی ہے اور آہستہ آہستہ اپنے چلے میں کامیاب بھی ہوئی جارتی ہے اس کا چلہ صرف چودھویں کا رہ گیا ہے پھر وہ ہم پر بھاری ہو جائے گی اب تک تو میری طاقتیں اس سے زیادہ ہیں لیکن اس چلے کو کرنے کے بعد وہ مجھ سے زیادہ طاقتور ہو جائے گی۔ اور پھر وہ آسانی سے تم کو مجھ سے چھین کر لے جائے گی پارس نے پریشانی سے کہا۔

پارس تم پریشان مت ہو اگر وہ مجھے لینے آئی تو میں کہیں غائب ہو جاؤں گا یا پھر مار کر تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ ایان نے پرسکون لہجے میں کہا۔

ایان وہ چلہ کرنے کے بعد بہت زیادہ طاقتور ہو جائے گی تم غائب ہو کر جہاں کہیں بھی جاؤ گے وہ تم کو دیکھ لے گی اور اگر تم ہواؤں میں اڑ بھی رہے ہو گے تو وہ تم پر قابو پالے گی پارس نے ساری بات تفصیل سے بتائی۔ جسے سن کر ایان تھوڑا سا خوفزدہ ہو گیا۔
لیکن تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس کا حل بھی ہے میرے پاس پارس نے ایان کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ تو ایان کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔

وہ کیا ایان نے خوشی سے پوچھا۔
ایان مجھے ایک ایسے چلے کے بارے میں پتہ چلا ہے اگر تم وہ چلہ کرو تو تم زرتاب کو زیادہ طاقتور ہو جاؤ گے۔ اور تمہارے اندر ایسی طاقتیں آ جائیں گی جس کا تم سوچ بھی نہیں سکتے ہو وہ چلہ میں ہی کر لیتی لیکن وہ چلہ کوئی انسان ہی کر سکتا ہے اور تمہیں تو پتہ ہے ناں کہ میں انسان نہیں ہوں بلکہ جن زاوی ہوں اب تم بتاؤ کہ تم وہ چلہ کرنے کے لیے تیار ہو پارس اتنا کہہ کر خاموش ہوئی۔ اور سوالیہ نظروں سے ایان کو دیکھنے لگی۔
ہاں پارس میں وہ چلہ کروں گا تم مجھے بتاؤ کہ مجھے کیسے چلہ کرنا ہوگا ایان نے پوچھا تو پارس اسے خاموش لگا ہوں سے دیکھنے لگی

لیکن وہ چلہ کرنا بہت ہی مشکل کام ہے ناکام ہونے کی صورت میں تمہاری جان بھی جاسکتی ہے پارس نے پریشانی سے کہا۔
پارس وہ چلہ کرنا مشکل ہے ناممکن نہیں ناں بس تم مجھے بتاؤ کہ وہ چلہ کس طرح کرنا ہے ایان نے پوچھا ایان چلہ تین دن کا ہوگا اور وہ چلہ تم نے کسی جن کی کھوپڑی پر ایک قبرستان میں بیٹھ کر تانے پارس نے ساری بات تفصیل سے بتائی۔
وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن میں جن کی کھوپڑی

کہاں سے لوں گا ایان نے حیران ہو کر پوچھا۔
اس کی تم فکر نہ کرو میں تمہیں ابھی کوہ قاف سے قبرستان میں لے کر جاتی ہوں وہاں تم جن کی کھوپڑی حاصل کر سکتے ہو لیکن کھوپڑی تم نے خود قبر سے نکالنی ہوگی اگر میں نے اس کھوپڑی کو ہاتھ بھی لگایا تو اس کا اثر ختم ہو جائے گا میں چاہتی ہوں کہ تم آج ہی سے اپنا چلہ شروع کر دو کیونکہ زرتاب کا چلہ ختم ہونے میں صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں اس کے بعد وہ ہم پر حملہ کر دے گی پارس نے آہستہ سے کہا۔

چلو آؤ پھر ہم جلدی سے کھوپڑی لے آئیں ایان نے اٹھتے ہوئے کہا چلو پارس نے مختصر اکھا اور اٹھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا اور پھر دو اڑتے ہوئے کھڑکی سے باہر نکل گئے اور کوہ قاف کی طرف اڑنے لگے۔

ایان اس دینا میں اکیلا ہی رہتا تھا اس کے ماں باپ کچھ عرصہ پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے جبکہ پارس ایک جن زاوی ہے پارس کی پہلی زرتاب کو ایک چلہ کرنے کے لیے آسانی نو جوان کے خون کی ضرورت تھی جو چاند کی چودھویں رات کو پیدا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بھی نیلی ہوں چنانچہ زرتاب نے منتر پڑھ کر دیکھ لیا کہ ایان ہی وہ واحد ہے جو چاند کی چودھویں رات کو پیدا ہوا ہے اور اس کی آنکھیں بھی نیلی ہیں زرتاب یہ چلہ ہر صورت میں کرنا چاہتی تھی لیکن اسے چلہ کرنے کے لیے کسی کی مدد کی ضرورت تھی چنانچہ زرتاب نے اپنی سہیلی پارس سے اس بارے میں بات کی تو وہ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گئی اور زرتاب نے چلہ شروع کر دیا پارس جب ایان کو لینے آئی تو پہلی ہی نظر میں اسے اپنا دل دے بیٹھی پھر پارس ایان کے سامنے آئی اور اسے ساری حقیقت بتا دی اور

اسے یہ بھی بتایا کہ وہ اس سے محبت کرنے لگی ہے پہلے تو ایان پارس سے خوفزدہ ہوتا تھا لیکن دن گزارنے کے ساتھ ساتھ ایان کو بھی پارس سے محبت ہو گئی جب زرتاب کو یہ سب پتہ چلا تو وہ غصے سے سرخ ہو گئی اور اپنی دوست پارس کی دشمن بن گئی۔ وہ ایان اور پارس کو سزا دینا چاہتی تھی لیکن وہ اپنا چلہ مکمل کر کے ہی ایسا کر سکتی تھی اس دوران پارس نے ایان کو ایک جادوئی کتاب دی جس کی مدد سے ایان نے دو چلے کئے ایک چلہ اس نے دوسروں کی نظروں سے غائب ہونے کے لیے کیا تھا اور دوسرا اس نے ہواؤں میں اڑنے کے لیے کیا تھا پارس اس کا ہر چلہ ساتھ دیتی رہی جب زرتاب کا چلہ مکمل ہوا تو اس نے ایان پر حملہ کر دیا لیکن پارس ایان کے سامنے ڈھال بن کر کھڑی ہو گئی اور زرتاب کو منہ کی کھانی پڑی لیکن زرتاب نے پھر بھی ہمت نہ ہاری اور اپنی طاقتیں بڑھانے کے لیے ایک چلہ شروع کر دیا اس چلے کو کرنے کے بعد زرتاب کی طاقتیں پارس سے کئی گنا بڑھ جائیں گی پارس نے ہمت کر کے ایک ایسے چلہ کا پتہ لگایا تھا جسے کوئی انسان ہی کر سکتا تھا لہذا پارس نے یہ چلہ ایان کو کرنے کا مشورہ دیا تو وہ چلہ کرنے کو تیار ہو گیا۔

رات کی پربول تاریکی چار سو پھیلی ہوئی تھی جنگل کا ماحول بہت ہی پراسرار سا ہو رہا تھا آسمان سے باتیں کرتے درخت دیو کی مانند معلوم ہو رہے تھے جتنے درخت اور خاردار جھاڑیاں پورے جل میں پھیلی ہوئی تھیں اس خاموش جنگل میں کسی چہرہ پرند کا نام و نشان تک نہ تھا پورے جنگل میں وحشت ہی وحشت تھی جنگل کے درمیان بنے ہوئے کنویں پر بہت سے درخت جھکے ہوئے تھے اور کنواں گہری تاریکی

میل دیا ہوا تھا اس خوفناک کنوئیں کے اندر ایک خوبصورت لڑکی آنکھیں بند کئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہی تھی اچانک ہی اس نے آنکھیں کھولیں اس کی سرخ انگارہ آنکھیں آگ کے شعلوں کی طرح دہک رہی تھیں اس نے منہ میں کچھ عجیب سے انداز میں الفاظ پڑھ کر سامنے چھوٹک ماری تو ایک بہت ہی بھیاں تک شکل والا جن وہاں آگیا۔

جاہلوت وہ دونوں قبرستان کی طرف جارہے ہیں انہیں روک وہاں جانے سے زرناب کے منہ سے غصے بھری آواز آئی۔

میں انہیں روکنے کی کوشش کرتا ہوں ملکہ جی جاہلوت نے سر جھکا کر کہا اور وہاں سے غائب ہو گیا اور زرناب کے چہرے پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

ایمان اور پارس دونوں قبرستان میں اترے قبرستان میں دور دور تک ویرانی چھائی ہوئی تھی ہر طرف جنگلی جھاڑیاں اور گھاس بکثرت موجود تھی اس لئے پارس کو کسی بھی چیز سے خوف نہ آ رہا تھا وہ مختلف قبروں کے درمیان میں سے چلتی ہوئی آگے ہی آگے جا رہی تھی ایمان بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا لیکن وہ تھوڑا سا خوفزدہ تھا پارس کی موجودگی میں اس کا خوف کم تھا پارس ایک بڑی سی قبر کے پاس جا کر رکت گئی ایمان بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا اچانک ہی پارس کو قبرستان میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے نظریں گھما گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔

جاہلوت چلے جاؤ یہاں سے دور رہو میں تمہارے ساتھ بہت بڑا کروں گی پارس غصے سے ایک طرف دیکھتے ہوئے بولی ایمان کو وہاں کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اسے پتہ تھا کہ وہ جو کچھ نہیں دیکھ سکتا ہے وہ پارس دیکھ سکتا ہے۔

پارس یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ میں تم دونوں کو جلادوں کا بلونت لے سامنے آتے ہوئے کہا تو اس کی خوفناک شکل دیکھ کر ایمان کا خون رگوں میں ساکت ہونے لگا اور دل سینے کی پسلیاں توڑ کر کہیں بھاگ جانے لگا۔

تو ایسے نہیں مانے گا بلونت ابھی تجھے مزا چکھاتی ہوں یہ کہہ کر پارس نے اپنا دایاں ہاتھ بلونت کی طرف کیا تو اس میں سے سفید دھواں نکلا اور بلونت سے نکلایا تو وہ چیخا ہوا وہاں سے غائب ہو گیا۔ اور پارس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی پارس ایمان کی طرف متوجہ ہوئی تو وہ حیران رہ کر اسے دیکھے جا رہا تھا۔

ایمان اسے زرناب نے ہی بھیجا تھا لیکن اب یہ نہیں آئے گا پارس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو ایمان بھی مسکرا دیا پارس نے کچھ پڑھ کر قبر پر چھوٹک ماری تو قبر دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایمان جلدی سے قبر میں اتر دیا اور کھوپڑی لے کر باہر آ جاؤ پارس نے کہا تو ایمان لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ قبر میں اتر گیا اور کاپتے ہوئے ہاتھوں سے کھوپڑی اٹھا کر باہر نکل آیا۔ وہ اب بھی خوف سے تھر تھرا کایا رہا تھا پارس نے دوبارہ قبر پر چھوٹک ماری تو قبر دوبارہ سے بند ہو گئی۔

دیکھو ایمان تمہیں خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں تمہارے ساتھ ہوں پارس نے ایمان کا ہاتھ آہستہ سے دبا تے ہوئے کہا۔ ہوں۔ ایمان نے سر ہلایا۔

چلو ایمان پارس نے کہا اور دونوں ہواؤں میں اڑنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ ایمان کے کمرے میں تھے۔

ایمان اگر تم اسی طرح خوفزدہ رہتے رہے تو تم یہ چلہ نہیں کر سکو گے ایمان تم نے بہت کرنی ہے

اور اپنے دل کو تمام خوف اور ڈر کو نکالنا ہوگا پارس نے ایمان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

پارس تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے بہت کڑی نچا ہے اپنے دل سے تمام ڈر اور خوف کو ختم کرنا چاہیے لیکن پارس جب میں خوفناک شکلیں دیکھتا ہوں تو خوف خود بخود مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے ایمان نے آہستہ سے کہا۔

ایمان تم ایسا کرنا چلہ کے دوران اگر کوئی خوفناک شکل تمہیں دکھائی دے تو تم اپنی آنکھیں بند کر لینا اور کسی بھی صورت حصار سے باہر نہیں نکلنا ہے پارس نے اسے سمجھایا۔

ٹھیک ہے پارس میں ایسا ہی کروں گا ایمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ہاں چلہ کرنے کے بعد تمہارا تمام تر خوف ختم ہو جائے گا پھر نہ تمہیں خوفناک شکلیں دیکھ کر خوف آنے کا اور نہ ہی ان کی جاودانی حالتیں تم پر کوئی اثر کریں گی پارس نے کہا تو ایمان بہت خوش ہوا۔

پارس تم سے ایک بات کہوں تم جھوٹ تو نہیں بولو گے ایمان نے پارس کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں پوچھو پارس نے مختصر کہا۔

پارس کیا تم انسانوں کا خون پیتی ہو ایمان نے پوچھا ایمان میری دوست زرناب انسانوں کا خون پیتی ہے لیکن میں نے آج تک کسی انسان کا خون کا ایک قطرہ بھی نہیں پیا ہے پارس نے ایمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

پارس تم بہت اچھی ہو ایمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو پارس بھی مسکرا دی۔

ایمان تمہارے چلے کا وقت ہونے والا ہے ہمیں جلدی سے قبرستان کی طرف جانا ہوگا پارس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

چلو ایمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پارس کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ میں اس نے کھوپڑی پکڑ لی اور پھر دونوں ہواؤں میں اڑنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں قبرستان پہنچ چکے تھے۔

اچھا ایمان اب میں چلتی ہوں امی ابو میرا انتظار کر رہے ہوں میں صبح آؤں گی اور پھر پارس نے ایمان کو چلے کا ورد بتایا اور وہاں سے غائب ہو گئی ایمان نے حصار کھینچا اور کھوپڑی کو اپنے سامنے رکھ کر چلہ شروع کر دیا۔

بلونت زرناب کے سامنے سر جھکائے ہوئے کھڑا تھا۔

بلونت تو کیوں وہاں سے بھاگ گیا میں نے تجھے بھیجا تھا تو انہیں قبرستان میں جانے سے روکے لیکن تو ان سے مات کھا کے آگیا زرناب نے غصے میں بولتے ہوئے کہا۔

ملکہ جی۔ وہ اس پارس نے میرے اندر آگ لگا دی تھی میں اندر ہی اندر چلنے لگا تھا اس لیے وہاں سے بھاگ آ رہا تھا اب کافی منتر پڑھ کر اس آگ کو جسم سے نکالا ہے بلونت نے مایوسی سے کہا۔

اچھا اب جا یہاں سے میرے چلے کا نام ہو گیا ہے زرناب غصے سے بولی۔ بلونت ایک دم ہی وہاں سے غائب ہو گیا۔ ایک دفعہ میرا چلہ مکمل ہو دیا ہے پھر تجھے میں دیکھ لوں گی پارس زرناب نے غصے سے خودی سے کہا۔ اور پھر چلے میں مصروف ہو گئی۔

ایمان نے دودن کا چلہ مکمل کر لیا تھا ان دودنوں میں اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے واقعات پیش آئے تھے کبھی اسے حصار سے باہر

کسی کے چلنے کی آوازیں آئیں اور بھی کسی کے رونے کی اور بھی کسی بچی کا کس دکھائی دیتا لیکن وہ حصار سے باہر نہ نکلا آج اس کے چلے کا آخری دن تھا یان اور پارس اس وقت قبرستان میں موجود تھے۔

ایان زرناب نے اپنے چلے کو مکمل کر لیا ہے وہ کسی بھی وقت ہم پر حملہ کر سکتی ہے بس آج رات تم بہت کر کے یہ چلہ مکمل کر لو پھر وہ بہار انقلاب نہیں کر سکے گی اور ہاں آج رات میں تمہارے پاس ہی رہوں گی لیکن غائب ہو کر میں صرف تم کو ہی دکھائی دوں گی اور مجھے یقین ہے کہ زرناب آج رات تمہیں ڈرانے ضرور آئے گی لیکن تم نے اس کی طرف توجہ نہیں دینی ہے جو کچھ بھی ہو جائے تم نے حصار سے باہر نہیں نکلتا ہے حصار سے باہر جو کچھ بھی ہوگا وہ سب نظروں کا دھوکہ ہوگا۔ پارس نے سے تبھاتے ہوئے کہا ایان کے چلے کا ٹائم ہوا تو اس نے حصار کھینچا اور چلے میں مصروف ہو گیا۔ پارس اس کے ارد گرد ہی ٹھو م پھیر رہی تھی اچانک ہی وہاں ایک لڑکی ہوا میں اڑتی ہوئی ائی اور پارس کو بالوں سے پکڑ کر وہاں سے غائب ہوئی ایان طہر ادر ادر ادر دیکھنے لگا لیکن پارس اسے نہیں بھی دکھائی نہ دی۔ وہ زرناب ہی تھی جو پارس کو لے کر غائب ہوئی تھی ابھی ایان ادر ادر ہی دیکھ رہا تھا کہ اسے ایک چھوٹی سی بچی اپنی طرف آتی ہوئی دکھائی دی وہ بچی مسلسل رونے جاری تھی اچانک ہی اس بچی کے پیچھے ایک لڑکی نمودار ہوئی وہ بی لڑکی جو پارس کو لے کر غائب ہوئی تھی اس لڑکی نے بچی کو پکڑا اور اس کا خون پینا شروع کر دیا خون پینے کے بعد اس نے اپنے لمبے لمبے ناخنوں سے بچی کو نوچنا شروع کر دیا اور اس کا گوشت مزے مزے سے کھانے لگی ایان بے ہوش ہوتے ہوتے

ہوئے بچا تھا بچی کو کھانے کے بعد وہ لڑکی ایان کی طرف بڑھی اور ایان کو اپنا سانس رکھتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

ایان میں زرناب ہوں تم یہ چلہ چھوڑ دو ورنہ میں پارس کا بھی یہی حال کروں گی زرناب نے غصے سے کہا۔ ایان نے اس کی ایک نہ سنی اور درد پڑھتا چلا گیا۔ تو ایسے نہیں مانے گا زرناب تے یہ کہہ کر پھونک ماری تو وہاں پر پارس آگئی۔ ایان مجھے بچا لو اس سے یہ بہت خطرناک ہے تم یہ چلہ چھوڑ دو پارس نے روتے ہوئے کہا۔ تو ایان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اچانک ہی ایان کو پارس کی بات یاد آئی کہ جو کچھ بھی ہوگا نظروں کا دھوکہ ہوگا پھر ایان نے اپنی آنکھیں بند کر لیں لیکن پھر بھی اسے پارس کی چپوں کی آوازیں سنائی دیتی رہی لیکن اس نے آنکھیں نہ کھولیں تھوڑی دیر بعد جب ایان نے آنکھیں کھولیں تو وہاں کچھ بھی نہ تھا تھوڑی دیر بعد ایان کو محسوس ہوا کہ کوئی اسکے سامنے کھڑا ہے ایان نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو اس کی کھلی بند ہو کر رہ گئی۔ اس کے سامنے ایک مردہ سفید کفن میں ملبوس تھا اس مردے کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک بھی ایک عجیب سی وحشت بھی ایان تھر تھرا کاہنے لگا۔

چلا جا یہاں سے ورنہ تجھے میں اپنی قبر میں زندہ دفن کر دوں گا ایان نے خود کو سنبھالا اور درد پڑھ کر مردے پر پھونک ماری تو وہ مردہ اڑتا ہوا دور جا کر اور اس کی بھینک چھین گونج اٹھی پھر وہ مردہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ایان کی طرف بڑھا اب اس مردے کے جسم سے کفن اتر چکا تھا اور وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ایان کی طرف ہی بڑھ رہا تھا جیسے ہی وہ ڈھانچہ حصار سے ٹکرایا تو اسے آگ لگ گئی اور وہ چیختا ہوا وہاں سے بھاگ

اور ایان چلے میں مصروف ہو گیا۔ وہ اپنا چلہ مکمل کر چکا تھا۔ زرناب آتی تو اس نے اس پر آنکھ کے شعلے پھینکنے شروع کر دیئے۔ لیکن وہ سب ہی حصار سے ٹکرانے کے بعد غائب ہو جاتے پھر بلونت اپنی خوفناک شکل لے کر وہاں آیا۔ اور ایان کو مختلف طریقوں سے ڈرایا لیکن ایان حصار سے باہر نہ نکلا ایان نے اپنا آخری درد پڑھ کر کھوپڑی پر پھونک ماری تو اس میں سے سرخ اور نیلے رنگ کی شعاعیں نکلنے لگی اور ایان کے جسم میں جذب ہوئی اب ایان اپنے اندر ایک نئی طاقت محسوس کرنے لگا اور بہت ہی زیادہ خوش بھی ہو رہا تھا اس نے اپنا چلہ مکمل کر لیا پر وہ غائب ہو گیا اور اپنے کمرے میں آ گیا۔ آتے ہی ایان نے کچھ پڑھ کر دیوار پر پھونک ماری تو اسے پارس اس کنویں میں درختوں کی جڑوں میں جڑی ہوئی دکھائی دی اور زرناب اس پر زنجیریں برباد ماری تھیں ایان نے یہ سب دیکھا تو چیخ کر کہا۔

رک جا۔ تو زرناب ایک دم رک گئی اور اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ دوبارہ پارس پر زنجیریں برباد ماری تھیں۔ ایان سے یہ سب برداشت نہیں ہو رہا تھا کیونکہ جب بھی وہ اس پر زنجیریں برباد تو پارس شدت درد سے چیخنے لگ جاتی تھی۔ ایان نے جلدی سے دیوار پر پھونک ماری کہ وہ منظر غائب کر دیا۔ پھر اس نے جلدی سے غائب ہونے کا منتہر پڑھا اور غائب ہو کر کنویں کے پاس آ گیا اور زرناب سے باتھ سے زنجیر چھین لی آؤ۔ ایان میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی زرناب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چھوڑ دو پارس کو ایان غصے سے چیخا۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے چھوڑ دوں گی لیکن

پہلے مجھ سے مقابلہ کر دو میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ تم میں کتنی ہمت ہے مجھ سے مقابلہ کرنے کی۔ وہ ایان کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ ٹھیک ہے میں مقابلہ کرنے کو تیار ہوں لیکن پہلا وار تم مجھ پر کرو گی۔ ایان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میں ہی پہلا وار کرتی ہوں۔ زرناب نے اپنا ہاتھ ان جڑوں کی طرف کیا تو وہ ایان کی طرف بڑھیں لیکن جیسے ہی وہ جڑیں ایان سے ٹکرائیں تو ان جڑوں کو آگ لگ گئی اور وہ نوٹ کر نیچے گرنے لگیں اب تو پارس بھی ان جڑوں سے آزاد ہو چکی تھی۔

ایان اب تم اس پر اپنا وار کرو پارس نے ایان کے پاس آ کر کہا۔ زرناب جو حیران ہو کر ایان کی طرف دیکھ رہی تھی ایک دم ہی چونک پڑی۔۔۔ نہیں پارس پہلے اسے وار کرنے دو پھر میں کروں گا ایان نے مسکراتے ہوئے کہا تو زرناب نے منہ میں منہ کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو وہاں ایک ڈھانچہ آ گیا وہ ڈھانچہ ایان کی طرف بڑھا تو ایان نے ہاتھ آگے کیا تو اس میں سے سرخ اور نیلی شعاعیں نکلنے لگیں اور اس ڈھانچے پر پڑیں تو ڈھانچہ ایک دم رک گیا اور اس ڈھانچے نے ہاتھ بڑھا کر زرناب کو گردن سے پکڑ لیا اور اسے وہاں شروع کر دیا۔ زرناب کی بھینک چھین وہاں گونج اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی گردن ایک طرف لڑھک گئی پھر وہ ڈھانچہ ایان کی طرف بڑھا ایان نے درد پڑھ کر اس پر پھونک ماری تو اس ڈھانچے کی ایک بھینک چھین وہاں گونجی اور اس کی ہڈیاں ادر ادر بھر گئیں ایان نے پارس کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ زخموں سے بھرا ہوا تھا ایان نے کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماری تو اس کے زخم غائب ہو گئے پھر ایان

نے پارس کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اڑتے ہوئے ایک سرسبز جگہ پر اترے جہاں ہر طرف سکون ہی سکون تھا اور ایک مست کردینے والی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

پارس مجھ سے شادی کروٹی ایمان نے پارس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
نہیں نہیں وہ پیچھے ہٹ گئی نہیں ایمان میں تم سے شادی نہیں کر سکتی کیونکہ ہمارا ملاپ ناممکن ہے تم انسان ہو اور میں جنم زادی ہوں یہ کہتے ہوئے پارس کی آنکھوں میں آنسو تہ نے نکلے۔
پارس تم میری زندگی ہو میں تمہیں پانا چاہتا ہوں ایمان نے روباکی سچے میں کہا۔
ایمان تم مجھے بھول جاؤ پارس نے آہستہ سے کہا اس کی پٹیلیں بھگ گئی تھیں۔
یہ ناممکن ہے میں مر تو سکتا ہوں لیکن تمہیں بھول نہیں سکتا ہوں ایمان نے پارس کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

ایمان پینیز۔ ایسی باتیں نہیں کرتے پارس نے روتے ہوئے کہا ایمان ابھی سچے کہتے ہی والا تھا کہ ایک سفید روشنی وہاں پھیل گئی روشنی ختم ہوتے ہی ایک عورت اور ایک مرد وہاں کھڑے تھے بابا جانی۔ آپ یہاں پارس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور بابا نے لپٹ گئی اور رونے لگیں ایمان یہ میرے ایلوئی ہیں پارس نے بابا سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔
پارس تم ایمان کے ساتھ شادی کر سکتی ہو کیونکہ تم انسان ہو پارس کی امی نے کہا۔
ای جان یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے پارس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں پارس مینا تم انسان ہو یہ ایک راز ہے جو ہم نے تم سے آج تک چھپایا ہوا ہے پارس کے

بابا نے کہا تو ایمان اور پارس حیران ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔
کک۔ ککساراز۔ بابا جانی۔ پارس نے تجسس سے کہا۔

یہ آج سے اٹھارہ سال پہلے کی بات ہے اس وقت جنوں کا سردار میں نہیں بلکہ وکرم وکرم تمام جنوں سے زیادہ طاقت رکھتا تھا اور وہ امر ہونا چاہتا تھا ایک دن اسے پتہ چلا کہ وہ چل کر کے ایک ایسی انسانی بچی کا خون پیئے گا جو اماؤس کی رات کو پیدا ہوئی تھی اس بچی کا خون پینے کے بعد اسے آب حیات کے کنوئیں کا پتہ چل جاتا ایک رات وکرم انسانی دنیا میں گیا اور ایک بچی کو اٹھا کر لے آیا اور چلہ شروع کر دیا۔ لیکن بد قسمتی سے اس کا چلہ الٹ ہو گیا۔ اور اسے آگ لگ گئی پھر مجھے جنوں کا سردار بنا دیا گیا۔ میں اس بچی کو جسے وکرم اٹھا کر لایا تھا میں اس بچی کو واپس اس کی دنیا میں ماں باپ کے پاس بھیجنا چاہتا تھا میں نے چلہ کر کے وکرم کی سب سے بڑی طاقت کو اپنے قبضے میں کر لیا اس طاقت سے میں نے اس بچی کے ماں باپ کے بارے میں پوچھا تو اس طاقت کے ذریعے مجھے پتہ چلا کہ وکرم نے اس بچی کے ماں باپ کو قتل کر دیا تھا اور اب اس بچی کا اس دنیا میں کوئی بھی اپنا نہیں تھا پھر میں نے تمام جنات سے مشورہ کر کے اس بچی کو اپنے پاس رکھ لیا اور اس کے اندر بہت سی جادوئی طاقتیں بھردیں تاکہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچائے وہ بچی کوئی اور نہیں بلکہ تم ہی ہو پار یہ کہہ کر پارس کے بابا خاموش ہو گئے۔

بابا جانی آپ نے یہ سب مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا پارس نے پوچھا۔

پارس ہم نے سوچا کہ جب تم بڑی ہو جاؤ گی تو ہم تمہیں یہ سب بتا دیں گے پارس کے بابا نے

ہمارا پارس کو مجھے سے لگایا اور خوب روتے پھر پارس اپنی ماما کے گلے لگی۔
ایمان میرے پاس آؤ پارس کے بابا نے کہا تو ایمان چلتا ہوا ان کے پاس گیا ایمان بیٹا پارس کا خیال رکھنا آج سے یہ تمہاری ہے تم انسانی دنیا میں جا کر اس سے نکاح کر لینا یہ کہہ کر انہوں نے پارس کا ہاتھ ایمان کے ہاتھ میں دے دیا۔ پارس اور ایمان نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

پارس مجھ سے شادی کر دوں۔ ایمان نے شرارت سے کہا تو پارس مسکرا دی۔ پارس کے ماما پاپان دونوں کو ملانے کے بعد غائب ہو گئے اور پھر وہ دونوں اڑتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہوئے۔ اور انسانی دنیا میں اپنے گھر آ گئے۔

غزل

بچوں نے ہاتھ زخمی کئے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں
جس بچوں نے ٹھکرا دیا غیروں سے شکوہ کیا کریں
ہم بچپن تھے آزاد فضا کے انہوں نے ہم کو قید کیا
ہم بچے تھے ہم کو اڑا دیا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں
ہم آگے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے مڑ کر دیکھنا نہ تھا
ہم منزل ہم سے دور ہوں رستوں سے شکوہ کیا کریں
نہ وقت تھے سائے کی گہرائی سے آنکھیں بند کر کے
موجوں نے ہمارا چہال دیا سمندر سے شکوہ کیا کریں
ایک بچن سے ہم نے بھول چنا بچوں سے الگ وہ
لگتا تھا

ایک بچل نے ہی لب زخمی کئے اب چمن سے شکوہ کیا کریں
ہم تمہارے تھے رہے کران سس اپنے نے اپنا نہیں
کی اپنے کا ساتھ ملا تباہیوں سے شکوہ کیا کریں

انوار الحسن

اگست 2013

کشور کرن۔ پتوکی
غزل

ساحل پر اڑتے پیچھے تو یوں اترانا چھوڑ دے
اگر جان جائے گہرائی تو ساحل پہ آنا چھوڑ دے
تو مست ہوا میں اڑتا ہے بڑی اونچی ہے پرواز تیری
آجائے جو میرے پیچھے میں تو پر پھیلا نا چھوڑ دے
تو اک آزاد چھٹی ان لہروں سے تیرا کیا رشتہ
ان لہروں میں بہہ جاؤ گے یہاں آنا جانا چھوڑ دے
گہرائی میں اس کی پتھر ہیں تو کیوں اس کا دیوانہ ہے
پتھر بھی موم نہیں بنتے تو دل لگانا چھوڑ دے
تیرے اندر جو شعلے ہیں جوش جنوں کے
جرم الفت میں یوں سب کی نظروں میں آنا
چھوڑ دے

کشور کرن۔ پتوکی

غزل

میں تیری آنکھ کے آئینے میں اپنی تصویر دیکھنا چاہتی
ہوں
تم بس جاؤ ان ہاتھوں کی لکڑیوں میں
میں اپنی لکڑیوں میں تقدیر دیکھنا چاہتی ہوں
تم خواب نہیں حقیقت بن کے ملو
میں اپنے ان خوابوں کی تعبیر دیکھنا چاہتی ہوں
تم میری زندگی میں اپنے پیار کی مہر لگا جاؤ
پھر میں اس ظالم دنیا کی آخر دیکھنا چاہتی ہوں
تم اپنے پیار کے پیچھے میں جو قید رہو تو خوش ہوں
میں
تیرے پیار کی اپنے پیروں میں زنجیر دیکھنا چاہتی ہوں
کشور کرن۔ پتوکی

ان اونچی عمارتوں نے میرے گھر کو چھپا لیا
لوگ میرے حصے کا سورج بھی کھا گئے
ریاض احمد۔ لاہور۔

اگست 2013

77

76

خونک لاجسٹ

شیطانی بدو روح کا راز

-- تحریر: انعم بخاری - جہلم --

اشفا خاموشی سے اٹھی اور باہر نکل گئی اس کا رخ قریبی پارک میں تھا پارک میں ہر سو ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ کچھ دیر پہلے اکا دکا لوگ تھے مگر اب وہاں کوئی ذی روح موجود نہ تھی اشفا نے چہرہ جانب دیکھا۔ تو دور پہنچ کر ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو کہ بار بار دواچ کو دیکھ رہا تھا شاید اسے کسی کا انتظار تھا۔ اشفا نے آنکھیں بند کر لی اور اپنے منتر سے جانتے کی کوشش کی اور دوبارہ کھولی تو اسے پتہ لگا کہ وہ اپنی منگیتر امبر کا ویت کر رہا تھا۔ اسے امبر کا روپ دھارا اور اس کی سمت چلی گئی۔ یار میں کب سے تمہارا ویت کر رہا تھا تمہیں میرا ذرا بھی احساس نہیں ہے۔ نام دیکھو میں ہو گئے ہیں جبکہ میں دس بے کا یہاں موجود ہوں لا پر دانی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے وہ کافی تپا ہوا تھا۔ تامل تمہیں میں نے بتایا تھا کہ میرا کبھی مسئلہ ہے نہ ہی بھی آج گھر میں تھا بڑی مشکلوں سے ہمیں ملنے کے لیے آئی ہوں اور ایسے بھی چھ دنوں میں ہماری شادی ہونے والی ہے تو پھر کیا فائدہ یوں چھپ چھپ کر ملنے کا اس نے منصوبہ سے آنکھیں جھکا کر کہا تو تامل کو اس پر بے تحاشہ پیارا آنے لگا۔ دونوں بچہ کو اپنی شادی کی پابند کرنے کے جیسے ہی دواچ کر چالیس منٹ ہوئے امبر اٹھ کر پارک کی دیران جگہ پر چلی گئی جگہ تامل اسے آوازیں دیتا رہ گیا۔ اور ساتھ ساتھ اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ آگے جا کر امبر رگ کی تامل نیاس کا رخ اپنی طرف کیا تو دہشت سے دل خراش بیچ اس کے من سے نکلی اور اگلے ہی لمحے اشفا کے ڈر کیلہ کی طرح نکلے ہوئے دانت تامل کی گردن میں پیوست ہو گئے اور اشفا بے جانی سے اس کا سرٹ خون اپنی پیاسی رگوں میں اٹھنے لگی۔ وہ اسے مارنے کے بعد جب اپنا کام مکمل کر چکی تو زور زور سے قہقہے لگتی ہوئی گھر میں داخل ہو گئی۔ بلال باہر لان میں جھولے پر بیٹھا ہوا تھا اور گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب اس نے قہقہوں کی آوازیں سنی تو انیسکر بلال سرعت سے موٹا کے پودے کی آڑ میں ہو گیا وہ بلاشبہ اشفا کی ہی پاگلوں کی طرح قہقہے لگتی ہوئی گھر میں داخل ہو رہی تھی۔ بلال نے صبح بات کروں گا اس سے کہہ کر اپنے روم میں چلا گیا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ اشفا ایسا کر سکتی ہے جو لڑکی لاش دیکھ کر نہ ہوش ہو جائے وہ کسی کامل کیسے کر سکتی ہے بلال کی سوئی اسی ایک ہی نقطے پر رکی ہوئی تھی۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

صبح ہی سے ابرا کو دواچ آسمان پر کالے سیاہ موسم آبال شرارتی انداز میں ایک دوسرے کے ساتھ آنکھ پھولی کھیل رہے تھے باد نسیم کے پر کینٹ جھونکے روح و جاں کو مسرور کر کے تقویت بخش رہے تھے جبکہ طائر نول در نول آسمان کی دستوں کو

کیا۔ تو اشفاق نے مسکرا کر جوابی انداز میں سر ہلایا۔
میں نے ایک پروگرام بنایا ہے یا اگر تو مانے
تو ٹھیک ورنہ کینسل ٹومیہ نے دونوں ہاتھ جھار کر
ریٹنگ کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے کہا تو اشفاق نے
عجب سے اسے دیکھا۔

یار کینک منانے چلنا ہے اس نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ تو وہ یکدم پر جوش انداز میں اٹھ کر اس
کے پاس کھڑی ہوئی اور استفسار کرنے لگی۔
کہاں جاتا ہے۔

ہم پتھر کی کوٹھی جائیں گے یونو وہ دنیا میں
ایک جنت کی مانند ہے کہتے ہیں اس جنت میں کوئی
نہیں جاتا لیکن یار ہم جائیں گے وہاں کینک
منانے ٹومیہ نے تفصیل بتائی تو اشفاق نے اثبات میں
سر ہلادیا۔ اگلے دن دس کزنوں کا جھرمٹ۔ جس
میں بلالی ٹیمینہ شہر یار زبان ٹومیہ تنہا خوبصورت
مکان مشعل اور اشفاق نے پتھر کی کوٹھی جانے
کے لیے تیاری کر لی تھی دو ہزار گزریاں جن
میں فرحت کا سامان اور کھانے پینے کا سامان
موجود تھا وہ ٹیمینہ اور سفر کے لیے روانہ ہو گئیں۔

یار ابھی کتنا سفر باقی ہے قریباً دو گھنٹے بعد
ٹومیہ نے پوچھا تو شہر یار نے جواباً اس کے چہرے
کی سمت دیکھا اور شرارتی انداز میں بولا۔

بارہ واٹ۔ بارہ گھنٹے باقی ہیں ٹومیہ نے
تقریباً جیتنے ہوئے کہا تو بلال نے آنکھ بھائے
شرارتی انداز میں شہر یار کو دیکھا اور بولا۔

ٹومیہ یہ بارہ گھنٹے کی نہیں بات مر رہا بلکہ
تیرے چہرے کی بات کر رہا ہے جس پر بارہ بجے
ہوئے ہیں بلال کی بات پر ڈرائیو کرتے ہوئے
زبان نے مزہ کر دیا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

یار تم سب میری بہن کو کیوں تک کر رہے ہو
فرنٹ سینٹ پر بیٹھی اشفاق نے بہن مار کر زبان کو اسے
چڑانے سے روکا کیونکہ ٹومیہ ان لڑکیوں میں سے

ایک تھی جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر رو دیتی تھیں۔
تقریباً چار گھنٹے کی تھکاوٹ سے پر سفر کرنے کے
بعد وہ سب پتھر کی کوٹھی پہنچے اشفاق نے گاڑی سے
باہر نکل کر جو منظر دیکھا تو وہ حیران رہ گئی وہ واقعی
کسی جنت سے کم منظر نہیں تھا انہوں نے گاڑی کے
راستے پر اتار لی اور وہاں ایک سائیڈ پر کھڑی
کر دی جبکہ دوسری گاڑی انہوں نے باغیچے کے
قریب کھڑی کر دی۔ وہ پتھر کی کوٹھی تقریباً دو کمال
پر واقعی اس کی دو سائیڈوں پر جنگل درخت تھے
جو کہ بہت خوبصورت ہریالی کا تاثر دے رہے تھے
ایک جانب دریا تھا جس کا صاف و شفاف پانی
بہرے کی مانند چمک رہا تھا جبکہ سامنے مختلف اقسام
کے پودوں کا باغیچہ تھا جو کہ بہت خوبصورت منظر
پیش کر رہا تھا جب ٹھنڈی ہوا چلتی تو پھولوں کی
مہکتی چہار سو بکھر جاتی۔

آلی کاٹ بلیو دس کوئی منظر اتنا اثر کیٹو ہو سکتا
سے تمنا نے چمک کر کہا۔ تو شہر یار نے اپنی پیاری
مغلیتر کو محبت بھری نگاہ سے دیکھا۔ وہ بھی اپنا
سامان اٹھائے ہوئے اندر کی جانب بڑھنے
دیواروں پر اندر اجالے لٹک رہے تھے جبکہ فرشوں
پر پانی کھڑا تھا۔

پتہ ہے یہ پانی سیلاب کا ہے۔ شہر یار نے
پانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

بدتمیز وہ تو ہے جس نے اتنے انسانوں کو جانی
و مالی نقصان پہنچایا ہے تمنا نے حقارت سے اس
کدے لے پانی کو دیکھا اور پھر ایک دم چپ ہو کر شہر
یار کے پاس کھڑی ہوئی۔

شہر یار مجھے ایسا لگا کہ جیسے پانی دوسرا انگارہ
آنکھوں سے مجھے گھور رہا ہو شہر یار کے استفسار پر
اس نے اسے بتایا مذاق اڑانے والے انداز میں
ولی کھول کر ہنسا۔ وہ دونوں اس کمرے میں تباہ تھے
باقی سارے اپنے اپنے شوق میں مشغول تھے کون

بھی جو میری منگتیر کو گھور رہا ہے اتنی بہت کسی کے
اندر ہے شہر یار نے ہنستے ہوئے ایک ایزی پر
چاروں جانب گھومتے ہوئے کہا۔

جنت شٹ اپ شہر یار تمنا نے اس کے
کندھے پر ایک مکا رسید کر کے توہمے ہوئے کہا۔
اور اسے چلنے کو کہا مگر وہ اپنی جگہ سے ہلے نہ
ہوا تمنا میری ٹانگیں شہر یار نے ٹانگوں کو ہلایا مگر وہ
اُس سے مس نہ ہوئیں۔

یہاں واقعی کچھ ہے چلو واپس چلتے ہیں تمنا
نے ڈر کر مارے سینے سے شرابور ہوئے کہا۔ اور
اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا اچانک پانی
سے بالوں سے پر ڈرنا ہاتھ نکلا اور شہر یار کو اندر
کھینچ کر رو گیا جبکہ تناسل رکتے وہیں کھڑی رہی
تھوڑی دیر کے بعد ہوش آنے پر وہ ہڈیالی انداز
میں چپٹی ہوئی باہر کی جانب بھاگی مگر اس کے پیچھے
سے پہلے ہی دروازہ بند ہو گیا اسے اپنا تناسل
رکتا ہوا سسوس ہوا اسے لگا کوئی غیر مرئی طاقت اس
کا گدہ دبا رہی ہے جبکہ اس کے ہاتھ ٹھنڈے ہوتے
چارے تھے تھوڑی دیر توڑ پینے کے بعد وہ دم توڑ چکی
تھی جبکہ اس کی لاش پانی میں ہی غائب ہو چکی تھی۔

بلال کیا ہوا۔ اشفاق نے بلال کے ہاتھ کی
جانب دیکھا جہاں سے خون کے فوارے پھوٹ
رہے تھے اشفاق اس کا اتنا زیادہ بہتا ہوا خون دیکھ کر
پریشان ہو گئی۔

بس یار گلاب کا پھول توڑنے گیا تھا تمہارے
خوبصورت بالوں میں لگانے کے لیے مگر کاٹنا
باقیوں چھ گیا۔ اور زخمی ہو گیا اور کچھ نہیں اس نے
سکڑا ہے ہونے کہا۔ اور یا کٹ سے رومال نکال
کر ہاتھ صاف کرنے لگا مگر خون رنگنے کی بجائے
بہتا ہی جا رہا تھا اور ہاتھ بھی نیلا ہوتا جا رہا تھا۔ اس
وقت وہ دونوں باغیچے میں کھڑے تھے کیونکہ پھول

ان دونوں کو ہی بہت پسند تھے۔

اشفاق شہر یار اور تمنا کہاں ہیں زبان نے ان
دونوں کو باغیچے میں دیکھا تو ان کے ہی پاس چلا آیا
مگر یہاں بھی ان دونوں کو نہ پا کر کافی اسے تعجب
ہوا وہ دونوں آپ سب کے ساتھ نہیں ہیں بلال
نے پریشانی سے پوچھا تو زبان نے نفی میں گردن
ہلاتی چنانچہ وہ تینوں اسے ڈھونڈنے کے لیے دریا
کی سمت گئے مگر وہ وہاں بھی نہ تھے اتنی دیر میں باقی
سارے بھی وہاں اکٹھے ہو گئے اور مل کر انہیں
ڈھونڈنے کا سوچا زبان ٹیمینہ خوبصورت اور مشعل
ان چاروں نے انہیں پتھر کوٹھی کے تہ خانہ میں
ڈھونڈنے کا فیصلہ کر لیا۔ جبکہ باقی بلال اشفاق ٹومیہ
اور مسکان نے قریبی جنگل میں جانے کا فیصلہ
کر لیا۔ جیسے ہی وہ چاروں تہ خانے کے اندر پہنچے
حیرت سے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے کیونکہ تمنا اپنی
دونوں ٹانگیں گھٹنوں تک پانی میں بھگوئے بیٹھی تھی
اور ساتھ ہی ساتھ گانا بھی گا رہی تھی۔

بدتمیز تو یہاں بیٹھی ہے اور ہم تھے پاگلوں کی
طرح ڈھونڈ رہے ہیں خوبصورت نے کہتے ہوئے
ہاتھ سے مکا اس کی پیٹھ پر دے مارا مگر اسے لگا کہ
جیسے اس کا ہاتھ کسی انسانی وجود سے نہیں بلکہ کسی
لوہے سے ٹکرایا ہو اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچ
لیا۔ اور اس بات کو اپنا دہم تصور کر کے انگور کر دیا۔
ٹیمینہ نے شہر یار کو پوچھا تو تمنا نے کھا جانے والی
نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر گھر واپس چلا گیا کہہ
کر تہ خانے کی دوسرے کمرے میں چلی گئی زبان
نے بلال کو فون کر کے اسے ان دونوں کے بارے
میں بتایا اور انہیں واپس آنے کے لیے کہا۔

خوبصورت کو تمنا کا لہجہ بدلا بدلا سا لگ رہا تھا
اور ساتھ ہی ساتھ تھوڑا خوف بھی محسوس ہو رہا تھا وہ
اپنے خوف کو جھٹلاتا جا پتا بھی مگر اس کی چھٹی حس

اسے کچھ نہ کچھ غلط ہونے کا پتہ دے رہی تھی میرا سیل فون کدھر ہے۔ ٹومیہ نے اچانک سے خوبصورت کو ہلا کر پوچھا تو وہ ایک دم چونکی اور پھر پتائیں کہہ کر چپ ہو گئی۔

خوبصورت جان میری جان اندر ہوگا۔ مجھے اندر ڈر لگتا ہے ٹومیہ نے اس کی منٹ سماجت کے ساتھ ساتھ اپنی اندر نہ جانے کی وجہ بھی بتائی۔ خوبصورت نے اثبات میں سر ہلایا اور سیل اٹھانے کے لیے اندر گئی۔ باقی سارے پتھر کی کٹھنی کے ایک جانب پرسکون انداز میں بیٹھے خوش گپیوں میں مشغول تھے کہ تھوڑی دیر بعد خوبصورت کے چپنے کی آواز آئی سبھی اندر کی طرف بڑھے مگر وہاں خوبصورت کی لاش کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ خوبصورت کو کافی بے دردی سے مار گیا تھا اس کی آنکھیں خوف سے باہر کواہلی ہوئی تھیں اس کے چہرے پر جا بجا خراشوں کے نشان تھے اور اس کا دل سینے سے غائب تھا۔ خوبصورت کی یہ حالت دیکھ کر ٹومیہ اور اشفا تو ہوش سے بیگانہ ہو چکی تھی جبکہ مسکان منہ پر ہاتھ رکھے بذیانی انداز میں چلا رہی تھی انہوں نے فوراً واپس جانے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ باہر سے نظر آنے والی جنت درحقیقت موت ہے یہ جنت نہیں بلکہ موت کی وادی ہے ایسی موت کی وادی جہاں سے نکلتا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی تھا۔

ہم سب اب ساتھ میں رہیں گے کوئی بھی تنہا نہیں رہے گا زبان نے سب کو تنبیہ کی اوسرا پنا اپنا سامان سینے کو کہا۔

تمنا کدھر گئی زبان نے تمنا کو نہ پا کر کہا تو سب کو یاد آیا کہ وہ تو باہر مشعل کے ساتھ دریا کی سمت گئی تھی سو نمٹک کرنے کے لیے وہ جلدی سے باہر سارے آئے مگر وہاں کچھ بھی نہیں تھا حیا پر بھی وہ دونوں کہیں نہ تھیں وہ دربارہ پتھر کوٹھی کے اندر

گئے تو سامنے کے کمرے کے پانی میں شہر یار اور تمنا کی لاشیں ٹیر رہی تھیں جبکہ بہانے کے روم گے پانی کو وہ دیکھ کر گئے تھے اس وقت وہاں کچھ بھی نہ تھا اور اب یہ لاشیں اشفا بھی خوبصورت کی موت سے ہی خود کو سنبھال نہ پائی تھی کہ اوپر سے بہن کی لاش دیکھ کر دنگ رہ گئی وہ لہرا کر نیچے گری اور بے ہوش ہو گئی۔ اگر تمنا کی موت شہر یار کے ساتھ ہوئی ہے تو وہ لڑکی کون ہے جو مشعل کے ساتھ سو نمٹک کرنے دیا پر جانے کا کہہ رہی تھی۔

بھائی مجھے تو لگتا ہے وہ چڑیل ہے اوتمنا کا روپ لے کر ہم سب کو مارنا چاہتی ہے مگر کیوں ٹومیہ نے روتے ہوئے اپنے بھائی زبان سے پوچھا تو وہ بھی چپ کا چپ رہ گیا۔

ایک بار صرف ایک بار وہ چڑیل میرے سامنے آجائے تو میں اسے ایسی بھیانک سزا دوں گا کہ پھر کبھی بھی کسی کو تنگ نہیں کریں گی۔ تمہاری موت کا بدلہ میں گن گن کر لوں گا جس طرح تو نے مجھے ستایا ہے مجھے ذہنی اذیت دی ہے مجھ سے میری خوبصورت کو چھینا ہے بالکل اسی طرح میں تجھ سے تیرا سب کچھ چھین لوں گا میں تیری ہستی کو ہی اس کائنات سے مٹا دوں گا تمہینے نے خوبصورت کی لاش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ خوبصورت کی لاش کا سراپا بنی گود میں رکھے ہوئے تھا اور بولنے کے ساتھ ساتھ اٹک بھی بہا رہا تھا۔ جبکہ دوسرے روم میں زبان اور ٹومیہ اشفا کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے زبان نے ٹومیہ کو اشفا کے پاس بیٹھا کر خود دونوں کی لاشیں نکالنے کا ارادہ تھا تمنا اور شہر کی لاشوں کو باہر لے جا کر گاڑی میں ڈالنا تھا جبکہ بلال اور مسکان دونوں مشعل بلال نے اسے فرجی جنگل میں جاتے ہوئے دیکھا تو مسکان کو کہنی مارتے ہوئے کہا۔

مشعل رک جاؤ پلیز خدا کے لیے رک جاؤ بلال اور مسکان اندھا دھند اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے اور آوازیں بھی دیتے جا رہے تھے مگر وہ رکنے کی بجائے آگے بڑھتی جا رہی تھی وہ دونوں اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تقریباً بہت دور نکل آئے تھے اور اب ان کی سانسیں رکے تو دونوں ہی حیران رہ گئے کہ وہ کسی جنگل میں نہیں بلکہ پتھر کوٹھی کے تہ خانے میں موجود تھے اور کسی لڑکی کے زور زور سے ہنسنے کی آوازیں آرہی تھیں ان دونوں نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ دیے انہیں لگا کہ اگر یہ لڑکی اسی طرح ہنسی رہی تو ان کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے تھوڑی دیر بعد ہنسنے کی آوازیں آتا بند ہو گئیں۔ اور چہار جانب خاموشی کا راج ہو گیا ابھی وہ دونوں صحیح طرح سکون کا سانس بھی نہ لینے پائے تھے کہ ان پر پتی آفت سوار ہو گئی۔ زمین ایک دم سے بلی اور ایک جگہ سے شق ہو گئی اس میں سے ایک بدصورت ڈھانچہ باہر نکلا اس ڈھانچہ نے ایک جھپکے زمین پر موجود ہر چیز کو نکل لیا اس نے ان کو دیکھا پھر آہستہ آہستہ ان کی جانب بڑھنے لا مسکان نے چلانا چاہا مگر اس کی آواز ڈر کے مارے دب کے رہ گئی اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔ بلال کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس ڈھانچے سے کیسے پیچھا چھڑائے ڈھانچہ بالکل اُن کے سر کے اوپر پہنچ چکا تھا۔

مسکان نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی موت کو کھڑا کیا۔ اس کی آنکھیں باہر کواہل رہی تھیں اور سانسیں ٹھپٹی جا رہی تھیں بلال خود کو بہت بے حال محسوس کر رہا تھا اس نے مسکان کو سرعت سے اپنے پیچھے دھکیلا اور خود ڈھانچے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ ڈھانچہ بلال کی سمت ہاتھ بڑھاتا زور کا دھکا ہوا اور ڈھانچہ پلک جھپکے غائب ہو گیا۔ مسکان بلال نے ڈھانچے کے

غائب ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور ساتھ ہی اسے آواز دے کر ہوش میں لینے کی کوشش کی۔

زبان نے پہلے تمنا کی لاش کو پانی سے نکالا اور اسے صحت کر ٹومیہ کے سامنے کچھ فاصلے پر لٹا دیا پھر جا کر شہر یار کی لاش کو نکالا اور صحت کر باہر صحن میں لے گیا۔ ابھی وہ لاش کو لے گا بیٹھنے میں ہی پہنچا تھا کہ اچانک زور زور سے بارش ہونے لگی چہار جانب اندھیرا چھا گیا۔

زبان کیا کر رہے ہو وہ لاش کو دیوار کے ساتھ لگا کر بڑے بڑے سانس لے رہا تھا جب اس کے کانوں میں ایک لڑکی کی آواز گونجی۔ وہ گھبرا کے پلٹا اور چاروں جانب دیکھنے لگا کہ آواز کہاں سے آرہی ہے مگر نگاہوں کے سامنے اسے کوئی نظر نہ آیا۔

کون ہو تم۔ سامنے آؤ پھر میں بتاتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں زبان نے دانت پیستے ہوئے کہا تو چاروں طرف سے قہقہوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ زبان کو اپنی بے بسی پر بہت غصہ آیا لیکن وہ کڑھنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے لاش کو وہیں چھوڑا اور اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے واپس ٹومیہ کی سمت چلا گیا۔

اشفا کو ہوش تو آ گیا تھا مگر ذہنی حالت ابھی بھی بہت ڈاؤن تھی زبان اور ٹومیہ نے مل کر اسے اٹھایا اور کمرے سے باہر لے آئے تاکہ تازہ ہوا میں بیٹھنے کی طبیعت بہل جائے گی ٹھنڈی زدہ ماحول میں دل کر وہ خود کو اب نارمل تصور کرنے لگی تھی۔

رات آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی مینڈکوں اور چھینگرؤں کی آوازیں ماحول کو خوفناک بنا رہی تھیں وہ تینوں باہر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے اپنی اپنی سوچوں میں محو تھے اشفا کو بالکل بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ شہر یار تمنا اور خوبصورت تینوں ہی اتنی

خاموشی سے انہیں چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوسری دنیا میں چلے گئے ہیں۔
اب تینوں کا ہی زندگی ہے دل اجاٹ ہو گیا تھا کہ انہیں پتہ تھا کہ موت کسی بھی وقت انہیں دبوچ سکتی ہے وہ موت سے نہیں بچ سکتے وہ پل پل ہوت کا انتظار کر رہے تھے۔

بلال اور مسکان دونوں ہی تہہ خانے میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے جیسے ہی ڈھانچہ غائب ہوا تھا اس کی دہشت سے ہی مسکان بے ہوش ہوئی تھی بلال اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتے کرتے خود بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد بلال کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ ایک سفید پوش لڑکی لمبے لمبے بالوں کو کھلے چھوڑ کر ان سے لٹنا چہرہ چھپائے ہوئے تھی۔ بلال نے اٹھنے کی کوشش کی تو جسم سے درد کی میسیں اٹھنے لگیں اس کی پیشانی پر خون لگا ہوا تھا شاید گرنے کی وجہ سے چوٹ لگی تھی اور خون وہیں سے بہتے بہتے جم گیا تھا۔

کون ہو تم۔ بلال نے اس لڑکی سے پوچھا تو وہ قہقہے لگاتی ہوئی غائب ہو گئی۔ اسے اپنی بے بسی پر رونا آدود چار آنسو آنکھوں کے بند توڑ کر باہر نکل آئے اس نے اپنے آنسوؤں کو پونچھا اور غور سے دیکھا اور پھر مسکان کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ خدا خدا کر کے اسے ہوش آیا تو بلال کو تھوڑا سا حوصلہ ہوا اور نہ تو وہ اندر سے ٹوٹ چکا تھا۔ بلال مسکان نے آنکھیں کھولتے ہوئے اسے پکارا اور پھر اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

میری بہن تو مل جائے گی ناں۔ بڑی مشکل مسکان نے اس سے پوچھا۔
پتہ نہیں۔ یہ کہہ کر وہ رو دیا۔ اس کا دل تو پہلے

سے ہی زخمی تھا پلے اپنے چھوٹے بھائی شہریار کی میت پھر بڑے بھائی سمیر کی۔ اور اشفا۔ اشفا کا خیال آتے ہی اس نے مسکان کو پرے ہٹایا اور سر تھام کر بیٹھ گیا۔
پتہ نہیں تمنا کی موت سے اس کی حالت کیسی ہو گئی تھی اشفا کی بہت پریشانی ہے کہیں اس کا براؤن سمیر ج نہ ہو جائے۔

یونو مسکان ہم ساتھ میں مرتے تو زیادہ بہتر تھا تا کہ کوئی یہ تو نہ کہے گا کہ انہیں اپنی جان کی فکر تھی اور اپنی جان بچا کر بھاگ آئے میں ایسا خود غرض نہیں ہوں بس مجھ کو لینے دو پھر کوئی فکر کی بات نہیں۔ مسکان نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیا کیونکہ وہ حوصلہ ہارنا جا رہا تھا۔

سمیر ابھی بھی خوبصورت کی لاش کو خود میں رکھے رو رہا تھا کہ اچانک زور زور سے کرا بننے لگا پھر زور سے بننے کی آوازیں آنے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک جگہ بیٹھی اور اس میں سے ایک خوفناک ڈھانچہ نکلا اور اس نے اپنی دوسری انگارہ آنکھوں سے سمیر کو دیکھا پھر آہستہ آہستہ اس کی سمت بڑھنے لاجیسے ہی اس نے سمیر کو چھوا اسے زور کا جھٹکا لگا اور وہ زور سے دیوار کے ساتھ لگا پھر چھوا اسے زور کا جھٹکا لگا۔ اور پھر زور کا دھماکا ہوا اور وہ ڈھانچہ پلک جھپکے ہی غائب ہو گیا۔ جبکہ سمیر حیرت کا بت بنا یہ سارا تماشا دیکھتا رہا۔

پھر اسے یاد آیا کہ اس کے گلے میں تو تعویذ ہے ایک دفعہ وہ اور بلال کی بزرگ کے عرس پر گئے تھے تو وہاں سے ایک بزرگ سے تعویذ لیے تھے جو کہ دونوں نے بہت ہی عقیدت سے پہن لیا تھا۔ وہ تعویذ اب بھی دونوں کے گلے میں تھے سمیر نے تعویذ کو ہاتھوں میں لے کر اسے عقیدت سے چوما کیونکہ اب اسے لگتا تھا کہ یہ پلید بدروح

اب ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی اس نے سوچا کہ اسے زیان لوگوں کے پاس جانا چاہیے تاکہ انہیں بھی کوئی نقصان نہ پہنچے۔

اس نے سوچتے ساتھ ہی خوبصورت کی لاش کو اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل کر دوسرے روم میں گیا جہاں ٹومیہ اور اشفا کو چھوڑا تھا مگر اب وہ کمرہ خالی تھا۔ چنانچہ وہ روم سے نکل کر گیلری کے ہوتا ہوا باہر صحن میں آیا اور سب کو آوازیں دینے لگا نا جانے اس میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی اسے بالکل بھی کسی قسم کا ڈر خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا زیان نے اس کی آواز سن لی تھی اس لیے تینوں اٹھے اور جہاں سے سمیر کی آواز آ رہی تھی اس جانب لپکے سمیر نے تینوں کو دیکھا تو ان کی سمت بڑھا پھر وہ چاروں اسی دیوار کے ساتھ آکر بیٹھ گئے۔

تمنا کا کچھ پتہ چلا کہ نہیں مشعل کے ساتھ سوئنگ کرنے گئی تھی ناں سمیر کے پوچھنے پر اشفا اور ٹومیہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں جبکہ زیان کی آنکھوں میں سے بھی اشک بہنے لگے۔ سمیر وہ تمنا نہیں بلکہ ایک بدروح تھی جو مشعل کو سوئنگ کے بہانے ہم سے دور لے گئی جبکہ تمنا اور شہریار تو دونوں مر چکے ہیں اور دونوں کی لاشیں نے وہ رئیس ہیں۔ زیان نے انگلی کے اشارے سے بائیں کی سمت اشارہ کیا تو سمیر پاگلوں کی طرح چلاتا دو ان لاشوں کی سمت بڑھا اور شہریار کی لاش پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

بلال کی نسبت وہ شہریار کے زیادہ قریب تھا شہریار گھر بھرا کا لاؤ لٹا اپنی شرارتوں سے کبھی کو بساتا تھا۔

سمیر خود کو سنبھالو پلیز زیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو کہ اس نے بڑے جھٹک دیا امیر ہم تینوں نے بھی اپنی لاشیں بہن کو خود دیا ہے یہ

بہن کہ ہمیں دکھ نہیں ہے ہمیں تھی دکھ ہے شہریار کا تمنا کا خوبصورت کا لیکن ہم حوصلہ نہیں ہارنا چاہتے زیان نے دوبارہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور تسلی دیتے ہوئے کہا۔

بلال اور مسکان کہاں ہیں سمیر نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اور ان کو نہ پکارا۔ تو ان چاروں نے نفی میں سر ہلا کر اپنی لاشی کا اظہار کیا۔ اس نے موبائل پر زرائی کرنے کا سوچا وہاں کسی کے سنبھال ہی نہیں آ رہے تھے اچانک زور زور سے ہوا چلنے لگی اور ایک سفید ورق اڑتا ہوا ان کی طرف آگرا۔ زیان نے وہ ورق اٹھایا اور موبائل کی روشنی میں پڑھنے لگا۔

دیکھا ایک خواب تو یہ سلسلے ہوئے دور تک نگاہ میں میں گل کھلے ہوئے یہ گلہ ہے آپ کی نگاہوں سے پھول بھی ہو درمیان تو فاصلے ہوئے یہ تیرے پیار کی ہے جادوگر کی تیری آواز ہے ہواؤں میں پیار کا رنگ ہے فضاؤں میں دھڑکنوں میں تیرے گیت میں ملے ہوئے کیا کہوں کہ شرم سے ہیں لب سلے ہوئے میرا دل ہے تیری پناہوں میں آچھالوں تھے میں ہانہوں میں تیری تصویر ہے نگاہوں میں دور تک روشنی ہے راہوں میں کل اگر نہ روشنی کے قافلے ہوئے پیار کے ہزار دیپ ہیں طے ہوئے اشفا نے یہ غزل سنی تو ایک دم چونکی کیونکہ یہ

غزل بلال اسے اکثر رومنگ ماحول میں سنایا کرتا تھا یہ غزل اسے جنون و دیوانگی کی حد تک پسند تھی۔ تو ہماری سمت کیوں پھینکی اس نے اس کا کیا

مقصود ہے اشفا کو مختلف سوچوں نے گھیر لیا زبان نے سر جھٹک کر ورق کو دور پھینکا اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر صبح کا انتظار کرنے لگا۔ ٹومیہ نے بھی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنے کا سوچا اور اچانک اوپر چہرہ کیا تو اس کے چہرے پر پانی کے قطرے گرے اس نے اپنے ہاتھ سے اپنا چہرہ صاف کیا اور ہاتھ کو خون سے تر دیکھ کر زور ہی چیخ ماری سب اس کی سمت متوجہ ہوئے اور چیخ کا سبب پوچھا اس نے خون سے تر ہاتھ ان کو دکھائے تو سب ہی تعجب سے اس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگے۔ سمیر فوراً اٹھ کر دیوار کے اوپر دیکھا تو وہاں پر اسے کسی لڑکی کی لاش نظر آئی اس نے جب سے سیل نکالا اور اس کی روشنی میں دیکھا تو وہ مشعل تھی سمیر اور زبان نے مل کر نیچے اسے اتارا۔ اشفا اور ٹومیہ اس کی آدھی کٹی گردن دیکھ کر رنج و الم اور خوف سے چلانے لگیں مشعل کی لاش خوبصورت کی لاش سے بالکل مختلف تھی مشعل کو گلا کاٹنے سے مارا گیا تھا اس کی آنکھیں بھی خوف و ہراس سے باہر نکلی ہوئی تھیں اور اس کا دل غائب تھا۔

دور کہیں دور سے آذان کی آواز آرہی تھی سمیر اور زبان نے چونک کر غور سے بنا تو آذان کی ہی آواز تھی اگلے چہرے ایک دم سے کھل گئے دونوں نے دریاں کھے کنارے ہی صاف جگہ کو پاک کیا اور وضو کر کے نماز فجر ادا کی اور اللہ پاک سے رورو کر مدد مانگی نماز پڑھنے کے بعد ان کے دل کو بہت سکون محسوس ہوا تھا دونوں نے اپنی اپنی چادروں کو سمیٹا اور جو اشفا بردتی انہیں دی تھیں۔ صبح جیسے جیسے ہوئی جاری تھی ہر چیز اپنی اصل حالت میں آتی جا رہی تھی جیسے ہی سوزج کی کرنیں پھیلی ہوئی تھیں ساری چمکاؤں میں بجائے کہاں چلی گئیں۔ دونوں جب واپس باغیچے کی دیوار کے

پاس آئے تو وہ دونوں وہاں سے غائب تھیں۔ کہاں گئیں۔ دونوں۔

زبان نے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا اور پھر دونوں انہیں ڈھونڈنے کی غرض سے پتھر کی کوٹھی کے اندر چلے گئے جہاں پر دونوں اپنی بکھری ہوئی چیزیں سمیٹ رہی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ چیزوں کو دیکھتے ہوئے رورہی تھیں۔

اشفا آئی اب تمنا آئی کبھی ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گی اور نہ ہی خوبصورت آئی مشعل آئی اور شہر یار بھائی بھی نہیں ہم سب کو ان کی اصوات کے بارے میں کیسے بتائیں گے وہ سب تو بہت دکھی ہوں گے ٹومیہ نے دکھی دل سے روتے ہوئے استفسار کیا تو اشفا نے اپنی سرخ سرخ سوجی ہوئی آنکھوں کو زور سے رگڑا تا کہ اب کوئی آنسو کناروں کا بند توڑ کر باہر نہ نکلے۔

اشفا دونوں یہاں سے چلو مسکان اور بلال کو ڈھونڈتا ہے سمیر نے بارعب لہجے سے کہا تو وہ اپنے اپنے بیک اٹھائے چپ چاپ اٹھ گئیں چاروں نے ساری پتھر کی کوٹھی چھان ماری مگر وہاں کوئی ذی روح تو دور کی بات کوئی چمکاؤں میں ملی آخر تھک ہار کر انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔

سمیر بھائی ایک بار تہہ خانہ دیکھیں ہو سکتا ہے وہ دونوں وہاں ہی مل جائیں ٹومیہ کی بات سے چاروں متفق ہو گئے اور تہہ خانے کی سمت جانے والی سیڑھیاں اترنے لگے مگر وہاں آگے انہیں کوئی بھی دروازہ یا کھڑکی نظر نہ آئی۔ اب چاروں کو ایک نئے خطرے کا احساس محسوس ہو رہا تھا لیکن مرنے کیلئے نہ کرتا کہ جملے پر انہوں نے خود کو حوصلہ نہ مارنے کا پکا ارادہ کر لیا۔ اور دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا مگر وہاں سوائے دیواروں کے کچھ نہ تھا۔ آخر کار سمیر نے چاروں کو آیت الکرسی پڑھنے کو کہا جیسے ہی انہوں نے آیت الکرسی پڑھ کر دیوار پر

چھوٹ ماری ایک زور کا دھماکا ہوا اور بلال اور مسکان دونوں تہہ خانہ سے باہر نکلے۔

تھیں گاؤں میں مل گئے مسکان نے اشفا کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا اور جلدی سے تہہ خانہ سے باہر نکلے باہر آکر چاروں لاشوں کو اٹھا کر باری باری گاڑی میں ڈالا اور خود گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی ٹریفک سید میں چھوڑ دیا۔

گھر میں ایک کمرام برپا تھا اشفا نے تو زور دکر اپنی طبیعت بالکل ہی خراب کر لی تھی چاروں کی تدفین کا وقت ہو گیا تھا ایک جنازے پر جاؤ گے تو اشفا ان کے پیچھے آگئی اور پھر ایک دم چکر کے نیچے گری۔ اور بے ہوش ہو گئی ڈاکٹر نے اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا سب نے اسے کمرے میں تنہا چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ صحیح طرح آرام کر لے انجکشن کے زیر اثر وہ بہت جلدی نیند کی دھوپوں میں کھو گئی تھی۔ رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب شدید پیاس کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی کمرے میں چہار جانب اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہ پانی پینے کے لیے اٹھی تو چکر کر نیچے گرنے ہی والی تھی کہ کسی غیر مرئی طاقت نے اسے پکڑ لیا اشفا خوف کے مارے کا پتہ لگی تو غیر مرئی طاقت نے اسے چھوڑ دیا اور آرام سے بند پر بیٹھایا۔

لک۔ کون ہو تم۔ اس نے ہنگامی ہوئی آواز میں کہا۔

اسے ایک بھولہ سا دکھائی دیا ایک لڑکا تھا جو مانتے بیٹھے ہوئی تھی اس نے دوبارہ وہی سوال کیا تو وہ لڑکی زور زور سے قہقہے لگنے لگی اور بولی۔

میرا نام علینہ ہے مجھے بھی بہت شوق تھا کہ مجھے بھی کوئی دل سے چاہے لیکن مجھے کوئی پیار نہیں کرتا تھا سبھی مجھے نفرت کرتے تھے اور میں

خوبصورت لڑکیوں سے نفرت کرتی تھی آج بھی کرتی ہوں خوبصورت لڑکیوں سے خوبصورت لڑکیوں سے اشفا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی اور وہ علینہ اپنی درد بھری کہانی اسے سنانے لگی۔

علینہ ایک امیر باب کی بیٹی تھی اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہ تھی ایک ہی تھی تو صرف حسن کی اسی وجہ سے اسے خوبصورت لڑکیوں سے نفرت تھی اور ایک دن وہ کلاس میں گئی تو اس نے دیکھا کہ ایک نیا سٹوڈنٹ آیا ہے۔ اس نے اس کے پاس بیٹھنے کے لیے پوچھا تو اس نے مسکرا کر اجازت دے دی آلونہ نے پاس بیٹھنے ہوئے اس کا نام پوچھا زبان حیدر اس نے مسکرا کر جواب دیا اور اپنی بیک کھول کر پڑھنے لگا۔ یو آر مسلم۔ آلونہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا تو اس کی سمت تعجب سے دیکھنے لگا۔

یو آر ناٹ مسلم۔ زبان نے استفسار میں دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ کلاس ختم ہونے تک وہ اسے دیکھتی رہی اس میں نجانے کون سی کشش تھی جو اسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی اگلے دن اس کی نگاہیں بار بار اسے ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ اسے کہیں نظر نہ آیا۔ باقی سٹوڈنٹ کے تھرو اسے پتہ چلا کہ اس کی ای بیٹا نہیں جس کی وجہ سے ان کی ڈیٹھ ہو گئی ہے وہ اس کے گھر افسوس کرنے کے لیے جاتا چاہتی تھی مگر بابا کے ڈر کی وجہ سے وہ جانا سکی کیونکہ اس کے بابا مسلم سے بہت نفرت کرتے تھے وقت کا کام ہے گزرتا سوہ پڑا کر گزر گیا۔ زبان حیدر کا نئی دنوں بعد کالج آیا تھا اس کی سبز آنکھوں میں رونے کی وجہ سے سرخ دودھے پڑے ہوئے تھے چہرہ بھی اتر ا ہوا تھا وہ کالج آخری بار آیا تھا۔ آلونہ نے پاس آکر اسے پکارا تو وہ ایک ایڑی پر گھوم کر مڑا اور جی میم کہتے ہوئے اس کی سمت دیکھنے لگا۔ آلونہ نے اسے ایک ورق دیا جو کہ تہہ شدہ تھا تہہ

شہدہ ورق دے کر وہ چپ چاپ چلی گئی جبکہ ریان اس ورق کو ہاتھ میں پکڑے حیرانگی سے کھڑا دیکھتا رہا۔ اس نے تہہ شدہ ورق کو گھر جا کر کھولا اور پڑھنے لگا۔

برسوں کے بعد دیکھا ایک شخص دلربا سا اب ذہن میں نہیں سے پر نام تھا بھلا سا اردو کچھ کچھ سے آنکھیں لگی جھکی سی باتیں رکی رکی سی لہجہ تھکا تھکا سا الفاظ تھے کہ جگنو آواز کے سفر میں بن جائے جنگلوں میں جس طرح راستہ سا خوابوں میں خواب اس کے یادوں میں یاد اس کی نیندوں میں گھل گیا ہو جیسے کہ رتجہ سا پہلے بھی لوگ آئے کتنے ہی زندگی میں وہ ہر طرح سے لیکن اوروں سے تھا جدا پہنا غزل پڑھنے کے بعد وہ چپ چاپ کرسی پر بیٹھ گیا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اس کا جواب کیا دے آخر ایک جواب سوچ کر وہ پرسکون ہو گیا۔ اگلی صبح وہ اسے ملنے کے لیے کالج پہنچا اور وہاں کالج میں پہنچ کر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ وہ اسے کالج کے گیٹ کراسی کرتی ہوئی نظر آتی تو اس نے اسے آواز دے کر بلایا۔

گڈ مارننگ۔ اینڈ ہیو آنس ڈے آلونینے مسکراتے ہوئے کہا تو جواباً ریان بھی مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔ دونوں ہی خاموشی سے بیٹھ بیٹھ گئے آخر ریان نے ہی خاموشی کو توڑا۔ تم اتنا اہم اور اتنا بڑا فیصلہ اکیلی کیسے کر سکتی ہو ریان نے بات کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

ریان۔ تقدیر کا کام ہوتا ہے لوگوں سے آپ کو ملانا یہ تہہ کرنا کہ کون کون آپ کی زندگی میں آئے گا کون کون زیست میں سے جائے گا مگر ہمیشہ کے لیے کون رہے گا آپ کی زندگی میں یہ فیصلہ دل کا ہوتا ہے اور میرے دل کا فیصلہ تم ہو آتی

رکلی لویو۔ اور ہاں۔ جہاں تک بات میرے ہندو ہونے کی ہے تو میں تمہارے لیے مسلم ہو جاؤں گی پھر تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا مجھ سے شادی کرنے کا۔ اس نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔

آلونینہ میری عادت ہمیشہ مسکرانا اور دوسروں کو ہنسوانے کی تھی مگر میرا مقصد کسی کو ہرٹ کرنا بالکل نہیں ہے آلونینہ آپ ایک پرفیکٹ اور اچھی لڑکی ہو آپ کو تو دنیا کا کوئی بھی اچھا اور پرفیکٹ لڑکال جائے گا مگر اس سے کون شادی کرے گا جو پیدا کئی ہی اندھی ہے ہاں آلونینہ میری کزن ہے تمنا جو کہ بلینڈ ہے مگر ہمیشہ شرارتوں اور ہنس کھ ہونے کا اپنے اوپر خول چڑھائے رکھتی ہے تاکہ اسے کبھی یہ احساس نہ ہو کہ وہ دنیا کی خوبصورتی اس کی رنگینوں اور اس کی رعنائیوں سے محروم ہے کون کرے گا اس سے شادی۔ شاید ہی کوئی نہیں اہم سوری آلونینہ ایم ریکل سوری پلیز مجھے معاف کر دینا میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں ہے اس نے آلونینہ کو ہچکچوں سے روتے ہوئے دیکھا تو چپ کرانے کی غرض سے ہاتھ آگے کیا جسے آلونینہ بے نفرت سے جھٹک دیا۔ ڈونٹ چی ی ریان حیدر۔ ڈونٹ چی ی۔ میں تمہیں کسی اور کا کبھی نہیں ہونے دوں گی نہ اپنے جتنے جی اور نہ مرنے کے بعد ریان حیدر آئی کل یو آئی کل یو۔ اگر تم کسی اور کے ہوئے تو۔۔۔ میں تمہیں نہ تو اس جہنم میں ار نہ ہی آئندہ سات جنموں میں کسی کا بھی نہیں ہونے دوں گی وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی اور چپ چاپ چلی گئی آلونینہ نے تمنا کو دیکھا ہوا نہیں تھا مگر بنا دیکھے ہی اسے تمنا سے شدید نفرت محسوس ہونے لگی تھی۔ اس نے اپنی نفرت کو چھپا کر ریان سے کہا کہ وہ اسے تمنا سے ملوائے چنانچہ ریان نے خوش خوش اسے گھر لے جا کر تمنا سے ملوایا تمنا ایک خوبصورت لڑکھی بلاشبہ

اس میں کوئی شک نہ تھی سوائے اندھی ہونے کے۔ ریان اور تمنا کی جوڑی بلاشبہ چاند سورج کی جوڑی سے کم نہ تھی۔ آلونینہ واپس گھر آکر اپنا روم کا دروازہ لاک کر کے کافی دیر روتی رہی صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ بخار سے تپ رہی تھی لیکن پھر بخیر وہ کالج کے لیے تیار ہو گئی مگر آنند رائے نے اسے منع کر دیا تھا کیونکہ ان کے فریڈ کا مینا ڈبے رام اسے دیکھنے کے لیے آ رہا تھا۔ سچ پر وہ رام آیا مگر اسے آلونینہ کچھ خاص پسند نہ آئی ہاں مگر اس کی ایک خوبی وہ کہ بہت پسند آئی کہ وہ بہت دولت مند تھی وہ نے آلونینہ کو اوکے کر دیا اور کچھ دنوں بعد آلونینہ وہ بچے کے نام کا سندور لگا کے ہمیشہ کے لیے اس کے گھر چلی گئی ریان حیدر کو آلونینہ کی شادی کی خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوا لیکن اسے ایک بات کا بہت رنج تھا کہ اس نے ریان کو شادی پر بلایا نہیں تھا۔ وقت آہستہ آہستہ گزرتا جا رہا تھا۔

ریان نے بھی تمنا سے شادی کر لی اور اس کا باہر کے ملک آپریشن کر لیا جو کہ کامیاب رہا اور تمنا نے پہلی بار ریان کو دیکھا تو اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنے لگی کہ اتنا سویرا کیٹو اور ڈیشک پرسنلٹی والا بندہ اس کا جیون ساتھی تھا۔ وہ نے آلونینہ کو اپنی عیاشی اور اپنے دوستوں کی عیاشی کے لیے رکھا دیا تھا ایک دن وہ ڈرنک پی کر آیا تو ساتھ ایک لڑکی تھی جو کہ اسکرٹ پہنے ہوئے تھی۔

آلونینہ مجھے تمہاری صرف دولت چاہیے تھی وہ مل گئی اب تم میرے کسی کام کی نہیں ویسے بھی میرے سارے فریڈز اور بزنس پارٹنر کا تم سے دل بھر چکا ہے اس لیے اب تمہارا زندہ رہنے کا کوئی مقصد نہیں ہے وہ نے نفرت سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو آلونینہ ایک دم مسکرا کر رہ گئی اور بولی۔

وہ نے تم مجھے کیا مارو گے میں تو پہلے ہی سے

مری ہوئی ہوں بس ایک زندہ لاش ہوں مارو گے تو میں تمہاری احسان مند ہوں گی وہ نے اسے انکسور کیا اور سوئم کو لے کر کمرے میں چلا گیا۔

ریان نے تمنا کے بالکل ٹھیک ہونے کے بعد واپس آ گیا آلونینہ کو نوکر کے تھرو پتہ چلا کہ ان کے واپس آنے کا تو فوراً تمنا سے ملنے کا پلان بنالیا۔ صبح کے ساڑھے دس بجے کے قریب آلونینہ اس کے گھر پہنچی تو تمنا گھر میں اکیلی تھی آلونینہ نے اپنا تعارف کرایا تو تمنا فوراً اسے پہچان گئی اور اس کے لیے چاء بنا کے لے آئی۔ تمنا کو اس نے نمک کے بہانے دوبارہ کچن میں بھیجا اور چائے میں زہر ملا دیا تمنا نمک لے کر آئی اور آلونینہ کے کپ میں ڈال دیا آلونینہ نے تھوڑا سا نمک اس کی چائے کے کپ میں بھی ڈالا اور پیچ سے بلانے لگی اس کا مقصد ہر کو چائے میں صبح حل کرنے کا تھا۔ دونوں نے چائے پی اور آلونینہ اجازت لے کر چلی گئی اور جاتے جاتے ریان کی پرسنل ڈائری بھی ساتھ لے گئی۔ گھر پہنچ کر دروازہ لاک کیا اور بیٹھ کر ڈائری پڑھنے لگی ہر صفحے پر تمنا کی ہی تعریفیں لکھی ہوئی تھیں کہیں پر اس کی جھیل جھیلی آنکھوں کا ذکر تھا تو کہیں پر اس کے چہرے کا ذکر تھا اور کہیں پر اس کے گلاب کے پتھریوں جیسے ہونٹوں کا تھا پھر ایک جگہ ایک قطعہ لکھا ہوا تھا جس کا ٹائٹل تھا محبت تمنا وہ پڑھنے لگی۔

نہ کوئی صبح نہ کوئی شام دیتے ہو دل دھڑکنے کو محبت کا نام دیتے ہو روز چلے آتے ہو خواب میں میرے ان آنکھوں کو نہ ایک پل تم آرام دیتے ہو جیتے ہوئے اشکوں سے وہ صفحے پر صفحے پلٹ رہی تھی اور بہت بے تابی سے پڑھتی جا رہی جا رہی تھی مگر اس کا ذکر کہیں بھی نہیں تھا ہر صفحے پر تمنا کا

قبضہ تھا ہر اس کی نظر ایک غزل پر پڑی جس کے اوپر مائی سوٹ فورٹ غزل لکھا ہوا تھا۔
دیکھا ایک خواب تو یہ سلسلے ہوئے
دور تک نگاہ میں میں گل کھلے ہوئے
یہ گھاسے آپ کی نگاہوں نے۔
پھول بھی ہو درمیاں تو فاصلے ہوئے۔

پوری غزل پر جھنے کے بعد اس نے ڈاڑی بند کردی ہر صفحے پر تمنا کا تذکرہ اسے آگ بگولہ کر گیا اس کے ہر صفحے پر تمنا کا قبضہ تھا اس کے دماغ پر اس کی روح پر اس کے دل پر اور اس کی ذاتی زندگی پر بھی اب ریاں تنہا ہی زندگی سے وہ تمنا نام کا کاغذ نہیں نے ہمیشہ کے لیے نکال دیا ہے اب تم ہو گئے اور میں اور محبت اس کے ساتھ وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

جب شام کو ریاں آفس سے واپس گھر آیا تو گھر کچھ کچھ عورتوں سے بھرا ہوا تھا اور عورتیں کے گھر واسے پتہ چلا کہ تمنا کی ڈیجھ ہو گئی ہے تو اس کا پورا وجود زلزلوں کی زد میں آ گیا۔ تمنا کی تدوین جیسے تیسے کر کے اس نے کی وہ سب کچھ غائب دماغی سے کر رہا تھا۔ شام کا وقت تھا وہ بوجھل دل سے بیٹھا ہوا تھا کہ تمنا کی بازگشت اس کی سماعت سے ٹکرانے لگی ریاں پلیز اتنا پیار مجھے مت کرو کہ میں تمہارے بنا ایک پل بھی نہ رہ سکوں تمنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو جواباً ریاں نے اسے شرارت سے دیکھا اور بولا۔ ابھی تو میں چاہتا ہوں میری جان۔ اچانک دروازے پر کسی نے تاک کیا تو وہ تمنا کی سوچوں میں باہر نکلا سامنے آ لونیہ کھڑی تھی۔

تم یہاں۔ گھر کا کیسے پتہ چلا اس نے ایک ساتھ کئی سوال کر دیئے۔

ڈھونڈنے سے بھگوان بھی مل جاتا ہے۔ تم تو

میزی جان ہو تمہیں ڈھونڈنا مشکل نہیں ہے بس پانا مشکل ہے تمہیں۔

بکواس بند کر دو ریاں نے چلا کر کہا تو آ لونیہ کے چہرے پر سرخی چھائی اور غصے سے چہرہ سترھا اٹھا۔

ریاں مجھے تم سے شادی کرنی ہے اور ابھی کرنی ہے آ لونیہ نے کہا تو ریاں کا غصے سے خون کھول اٹھا مگر ضبط کر گیا۔

دیکھو ریاں تمنا نام کا کاغذ میں نے ہٹا دیا ہے اب تو کرو گے ناں مجھ سے شادی آ لونیہ کے منہ سے یہ سب سن کر ریاں کا دماغ جھٹکنے لگا۔

تم نے۔۔۔ تم نے میری تمنا کو مارا ہے آئی ہیٹ پو آ لونیہ آئی ریٹی ہیٹ پو۔ میں تمہیں کبھی بھی معاف نہیں کروں گا۔ میں آج بھی تمنا کا ہوں اور آئندہ بھی رہوں گا۔ آ لونیہ تم آج بھی میرے پیار کو ترس رہی ہو اور آئندہ بھی ترسو گی۔ سات جنموں تک بھی ترسو گی۔ مگر تمہیں میرا پیار نہیں ملے گا۔

رانگ۔۔۔ رانگ۔ ریاں اگر میں نے آج تم سے تمنا کو چھین لیا ہے تو میں آئندہ بھی تمہاری زیت میں آنے والی ہر تمنا کو چھین لوں گی۔ تمہیں کسی اور کا کسی قیمت پر نہیں ہونے دوں گی سمجھے تم آ لونیہ نے حقارت سے کہا اور خاموشی سے چلی گئی ریاں چپ چاپ کھڑا ہوا اور پھر کمرے میں آ کے بے چینی سے چٹختے لگا اس کا دماغ ٹیشن سے پھٹا جا رہا تھا اس کچھ سوچا تو چپ چاپ کمرے سے باہر نکل گیا۔

کہاں سے آرہی ہو۔ وجے نے سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھا تو آ لونیہ بنا جواب دے کرے میں چلی گئی۔

کر لو غرہ جتنا کرنا ہے آج کی رات ہے تمہارے پاس وجے نے شیطانی مسکراہٹ ہونوں

بچا ہے ہوئے سوچا اور سوئم کو کال ملانے لگا رات کا آخر بیابارہ کا نام تھا جب وجے نے آ لونیہ کو اٹھایا آ لونیہ نے وجے سے پوچھا کیا بات ہے۔

وہ اس کے ہر سوال کو انور کرتے ہوئے اسے بازو سے جھکڑتے جھپٹتا ہوا باہر لے آیا۔

ڈرائیو کو گاڑی اشارت کرنے کو کہا اور چپ چاپ قریبی ویران جگہ پر لے جانے لگا۔ آ لونیہ نے چلانے کی کوشش کی تو وجے نے اس کا رومال سے منہ باندھ دیا اور سی سے اس کے ہاتھ پاؤں

باندھے قریبی جنگل میں پہنچ کر وہ مقررہ جگہ پر پہنچے جہاں وجے نے آ لونیہ کے لیے قبر بنارہی تھی آ لونیہ کے منہ سے رومال ہٹا کر وجے نے شیطانی مسکراہٹ ہونوں پر سجائے اس کی بے بسی کا تماشا دینا چاہا اس کے دوستوں نے اسے قبر میں پھینکا اور اسے مٹی کا تیل چھڑکنا شروع کر دیا۔

پہیز وجے یہ ظلم نہ کرو میں تمہاری زندگی سے بہت دور چلی جاؤں گی تم ساری دولت کھ لو میں تم سے کچھ نہیں لوں گی مگر پلیز مجھے جان دو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی وجے کے دماغ پر اس وقت شیطانی سوار تھا آ لونیہ کی لجاجت اس کی منتوں کا کسی بھی پرائیوٹ نہیں ہوا وجے نے ناچس نکالی اور

لڈ بائے آ لونیہ ڈرائنگ کبر کمرے آگ لگا دی۔ آ لونیہ کی دلخراش چھینیں پورے جنگل میں گونجنے لگیں جبکہ وجے اور اس کے ساتھی اس کی موت کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ جب وجے نے دیکھا کہ آ لونیہ مرجھ چکی ہے جس نے اس کی عیاشی کو ستر عام

لڑنے کا اور سب کو ہٹانے کی دھمکی دی تھی سے ہائے تل گئی ہے تو اسے قبر پر مٹی ڈال کر اسے دوسری زمین کے برابر کر دیا تاکہ کسی کو شک نہ ہو آ لونیہ کے مرنے کی خوشی میں اس نے بہت بڑی ڈنڈی رچی جس میں ملک کے مایہ ناز لوگوں کو مدعو کیا

یا۔۔۔

آج اماؤس کی رات تھی ہر سو اندھیرا چھایا ہوا تھا مینڈکوں اور جھنجکروں کی آوازیں ماحول کو خوفناک بنا رہی تھی اور بجلی کے کڑک کی آواز سے سب کے دل دہل رہے تھے اچانک جنگل میں کالی

بلی کی وردنے کی رونے کی آواز بلند ہوئی اور پھر بلند سے بلند تر رہی ہوتی چلی گئیں ایک دم زور کی بجلی کڑکی اور جنگل کی زمین زور زور سے ہلنے لگی پر ایک جگہ سے مٹی اپنی جگہ سے سرکنے لگی اور اچانک ایک بد صورت بالوں بھرا ہاتھ قبر کے اندر سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد ایک بد صورت ہیولا شہر کی جانب

بڑھا کاشف موبائل فون کان سے لگائے ہوئے گاڑی کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ کہ اچانک گاڑی رک گئی سامنے ہی ایک خوبصورت لڑکی کھڑی تھی جو کہ اس سے لفٹ مانگ رہی تھی کاشف نے سیل کان سے ہٹایا اور سامنے دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔ اچانک کاشف کو بے چینی نے گھیر لیا اسے ڈر سا محسوس ہوا مگر پھر دل کو حوصلہ دے کر وہ گاڑی سے باہر نکلا تو دیکھا سامنے آ لونیہ کھڑی تھی۔

تت جہنم تم تو مرجھ چکی ہو تم زندہ کیسے ہو سکتی ہو میں نے خود تم پر تیل چھڑکا تھا کاشف نے ہکلاتے ہوئے کہا آ لونیہ زور زور سے ہنسے گئی۔

میں تم سے۔۔۔ وجے سے۔۔۔ رانج سے۔۔۔ اور سوئم سے بدلہ لینے آئی ہوں اور سب سے بڑا بدلہ ریاں حیدر سے جس نے مجھے جیتے جی مار دیا میری محبت کو ٹھکرادیا میں تم سب کو مار دوں گی یہ کہتے ہی ساتھ ہی اس نے بڑے بڑے نوکیلے دانت اس کی گروہ میں گاڑ دئے اور غنا غٹ خون پینے لگی۔ اب اس کا اگلا شکار رانج تھا وہ اس کے گھر کی جانب بڑھی زور سے بجلی کڑک رہی تھی اور رات کا وقت تھا رانج گھر میں اکیلا تھا اچانک دروازے پر دستک ہوئی وہ اس وقت آنے والے کو کوستا ہوا

دروازہ کھولنے گیا سامنے آلودہ کو دیکھ کر اس کا رنگ اڑ گیا۔

کیوں کیا ہوا اتنی سردی میں تمہیں ٹھنڈے پسینے کیوں آرہے ہیں میں ہی ہوں آلودہ۔ آلودہ نے نفرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے کوئی بھی صفائی: بے بغیر اپنے نوکیلے دانت اس کی گردن میں گارڈ کرنا غٹ خون پینے لگی۔

دبے ملک سے باہر گیا ہوا تھا اس کو کچھ بھی علم نہ تھا کہ اس کے پیچھے کیا ہو رہا ہے ایک بھتے کے بعد جب وہ ملک واپس آیا تو کاشف اور راج کی موت کا سن کر اس کے دل کو بہت بڑا دھچکا لگا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اتنی جلدی اتنا کچھ ہوسکتا ہے لیکن جو کچھ ہو گیا اس نے برداشت کر لیا اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ آلودہ کی موت کے بعد وہ نے سوئم سے شادی رچائی تھی۔ مگر ابھی تک ان کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی دونوں ہی اس نعمت سے محروم تھے لیکن اس کے باوجود بھی اس کے دل میں کچھ نہ کچھ ہونے لگا تھا کہ ضرور کچھ نہ کچھ نہیں نہ کہیں گزیرا وہ گھبر گیا تھا۔ اس کو یوں لگنے لگا کہ جیسے کچھ نہ کچھ اس کے ساتھ بھی ہونے والا ہے لیکن اس نے ہمت سے کام لیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس کے دل میں ڈر بیٹھ گیا تھا وہ کمرے سے باہر جانے لگا تو اس کے کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

دروازہ کھولا۔ وہ تقریباً چھ بج رہا سوئم دروازہ کھولا۔ لیکن پھر دروازہ خود بخود ہی کھل گیا۔ سوئم کمرے میں داخل ہوئی کیوں وہ ابھی سے گھبرا گئے ہو جب آلودہ کو زندہ درگور کرنے گئے تھے اس وقت تو تم کو گھبراہٹ نہیں ہونی تھی۔

کلک۔ کیا کہہ رہی ہو تم سوئم۔ میں سوئم نہیں ہوں بلکہ آلودہ ہوں یہ کہتے ہی

اس کا چہرہ بدل سا گیا اور آلودہ نگاہوں کے سامنے کھڑی تھی سوئم کو تو میں اس کے انجام تک پہنچا آئی ہوں اب تمہاری باری ہے آلودہ کا چہرہ خوفناک ہو گیا لمبے لمبے بالوں والی لڑکی اس کے لمبے لمبے بال پیروں کو پھورے تھے جبکہ بڑی ہوئی سفید آنکھیں چاروں طرف گھوم رہی تھیں اور اس کے بڑے بڑے نوکیلے دانت ڈر کیولہ کی طرح اوپر اور نیچے سے باہر کو نکلے ہوئے تھے اس کا قد نکلے کو پھور ہوا تھا اس نے وجہ کو ایک ہاتھ مارا تو وجہ کئی فٹ اوپر اڑا اور پھر منہ کے بل بچھڑ گرا۔ آہستہ آہستہ آلودہ اس کے سر کے اوپر پہنچ گئی۔ اور نیچے بیٹھ کر اپنے نوکیلے دانت اس کے گردن میں گاڑ دیے اور غناغٹ خون پینے لگی اور پھر دل نکال کر کھانے لگی۔ اب اس کا ارادہ ریان حیدر کی سمت تھا جب وہ اس کے گھر پہنچی تو وہ تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا نماز پڑھتے پڑھتے وہ اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ آلودہ بے اختیار اسے دیکھ جانے لگی۔ آلودہ اسے مارنا نہیں چاہتی تھی اس لیے اس نے سوچا کہ وہ کوئی ایسا عمل کرے گی کہ اسے زندگی مل جائے اور پھر ریان سے وہ شادی کر لے گی مگر جب ریان کو اس کی پلاننگ کا پتہ چلا تو اس نے ایک بزرگ سے بات کی اس بزرگ نے اس پر پتھر کوٹھی میں قید کر دیا تاکہ وہ کسی کا بھی خون نہ کر سکے۔

اشفا میں ریان کو ہر صورت اپنا نا چاہتی ہوں اور اسے پانے کے لیے مجھے تمہارے جسم کی ضرورت ہے کیونکہ پہلے ریان کی زندگی میں تمنا تھی اور اس جنم میں ریان کی زندگی میں تم ہوتا ہوا بلال درحقیقت میرا ریان حیدر ہے وہ پہلے جنم میں بھی مسلم تھا اور اس جنم میں بھی مسلم ہے میں اسے کسی بھی قیمت پر بھی کسی اور کا نہیں ہونے دوں گی۔ اگر میں اس کا لیس لڑکوں کو مار کر ان کا خون پی لوں اور دل کھا جاؤں تو مجھے ایک نئی زندگی مل جائے گی

ریان کو پانے کے لیے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں آلودہ نے کہتے ساتھ ہی اشفا کو گلے لگالیا اور اس کے جسم کے اندر داخل ہو گئی۔

رات کا تاجانے کون سا پہر تھا اشفا کی آنکھ کھلی وہ چپ چاپ ابھی اور باہر نکل آئی تمام ساتھی ہی کسی غیر مرئی طاقت کے زیر اثر سوئے ہوئے تھے وہ خاموشی سے چلتی ہوئی سڑک کے کنارے کنارے چلنے لگی اسد کانوں میں واک مینڈ گئے ہوئے تھا اور گاڑی فل سپینڈ سے چلا رہا تھا باقی سڑک بالکل ویران تھی اسو ہوٹل گرل یار سولیکی اس نے اشفا کو دیکھ کر چلنے ہوئے دل کو سنبھالا اور گاڑی کو بریک لگالیا۔ ادھم ان بیوی فل گرل کدھر جاتا ہے اس کے ہوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ فرٹ ڈور اوپن کیا۔ بعد مرضی لے چلا اشفا نے ایک ادا سے بالوں کو جھٹکا دے کر کہا اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔ باتوں باتوں میں اسد نے اپنی کوٹھی کو ڈیر کیا جو کہ اس نے اپنی عیاشی کے لیے بنائی ہوئی تھی۔ اشفا نے جب اس کی سمت دیکھا تو اسد ان ایک دل خراش بی بی ماری کیونکہ وہ اشفا بلکہ کوئی بد صورت بزدل بھی اس نے اپنا منہ اسد کی گردن کے قریب سے لے کر گردن اس کی گردن میں گاڑ دیئے اور خون پینے لگی۔ پھر اسے نوکیلے ناخنوں سے اس کا دل نکالا اور چپا کر کھانے لگی اپنا کام مکمل کرنے کے بعد وہ چپ چاپ گھر آکر اپنے روم میں لیٹ گئی۔

اشفا نے اپنے روم میں خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا کیونکہ اسے سوال تو جوان تھا جو اس طرح قتل کیا تھا۔ پولیس بھی پریشان تھی کہ یہ سب کیا ہوئے اسے اپنے بلال بہت پریشان تھا کیونکہ اس کو بلال بھی نہیں آ رہی تھی کہ وہ کمرے تو کیا کمرے۔ چپ چاپ اپنے کمرے میں بچپنی سے نسل

رہا تھا اس کا دماغ شل ہو گیا تھا۔ اشفا جانے لے کر آئی تو ایک دم بلال کا موز فریش ہو گیا کیونکہ اس وقت اسے چائے کی بڑی طلب ہو رہی تھی۔ اشفا کے پوچھنے پر بلال نے اسے ساری بات بتادی اشفا نے سسل دی اور تھوڑی دیر بعد اپنے روم میں چلی آئی۔

اشفا خاموشی سے ابھی اور باہر نکل گئی اس کا رخ قریبی پارک میں تھا پارک میں ہر موہرانی چھائی ہوئی تھی۔ کچھ دیر پہلے اکا دکا لوگ تھے مگر اب وہاں کوئی ذی روح موجود نہ تھی اشفا نے چار جانب دیکھا۔ تو دور بیچ پر ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو کہ بار بار واچ کو دیکھ رہا تھا شاید اسے کسی کا انتظار تھا۔ اشفا نے آنکھیں بند کی اور اپنے منتر سے جانے کی کوشش کی اور دوبارہ کھولی تو اسے پتہ لگا کہ وہ اپنی منگیترا امبر کا ویت کر رہا تھا۔ اسے امبر کا روپ دھار اور اس کی سمت چلی گئی۔ یار میں کب سے تمہارا ویت کر رہا تھا۔ تمہیں میرا ذرا بھی احساس نہیں ہے۔ ٹائم دیکھو میں ہو گئے ہیں جبکہ میں دس بجے کا یہاں موجود ہوں لاہروائی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے وہ کافی تپا ہوا تھا۔

تاہل تمہیں میں نے بتایا تھا کہ میرا کیا مسئلہ ہے۔ بھائی بھی آج گھر میں تھا بڑی مشکلوں سے تمہیں ملنے کے لیے آئی ہوں اور ویسے بھی کچھ دنوں میں ہماری شادی ہونے والی ہے تو پھر کیا فائدہ یوں چھپ چھپ کر ملنے کا اس نے معصومیت سے آنکھیں جھکا کر کہا تو تاہل کو اس پر بے تحاشہ پیار آنے لگا۔ دونوں بیٹھ کر اپنی شادی کی پلاننگ کرنے لگے جیسے ہی دوج کر چالیس منٹ ہوئے امبر اٹھ کر پارک کی ویران جگہ پر چل گئی جگہ تاہل اسے آواز دی دیتا رہ گیا۔ اور ساتھ ساتھ اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ آگے جا کر امبر رک گئی تاہل نیاس

کھارن اپنی طرف کیا تو دہشت سے دس خراش چنچ اس کے منہ سے نکلی اور اگلے ہی لمحے اشفا کے ڈریکول کی طرح نکلے ہوئے دانت تابل کی گردن میں پیوست ہو گئے اور اشفا بے تابی سے اس کا سرخ خون اپنی پیاسی رگوں میں اندھینے لگی۔ وہ اسے مارنے کے بعد جب اپنا کام مکمل کر چکی تو زور زور سے قہقہے لگاتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی۔

بلال باہر لان میں جھولے پر بیٹھا ہوا تھا اور گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب اس نے قہقہوں کی آوازیں سنی تو انسپکٹر بلال سرعت سے موتا کے پودے کی آڑ میں ہو گیا وہ بلاشبہ اشفا ہی تھی یا گلوں کی طرح قہقہے لگاتی ہوئی گھر میں داخل ہو رہی تھی۔

بلال نے صبح بات کروں گا اس سے کہہ کر اپنے روم میں چلا گیا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ اشفا ایسا کر سکتی ہے جو لڑکی لاش دیکھ کر بے ہوش ہو جائے وہ کسی کا قتل کیسے کر سکتی ہے بلال کی سوئی اتنی ایک ہی نقطے پر رکی ہوئی تھی۔

تو بلال بھاگ بھاگ وہاں پہنچا تو اس کے سامنے خون سے لٹ پٹ لاش پڑی ہوئی تھی ادائی گاڈ کہہ کر بلال نے گھر کال کی سمیر کی بیلو کی آواز پر اس نے اشفا کا پوچھا سمیر نے ہولڈ کر دیا اور تعجب سے اشفا کے روم میں گیا تو اشفا اپنے بینر پر سوئی ہوئی تھی۔ سمیر کے بتانے پر بلال کو سب کچھ سمجھ آئی۔

اشفا خاموشی سے اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی جب بلال بنانا ک کئے اندر داخل ہوا اسے دیکھ کر اشفا کا چہرہ کھل اٹھا اس نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا مگر وہ بیٹھنے کے بجائے کھڑا رہی رہا اور ایک ٹک اس کی جانب دیکھتا رہا۔ پھر بالکل اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا اور اسے اٹھایا اور اشفا حیرانگی سے اسے دیکھتی جاری تھی بلال نے جیسے ہی اس کو پکڑنا چاہا تو وہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹ گئی۔ بلال بھی ڈھیٹ بنا وہ قدم آگے بڑھا اور زبردستی اسے جھونے کی کوشش کرنے لگا آلونیک کرٹ لگا کیونکہ اس کے گلے میں تعویذ تھا آلونیک کو مجبوراً کچھ دیر کے لیے اشفا کو چھوڑنا پڑا وہ جیسے ہی اس کے جسم سے نکلی اشفا بلال کے بازو دھم میں ہی جھول گئی۔

بلال نے جلدی سے اپنا تعویذ اتارنا اور اشفا کے گلے میں پھنسا دیا اسے اپنی پرواہ نہیں تھی اسے تو فقط اشفا کی فکر تھی جیسے ہی وہ اشفا کو بیڑ پر لٹا کر باہر نکلا تو فوراً آلونیک کی بدروح اس کے اندر سرایت کرنے کے لیے واپس آئی مگر اس کے گلے میں تعویذ دیکھ کر اب گولہ ہوئی اسے اپنی طاقت کم ہوئی ہوئی محسوس ہوئی جب اسے کوئی جسم نہ ملا تو وہ مکان کے اندر سرایت کر گئی شام کو بلال نے اپنے کسی جاننے والے کے قہر و ایک عامل بابا کو بلا یا مگر وہ ناکام ہوا اور کچھ ہی دنوں میں آلونیک نے اس کا خون کر دیا۔ آخر کار سمیر ایک اور عامل بابا کو لے کر آیا جس نے کہا کہ اسے گیارہ دن کا ایک چلا کا ٹاپڑے گا اور

اسی جگہ بیٹھ کر کرتا ہے یہاں سے وہ بدروح ان کے پیچھے پڑی ہے جاتے جاتے وہ نورانی بابا کے اوپر بلال کی سمت دیکھ کر بولے۔

بچے کیا آپ کا وہاں پر خون بہتا تھا۔

جی۔۔ بلال نے سوچ کر جواب دیا پھر باغی کا سارا منظر اس کی نگاہوں میں گھوم گیا تھا جہاں سے گلاب توڑنے پر کاٹنا اس کی پھٹلی میں چبھا تھا۔

اور خون رک ہی نہ رہا تھا بلال نے عامل بابا کو سادا واقعہ سنایا تو عامل بابا سر ہلا کر چپ چاپ چلے گئے۔ اگلے دن عامل بابا نے چلا شروع کر دیا پہلے سات دن تو خیر سے گزرے مگر آٹھواں دن تھوڑا گڑبڑ تھا نو اں دن تو ابھی عمل بابا نے چلا شروع ہی کیا تھا کہ زور زور سے آندھی طے لگی ایسا لگتا تھا کہ باغیچے سارا تباہ و برباد ہو جائے گا تھوڑی دیر بعد ہوا بھی تو ہر جانب ہو کا عالم ہو گیا۔ پھر خون کی بارش ہونے لگی اور گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے چہار جانب گرنے لگے عامل بابا آنکھیں بند کئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتے جا رہے تھے تھوڑی دیر بعد قہقہوں کی آوازیں گونجنے لگیں اور پھر خوفناک آواز گونجی۔

بڑھے تو جتنی مرضی کوشش کر لے ریان میرا ہے میں اسے کسی اور کا نہیں ہونے دوں گی تو اسے بچا نہیں سکتا میں استائیس لڑکوں کا خون پی کر زندہ ہو جاؤں گی اور پھر ریان سے شادی کروں گی۔

پشیم لڑکوں کا خون پی چکی ہوں اور ان کا دل کھانچل ہوں فقط چہرہ گئے ہیں پھر میں ہوں گی اور بلال میرا ریان ہوگا اور محبت ہوگی جو بھی میرے اور ریان کے درمیان آئے گا میں اسے راستے سے ہماروں کی بڑھنے تو بھی باز آ جا میں سچے مارنا نہیں چاہتی چل چھوڑ یہ تمنا اور دفع ہو جا میں سے۔ جب عامل بابا نے اس کی باتوں پر کان نہ دھرا تو وہ دھمکیاں دینے لگی۔ اور آج

گیارہواں اور آخری دن تھا عامل بابا بخوشی سے چلا کر رہا تھا کہ زارو قطار رونے کی آوازیں آئیں۔

بابا مجھے معاف کر دو میں سدھر گئی ہوں اب میں واپس چلی جاؤں گی وہ سفید چاک سے بنے دائرے کے باہر کھڑی بابا کی منت سماجت کرنے لگی تھی۔ عامل بابا نے چلے مکمل کیا اور اس بدروح کو قید کر لیا جب عامل بابا بلال سے ملے تو انہیں پتہ چلا کہ اشفا چھت سے چھلانگ لگائی ہے اور وہ اب ہاسٹل میں آئی سی یو میں تھی عامل بابا نے کہا بلال وہ قید ہوتے ہوتے بھی اپنا کام کر گئی ہے کیا مطلب۔ بلال نے غیب سے پوچھا تو بابا نے اسے بتایا کہ تم درحقیقت ریان کی شکل کے ہو اور وہ ہندو بدروح تھیں ریان کا دوسرا جنم تصور کرتی ہے اس لیے وہ لڑکی کو تمہارے قریب کھینکنے نہیں دینا چاہتی تھی تم سے اشفا کو دور کرنے کے لیے اس نے اس کی جان لینا چاہی ہے۔ پھر عامل بابا نے اسے آلونیک کی ساری یکہانی سنائی جسے سن کر بلال کو تھوڑا رنج ہوا مگر اگلے ہی پل وہ حقارت سے سوچنے لگا کہ آلونیک نے ایک محبت کے لیے کتنے بے گناہوں کا قتل کیا ہے۔

آج اس واقعے کو سات سال بیت چکے ہیں چھپت سے گرنے کی وجہ سے اشفا کی جان تو بچ گئی مگر ذہنی توازن بگڑ گیا پر بھی بلال نے اس سے شادی کا عہد کر رکھا ہے بس اس کے ٹھیک ہونے کا انتظار کر رہا ہے۔

میں نے جذبات بھجائے ہیں اصولوں کی جگہ اپنے ارماں پر دیا ہوں پھولوں کی جگہ میں یہ خواہش یہ خیالات کسے پیش کروں رنگ اور نور کی بارات کسے پیش کروں

--- تحریر: عبداللہ۔ تربیلا ڈیم غازی۔

--- تحریر: عبداللہ۔ تربیلا ڈیم غازی۔

آہستہ آہستہ میرے حواس بحال ہونے لگے اور میں ہوش میں آنے لگا جب مجھے مکمل ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میں ایک غار میں ہوں اور میرا ہمزاد میرے سامنے کھڑا ہے ہمزاد مجھے ہوش میں آتے دیکھ کر بولا آقا جب آپ بے ہوش ہوئے تو میں آپ کو اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا میں ان درندوں کو نظر نہیں آیا تھا لیکن آپ کا جسم وہ درندے دیکھ رہے تھے اور پھر میں آپ کو اسی غار میں لے آیا جس غار میں آپ کا دوست بلحاظ جن قید ہے اس غار میں داخل ہوتے ہی میری طاقت دوبارہ بحال ہوگئی اور آپ کے جسم سے سانپ کیڑے اور چمچڑوں کو ختم کر دیا آقا آپ جادوئی موتی کو کسی کے حوالے کر کے ہمیشہ کے لیے سکون کی فینڈو سوجاں۔ ہاں ہمزاد میرے ہاتھ میں ان کاغذ کے چند لٹروں کو دیکھ رہے ہو۔ ہاں آقا۔ یہ کیا ہے جانے دو، ہمزاد یہ راز میرے ساتھ شاید اس جنگل میں ہی ختم ہو جائے گا۔ آقا مجھے آزاد کر دیں ہمزاد پہلے تم اپنی سب طاقت صرف کر کے میرے دوست بلحاظ جن کو آزاد کر کے میرے پاس لے آؤ پھر تم ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جاؤ۔ جیسا آپ کا حکم آقا یہ کہہ کر ہمزاد چلا آیا جو میں کھڑے ہونے کی ہمت نہیں کھی اگر میں اب تک زندہ تھا تو یہ اس جادوئی موتی کا کمال تھا ان ظالم درندوں نے میرا جسم نوح نوح کر رکھا ہے لیکن میں بدلہ لینے کی چلا میں نہیں تھا کیونکہ میں خود سہ نہ تھا، تو ڈر ڈر دیر بعد مجھے غار کے اندرونی طرف سے قدموں کی چاپیں سنائی دیں میں نے بڑی متکب سے سرگما کر دیکھا تو ہمزاد کے ساتھ میرا دوست بلحاظ جن دکھائی دیا بلحاظ جن کو، نظر جیسے ہی مجھ پر پڑی تو وہ دوڑ کر میری طرف بڑھا اور میرے قریب بیٹھ کر بولا میرے دوست تم واقعی عظیم انسان ہو جس نے ایک بے ضرر جن کی خاطر اپنی جان کی بازی لگادی میں تمہارے سب دشمنوں کو فرود کر بلحاظ میرے دوست میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اب تم آزاد ہو۔ چند ہی دیر میں ہمزاد نے دو تو یہاں سے دور بہت دور چلے جاؤ اور کبھی خوشی زندگی بسر کرو چھوڑو یہ سب بڑی بڑی باتیں یہ سب کچھ تو ایک منٹ تھرو میں اپنے منہ سے موتی نکال کر بلحاظ جن کو دیا اور بولا یہ تو بلحاظ اسے نکل جاؤ تمہارے پاس بے تحاش طاقت آجائے گی بلحاظ جن نے مجھ سے موتی لیا اور نکل گیا جیسے ہی میں نے اپنے منہ سے موتی نکال کر بلحاظ کو دیا تو یکدم میری تکلیف بڑھ گئی اور میری سانس رکنے لگی اور میرا وجود بیٹھے ہوئے بلحاظ جن کی گود میں لڑھک گیا۔۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

اس دنیا میں میرا سوائے اللہ کے اور کوئی سہارا نہیں۔ میں گھر میں اپنا گزارتا ہوں میں کچھ دم وغیرہ کرنا چاہتا ہوں اب مجھے بلحاظِ کرم تعویذ کروانے آجاتا ہے یوں میرے آہستہ آہستہ

میں اپنے کمرے میں سویا ہوا تھا کہ باہر سے بل بجنے لگی میں نے لیپ جلا یا اور گھڑی دیکھی تو رات کے بارہ بج رہے تھے میں باہر نکلا اور پوچھا کہ کون ہے۔

میں ہوں بلحاظ۔

کون بلحاظ۔ میں نہیں جانتا آپ کو۔

عبداللہ صاحب میں کافی دور دراز سے آیا ہوں دور کے گاؤں میں دور کے گاؤں کا سن کر میں نے دروازہ کھول دیا میں نے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا یہ کافی خوب رو اور سارنٹ نو جوان تھا آنکھیں موٹی سفید گول چہرہ لمبا قد پھر اس کو میں نے پہلی بار گاؤں میں دیکھا تھا میں نے بہمان خانے کا دروازہ کھول کر اس کو بھایا اور اس کو پانی دیا جو اس نے غناغت پی لیا اور میں نے بلحاظ سے کہا۔

دوست آپ کافی پریشان ہیں اور کس گاؤں سے آپ کا تعلق ہے اسکی طرف سے دیکھ کر میں نے پوچھا۔ اس نے صوفے سے سرٹیک کر کہا

میں ایک جن ہوں بلحاظ کی بات سن کر مجھے یقین نہ آیا۔ کہ یہ جن ہے اور میں ہولے سے مسکرا دیا۔

شاید آپ کو میری بات پر یقین نہیں لیکن بہت جلد آپ کو یقین آجائے گا۔ میرا تعلق طورخم قبیلے سے ہے طورخم کافی بڑا قبیلہ ہے ہمارا قبیلہ یہاں سے ہزاروں میلوں دور ہے ویران پہاڑوں میں ہے پورے قبیلے میں جتنا علم میرے پاس ہے اتنا کسی کے پاس نہیں ہے یہ کہہ کر بلحاظ جن خاموش ہو گیا۔ اور میرے چہرے کا جائزہ لینے لگا۔

میں نے کہا دوست شاید تمہارا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔

وہ بولا عبداللہ مجھے ایک گلاس پانی ملاؤ میں نے جگ سے گلاس پانی کا ڈالا اور اس کی طرف دیکھتا ہوا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔ اس سے پہلے کہ وہ میرے ہاتھ میں گلاس لیتا کہ یکدم وہ بولا عبداللہ گلاس کی طرف نہ دیکھو۔ بے خیالی میں میری نظر ہاتھ میں پکڑے گلاس پر پڑی تو یکتخت میں چونک پڑا۔

ارے یہ کیا اس گلاس میں تو پانی تھا اب یہ خالی کیسے ہو گیا ہے وہ مسکراتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھ کر بولا۔

دوبارہ بھر دو میں نے آگے بڑھا اور دوبارہ گلاس بھرا تو اس نے پھر مسکراتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھا اور کہا یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے جب میں نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو چونک پڑا میرے ہاتھ میں گلاس کی بجائے کافی خوبصورت کبوتر تھا ڈر کے مارے یکدم میں نے کبوتر چھوڑ دیا اور کبوتر اڑ کر غائب ہو گیا میں ہونفوں کی طرح کھڑا کھسی اپنے ہاتھ کو اور کبھی اس کو دیکھنے لگا عبداللہ بیٹھ جاؤ یہ تو ایک معمولی سا نمونہ تھا۔۔۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی نظروں سے مجھے گھور کر دیکھتے ہوئے بولا۔ اسکی آنکھوں کی کشش میرے دل میں اترنے لگی ڈر مجھ پر لب آپکا تھا میں اس کے سامنے کرسی پر ڈگمگاتے ہوئے بیٹھ گیا تو وہ بولا۔

عبداللہ تم سوچ رہے ہو کہ میرا تمہارے پاس آنے کا مطلب کیا ہے تو سنو میں اپنے قبیلے کی ایک جن زادی سے پیار کرتا ہوں جو وہ بھی مجھ سے پیار کرتی ہے لیکن اس کے گھر والے انکاری ہیں۔ ہم نے بڑی کوشش کی کہ اس کے گھر والے مانے جائیں لیکن وہ ہرگز نہ مانے پھر میں نے اپنے علم کے ذریعے حقیقت معلوم کی اور تم مجھے دکھائی دے اور تم ہی اب تعویذ کے ذریعے میری مدد

کر سکتے ہو جن یہ کہہ کر خاموش ہو گیا میرا ذرا ب قدرے کم ہو چکا تھا میں ویسے ہی ڈر رہا تھا یہ جن خود مجبور تھا اور بڑی دور سے مدد حاصل کرنے آیا تھا میرے پاس اب ڈر میرے دل و دماغ سے نکل چکا تھا میں نے بلحاظ جن سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں تمہارا کام کروں گا لیکن اس کے بدلے میں مجھے کیا ملے گا زندگی میں پہلی دفعہ میں نے مانع کیا تھا۔ وہ مجھ کو جو دینے والا اس کے بدلے مجھ پر کیسے کیسے عذاب گزرتے یہ معلوم نہ تھا۔

عبداللہ اس کے بدلے میں تم کو اپنی ایک خاص طاقت دوں گا اور یہ طاقت بے حد ہر مردہ کو زندہ کرنے والے صرف چند لمحے کے لیے وہ مجھے منظور ہے میں اٹھا اور دراز سے قلم پھین نکالا اور بلحاظ جن سے ضروری ہدایت لے کر میں نے تعویذ بتا دیا اور اس کو اس کا طریقہ کار سمجھا دیا۔ شکریہ اس نے کہا یہ احسان میں تمہارا باری زندگی نہیں بھولوں گا اچھا اب تم اپنا وعدہ پورا کر دو بلحاظ نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور میری طرف چھوٹک دیا میرے جسم کو شہید جھکا لگا اور میرا دماغ روشن ہو گیا۔ مجھ پر واضح ہونے لگا کہ میرے اندر کون سی طاقت ابھر آئی ہے چند لمحوں کے لیے میں نے آنکھیں بند کیں اور پھر کھول دیں سامنے صوفے پر جب میری نظر پڑی تو بلحاظ جن غائب تھا میں نے گھڑی کی طرف دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے میں نے سوچا۔ کہ قبرستان چل کر اپنے ظلم کو آزار دینا چاہیے میں نے کمرے اور باہر سے گیت کو تالا لگایا۔ اور گھر سے تھوڑی دور قبرستان کی طرف چل پڑا کافی ٹھنڈی رات تھی میں قبرستان کے گیت سے اندر داخل ہوا ڈر کے مارے میرا برا حال تھا میرا پورا جسم کانپ رہا تھا اس ٹھنڈی رات میں میں پسینے سے شرابور ہو چکا تھا

دور کہیں سے گھڑوں کی ملی جلی آوازیں ماحول کو پراسرار بنارہی تھیں یہاں پر قبروں کا کوئی اندازہ نہیں تھا ہر طرف قبریں ہی قبریں تھیں میں آہستہ آہستہ قبروں کے اوپر پاؤں رکھتا ہوا آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا یکدم میرا پاؤں ایک پرانی اور بوسیدہ کھجور پر پڑا اور میں قبر کے اندر دھنستا چلا گیا میرے منہ سے ڈر کے مارے جھپٹ نکل رہی تھیں اور میں قبر کے اندر آ کر ایساں پر ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہ دے رہا تھا خوف سے میری آواز میرے خلق کے اندر پھنس کر رہ گئی تھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں میں نے قبر کے اندر زمین پر ہاتھ مارا تو میرے ہاتھ کسی گیند نما چیز سے ٹکرائے جب میں نے غور کیا تو یہ یہ ایک کھوپڑی تھی ڈر اور خوف سے میرا جسم پسینہ پسینہ ہونے لگا ڈر مجھ پر حاوی ہو چکا تھا خوف اس قدر تھا کہ مجھ میں اٹھنے کی بھی ہمت نہ تھی جو پارہی تھی میں نے دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد پڑھنے لگا جس کی وہ نہ سے میری زبان بٹنے جٹنے کے قابل ہوئی میں آہستہ آہستہ قبر کی دیوار کے سہارے اٹھ کر کھڑا ہو گیا قبر کافی گہری تھی انچائی میں بھی بڑی تھی اندھیری رات اوپر سے اندھیری قبر میں یہ سوچ کر ہی انسان کو بھرپوری آجانی ہے اور میں بد نصیب اس قبر میں گر کر پھنس گیا تھا میں قبر میں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا میری آنکھیں اب اندھیرے میں دیکھنے سے قابل ہو چکی تھیں میں نے اس قبر کا اچھی طرح جائزہ لیا اور نیچے سے مردے کی ہڈیاں جمع کر کے ایک سائیز پر رکھ دیں میں پیچھے سے ڈور کٹا کے کی طرف بڑھا اور ہوا میں جھپ لگا کر اوپر کی طرف جست لگائی میرا جسم ہوا میں اوپر کی طرف بلند ہوا تو کافی تیزی سے میں نے قبر کا دھانہ پکڑا اس سے پہلے کہ میں اپنے جسم کو اوپر اچھالتا قبر کا دھانہ جو میں نے پکڑا تھا

نوٹ گیا اور میں کمر کے بل دوبارہ اندھیری قبر میں گر گیا میری کمر میں موج آگئی تھی اور دردی دہ سے میرے منہ سے کراہ نکل رہی تھی اب مجھ کو یقین ہو چکا تھا کہ میں بھی اس قبر سے نہ نکل سکوں گا میں نے چیخ چیخ کر لوگوں کو اپنی طرف بلانا چاہا لیکن اس قبرستان میں کوئی ہوتا تو آتا میں نے آنکھیں بند کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یاد کرتا شروع کر دیا اور دل ہی دل میں نوری کلام پڑھنے لگا کہ یدکم میرا تاریک دماغ روشن ہو گیا اور مجھے میں طاقت آنے لگی میری وہ طاقت جو بلحاظ جن نے میری محنت کے بدلے دی تھی میں بڑی مشکل سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور سامنے بڑی ہڈیوں پر پھونک ماری یکدم ان ہڈیوں نے آگ بھڑائی اور دیکھتے ہی دیکھتے سب ہڈیاں راکھ میں تبدیل ہو گئی اب میں نے راکھ پر پھونک ماری تو راکھ نے دھوئیں کی شکل اختیار کر لی اب دوبارہ میں نے دھوئیں پر پھونک ماری تو اس دھوئیں نے انسانی شکل اختیار کر لی شروع کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ایک بوڑھے شخص کی شکل اختیار کر لی اور اس بوڑھے شخص کے جسم پر سفید کفن تھا اور بال کافی لمبے لمبے تھے اور چہرہ سفید اور بالوں سے صاف تھا میرا دھیان اس کی طرف ہی تھا اس بوڑھے نے میری طرف دیکھ کر ہاتھ جوڑے اور کہا۔

کیا حکم ہے آقا ہے میرے لیے وہ مجھ سے مخاطب تھا میں نے اس سے کہا۔

کیا نام ہے تمہارا۔ میرا نام آکاش جادوگر تھا مرنے سے پہلے۔

کیا تم جادوگر ہو۔

ہاں میرے آقا میں جادوگر تھا اور میں نے اپنی زندگی میں بہت گناہ کئے تھے۔

لیکن تم کسی صدی میں مرے ہو

میرے آقا۔ میں آج ہی مرا ہوں آج ہی مجھے دفن کر کے گئے ہیں اور جب میری آنکھیں کھلیں تو تم مجھے دیکھانی دینے۔

لیکن یہ قبر تو صدیوں پرانی ہے جب میں اس میں گرا تھا تو تمہارا گوشت تک گل چکا تھا ہڈیاں ہی ہڈیاں تھیں میری بات کے جواب میں اس نے کہا میں اپنا جادو تمہارے حوالے کر چاہتا ہوں کیا لینا چاہو گے۔

ہاں۔ ہاں میں نے جلدی سے کہا۔ اس نے اپنے منہ کے اندر سے سفید دانے کے برابر موتی نکال کر دیا اور بولا یہ لو اور اسے نگل جاؤ میں نے کاپٹے ہوئے ہاتھوں سے اس کے ہاتھ سے موتی لیا اور اسے نگل لیا تھوڑی دیر کے لیے میرا دھو بھاری ہونے لگا مگر جلد ہی میرا وجود نارمل ہو گیا میں نے غزن پڑھا اور آکاش جادوگر پر پھونک ماری وہ دوبارہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا میں محسوس کر رہا تھا کہ میرے اندر ایک اور غزن آیا ہے جب میں نے مطلوبہ غزن پڑھا تو یقیناً میں نے سانپ کی شکل اختیار کی اور رہنے لگا دیاور پرچہ گیا جلد ہی میں قبر میں سے باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر میں نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی میں نے شکر کیا اور قبرستان سے نکل کر گھر کی طرف چل دیا اور جلد گھر آیا نہایا دھویا اور کپڑے تبدیل کر کے میں بیڈر پر دراز ہو گیا اور جلد ہی پرسکون نیند سو گیا۔ صبح جب میں نے آنکھ کھولی تو کافی دن چڑھ آیا تھا منہ ہاتھ دھونے کے بعد میں نے اپنے لیے کھانا تیار کیا میں ابھی کھانا کھا ہی رہا تھا کہ باہر دروازے پر دستک ہوئی میں نے باہر نکل کر دیکھا تو باہر ایک کافی خوبصورت لڑکی کھڑی تھی میری طرف دیکھ کر وہ مسکرا رہی تھی میں نے اس سے پوچھا جی کون ہیں میں۔

میرا نام رانی ہے اور مجھے آپ سے کام ہے

یہ اندر آ سکتی ہوں۔ میں نے ایک طرف بٹنے میں کیوں نہیں۔ میں نے ایک طرف بٹنے میں نہا اور وہ اندر داخل ہو کر چلتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔ میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود چپچپ میں سے اس کے لیے مشروب لے آیا جب میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو وہ لڑکی صوفے پر دراز ہو چکی تھی اس نے صوفے کی پشت پر سر تکی کر آنکھیں بند کر رکھی تھیں میزے ہاتھ میں مشروب تھا جب کہ وہ گہری نیند کے خزانے میں تھی میں نے اس کو آوازیں دیں لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تو میں نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا اور گلاس ٹیبل پر رکھ دیا اور اس لڑکی کے مقابل کرسی پر بیٹھ گیا اور غور غرض سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا وہ بہت ہی خوبصورت تھی دلکش پہرے کی مالک تھی میں نے سر سے پاؤں تک اس کا پورا جائزہ لے لیا اور پھر دوسرے کمرے میں چلا آیا اور کھانا کھانے لگا کھانے سے فارغ ہو کر میں نے آنکھیں بند کی اور اس لڑکی کا بیک گراؤنڈ جاننے لگا لیکن مجھے بند آنکھوں کے پار دھند ہی دھند نظر آنے لگی اس دھند میں چند سائے دیکھائی دیے اور عجیب و غریب آوازیں سنائی دینے لگیں تو میری سمجھ سے باہر تھیں کہ یکدم مجھے دروازے کے پاس آہٹ سنائی دی اور میں نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور مرکز دروازے کی طرف دیکھا تو مجھے وہیں لڑکی دکھائی دی جو ڈرائنگ روم میں سر رہی تھی وہ مسکراتی ہوئی نظروں سے میری طرف منسوب ہو رہی تھی اس نے ہاتھ اوپر اٹھائے اور خمار چھری انگڑائی لی تو میں نے فوراً اپنی آنکھیں بند کر لیں تھوڑی دیر بعد مجھے اس لڑکی کی قریب سے آواز سنائی دی

عبداللہ۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا وہ میرے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گئی میں نے اس کا

ایک بار پھر جائزہ لیا اور کہا

آپ میرا نام کیسے جانتی ہیں۔ وہ مسکرائی۔ آپ نے مجھے خود ہی بتایا تھا میں نے اس کی بات سن کر سوچنے لگا کہ شاید ہو سکتا ہے کہ میں نے اس کو کسی پل بتا دیا ہو میں نے کہا کیا میں تمہارا نام جان سکتا ہوں۔ گل بانو۔ اور مجھے نیک بزرگوں نے تمہاری طرف بھیجا ہے تمہیں خبردار کرنے کے لیے۔ کیا مجھے خبردار کرنے کے لیے لیکن کیوں عبداللہ سب سے پہلے تم اپنے گھر کے اندر اور باہر مکمل حصار قائم کر دو پھر تم سے کھل کر بات ہوگی میں نے غزن پڑھا اور ہوا میں پھونک ماری میرے منہ سے آگ کی لکیں نکلی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ کبیر فضا میں تحلیل ہو گئی اس کے بعد میں نے اپنے محافظ ہدروچ کو حاضر کیا اور اسے خم دیا کہ کالی مائی تمہاری گرفت میں چھٹی مخلوقات ہیں ان سب کو پھیلا دو اور ان سب کو حکم دے دو جو بھی جادوگر جن بھوت چڑیل ڈائن بلا بدروح اور مختلف مخلوقات وغیرہ میرے گھر کی طرف آئے تو اسے راستے میں ہی روک لے جو بری نیت سے آئے ات وہیں پر ہی ختم کر دیا جائے۔ اور جس کے دل میں میرے لیے خلوص محبت پیار ہو اور مجھ سے کوئی کام یا کوئی حاجت مند ہو اسے میرے پاس آنے دیا جائے اب جاؤ اور پھیل جاؤ۔

جو حکم آقا۔ کالی مائی نے کہا اور غائب ہو گئی۔ اس کے جانے کے بعد میں لڑکی سے مخاطب ہوا ہاں اب بولو کیا بات ہے اور کھل کر بات کرو اب ہم محفوظ ہیں اس نے غور غرض سے میری طرف دیکھا اور پھر بولی۔ عبداللہ میرا نام نہ ہی رانی ہے اور نہ ہی گل بانو ہے مجھے خود میرا نام معلوم نہیں ہے ہاں البتہ تم مجھے نوری کہہ سکتے ہو

پہلے رانی پر گل بانو اور اب نوری یہ سب کیا کبواس
ہے جھوٹ پر جھوٹ بولتی جا رہی ہو تم۔ اس سے
پہلے کہ میں کچھ اور کہتا اس کا چہرہ تبدیل ہونے لگا
اب وہاں پر نوری کی بجائے ایک سفید پوش
بزرگ کھڑے موجود تھے سفید ڈارھی سر پر
سفید چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ہاتھوں میں سہمی
لیے میری طرف دیکھ کر مسکرائے نوری کو بزرگ
کے روپ میں دیکھ کر میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا
اور انکے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔

بزرگ بولے اللہ تمہیں لمبی عمر دے بیٹا بیٹھ
جاؤ نوری کو میں نے واپس بھیج دیا ہے میں دوبارہ
چارپائی پر بیٹھ گیا بزرگ بولے بیٹا تمہاری زندگی
خطرے میں ہے اکاش جادوگر کا دو ملتے ہی کئی
مخلوق تمہاری دشمن بن گئی ہے ادھر تم نے بلحاظ جن
کو جو تعویذ دیا تھا وہ اس کی شادی تو ہو گئی لیکن اس
قیلے کے سردار کو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سب تعویذ
کی وجہ سے ہوا ہے اچھا ہوا کہ تم نے گھر کے اندر
اور باہر حصار قائم کر لیا ورنہ سردار غورض کا لشکر
اب تک تمہاری پہنچ چکا ہوتا اگر کوئی انسان ان کے
باتھلک جائے تو اس کو بڑی بے دردی سے مارتے
تین بیٹا تم سفلی عمل کے ماہر ہو جنہایت خطرناک علم
ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے تم کو اس کالی دنیا سے
نکال دوں۔

اچھا تو اس کے بدلے مجھے کیا ملے گا۔
بیٹا اس کے بدلے میں تم کو ہمزاد قابو کرنے
کا عمل بتاؤں گا جو تمہارے لیے فائدہ مند ثابت
ہوگا۔

آپ مجھے عمل بتائیں ہمزاد کے قابو آتے ہی
میں کالے علم سے توبہ کر لوں گا اور اس خوفناک
جادو کو ختم کر دوں گا۔
بیٹا مجھے تم پر اعتبار ہے اگر تم نے وعدہ خلائی
کی تو تم کافی نقصان اٹھاؤ گے۔

ٹھیک ہے آپ مجھے ہمزاد قابو کرنے کا عمل
بتائیں اس بزرگ نے مجھے عمل سکھایا اور ضروری
ہدایت دے کر چلے گئے یہ تین دن کا عمل تھا جو مجھے
دیا گیا تھا میں نے رات گیارہ بجے عمل شروع کیا
جو بارہ بجے تک پڑھا تھا میں نے جنات کے
ذریعے چراغ منگوا لیا اور دائرہ لگا کر ایک سامان
سے غاری کمرے میں بیٹھ گیا اور چراغ کو روشن
کر دیا۔ روشن چراغ کو میں نے اس انداز میں
ہلکا کہ میرا سایہ میرے سامنے کی جانب ہوا اور
نظریں میری میز کے سامنے کی گردن پر جو چراغ
کو اپنے مطلوبہ جگہ پر رکھ کر میں نے نظریں اپنے
سامنے کی گردن پر مرکوز کر دیں اور عمل شروع
کر دیا ناٹم جیسے جیسے نذر پڑا تھا اسی طرح میرا سایہ
بڑا ہوا پڑھا آخر گھڑی نے الارم بجایا اور بارہ بج
گئے میرا آج کا عمل ختم ہو چکا تھا میں نے چراغ
بجایا اور دائرے سے نکل آیا واپس روم سے فارغ
ہو کر میں اپنے بیڈ پر دراز ہو گیا۔ اور سونے کی
کوشش کرنے لگا کہ یکدم میرے کمرے میں
دھواں ابھرنے لگا اور اس دھواں نے کالی مائی کی
شکل اختیار کر لی میں نے کالی مائی کی اچانک اور
بن بلائے کی آمد کی وجہ پوچھا۔

کالی مائی کیا بات ہے تم اس طرح اچانک
اور میری اجازت کے بغیر کیوں آئی ہو وہ کالی
بدحواس معلوم ہو رہی تھی کالی مائی بولی۔

آقا غضب ہو گیا ہے جنات کے سردار
غورض کو معلوم ہو گیا ہے آپ کے بارے میں
جنات کا لشکر آپ کے گھر کی طرف آ رہا ہے۔ ہم
نے راستے میں اس کو روک دیا ہمارے درمیان
کا دی سخت مقابلہ ہوا لیکن میرا جو نام بھی ہے
بدزوج کالی مائی ہے میں اور میرے بدزوج
ساتھیوں نے ان کو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔
ٹھیک ہے تم جاؤ اور دھیان رکھنا بدزوج

کالی مائی کے جانے کے بعد میں نیند کی وادیوں
میں گھومنا کافی دن چڑھے ہوتا رہا جب میری
آنکھیں کھلیں تو دو پہر ہو چکی تھی واپس روم سے
فارغ ہو کر میں کچن میں مصروف ہو گیا دن بھر کوئی
واقعہ رونما نہ ہوا رات کو میں اپنی مطلوبہ جگہ پر آ گیا
اور چلے میں مصروف ہو گیا میری نظریں میرے
سامنے کی گردن پر برابر مرکوز تھیں اور دیکھتے ہی
دیکھتے میرا سایہ کافی بڑا ہون لگا اب میرے
سامنے نہ حرکت کرنی شروع کر دی اپنے سامنے
کو حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر میرا دل زرد زور
سے دھڑکنے لگا کہ یکھت گھڑی بنے الارم بجایا
دوسرے روز کا چلہ بھی مکمل ہو گیا تھا چلے ہے
فارغ ہو کر میں اپنے بیڈ پر فراز ہو گیا اور مزے کی
نیند سو گیا میرے گھر کا دروازہ پینے کی وجہ سے
پرچی آٹھیں کھلیں میں نے سر ہٹا کر گھڑی کی
طرف دیکھا تو دن کے دس بج چکے تھے دروازہ
پینے کے ساتھ ساتھ مجھے چیخ و پکار بھی سنائی دے
رہی تھیں یہ کسی مرد کی آواز تھی جو کہہ رہا تھا کہ
دروازہ کھولو دروازہ کھولو میرے بچے کی جان
خطرے میں ہے میں جلدی سے اٹھا اور لباس
ادھرت کر کے باہر نکلا اور دروازہ کھول دیا تو
میں نے دیکھا کہ باہر ہمارا ہی پڑوسی کرم داد
ہڑا تھا اور ساتھ دو بندے اور بھی تھے کرم داد
مجھے دیکھتے ہی بولا۔

میرے اکلوتے بیٹے پر کسی جن نے قبضہ کر لیا
ہے پلیز ہمارے ساتھ چلیں۔

دیکھئے کرم داد اللہ پر بھروسہ رکھیں سب ٹھیک
ہو جائے گا کرواد آ جائیں میں آپ سے پہلے ہی
نظر پہنچ جاؤں گا میں نے کرم داد کو بھت کیا اور
اپنے گود حصار قائم کر لیا اور آہستہ آہستہ ہوا میں
اٹھنے لگا دیکھتے ہی دیکھتے میں نے کمبوٹر کا روپ
دھار لیا اور طوفانی رفتار سے کرم داد کے گھر کی

طرف بڑھنے لگا جلد ہی میں ان کے گھر کے باہر
اتر گیا اور دوبارہ انسانی روپ میں آ گیا تھوڑا
انتظار کرنے کے بعد کرم داد آتا ہوا دیکھا کی دیا
اس نے بھی مجھے پنے گھر کے باہر کھڑے دیکھ لیا تو
جلدی ہی میرے قریب پہنچ گیا۔

آپ۔۔ آپ اتنی جلدی پہنچ گئے۔ میں مسکرا
دیا اور کہا۔ چھوڑیں یہ باتیں چلیں اندر چلیں۔
تھوڑی دیر بعد میں اس کمرے میں تھا جہاں کرم
داد کا بیٹا عدنان ایک چارپائی کے ساتھ
بندھا ہوا تھا اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے
ہوئے تھے میرے اندر پہنچتے ہی اس نے اپنی
بند آنکھوں کو کھول دیا اور خوفناک نظروں سے مجھے
دیکھنے لگا اس کے دیکھنے کا انداز وحشیانہ تھا۔
کہاں آگئے ہو سفلی علم والے جادوگر۔

ہاں میں تو آ گیا ہوں لیکن میں تمہارا مقابلہ
شیطانی علم سے نہیں بلکہ نوری علم سے کروں گا۔
اور ساتھ ہی میں نے منہ ہی منہ نوری کلام پڑھا
اور عدنان پر پھونک ماری تو اس کے جسم کو ایک
شدید جھٹکا لگا اور اس نے اپنی مٹھیاں بند کر لی
شروع کر دیں اسی سے پہلے کہ عدنان مکمل طور پر
اپنی کھلی بند کرتا کہ یکدم میں نے اس کا انگوٹھا پکڑ
لیا۔

چھوڑ دو مجھے میں کہتا ہوں چھوڑ دو مجھے اے
عالم تم کو تمہارے اللہ کا واسطہ مجھ پر رحم کر دو چھوڑ دو
مجھے۔

ایک شرط پر تم کو معاف کروں گا بولو منظور
ہے۔

بابا بابا۔ منظور ہے۔
پہلے تم حضرت سلیمان کی قسم کھاؤ کہ تم میری
بات مانو گے۔
ہاں میں حضرت سلیمان کی قسم کھا کر کہتا ہوں
کہ میں تمہاری ہر بات مانو گا۔

یہ ہوئی نہ بات بولو کیا نام ہے تمہارا۔
میرا نام زد سو جن ہے۔

تم عدنان کے جسم پر کیوں قبضہ کیا ہے۔

ہمیں ہمارے سردار غورخ نے حم دیا ہے کہ
اس گاؤں کے چند نو جوانوں کے جسم پر قبضہ کر لو تو
عبداللہ ان کو بچانے کے لیے اپنے بل سے باہر
نکلے گا اور موقعہ دیکھتے ہی ہم عبداللہ کو قابو کر لیں
گے اور اپنی قید میں کر لیں گے۔

اچھا تو اس خبیث جن کی یہ خیال میں بنے
غصے ہیں آکر کہا نوری علم کو عدنان کے جسم پر سے
ہٹایا اور سفلی علم کا خوفناک وار اس پر کر دیا میں
آگے بڑھا تو عدنان کے جسم پر ایک سایہ ہوا تھا
میں نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے اس سائے کو
گرفت میں کیا اور اس کو بند کرتا چلا گیا۔ میری
آنکھوں سے شعلہ نکلا اور اس سائے پر زیادہ دیکھتے
ہی دیکھتے اس سائے کے گرد آگ کی زنجیریں لپکتی
چلی گئیں تو میں نے سائے کو چھوڑ دیا وہ سیہ جن
کے روپ میں اچکا تھا تین فٹ قد لمبے لمبے لے کا
گول آنکھیں آنکھوں کی پتلیاں اوپر کی طرف اٹھی
ہوئی تھیں میں نے اپنے جسم پر پھونک ماری تو یکدم
میرے جسم سے خوفناک سانپ بچھو اور خونی
چنگاڑیں اور کئی قسم کی مخلوق نکل نکل کر اس جن
زاد کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اور دیکھتے ہی
دیکھتے وہ جن بھیانک چیخوں کے ساتھ ختم ہو گیا
اور یکدم اس کو آگ لگ گئی اور وہ جن غائب ہو گیا
میں نے عدنان کی طرف دیکھا جو ہوش میں آکر
خوف بھری نظر دل سے میری طرف دیکھ رہا تھا
میں نے آگے بڑھ کر اس کی رسیاں کھول دیں
میں نے اندر سے کرم داد کو آواز دی جو فوراً کمرے
میں آگیا اپنے بیٹے کو ہوش میں دیکھ کر وہ میرے
گلے سے لگ گیا میں نے ایک نظر دروازے کی
طرف دیکھا۔ نہایت ہی دلکش چہرہ مجھے گھور رہا تھا

اور مجھے دیکھ کر شرماتے ہوئے مسکرا رہی تھی یہ کوئی
انہیں سالہ لڑکی تھی شکل و صورت سے یہ کرم داد کی
بہن لگ رہی تھی بڑی مشکل سے ان سے اجازت
لی اور اس حسنا کی طرف دیکھا ہوا ان کے گھر سے
باہر نکل آیا میں ہوا میں بلند ہوا اور بجلی کی تیزی سے
اپنے گھر کی طرف دروازہ کرنے لگا چند لمحوں بعد
میں اپنے صحن میں اترا گیا اور کچن میں مصروف ہو گیا
کچن سے فارغ ہو کر میں اپنے بید پر دروازہ ہونے
اور سونے کی کوشش کرنے لگا وہ پہر ہو چکی تھی نیند
میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی یکدم باہر تیل بجی
میں باہر نکلا تو دروازہ کھولا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ
ہی دلکش چہرہ میری نظروں کے سامنے تھا وہ ہی
انداز وہ ہی شرم وہ ہی مسکراہٹ لیے وہ لڑکی
میرے گھر آگئی تھی میں نے کہا۔

جی آ۔ آ۔ آپ۔

وہ بابا جی نے آپ کے لیے کھانا بھیجا ہے یہ
لیں۔ میں نے کھانا اس کے ہاتھوں سے لے لیا
تو وہ بولی وہ جی میں برتن لیے پھر آؤں گی۔ یہ کہہ
کر وہ مسکراتی ہوئی اور شرما کر بھاگ گئی میں
ہونٹوں کی طرح دروازے میں کھڑا اسے جاتے
ہوئے دیکھتا رہا۔ جب وہ میری نظروں سے
اوجھل ہو گئی تو میں پلٹا اور کچن میں کھانا لگا کھانے
سے فارغ ہو کر میں بید پر دروازہ ہونے لگا اور اس
لڑکی کے بارے میں سوچنے لگا کتنی خوبصورت ہے
وہ لڑکی کیا یہ مجھ سے شادی کرے گی کیا میں کرم
داد سے بات کروں لیکن نہیں نہیں میں اس معصوم
لڑکی زندگی تباہ نہیں کرنا چاہتا زندگی میری زندگی
کیا ہے اچھی خاصی تعویذ کر کے میری زندگی
گزر رہی تھی لالچ میں آکر میں نے ایک جن زاد
بجھاظ کی بات مان لی اور جنات کو اپنا دشمن بنالیا اگر
میں بجھاظ جن سے معذرت کر لیتا تو وہ میرا کیا
بگاڑ لیتا۔ خیر اب گزری ہوئی باتوں کا کیا فائدہ

دروازے پر اہٹ ہوئی تو میں خیالات کی دنیا سے
باہر نکل آیا سر اٹھا کر دیکھا تو وہی دلکش چہرہ نبھانے
سے کھڑا دروازے مجھے دیکھے جا رہا تھا اس
کے لبوں پر وہی حسین مسکراہٹ تھی ہوئی تھی۔

آپ۔ آپ۔ کب آئی۔

وہ جی دروازہ کھلا ہوا تھا تو میں اندر آگئی۔
آپ نے ناں کرسی پر بیٹھے۔

نہ جی نہ۔ دیر ہوئی ہے بابا جی ڈانٹیں گے
میں بید سے اترا اور اس لڑکی کی قریب جا کر اسکی
ہانک اور خوبصورت قلائی کو پکڑ کر کہا۔

تمہارا خوبصورت چہرہ میرے دل میں سا
عمیا ہے میں تم کو اپنی سانسوں میں سانا چاہتا ہوں
وہ جی۔ میں نے پہلی دفعہ جب آپ کو دیکھا
تو میں بھی آپ پر فدا ہو گئی آپ کی آنکھوں
میں کافی کشش ہے جی۔

تمہارا نام کیا ہے۔

گل بانو۔ جی۔ ہمارا نام سمجھ کر گل بانو کی گرم
سرم سائیں صاف سائی دے رہی تھی وہ میر نے
کافی قریب آگئی تھی اس سے پہلے کہ ہم بیک
جاتے یکدم میرا کمرہ زور زور سے ہلنے لگا
اور یکھٹ وہاں پر ایک دراز قد جن نمودار ہوا جن
نے حاضر ہوتے ہی سر جھکا لیا اور بولا۔

آقا۔ میں آپ کی طاقت ہوں اس لڑکی کو
چھوڑ دیں ورنہ جنات کے بادشاہ سردار غورخ کی
طاقت آپ پر غالب آجائے گی یہ کہہ کر وہ جن
غائب ہو گیا۔ گل بانو نے سر اٹھا کر میری طرف
دیکھا اور بولی۔

وہ جی آج میں نے خود کو تمہارے حوالے
کر دیا ہے جی۔ میں نے اس کو خود سے دور کیا او
ر کہا۔

گل بانو شاید میں زندگی میں کسی لڑکی کو اپنا نہ
بناسکوں گا وہ حیرانگی سے میری طرف دیکھتے ہوئی

بولی۔

وہ کیوں جی یہ اچانک آپ کو کیا ہو گیا ہے
جی۔ اس نے میرے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

دیکھیں گل بانو جنت لمبی کہانی ہے جو میں
بعد میں آپ کو بتاؤں گا اب تم پلیز جاؤ کیس تمہارا
بابا نہ آجائے۔ میں نے اسے برتن دیتے ہوئے کہا
تو وہ حیرانگی سے مجھے دیکھتے ہوئی۔

ٹھیک ہی جی میں چلی جاتی ہوں۔ اسے
فارغ کرنے کے بعد میں نے دروازے کو اچھی
طرح بند کیا اور اپنے کمرے میں آگیا اور بجھاظ
جن کے بارے میں سوچنے لگا خود مزے کر رہا ہے
اور میری زندگی کو تباہ کر دیا ہے اس نے ٹھہر دو دیکھو
تو سہی کہ وہ کیا کر رہا ہے کرسی پر بیٹھ کر میں نے
آنکھیں بند کیں اور بجھاظ جن کو دیکھنے لگا اپنی بند
آنکھوں کے پار مجھے جنگل ہی جنگل نظر آیا وہاں پر
کافی خوفناک درندے دیکھائی دے رہے تھے ان
کی آوازیں کافی خوفناک منفرد درختوں سے
زہریلے سانپ لٹک رہے تھے میری نظریں بجھاظ
جن کو تلاش کر رہی تھیں جنگل کے عین وسط میں
مجھے ایک غار دکھائی دیا اب مجھے غار میں درمیان
میں ایک مورتی دکھائی دی مورتی کے قدموں میں
ایک بوتل پڑی دکھائی دی میری آنکھوں نے جب
غور سے دیکھا تو اس بوتل کے اندر دیکھا تو اس
بوتل کے اندر بجھاظ جن دکھائی دیا یکدم بجھاظ جن
نے سامنے کی جانب دیکھا اور بولا۔

عبداللہ میرے دوست میرے ہمدرد تم آگئے
ہو پلیز مجھے پچالو میں زندگی اور موت کی کشمکش میں
ہوں میرے دوست ہمارے سردار نے میرے
سب گھروالوں کو ختم کر دیا ہے اپنی بیٹی اور میری
بیوی کو بھی مار دیا ہے اس ظالم نے اور مجھے یہاں
پر قیدی بنا دیا ہے پلیز میری مدد کرو میرے دوست
میں نے بجھاظ سے کہا۔

دوست زندگی تو میری بھی تمہاری وجہ سے تباہ ہوئی ہے لیکن تم نے مجھے دوست کہا ہے تو میں دوستی کا حق ادا کروں گا بس تھوڑا انتظار کرو دو تین دن سے پہلے میں تم کو آزاد کروالوں گا مجھے طاقت ملنے والی ہے میں بھرپور طاقت کے ساتھ آؤں گا اور تم کو آزاد کر ہی دوں گا۔

واہ دوست واہ۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔

اچھا بلحاظ میرے گھر میں حاضر رہنا میں جائز ہوں اور ساتھ ہی میں نے آنکھیں کھول دیں بلحاظ جن کی حالت دیکھ کر میری آنکھوں میں بے تحاشہ آنسو آ گئے تھے وہ پہلے والا جن نہ رہا تھا اس کا چہرہ غم سے کافی مرجھا گیا تھا اور کافی کمزور ہو گیا تھا رات ہو گئی تھی میں نے بچا کیا کھانا کھایا اور عمل کی تیاری کرنے لگا اپنی مطلوبہ جگہ پر آ کر میں نے نظریں اپنے سائے پر مرکوز کر لیں ابھی مشکل سے آدھا گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ یکنٹ میرا سایہ میرے جسم سے علیحدہ ہوا اور کمرے میں ٹپکنے لگا تو یکدم میں نے سائے سے نظر ہٹا کر چراغ کو دیکھا شروع کر دیا جب چلے کا بائیم پورا ہو گیا تو گھڑی نے الارم بجایا تو میں حیرانی سے باہر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ شاید میرا ہمزاد آجائے اور خود میرے تابع ہو جائے لیکن ہمزاد کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا میرا سایہ بھی پہلے کی طرح میرے ساتھ تھا میں کافی پریشان ہوا میں نے ہمزاد کو دو تین آوازیں دیں لیکن بے سود میری ساری محنت رائیگاں چلی گئی خیر میں چلے والے کمرے میں سے نکل کر ڈرائنگ روم میں صوفے پر بیٹھ گیا اور اپنے ہمزاد کے بارے میں سوچنے لگا۔ کہ مجھ سے کون سی خطا ہو گئی ہے جو ہمزاد میرے قابو میں نہیں آیا میری سوچ اس وقت ٹوٹ گئی جب مجھے باہر سے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ میں واچ کی طرف دیکھا تو بارہ بج کر دس منٹ ہو چکے تھے

اس وقت کون آ گیا ہے باہر آ کر پوچھا۔ کون۔

عبداللہ۔ صاحب میں ہوں۔ تم کون ہو۔ جو تم ہو۔

کیا مطلب۔ کیا تم پاگل ہو

تم دروازہ تو کھولو میں نے دروازے کو کھول دیا تو مجھے ایک شخص دیکھائی دیا جس نے اپنے چہرے کو مکمل طور پر ڈھانپ رکھا تھا۔

کیا بات ہے اور تم کون ہو۔ تم اور تم حیرانام کیسے جانتے ہو میں نے پتھر جانا ہے یہاں سے لاری اڑا کتا دور ہے یہاں سے سیدھے چلے جاؤ اگے دو راستے ملتے ہیں وہاں سے تم رامت سانیہ پر مڑ جانا تم کو وہی سے اڑھ نظر آنے لگے گا۔ اچھا تو میں جاؤں۔

ہاں جاؤ۔ اس سے پہلے کہ وہ شخص کچھ اور بولتا زمین ٹپکنے لگی اور کالی مائی حاضر ہوئی آقا۔ آقا میں آپ کو بتانے آئی ہوں کہ یہ اس شخص کے ساتھ سوچ سمجھ کر بات کرتا کالی مائی یہ کون ہے اس کے بارے میں مجھے بولنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ میں جل کر بھسم ہو جاؤں گی آقا صرف ذہانت استعمال کریں ورنہ یہ کہہ کر کالی مائی غائب ہو گئی۔

عبداللہ صاحب۔ کیا میں جاؤں۔

ہاں جاؤ دفع ہو جاؤ۔

سوچ لو عبداللہ میں جاؤں۔

اس کی بات سن کر مجھے غصہ آ گیا میں نے اسے زور سے دھکا دیا۔ تو یکدم وہ لہرایا اور جس چادر میں اس نے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا وہ چادر اس کے چہرے سے ہٹ گئی تھی تو جب غور سے دیکھا تو وہ میرا ہمزاد تھا جو مجھ سے تین دفعہ جانے کی اجازت مانگ رہا تھا وہ چہرے پر دوبارہ چادر

ڈھک کر آیا اور بولا۔

کیا مجھے جانے کی اجازت ہے

میں نے منکر کر کہا۔ ابھی کہاں جاؤ گے ہمزاد میں نے تم کو پہچان لیا ہے میرا تانا کہا تھا کہ اس کے چہرے سے چادر گرے گی اور وہ ڈھانپا رہے گا میں آپ کے کنٹرول میں آ گیا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے۔

ہاں بولو۔

آپ مجھ سے کب تک کام لیتے رہیں گے جی مدت بتا دیں اس کے بعد میں آزاد ہو جاؤں

سو سال تک تم میرے ساتھ رہو گے

ٹھیک ہے اگر اس سے پہلے آزاد کرنا چاہتے تو ابھی زبان سے اقرار کر کے آپ مجھے فارغ کر سکتے ہیں۔

تم کو کیسے حاضر کروں گا۔

آپ نے صرف اتنا کہا ہے ہمزاد حاضر ہو جاؤ۔

او کے اب تم جاؤ۔

یکدم میرا ہمزاد غائب ہو گیا۔

ہمزاد حاضر ہو۔ میں نے کہا تو وہ یکدم نہ سامنے حاضر ہو گیا۔ حکم کریں۔

میں منکر دیا اور کہا اب جاؤ۔ تو وہ دوبارہ غائب ہو گیا میں نے دروازے کو بند کر دیا۔

اپنے کمرے میں آ کر بیڈ پر لیٹ گیا اور پھر نیند میں پرسون وادیوں میں کھو گیا۔ صبح حسب معمول

دوبارہ کو لیٹ میری آنکھ کھلی نہادھو کر میں نے چائے

پینا اور ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گیا اور چائے

پینے لگا ابھی بمشکل میں دو تین گھنٹہ ہی

چلے تھے کہ یکدم کمرہ لرزنے لگا اور میرے

پیشے ہی دیکھتے نیچے زمین سے دھواں اٹھنے لگا دھواں کافی بلندی پر جا کر رکا اور دھوئیں کے اوپر

والے سرے نیا ایک خوفناک جن کی شکل اختیار کر لی میں یکدم اس کو دیکھتے ہی ڈر گیا اور خوف سے میری ناخنیں لرزنے لگیں اور دل ہی دل میں میں نے سوچا کہ یہ کون سی مصیبت نازل ہو گئی ہے میں نے ہمت کر کے پوچھا کون ہو تم اور اس طرح میرے گھر میں کیوں گھس آئے ہو اس نے خوفناک منکر اہٹ کے ساتھ مجھے دیکھا اور بولا۔

آقا آپ کا غلام جن ہے اور میں آپ کی پوشیدہ طاقت ہوں آپ بلحاظ جن کی مدد کرنے جارہے ہیں آپ مجھ کو اجازت دے آپ کی جگہ میں وہاں چلا جاتا ہوں میرے آقا آپ کو پکڑنے کے لیے سردار غورض جن نے ہر جگہ طلسم پھیلا رکھا ہے آپ کسی بھی وقت اس کے طلسم میں آ کر ہلاک ہو سکتے ہیں میرے آقا ہم آپ کو کچھ نہ بولنے دیں گے لہذا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں جا کر آپ کے دوست بلحاظ جن کو آزاد کر کے لے آؤں۔

نہیں کالے جن میں نے بلحاظ جن زادے سے وعدہ کیا ہے کہ اس کو میں آزاد کر اؤں گا چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے زندگی میں میرا ہے ہی کون اور یہ حقیقت ہے زندگی اور موت تو اللہ کی ہے ہاتھ میں ہے اور وہ ہی سب کا مالک ہے کالے جن مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے تم جاسکتے ہو۔

جو حکم میرے آقا۔ کالے جن نے کہا اور غائب ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد میں نے اپنے ہمزاد کو حاضر کیا اور کہا۔

ہمزاد میرے گھر کے سب دروازے باہر سے لاک کر کے آ جاؤ۔

جو حکم۔ یہ کہہ کر ہمزاد غائب ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہمزاد دوبارہ حاضر ہوا تو میں نے کہا۔ ہمزاد مجھے بلحاظ جن کے پاس لے چلو آنکھیں بند کریں میرے آقا اس نے کہا تو

میں نے اپنی آنکھیں بند کیں تو چند لمحوں بعد مجھے ہمزاد کی آواز سنائی دی آنکھیں کھول دیں آقا جب میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا تو میرے رگوں میں خون منجمد ہونے لگا میں برفیلی زمین پر ہمزاد تھا اور میرے سامنے چند قدم کی دوری پر برفانی سمندر تھا یہ سمندر دو پہاڑوں کے عین بیچ تھا میرا جسم سردی کی وجہ سے کانپنے لگا تو میں نے ہمزاد سے کہا۔

یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو بلحاظ تو کسی غار میں قید تھا۔

آقا میری طاقت اس برف کے سمندر کو پار نہیں کر سکتی اور یہاں پر آکر میرے علاوہ آپ کی سب طاقتیں وقتی طور پر غائب ہو چکی ہے۔

اوه اوه تو اب میں یہ برفیاء سمندر کیسے پار کروں گا۔ میں نے پریشان ہو کر کہا۔

آقا یہ آپ کا کام ہے جب ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا اور یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ میری سب طاقتوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے اب اللہ کے سوا میرا کوئی مددگار نہیں ہے میں سوچ ہی رہا تھا کہ یکدم برفیلے سمندر کے پانی میں پھلجھل ہونے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے سمندر کے اندر سے ایک بہت بڑا سفید برفانی ریچھ نمودار ہوا یہ پورا میں میٹر لمبا ریچھ تھا اور چوڑائی بھی بے حساب تھی وہ ریچھ پانی میں کھڑا میری طرف دیکھ کر بولا۔

اے آدم زاد اگر تم نے میرے سوال کا صحیح جواب دیا تو میں اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اس برفیلے سمندر کے پارے لے جاؤں گا جواب اگر غلط ہوا تو تم سردی سے مر جاؤ گے اور تمہاری لاش ہمیشہ ہمیش کے لیے یہاں پڑی رہے گی۔

سوال پوچھو اللہ میرے ساتھ ہے۔

میرا سوال ہے دنیا میں تو انسان سب سے محبت کرتا ہے اللہ سے بھی کرتا ہے ماں سے بھی

کرتا ہے باپ سے دوست سے بھی خون کے رشتوں سے انسان پیار کرتا ہے اب میں کیا بولوں سوچنے سمجھنے۔ جواب دینا نادانی ہوئی۔ سوچ لو اے انسان تا تم بہت کم ہے تمہارے پاس میں نے دل ہی دل میں کہا خبیث کیا یہ نہ پوچھنا تھا میں نے غصے سے کہا۔

تم چاہتے کیا ہو اس برفیلے علاقے میں تو اس نے کہا میں برفانی پھلجھل کھاتا ہوں تو یکدم میرے دماغ میں ایک خیال آیا انسان آج کل کے اس دور میں محبت اپنے پیٹ سے کرتا ہے پیٹ کی خاطر انسان نہ دن دیکھتا ہے اور نہ رات نہ اپنے نہ پرانے تو میں نے ڈرتے ڈرتے اس سے کہا۔

ریچھ بابا انسان دنیا میں کسی اور سے نہیں اپنے پیٹ سے محبت کرتا ہے پیٹ کی خاطر انسان کچھ بھی کر سکتا ہے ریچھ بولے سے مسکرایا اور بولا۔

زبردست آؤ میری پیٹھ پر سوار ہو جاؤ میں جلدی سے ریچھ کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور ریچھ برفیلے پانی میں تیرتا ہوا آگے بڑھنے لگا ریچھ کی پیٹھ کافی گرم تھی جس کی وجہ سے میرے جسم کو چھوڑ دیا تھا ریچھ خاموشی سے اپنا راستہ طے کر رہا تھا جب سامنے کی طرف میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو دور کہیں مجھے درخت نظر آرہے تھے جلد ہی ریچھ جنگل کے کنارے سے آگے ریچھ برفیلے پانی سے نکلا اور گھاس پر بیٹھ گیا اور مجھ سے مخاطب ہوا۔

تم نہایت ہی بھیاںک اور خوفناک جنگل میں داخل ہو چکے ہو جہاں پر تمہاری سب طاقتوں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور تم اکیلے ہو گئے ہو۔

دیکھو ریچھ بابا عشق اور روشنی دو علیحدہ علیحدہ مقام ہوتے ہیں ان کو نبھانے کے لیے ایک بڑا دل چاہے ہوتا ہے اور میں نے بلحاظ جن کو دوست کہا ہے میں انسان اور جنات کی دوستی پر مثال پیدا کر رہا ہوں میں نے دیکھ بابا سے اجازت لی

میں نے اپنے دل کے بعد اور آگے کی طرف بڑھنے میں نے ہمزاد کو حاضر ہونے کا حکم دیا ہے میں نے اپنی مرتبہ آوازیں دیں لیکن تب بھی ہمزاد نہ آیا تو میں آگے بڑھنے لگا میں اس خوفناک جنگل میں نہ تلاش کرنے لگا جہاں بلحاظ جن قید تھا یہ بھی سکھا ہوا تھا ہر درخت سے پتے گرے ہوئے تھے مجھے کافی تلاش کرنے کے بعد وہ غار مجھے مل گئی۔ یہ گہ میرے قدم اس غار کی ہی طرف اٹھنے لگے تھے لیکن میرے پاؤں اور جسم بھاری ہونے لگے اب میرا قدم اٹھنا کافی مشکل ہو گیا تھا اور میں قازن نہ سمجھاں لگا تو یکدم ہمزاد سے زمین پر گر گیا۔ میری پیٹھ آسمان کی طرف تھی اور پیٹ زمین کی طرف میں جست لیت گیا تھا میں نے ہمزاد کو آواز دی مگر بے سود وہ نہ آیا جب میری کوئی طاقت میرے کام نہ آئی تو میں نے سوچا کہ آبی ورد شروع کروں لیکن جیسے ہی میں نے آبی ورد بڑھنے کی کوشش کی تو یکدم میری زبان نے کام کرنا بند کر دیا جب میرا دھیان کسی اور بات کی طرف جاتا تو فوراً میری زبان آزاد ہوتی اندھیرا آہستہ آہستہ اپنی اندھیری چادر بھیارا تھا کہ یکلخت مجھے زمین پر پڑے سوکھے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں جو آہستہ آہستہ میرے قریب بڑھنے لگیں اب مجھے غرائز کی بھی آواز سنائی دی یہ غرائز کسی شیر کی معلوم ہو رہی تھی مجھے موت صاف دکھائی دینے لگی یہ یکدم اس شیر نے مجھ پر حملہ کر دیا اور اپنے ایک دانت میرے پیٹ میں گاڑ دئے اس نے میری پیٹھ سے گوشت اکھاڑ لیا تو یکدم میرے منہ سے رنناک چیخیں نکلنے لگی اس شیر کے ساتھ اور بھی آدم خور جانور شامل ہو چکے تھے نہ جانے کس سال سے پھنسی بھی آکر مجھ سے چپک رہے تھے کئی میرا جسم جگہ جگہ سے پھٹ گیا اور میرا دل پروا

دھڑدھڑاہٹوں کا ڈھانچہ بن گیا تھا۔ میں کافی تکلیف میں تھا اگر میری سانس چل رہی تھی اور یہ اس طلسمی موتی کا کارنامہ تھا جو قبر میں آکا ش جادوگر نے دی تھیں میں حالات کے رحم و کرم پر تھا میں نے آخری دفعہ ہمزاد کو حاضر ہونے کا حکم دیا تھا تو یکدم ہمزاد حاضر ہو گیا میں نے ہمزاد کی طرف دیکھا تو وہ کافی زخمی تھا میں نے تکلیف بھری آواز میں کہا۔

ارے منجوس مجھے بچلو میں کافی تکلیف میں ہوں جو حکم میرے آقا اس سے پہلے کہ میں کچھ اور کہتا کہ یکدم میرا زہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا آخری احساس مجھے یہ ہوا تھا کہ شاید اب میری آنکھیں دوبارہ نہ کھلیں لیکن جس طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے ٹھیک اسی طرح روشنی کا نقطہ میرے دماغ میں جلا اور نور ابھ گیا آہستہ آہستہ میرے حواس بحال ہونے لگے اور میں ہوش میں آنے لگا جب مجھے مکمل ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میں ایک غار میں ہوں اور میرا ہمزاد میرے سامنے کھڑا ہے ہمزاد مجھے ہوش میں آتے دیکھ کر بولا آقا جب آپ بے ہوش ہوئے تو میں آپ کو اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا میں ان درندوں کو نظر نہیں آیا تھا لیکن آپ کا جسم وہ درندے دیکھ رہے تھے اور پھر میں آپ کو اسی غار میں لے آیا جس غار میں آپ کا دوست بلحاظ جن قید ہے اس غار میں داخل ہوتے ہی میری طاقت دوبارہ بحال ہو گئی اور آپ کے جسم سے سانس کیڑے اور پھپھروں کو ختم کر دیا آقا آپ جادو کی موتی کو کسی کے حوالے کر کے ہمیشہ کے لیے سکون کی خیند سو جائیں۔

ہاں ہمزاد میرے ہاتھ میں ان کاغذ کے چند ٹکڑوں کو دیکھ رہے ہو۔

ہاں آقا۔ یہ کیا ہے

جانے دو ہزار یہ راز میرے ساتھ شاید اس جنگل میں ہی ختم ہو جائے گا۔

آقا مجھے آزاد کر دیں ہزار پہلے تم اپنی سب طاقت صرف کر کے میرے دوست بلحاظ جن کو آزاد کر کے میرے پاس لے آؤ پھر تم ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جاؤ۔

جیسا آپ کا حکم آقا یہ کہہ کر ہزار چلا گیا جو میں کھڑے ہونے کی ہمت نہیں تھی۔ اگر میں اب تک زندہ تھا تو یہ اس جادوئی موتی کا کمال تھا ان ظالم و رندوں نے میرا جسم نوچ نوچ کر کھایا ہے لیکن میں بدلہ لینے کی چلا میں نہیں تھا۔ کیونکہ میں خود مرنے والا تھا تھوڑی دیر بعد مجھے غار کے اندرونی طرف سے قدموں کی چاپیں غائی ذیں میں نے بڑی مشکل سے سہا کر دیکھا تو ہزار کے ساتھ میرا دوست بلحاظ جن دکھائی دیا بلحاظ جن کی نظر جیسے ہی مجھ پر پڑی تو وہ دوڑ کر میری طرف بڑھا اور میرے قریب بیٹھ کر بولا میرے دوست تم واقعی عظیم انسان ہو جس نے ایک بے ضرر جن کی خاطر اپنی جان کی بازی لگادی میں تمہارے سب دشمنوں کو قتل کر دوں گا بلحاظ میرے دوست میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اب تم آزاد ہو چکے ہو میری مانتے ہو تو یہاں سے دور بہت دور چلے جاؤ اور کسی خوش زندگی بسر کر چھوڑو یہ سب دشمنی بھول جاؤ یہ سب کچھ ایک منٹ منہبر میں اپنے منہ سے موتی نکال کر بلحاظ جن کو دیا اور بولا یہ لو بلحاظ اے نگل جاؤ تمہارے پاس بے تحاشہ طاقت آجائے گی بلحاظ جن نے مجھ سے موتی لیا اور نگل لیا جیسے ہی میں نے اپنے منہ سے موتی نکال کر بلحاظ کو دیا تو یکدم میری تکلیف بڑھ گئی اور میری مناسرتیں لگی اور میرا وجود بیٹھے ہوئے بلحاظ جن کی گود میں اڑھک گیا۔

میں نے بلحاظ جن ہو۔ اب آگے کی تحریر

میرے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے میرا عظیم آدم دوست جیسے ہی میری گود میں گرا تو میں نے اس کی سانس دیکھی مگر وہ اس فانی دنیا سے رخصت ہو چکا تھا اس کے ہاتھ میں چند کاغذ کے ٹکڑے تھے میں نے وہ کاغذ کے ٹکڑے لیے اور ان کو پڑھنے لگا جوں جوں میں وہ تحریر پڑھ رہا تھا آنسو میری آنکھوں سے رواں تھے میرا دوست عبداللہ خوفناک ڈانچٹ کا لکھاری تھا اور وہ اپنی اس آپ بیتی کو خوفناک کی نظر کرنا چاہتا تھا اس کی تحریر ادھوری رہ چکی تھی لیکن میں اسے دوست عبداللہ کی تحریر کو مکمل کر کے خوفناک کی محفل میں حاضر ہوں میں نے اسی غار میں جگہ کھودی اور یہاں پر اپنے دوست عبداللہ کو دفن کر دیا اس کام سے فارغ ہوا میں نے اپنے آپ کو ہوا میں بلند کیا اور عبداللہ کے گھر کا رخ کیا چند لمحوں بعد میں عبداللہ کے گھر میں اس کے کمرے میں تھا جہاں بھی وہ سویا کرتا تھا میں بیڈ پر لیٹ کر سوچ رہا تھا کہ ہماری زندگی میں کچھ ایسے لمحات رونما ہوتے ہیں کہ ہمارے جذبے دل کے ہاتھوں مجبور ہو جاتے ہیں اور ہم ہم کسی کی ذات سے بہت سی امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں چاہے وہ ذات ہمارے لیے ناگوار اور اجنبی ہو ہم دل کی گہرائی سے اسی ناگوار اجنبی چہرے کو اپنے نگلتے ہیں اس میں اپنے ساری زندگی کا حاصل تلاش کرتے ہیں اپنی تمام اچھی بری توقعات اس سے وابستہ کر لیتے ہیں پھر وہی ہمارے لیے خوشی اور وہی غم ہوتا ہے منزل اسے ہم قدم پانے کی تمنا کرتے ہیں ہمارے دل میں اس کا ساتھ ضروری ہوتا ہے اور اس کی قربت کی فوج ہے سب ابھی راہیں سلجھ جاتی ہیں جادو میں لے کر خود رخ منزل کا تعین کر لیں راستے سمجھ جاتے ہیں۔ اور منزل مقصود فراموش جاتی ہے جسے بعض دفعہ ہم بڑی آسانی

پالنے میں مگر بعض سزا ایسے ہوتے ہیں جو منزل پالنے کے بعد شروع ہو جاتے ہیں کہ جب دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہم جس شخص کو اپنا مانتے ہیں جس کو اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں وہ ہماری امیدیں توڑ دیتا ہے جب اجنبی ہوتا ہے تو اپنا لگتا ہے اور جب اپنا بن جاتا ہے تو اجنبی کی طرح محسوس ہونے لگتا ہے پھر یہ دل اداسی کی شستی میں بجھو لے کھاتا یادوں کے ساحل سے ٹکراتا بے خودی کے عالم میں ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتا ہے امیدیں نوٹ اور سہارے چھوٹ جاتے ہیں زندگی کا یہ سزا ایسے ہی مدتوں کے چلا آ رہا ہے اور ایسے ہی چلتا رہے گا ایک ایسا سفر جس میں منزل مل کر بھی ملتی نہیں۔ میں بھی منزل پر آ کر منزل کی تلاش میں ہوں اپنا پیاز اپنی محبت اپنی خواہش اپنی خوشی سب کچھ پا کر بھی چین و فرار کا متلاشی ہوں ایک ایسے قرار کی جو سب کچھ پا کر بھی مجھے میسر نہیں ہے میرے خون کے رشتے جواب میں دنیا میں نہ ہیں ان سب کو جلا دیا گیا ہے میرے عظیم دوست عبداللہ کو مار دیا گیا ہے یہ ظلم صرف انسانی دنیا میں نہیں بلکہ جنات کی دنیا میں بھی ہوتا ہے ظلم انسان ہی نہیں جنات چرند پرند ورنہ لہذا سانس لینے والے سب ہی کرتے ہیں مگر میرا دوست عبداللہ جو تعویذ کر کے اپنی زندگی بسر کر رہا تھا وہ آج میری وجہ سے مارا گیا تھا۔ یہ سب سوچ کر میرا خون کھولنے لگا اور میں غصے میں اٹھ کر کھڑا ہوا سردار تم قاتل ہو میں آ رہا ہوں سنبھل کر رہنا میں بلحاظ جن حضرت سلیمان کی کہہ کر کہتا ہوں یا مر جاؤں گا یا تیری نسل تیرے سمیت ختم کر دوں گا میں یکدم انسانی روپ میں سے جنات کے روپ میں آ گیا اور ایک نظر عبداللہ کے کمرے کو دیکھا کہ یکدم میری نظر عبداللہ کی تصویر پر پڑی میری جناتی آنکھوں سے چند آنسو گرے اور میں نے آگے بڑھ کر اس تصویر کو اپنے

پاس محفوظ کر لیا میں ہوا میں بلند ہوا اور اپنے قبیلے کی طرف بڑھنے لگا دو راتیں اور دو دن لگا تار میں ہوا میں سفر کرتے کرتے آخر کار اپنے قبیلے تک پہنچ گیا اور پھرے بازار میں اتر گیا دوسرے جنات مجھ کو دیکھتے ہی چہ میگوئیاں کرنے لگے مگر میں ان سب سے بے پرواہ آگے بڑھنے لگا ایک طرف سے مجھے میرا ایک جن دوست نظر آیا تو میں نے اس کو آواز دی قطرا ص ادھر آؤ۔

ارے بلحاظ یار تم۔ تم زندہ ہو قطرا ص میرے گلے لگ گیا اور میں بولا۔

ہاں میرے یار میں زندہ ہوں جو میں سردار غورض کی قید سے آزاد ہو گیا ہوں اور میں اس کو تم سب کے سامنے لے کر دوں گا۔

نہیں میرے دوست نہیں سردار غورض جن کے پاس کافی طاقتیں ہیں اور اس کے ہزاروں کی تعداد میں محافظ جنات موجود ہیں تم چلے جاؤ یہاں سے بلحاظ میرے دوست۔

نہیں قطرا ص میں بڑ دل نہیں ہوں اس سے زیادہ طاقت میرے پاس ہے اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا بازار میں پاپل مچ گئی۔ اور یکدم سب جنات غائب ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ بازار میں دونوں راستوں سے سردار غورض جن کے محافظ جن ہاتھوں میں تلواریں لیے میری طرف بڑھ رہے تھے تو قطرا ص بولا بلحاظ بھگو یہاں سے اور ساتھ ہی قطرا ص بھی غائب ہو گیا۔ تب مجھے عبداللہ کی یاد آئی جو انسان ہوتے ہوئے بھی مشکل سے نہیں بھرا یا تھا اور ایک بے بس جن کی خاطر اس نے اپنی جان دے دی تھی۔ واہ رے واہ یار عبداللہ واہ۔ اے انسانو میں ایک جن تم کو سلام کرتا ہوں اور تم انسان عظیم ہو تم انسانوں کو دشمنی سے کوئی فتح نہیں کر سکتا تم انسانوں کو اگر کوئی ہراسکتا ہے تو وہ صرف دوستی کر کے تم کو مات دے

سکتا ہے میں یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ دس بارہ
تواریں میری گردن سے آئیں اور ایک جن
کریخت آواز میں بولا۔

خبردار بلحاظ جن اگر کوئی غلط حرکت کی
تو گردن دھڑ سے جدا ہو جائے گی کیا چاہتے ہو تم
اور تمہارا سردار کہاں ہے۔

بلحاظ میں یہاں ہوں محافظوں تم سب ہٹ
جاؤ ان سب جنات نے میری گردن سے تلواریں
بٹنا دیں میں نے گردن گھما کر دیکھا تو ایک آنکھ
ٹپے کا نہ جن غورض سامنے کھڑا میری طرف مسکراتی
نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ابے کانے کیوں مارا تم نے اس معصوم کو
اسے تیرا کیا بگاڑا تھا ظالم ہے تو اس معصوم کو تم نے

نوٹ قارئیں کرام میں اس تحریر کو قسط وار
لکھتا مگر گھریلو مجبوری کی وجہ سے میں اس تحریر کو
آگے نہیں لکھ سکتا میرے لیے دعا کریں کہ میری
مجبوری حل ہو جائے اور میں دوبارہ خوفناک
ڈائجسٹ کا حصہ بنوں شکریہ۔

جنگی درندہ کی خوراک بناؤ والا کیوں آخر
کیوں میری جناتی آنکھوں سے آنسو رواں تھے
اور غورض جن قہقہہ رگڑا ہوا کہ یکدم وہ گرج کر
بولا بلحاظ اگر تو اس آدم زاد کے پاس نہ جاتا تو وہ
نوری علم کا تعویذ نہ لکھتا تو وہ بچ جاتا بابا بابا۔ اب
تم میرے آخری شکار ہو جو جاودا کی موتی مجھ کو
عبداللہ نے دیا تھا اس موتی کے محافظ بدروح کو
میں نے حاضر کیا اور سب جنات سے پوشیدہ
میں نے اس کو چننا سدایت دیں اور سردار غورض
جن کی طرف مسکرا کر دیکھ کر بولا۔

ابے کانے جن میں نہیں تو میرا شکار ہے ذرا
مزکر دیکھا غورض جن نے جب مزکر دیکھا تو ہر
طرف اس کے محافظ جنات کی کئی پھٹی لاشوں کے

ذہیر پڑے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر وہ بدحواس
ہو گیا اور پانگوں کی طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا
قریب پڑی تلوار میں نے اٹھالی اور بدحواس
غورض جن کی صبح آنکھ میں اتار دی سردار غورض
جن کی کرناک چٹنی سنائی دی اپنی آنکھ پکڑ لی مجھ
پر وحشت طاری ہوئی تھی میں نے اس جن کے
بڑے بڑے کان کاٹ دیئے پھر اس کے دونوں
بازوؤں کو جدا کر دیا۔ پھر میں نے جینیں مارتے
ہوئے جن کے دل میں تلوار اتار دی اور وہ تڑپتے
لگا تڑپتے تڑپتے ساکت ہو گیا میں نے اس جن کی
لاش کے اوپر آگ کی بارش برسا دی جس سے وہ
چند لمحوں میں ہی جل کر دھواں بن کر غائب ہو گیا
میں چند لمحوں بعد سردار غورض جن کے
گھر میں داخل ہو گیا اور جو وہ مجھے نظر آتا گیا اسی کو
میں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ چند لمحوں
بعد جب میں سردار غورض کے گھر سے نکلا تو قبیلے
کے سب ہی جنات مجھ کو خوفزدہ لگا ہوں سے
گھور رہے تھے میں ان سے بے پرواہ آسمان کی
طرف بلند ہوا اور ہوا کے دوش پر نامعلوم مقام کی
طرف پرواز کرنے لگا میری نظریں کسی دیرانے کی
تلاش میں تھیں جہاں پر کوئی نہ ہو ہر طرف تہائی ہو
دس دن کی مسافت طے کر کے مجھے نیچے ویرانے
میں ایک جنگل دیکھائی دیا تو جلد ہی میں اس جنگل
میں اتر گیا۔ اور ایک بنجر درخت کے تنے سے
پشت ٹکا کر بیٹھ گیا جادو کے ذریعے کھانا حاضر کیا
اور کھانے پر ٹوٹ پڑا کھانے سے فارغ ہو کر مجھ کو
دائیں جانب آہٹ کا احساس ہوا تو میں نے مزکر
دیکھا ایک جن جس کی عمر تقریباً بیس سال کا ہوگا
اور رنگ سیاہ تھا کھڑا تھا اور میری طرف ہی دیکھ
رہا تھا تو میں نے مسکرا کر کہا۔

میں سمجھا تھا شاید یہ جنگل انسانوں اور جنات
سے پاک ہوگا۔ اور میں سکون سے رہوں گا۔ لیکن

ایں ہیں ہے یہ میرا خیال تھا میں نے اس جن زاد
سے کہا۔ اور اس کی بات سنیں بغیر ہی خود کو ہوا
میں بلند کیا اور اڑنے لگا اڑتے اڑتے میں ایک
شہر کے اوپر سے گزرنے لگا کہ نیچے روڈ پر میں نے
ایک انجان سا چہرہ دیکھا تو میں فوراً زمین پر اتر گیا
اور اس چہرے کو غور سے دیکھنے لگا اف یہ یہ تو
عبداللہ ہے میرا دوست نشتے میں دھت تھا اور
ایک لڑکی اس کو سہارا دے کر ایک کاری فریٹ
سیٹ پر بیٹھا رہی تھی میں ان کے قریب گیا تو ان کی
باتیں سنائی دیں۔ لڑکی کہہ رہی تھی جان آج کچھ
خد سے زیادہ بی بی بی ہے آرام سے منجھل کر بیٹھو
میں ڈرامیوٹک کرتی ہوں کیوں اتنی پی پی لی تم نے
لڑکی نے ڈرامیوٹک سیٹ سنبھالتے ہوئے کہا تو
عبداللہ یا عبداللہ کا ہمشکل جو بھی تھا اس نے کہا۔

ہم نوٹ بھی جاتے ہیں تو چرچا نہیں کرتے
کچھ درد بھی سہتے ہیں تماشا نہیں کرتے
ہم اپنے مفادات کی تکمیل کی خاطر
ہر شخص کے جذبات سے گھیلا نہیں کرتے
ہم کو کوئی گلہ ہے تو خود اپنے دل سے ہے
اوروں پر ہم الزام تراشی نہیں کرتے
مطلب پرستی کا جو آدمی نہیں ہوتے
وہ ہاتھ ملا کر کبھی چھوڑا نہیں کرتے
کچھ اس طرح کے لوگ بھی مل جاتے ہیں اکثر
جو دوستی تو کرتے ہیں نبھایا نہیں کرتے
یہ الفاظ میں نے سنے تو اس دوران لڑکی نے
گاڑی اشارت کی اور آگے بڑھا دی میں جا ہی
موتی گاڑی کو دیکھنے لگا اور پھر اس کے پیچھے
دوڑنے لگا لیکن کچھ سوچ کر میں نے اٹھتے ہوئے
قدیموں کو روک لیا نہ نہیں نہیں میں اب دوبارہ
کسی بھی آدم زاد کی زندگی میں نہیں آؤں گا
میں اس شخص جو عبداللہ کا ہمشکل تھا اس کے
بارے میں بھی مجھ کو جاننے کا کوئی حق نہیں ہے یہ

یہ راز رازی رہے تو بہتر ہے لیکن کیا یہ عبداللہ تھا
یا پھر اس کا کوئی ہمشکل تھا یہ سب باتیں میرے
دماغ میں تھیں میں انسانی روپ میں آیا۔ اور ایک
ہوٹل میں داخل ہو گیا خالی کرسی پر بیٹھ کر عبداللہ کی
لکھی ہوئی تحریر نکالی اور اپنے ساتھ گزرے ہوئے
واقعات لکھنے لگا اب اس تحریر کو میں نے خوفناک
ڈائجسٹ کے حوالے کر دیا ہے اور ان سے گزارش
کروں گا کہ میرے دوست کی تحریر کو اپنے رسالے
میں ضرور جگہ دیں میں کہیں بھی اب بسرا کر لوں گا
لیکن کبھی بھی انسانوں کے کاموں میں دخل
اندازی نہیں کروں گا کیونکہ میری ایک غلطی کی وجہ
سے ایک عظیم اور لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے
والا انسان بڑی بے دردی سے مارا گیا تھا
اور میں اس عظیم انسان کو سلام پیش کرتا ہوں۔
فقط بلحاظ جن۔

غزل

اے ساگر کی یہ حسرت ہے مجھے اپنی تو گہرائی دے
تیری لہروں میں بہنے نہ دینا مر جاؤں گی نہ جدائی دے
تیرے نام کی زندگی جی لوں گی تیری آنکھ سے آنسو
لوں گی
اس دنیا میں مجھے تیرے سوا اب اور نہ کچھ بھی دکھائی
دے
ان لبوں سے تیرا نام ضم کہیں چھین نہ لیں دینا والے
تو میرا ہے میں تیری ہوں بھی آکر یہ گواہی دے
مرنے سے پہلے اے جاں حسرت یہ پوری کر دینا
سننے سے لگا کر وعدہ کر تو میرا ہے سچائی دے
دنیا میں رہوں تو ساتھ رہے بھی مجھ سے الگ نہ ہو جانا
مر جاؤں تو قبر کی تختی پر تیرا بھی نام دکھائی دے
کشور کرن۔ چوکی

یہ کیسی دوستی

تحریر: کشور کرن، پتوکی

مجھے سکون چاہیے اور جب وہ میرا خون چوتی ہے تو مجھے وہ سکون ملتا ہے جو شاید مجھے کبھی بھی نہ ملا ہو۔ اس کی بات سن کر مجھے دکھ ہوا میں نے کہا جانتے ہو تم دن بدن موت کی طرف بڑھتے جا رہے ہو۔ ہاں جانتا ہوں سب کچھ جانتا ہوں لیکن اب مجھے زندگی سے کوئی بھی پیار نہیں ہے میں اپنے ابو کے پاس جانا چاہتا ہوں تم نہیں جانتے ہو کہ میں اپنے ابو سے کتنا پیار کرتا ہوں انہوں نے میری خوشیوں کے لیے کیا کچھ نہیں کیا تھا بس مجھے اب مجھے جینا نہیں ہے۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا میرے لیے کبھی نہیں جینا چاہتے۔ میری یہ بات سن کر اس نے روتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھا اور کہا تم نے میرا ہر موڑ پر ساتھ دیا ہے تمہارے لیے تو میں جان بھی دے سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے بس آج کے بعد تم اس کو اپنا خون نہیں پلاؤ گے۔ میری بات سن کر وہ سوچ میں پڑ گیا پھر بولا ٹھیک ہے میں اب ایسا نہیں کروں گا۔ میں آج کے بعد کبھی بھی قبرستان نہیں جاؤں گا جانتے ہو میں اپنا خون پلانے قبرستان جاتا تھا جب ہر کوئی سو جاتا تھا تب میں چپکے سے قبرستان چلا جاتا تھا یہ ہے میں ایسا کیوں کرتا تھا۔ کیوں۔ میں نے پوچھا۔ اس لیے کہ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ میرے باپ کے قاتل کو جانتی ہے اور وہ ایک بہت بڑا دیو ہے اس کو مارنے کے لیے مجھے کسی نوجوان لڑکے کا تین ماہ تک خون پینا ہوگا میں نے جلدی نہ کر دیا کہ میں اپنا خون تم کو پلاؤں گا تم میرے باپ کے قاتل کو کس مار دو تب سے میں اس کو خون پلاتا چلا آیا ہوں اور پھر اس نے میرے سامنے ایک کالے دیو آگ لگائی تھی اس نے کہا تھا کہ اس نے میرے باپ کا خون کیا تھا بس مجھے سکون مل گیا۔ لیکن اس کو خون پلانے کی مجھے عادت پڑ گئی تھی جب تک وہ میرا خون نہیں پی لیتی تھی مجھے سکون نہیں ملتا تھا۔ عادل میرے دوست میں اب ایسا کبھی بھی نہیں کروں گا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں چاہے کچھ بھی ہو جائے میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا۔ ایک سسنی خیز کہانی

ہمارے بیٹا کیا بات ہے آج تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ ماں نے میرے سر جھانے ہوئے چہرے سے اندازہ لگا کر پوچھا۔ کچھ نہیں ماں میں ٹھیک ہوں آپ ٹینشن مت لیں میں نے بیگ رکھا اور اپنے روم میں یونیفارم پہنچ کرنے چلا گیا ماں نے جب دیکھا کہ میں ڈرا ہوا ہوں تو وہ پریشان ہو گئیں جب میں کمرے سے نکلا تو امی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میرے ہاتھ پر وہ ہاتھ لگا کر دیکھا کہیں بخار تو نہیں پھر دوبارہ وہی سوال دہرایا

میں نے ماں کو ہلکی دیتے ہوئے کہا۔ امی میں بالکل ٹھیک ہوں کوئی بھی ایسی بات نہیں آپ کو کیا محسوس ہوا ہے؟

بیٹا میں تیری ماں ہوں اور تیرے بارے میں سب جانتی ہوں۔ بتا کیا بات ہے تو اتنا ڈرا ہوا کیوں ہے امی کی بات سن کر میں نے ایک سرد سی سانس لی اور ان سے بھلا میں کیا کہتا میں جانتا تھا کہ مجھے کچھ بھی نہیں ہے لیکن وہ نہ جانے کیوں محسوس کرنے لگی تھیں کہ میں ڈرا ہوا ہوں۔

ہاں ماں آپ سے بھلا کوئی جانتا ہے۔
 تو پھر بتاؤ بیٹا کیا بات ہے؟ ماں میرے
 پیچھے پیچھے تھیں اور میں آگے آگے تھا پھر ماں
 ہے میرا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئی ہاں میں میں کیا کر سکتا تھا
 ماں کے مجبور کرنے پر میں نے بتایا۔
 امی آج میری کلاس میں ایک نیا لڑکا داخل
 ہوا ہے وہ بہت پیارا اور معصوم سا ہے سارا دن
 میں اسے دیکھتا رہا مگر وہ بہت نہیں کیوں پریشان تھا
 اس نے کسی میں بھی دلچسپی نہیں لی میں نے محسوس
 کیا کہ اسے کوئی پر اہم ضرور ہے اور اگر وہ ایسے
 ہی رہا تو میں برداشت نہ کر سکوں گا۔۔۔ نجانے
 کیوں وہ میرے دل میں اتر گیا ہے اس سے قبل
 میرے ساتھ ایسا کچھ بھی نہ ہوا تھا۔ میری بات سن
 کر ماں نے ایک پرسکون سانس لی۔
 بیٹا ہو سکتا ہے کہ وہ آج پہلے دن آنے سے
 ایسے کر رہا ہو اور پھر جب کوئی بچہ کسی نئے سکول
 میں ایڈمیشن لیتا ہے تو پہلے دن اس کی یہ ہی
 کنڈیشن ہوتی ہے ماں نے سمجھایا۔
 نہیں ماں یہ نہیں ہو سکتا وہ اتنا پریشان تھا مجھ
 سے دیکھنا نہیں جا رہا تھا اس کا معصوم سا چہرہ ابھی
 بھی میرے سامنے گھوم رہا ہے میں اس سے اس کی
 پریشانی کی وجہ ضرور پوچھوں گا اور اگر دوستی کی تو
 اس سے کروں گا یہ میں نے آج فیصلہ کر لیا ہے اور
 اسی جان اگر اسے کوئی مسئلہ ہوا تو کیا میں اسے
 اپنے گھر لا سکتا ہوں۔
 کیوں نہیں بیٹا ضرور لانا وہ بھی تو تجربے
 جیسا ہے میں بھی دیکھوں کہ آج تک تو میرے
 لیے اپنے باپ کے لیے یا پھر کسی اور کے لیے کبھی
 ایسا نہیں ہوا آخر اس میں ایسی کون سی بات ہے
 جس نے تجھے مایوس کیا ہے۔
 اسی جان جب وہ آئے گا تو اسے دیکھ لینا
 اور اب میں تمھوڑا سا آرام کروں۔

ارے بیٹا عادل کیا کہا کھانا نہیں کھاؤ گے
 نہیں امی بھوک نہیں ہے آپ پلیز مجھے مرنے دیر
 میرا سر چکرا رہا ہے اگر کچھ دیر سو جاؤں گا تو ٹھیک
 ہو جاؤں گا اور آپ ذرا بھی ٹینشن مت لیں۔
 اوکے۔ اوکے بیٹا جاؤ شاباش سو جاؤ میں
 نے ماں کو تسلی دی اور اپنے کمرے میں آکر لیٹ
 گیا ایک نظر کمرے کی چھت پر ڈالی اور چھت سے
 لگے ہوئے کچھے کو چلتے ہوئے دیکھتا رہا ذہن میں
 وہی چہرہ گھوم رہا تھا اس کی ہر ادھر میرا جین سکون
 چھن رہی تھی وہ تھا بھی میری عمر کا مگر تھا بہت پیارا
 تھا نجانے مجھے وہ کیوں اچھا لگا تھا اس کے چہرے
 کی معصومیت میرے دل کو بھائی تھی اور میں نے
 فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اس سے دوستی کروں گا اور
 لگنی لگنی دوستی کروں گا میں کل اس سے بات
 کروں گا اور اسے کہہ دوں گا کہ میں پورے سکول
 کو چھوڑ کر صرف تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں تم سے
 دوستی کر کے زندگی کی آخری سانس تک نبھاؤں گا
 میرے بار تم بھی اپنے آپ کو اکیلا مت سمجھنا میں
 تیرا سایہ بن کر تیرے ساتھ رہوں گا میں تمہیں ہر
 وہ خوشی دوں گا ہر وہ چیز دوں گا جس کی تم خواہش
 رکھتے ہو میں تمہیں بھی مایوس نہیں دیکھنا چاہتا ہے
 شک میں ایک عام انسان کا بیٹا ہوں مگر تم دیکھنا
 اپنی خوشیاں بچ کر تمہاری خوشیاں خریدوں گا کچھ
 بس ایک صرف ایک بار مجھے اپنا غم بتا دو میں نے
 اس سے کئی سوال کرنے ہیں مجھے یہ نہیں معلوم کہ
 وہ مجھے ایسا دکھ بتائے گا یا نہیں۔ میں اس سے کس
 طرح پوچھوں گا۔ کیا پوچھوں گا۔ میرے ذہن میں
 طرح طرح کے خیالات گھوم رہے تھے میں نے
 نجانے اسے کتنی باتیں کر لی تھیں مگر سب خیالوں
 میں کاش وہ ابھی میرے پاس آجائے اور میں
 اسے خدا کا واسطہ دے کر ساری باتیں پوچھ لوں
 مگر ایسا ہو گا نہیں میں اسے تصور میں لا کر باتیں

کرتا رہا وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا یہ تو تب
 احساس ہوا جب ماں کی سریلی اور میٹھی آواز
 میرے کانوں میں گونجی۔
 عادل بیٹا انھ جاؤ تم ٹیوشن سے لیٹ ہو گئے
 ہو جلدی اٹھو شاباش تو میں نے اپنے آپ کو سو
 چوں سے نکال کر خود کو کر کہا کہ عادل بھاگ
 بھاگ ورنہ مرنا غنا بنا پڑے گا جلدی سے اٹھنا تیری
 کی اور چلا گیا ٹیوشن میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا خیر
 اپنا کام کیا اور واپس آکر کھانا کھا کر لیٹ گیا اب
 مجھے صبح کا انتظار تھا کہ رات جلدی کئے اور میں
 جلدی صبح سکول جاؤں خیر پھر اسی کی یادیں اور
 میری ان کے ساتھ جنگ بہت رات گئے تک میں
 لڑتا پھرتا جانے کب نیند نے اپنی آغوش میں لے
 لیا صبح اٹھا نماز پڑھ کر اس کے لیے دعا کی خدا سے
 اس کی دوستی کی خواہش کی التجا کی اور تیار ہو کر
 ناسا جاتے ہوئے بھی تمھوڑا سا ناشتہ کیا اور امی کا ہاتھ
 چوم کر اللہ حافظ کہہ کر گھر سے نکل آیا۔
 جب سکول پہنچا تو ابھی تک میری کلاس کا
 کوئی لڑکا نہیں آیا تھا میں بہت بے چینی سے اس کا
 انتظار کر رہا تھا میری نظر گیت کی طرف تھی بچے
 آتے گئے میں سب کے چہرے دیکھتا رہا جب میں
 اس کا رستہ دیکھ دیکھ کر مایوس ہو گیا تو اچانک گیٹ
 سے اندر آتی ہوئی ایک عورت نے اس کا ہاتھ پکڑا
 ہوا تھا وہ شاید اس کی ماں تھی جو اس کی طرح سر
 جھکائے اندر آ رہی تھی میں دیوانوں کی طرح دوڑا
 اور ان کے ساتھ مل کر چلنے لگا وہ دونوں خاموش
 تھے اور آفس کی طرف چل رہے تھے میں بھی ان
 کے ساتھ چلتا جا رہا تھا اور میری نظر صرف اس کی
 طرف تھی میں مسلسل اس کا چہرہ دیکھتا ہوا جا رہا تھا
 کہ وہ اتنا پریشان تھا شاید ماں نے ٹھیک کہا تھا کہ
 جب بچہ نیا ایڈمیشن لیتا ہے تو کچھ دن وہ سکول کا
 خاموشی سے جائزہ لیتا ہے پھر آہستہ آہستہ تیز ہو

جاتا ہے ماحول کے مطابق میری نظریں اس کی
 طرف اور ذہن ماں کی باتوں کی طرف تھا میں نے
 پھر اس سے اس کا نام پوچھا تو اس کی امی نے ایک
 پیار بھری نظر سے میری طرف دیکھا اور بولی۔
 بیٹا اس کا نام اسد ہے اور تمہارا نام کیا ہے
 میں نے کہا بیٹی آئی میرا نام عادل ہے۔ آئی آپ
 اسد کا ایڈمیشن کروانے آئی ہیں۔ میں نے ساتھ
 ہی دوسرا سوال کر ڈالا۔
 ہاں بیٹا خدا کرے ہو جائے۔
 ہو جائے گا آئی آپ فکر نہ کریں اس نے
 میرے سر پر ہاتھ پھیرا اتنے میں سکول کے آفس
 کے پاس پہنچ گئے اندر ہیڈ ماسٹر صاحب بیٹھے تھے
 میں آفس کے دروازے میں ہی کھڑا ہو گیا اور وہ
 اندر چلے گئے سر نے انہیں بیٹھنے کو کہا وہ بیٹھ گئیں پھر
 سر نے پوچھا۔
 جی باجی حکم کریں تو اسد کی امی نے اسد کا
 شوقیت دکھایا سا تو اس کلاس پاس اور آٹھویں میں
 داخل کروانا ہے سر نے شوقیت رکھ لیا اسد کو بلا کر
 پوچھا بیٹا اسد تمہارے ابو کیا کرتے ہیں تو اسد نے
 اپنا سر جھکا لیا اسد کی امی کی آنکھوں سے آنسو آ گئے
 وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولیں۔
 سواری ماسٹر صاحب اس بچے سے اس کے
 ابو کا ذکر مت کرنا میں نے پہلے ہی بہت مشکل سے
 اسے قابو کیا ہے تو ماسٹر صاحب نے اسد سے کہا
 کہ جاؤ بیٹا تم اپنی کلاس میں وہ آفس سے باہر آ گیا
 میں نے اسے کہا وہ سامنے والا کمرہ ہے وہ سیدھا
 چلا گیا پھر میں اس کی امی کی باتیں سننے لگا سر نے
 پوچھا جی باجی کیا وجہ ہے ان کے ابو نے آپ
 لوگوں کو چھوڑ دیا ہے کیا۔
 اسد کی امی نے سرد آہ بھری اور اپنی آنکھوں
 سے گرتے ہوئے آنسو اپنے دوپٹے کے پلو سے
 صاف کرتے ہوئے بولی۔

نہیں بھائی صاحب ہمیں ہی نہیں وہ پوری دنیا کو چھوڑ گئے ہیں یہ سن کر میری آنکھوں سے بھی آنسو آگئے پھر وہ بولی ماسٹر صاحب جب سے اس کا باپ فوت ہوا ہے تب سے میرا یہ بچہ بننا تو جیسے بھول ہی گیا ہے نہ یہ بچوں کے ساتھ کھیلتا ہے بس اس نے چپ ہی کو اپنی زندگی بنا لیا ہے میں نے اسے اس لیے جلدی داخل کروایا کہ اس کا دل سکول کے بچوں میں لگا رہے گا پھر ہو سکتا ہے سکول میں سے یہ کسی بچے سے گہری دوستی کر لے جو اسے سکول کے بعد بھی سوچنے کا موقع ہی نہ دے ماسٹر صاحب خاموشی سے سنتے رہے مگر میں سن سن کر روتا رہا اور دل ہی دل میں جواب بھی دیتا رہا کہ آنٹی آپ فکر نہ کریں میں اسد کو کبھی پریشان نہ ہونے دوں گا اس کی اسی شاید یہ باتیں برداشت نہیں کر پاری تھی ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کھڑی ہو گئیں بولی۔

اچھا بھائی میرے یتیم بچے کا خیال رکھنا۔

آپ فکر نہ کریں باجی انشاء اللہ خدا اسے صبر دے گا ہم اس پر پوری توجہ دیں گے یہ کہہ کر وہ گیٹ کی جانب چل دی اور میں کلاس روم کی طرف دیکھا تو وہ مصوم سر جھکائے بیٹھا تھا میں ہنسنے لگا اور اس کے ساتھ آکر بیٹھ گیا اس نے نظریں اٹھائیں اور دیکھ کر جھکا لیں میں پھر پریشان ہو گیا حاضری بولی اس کے بعد پڑھائی شروع شروع ہو گئی میرے اور اس کے درمیان کوئی بات نہ ہوئی تھی مجھے بریک ہونے کا انتظار تھا میں نے کچھ دیر چپ رہنے کے بعد خاموشی کو توڑا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

اسد تم بہت اچھے ہو میرے ساتھ دوستی کرو گے کیا۔ دیکھیں میرا مشن پڑھنا ہے اپنے باپ کے خوابوں کو پورا کرنا ہے اگر میں سکول میں دوستی کے چکر میں پڑ گیا تو پڑھ نہ سکوں گا آپ پلیز مجھے

پڑھنے دو مجھے اپنے باپ کی نصیحت اچھی طرح یاد ہے کہ بیٹا کسی سے دوستی نہ کرنا دل لگا کر دوستی کے تو کامیاب ہو گے اس دور میں 99 فیصد لوگ دوستی کو مذاق بنائے رکھتے ہیں سو میں سے ایک فیصد ہے جو دوستی کو دوستی سمجھے ورنہ ڈرامہ ہی ہے میں دوستی نہیں کر سکتا تم بھی کسی پر اعتماد مت کرنا بھائی عادل مجھے سچ میں آج تک دوستی میں وفا نہیں آئی وہ بولتا جا رہا تھا میں خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا اور باتیں بنتا زبا وہ واضح ہی سچ کہہ رہا تھا، مجھے اس کی باتوں کا ذرا بھی برا نہیں لگا وہ جو کچھ کہہ رہا تھا وہ سب کچھ اس دور میں ہو رہا تھا پھر مجھے برا ہی کیوں لگے گا۔ مجھے تو اگر وہ گالیاں بھی دے گا تب بھی برا نہیں لگے گا کیونکہ مجھے تو اس سے دلی طور پر محبت تھی پھر محبت کیسے نہ ہوتی اس کا مصوم سا پیارا سا چہرہ بھی محبت کے قابل سمجھنے جو پڑھانا تھا وہ پڑھایا میں بار بار ناظم دیکھ رہا تھا۔

میں نے اسد سے کہہ دیا کہ وہ بریک کے ناظم مجھے تھوڑا سا ناظم دے وہ مان گیا بولا ٹھیک ہے بریک وقت میں آپ کے ساتھ رہوں گا مگر ایک بات یاد رکھنا میں تمہیں زیادہ وقت نہیں دیا کروں گا یہ میری مجبوری ہے۔

ٹھیک ہے بھائی تم جیسے کہو گے جو کہو گے میں وہ کروں گا اور دے ہی کروں گا مگر میری دوستی قبول کر لو میں تمہیں کسی بھی صورت کھوتا نہیں چاہتا وہ خاموش ہو گیا اتنے میں بریک کی بیل بجی میرے انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئیں پھر ہم دونوں نے بیک بند کیے اور باہر آگئے ہم دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے ایک طرف بیڑ کی گہری چھاؤں میں اکیلے جا کر بیٹھ گئے دونوں ہی خاموش تھے آخر میں نے خاموشی کی زنجیر توڑی اور ہمت کے بول پڑا۔

اسد بھائی کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ تم پیسے کس سکول میں پڑھتے رہے ہو۔

یار میری عمر تو ابھی اتنی زیادہ نہیں ہے مگر داستان بہت بڑی ہے جو اگر میں سنا نا چاہوں بھی تو آپ سن نہیں پاؤ گے۔

نہیں اسد تم بتاؤ آخر کتنے بھی پتہ چلے عادل یار تم مجھے مجبور مت کرو آپ سے برداشت نہیں ہو گا نہیں اسد مجھ میں ہمت ہے میں کر لوں گا برداشت

تو پھر سنو میں ایک گاؤں میں پیدا ہوا تھا میرا تایا اور تایا بہت خوش تھے پھر امی اور ابو کی خوشی کی تو انتہا نہ تھی رفتہ رفتہ میں چلنے لگا بولنے لگا پانچ سال کا تھا کہ ابو مجھے گورنمنٹ سکول میں داخل کر دیا آئے میں نے پانچ سال اسی سکول میں پڑھا بلکہ پڑھتا تھا اور یہ بھی بتا دوں میرے تایا ابو سرکاری ملازم تھے اور میرے ابو محنت مزدوری کرتے تھے تایا بڑے تھے انہوں نے ابو کو پڑھنے نہ دیا بلکہ یہ کہہ لیا اپنے چھوٹے بھائی کو اپنا نوکر بنا کر رکھا ہر وقت اپنا کام کرواتے تھے ابو چھوٹا ہونے کے ناطے آگے سے خاموش رہنا بہتر سمجھتے تھے اسی طرح تایا جی پڑھتے رہے ابو اپنا زور سے پھرتا یا کوسر کاری جاب مل گئی اور ابو محنت مزدوری کے لیے ہی رہ گئے تایا ہر وقت بن سنور کے دے دے ابو ہر وقت پسینے میں ڈوبے گندے کپڑے پہنے بھی نمی گارے سے بھرے ہوتے اسی طرح ہی دن گزرتے رہے میں جب پیدا ہوا تو یتیم بن گیا میرے ابو کو گلے لگا کر مبارکباد دی تھی ورنہ ہر وقت روک ٹوک ڈانٹ جھاز کرتے رہتے تھے میں تیسری میں ہی تھا سب کچھ دیکھتا رہتا تھا کہ تایا، ابو کے ساتھ کیا سلوک کرتے پھر اتنا مجبور کر دیا کہ ہمارے ہی گھر میں ہمارا رہنا مشکل کر دیا تھا جب بھی ابو شام کو گھر آتے تایا جی نہاد مو کر کھڑے

ہوتے اور ابو کو اپنا پیکر دینا شروع کر دیتے کہتے منظور مجھے شرم آتی ہے تمہیں دیکھ کر لوگ مجھے باتیں کرتے ہیں کہ ایک بھائی سارا دن گارے میں ڈوبا ہوتا ہے اور دوسرا کرسی پہ بیٹھ کر کھلم چلاتا ہے دیکھ منظور اگر تم نے اپنی یہ ہی حالت رکھی تو یہاں تم رہو گے یا میں تم نے تو گاؤں والوں کے سامنے بھی میرا سر جھکا رکھا ہے میں تنگ آ گیا ہوں لوگوں کی باتیں سن کر تم کہیں اور جا کر یہ کام کرو اور مجھے یہاں سکون کی زندگی جینے دے تو میرا بھائی ہے اگر میرے بس میں ہوتا تو شاید میں کہیں تمہیں اپنے آفس میں ہی کسی کام میں رکھ لیتا لیکن یہ سب میرے بس میں نہیں ہے میں تیری بہتری کے لیے یہی کہتا ہوں تیرا دشمن نہیں ہوں اور کل کو اسی گاؤں کے لوگ تمہیں بھی طعنے دیں گے کہ دیکھو کیا حالت ہے تم اپنے افسر بھائی کے گھر میں ہی نوکر لگ جاؤ جب ایسی باتیں سنو گے تو تم سے برداشت نہ ہوں گی یہ میں ہی ہوں جو ہر ایک کی سن کر ہضم کر لیتا ہوں خیر ابو گھر آ کر ٹھکان دور کرنے کے بجائے امی کو بتاتے اور روتے میں ابو کی آنکھوں سے چپ چاپ آنسو دیکھتا رہتا میں بہت چھوٹا تھا کچھ نہیں کر سکتا تھا آخر ابو کی گود میں جا کر ان کی طرف دیکھتا اور کہتا ابو آپ مت رہیں میں بڑا ہو کر آپ کو کچھ نہیں کرنے دوں گا اور ابو، تایا ابو کے سارے بچوں سے زیادہ پڑھوں گا اور آپ کا نام اونچا کروں گا ابو میری بات سن کر میرا ہاتھ چومتے اور پیار کرتے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اور کہتے انشاء اللہ بیٹا میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں پھر امی کہتیں جاؤ اسد کیلو تمہارے ابو ٹھکے ہوئے ہیں تنگ مت کریں سائیدے ہو جاتا مگر کوئی اولاد بچپن میں اپنے ماں باپ کا دکھن کر خوش نہیں رہتے خیر تایا نے وہ ہی کر دیا جو نہیں کرنا چاہیے تھا جو ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے تایا نے اپنی

اتار رکھی رشتہ نہیں رکھا تیا نے میری امی کو آکر گالیاں دینا شروع کر دیں جب ابو نے کہا کہ اس کا کیا قصور ہے اسے تو آپ خود اپنے ہاتھوں سے بیاہ کر لائے ہو پھر اسے کیوں برا بھلا کہتے ہو۔ اس بات پر تیا نے ڈنڈا پکڑ کر امی کو بھی مارا اور ابو کو بھی اور ایک دن کی مہلت دی کہ تم لوگ یہاں نہ گئے تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا میرے ابو نے رشتہ رکھا تھا اپنے بھائی کا ہمیشہ کی طرح احترام کیا آج تک اپنے بڑے بھائی کو جواب نہیں دیا پھر یہ وقت ایسا تھا کہ اپنا حق لینے کے لیے بھی بھائی کو جواب نہیں دیا اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہے؟ کہ ابو نے خود بھی بڑے بھائی سے مار کھائی اور امی کو بھی پختہ دیکھا مگر زبان تو کیا نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھا سب کچھ ہونے کے بعد ابو نے امی سے کہہ دیا کہ تم نے اپنے کچھ کپڑے اپنا زور اور ضرورت کی چیزیں ایک بیگ میں ڈال لو ہم کل صبح ہوتے ہی یہاں سے چلے جائیں گے امی رو بھی رہی تھیں اور پیٹنگ بھی کر رہی تھیں میں نے پوچھا ابو ہم لوگ کہاں جائیں گے تب ابو نے مجھے گلے لگا کر کہا بیٹا ہم شہر چلے جاتے ہیں ہم وہاں پڑھنا وہاں ہمیں کوئی بھی غربت کا طعنہ نہیں دے گا میں خاموشی سے سنتا رہا۔

خیر ہم لوگوں نے رات کو سوگن میں گزاری صبح ہوتے ہی ہلکا ہلکا ناشتہ کیا اور ایک بیگ تھا ہمارے پاس ہم نے اٹھایا اور کھڑک لگا کر اللہ حافظ کہہ دیا امی رونی جاری تھی ابو بھی بہت غمزدہ تھے ہم سناپ پہ گئے رکشہ لیا اور شہر پہنچ کر بس میں بیٹھ گئے ابو بہت پریشان تھے کہ ہم کس کے پاس جا رہے ہیں ہمارا کوئی اپنا نہیں ہمارا کوئی گھر نہیں ہمارا کوئی واقف نہیں ایک انجان سفر تھا ایک انجان رستہ تھا ایک انجان منزل تھی اور انجان ہی شہر تھا ہم ایک شہر کے سناپ پر اترے کافی دیر

وہاں کھڑے رہے ابو بہت پریشان تھے کہ اب کس کے پاس جائیں اچانک ابو کے ذہن میں ایک دوست کا خیال آیا وہ بھی اسی شہر میں رہتا ہے ہم سیدھے ان کے گھر گئے ابو نے تیل دی تو وہ خود باہر آئے ابو کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے گلے ملے اور مجھے اٹھالیا اور اپنے گھر لے گئے ان کے گھر والے بھی ہمیں دیکھ کر خوشی کا اظہار کرنے لگے ہمیں بہت زور کی ہجوک لگی تھی انہوں نے کھانے کا انتظام کیا کھانا کھاتے ہی کچھ سکون ہوا جسم میں جان سی آگئی کھانے کے بعد سب اکٹھے ہو گئے بات چیت ہونے لگی انکل اسلم جن کے گھر ہم گئے تھے وہ بولے۔

جی اب بتاؤ کیسے ہماری یاد آئی مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ آپ ہمارے پاس آئے ہو اور ہم اکٹھے بیٹھے ہیں ابو بولے دیکھیں بھائی ہم آپ کو ملنے کے ساتھ ساتھ یہاں اکٹھے ہی رہیں گے وہ پریشان ہو گئے کہ معاملہ کیا ہے؟

ابو بولے بھائی گاؤں میں کوئی کام نہیں ملتا اس لیے میں یہاں کام کروں گا اور پھر اپنا الگ مکان لے لوں گا ہم لوگ آپ پر بوجھ نہیں بنیں گے نہیں یار یہ تم نے کون سی غیروں والی بات کر دی مہمان تو رحمت ہوتے ہیں پھر ابھی میرا دل بھی نہیں بھرا اور تم الگ مکان کی بات کر رہے ہو وہ چار دن آرام کرو پھر میں تمہارے کام کا پتہ کر کے لگوادوں گا اب ایسی بات مت کرنا ان سب کو مگ بپ لگانے دو آؤ میں تمہیں باہر کی سیر کراؤں تاکہ کلی والوں کو بھی پتہ چلے کہ ان کے گھر بھی مہمان آئے ہیں پھر دونوں کا ایک قہقہہ اُجڑا اور دونوں باہر چلے گئے اگلی صبح ابو نے کہا۔

بھائی مجھ سے فارغ نہیں رہا جاتا میرا کام بنوادا انکل نے فوراً کہہ دیا تمہیں کیا چاہیے۔ ابھی تو میں کچھ دن تمہیں کچھ نہیں کرے

دوں گا پھر اگلی صبح ابو نے یہی رٹ لگائی کہا اب تو میں کسی بھی صورت فارغ نہیں رہوں گا پلیز کچھ کرو بھائی پھر کچھ دیر چپ رہنے کے بعد انکل بولے ٹھیک ہے اگر تم نہیں مانتے تو میں کل تمہارے کام کا پتہ کرتا ہوں اگر جگہ ہوئی تو کل بات کرنے آؤں گا آج گزارا کرو۔

پھر ابو خاموش ہو گئے کل کا دیر کرنے لگے انکل نے شام کو آکر بتایا اور کل سے تم سے کام پہ چلے جانے ایک ٹھیکیدار سے بات ہوئی ہے وہ کہہ رہا تھا ہمیں مزدوروں کی سخت ضرورت ہے آپ کل اسے چھوڑ جانا یہ بات سن کر ابو خوشی سے بولے ٹھیک یو بھائی مجھے خوشی ہو گی اگر ہم دونوں کام کریں گے تو بس اب چپ رہو میرا داغ خراب مت کرنا ابو چپ ہو گئے اگلے دن جلدی ناشتہ کر کے تیار ہوئے اور انکل کے ساتھ چلے گئے انکل نے ابو کو کام پہ چھوڑا خود آفس چلے گئے وہ خود کسی پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت کرتے تھے خیر شام کو ابوائے اور بولے۔

بیٹا اب میں جلدی تمہیں سکول میں داخل کراؤں گا تم کسی قسم کی مینشن مت لینا میں اپنے بیٹے کو ضرور پڑھاؤں گا اور سرکاری چاب دلوادوں گا میں نے ابو کو پانی دیا پھر ابو نے کہا کہ کچھ دن اور کام سے پھر کہیں اور ٹھیک لے لیا ہے اس کے بعد ہم اپنا الگ مکان لے گئے ٹھیک ہے ابو آپ ابھی ایسی باتیں مت سوچیں اگر کام چلتا رہا تو ہم سب کچھ کر لیں گے۔

ایسے ہی کچھ دن گزرے ہم نے ایک مکان بھی دیکھ لیا تھا بات چکی ہوئی امی اور ابو بہت خوش تھے انکل نے ابھی پورا مہینہ مکان بدلنے کی اجازت نہیں دی تھی خیر دن گزرتے رہے ایک دن ابو کی چھٹی تھی کہہ رہے تھے چھٹی والے دن ہمیں داخل کر داتا ہوں تم اپنی تیاری کر کے رکھو

میں نے بھی ساری تیاری کر لی تھی۔ ابو کی کل چھٹی آگئی تو میں شام ہونے اور ابو کے آنے کا انتظار کر رہا تھا کہ امی اور آئی گھر کے کام میں مصروف تھیں اچانک دروازے پر کسی نے دستک دی میں دوڑ کر گیا میرے پیچھے آئی یعنی انکل کی بیوی بھی آگئیں دروازے پر ایک آدمی کھڑا تھا آئی نے پوچھا جی بھائی کس کو ملنا ہے وہ بولا باجی بھائی صاحب ہیں؟ نہیں وہ تو نہیں کیا کام تھا ان سے آپ بتاؤ۔

باجی وہ جو بھائی ہیں نہ یہ کہہ کر وہ چپ ہو گیا ہاں ہاں بولو کیا ہوا اسے جلدی بتاؤ اور آئی نے ساتھ ہی مجھے کہہ دیا کہ تم جاؤ بیٹا کھیلو میں چلا گیا پھر آئی اندر آئیں اور امی کو بلا کر یہ نہیں کیا کہا امی نے چادر لی اور دونوں جانے لگیں میں نے پوچھا کہاں جا رہے ہیں آپ میں بھی چلوں گا اور کیا ہوا ہے ابو کو۔

کچھ نہیں بیٹا وہ آج تمہارے ابو کو پیسے ملنے تھے انہوں نے کہا ہے کہ گھر سے کسی اور کو بلاؤ کیوں کہ آپ کے انکل نے انہیں لگوایا ہے ٹھیک ہے جلدی آنا امی نے کہا اسد بیٹا کوئی شرارت نہیں کر فی ہم جلدی آئیں کیسے تم آرام سے گھر کی کنڈی لگا کر کھیلو۔ ٹھیک ہے آپ جاؤ۔

میں تیسری کلاس کا طالب علم تھا کچھ تو سمجھتا تھا مگر آئی اور امی شاید مجھ سے اس لیے چھپا رہی تھیں کہ میں بچہ ہوں مگر میرا دل ابو کے لیے بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا میں اپنے ابو کے لیے دعائیں مانگ رہا تھا میرا دل بالکل بھی نہ کھیلنے کو نہ شرارت کرنے کو اور کچھ کھانے کو کچھ بھی کرنے کو دل نہیں کر رہا تھا میں اکیلا گھر میں بار بار دروازے پہ آکر ابو کو دیکھتا اور پھر اندر جا کر دروازہ بند کر دیتا گھر میں بھی جین نہیں آ رہا تھا اور کلی بھی خالی تھی باقی لوگ آ جا رہے تھے مگر ابو نظر

نہیں آ رہے ہیں دعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ میرے ابو کو خیریت سے رکھنا میں تھوڑا سا اور بڑا ہو جاؤں پھر ابو کو کبھی کام پے نہیں جانے دوں گا کبھی کچھ سوچ رہا تھا کبھی کچھ اف اللہ ابو بھی نہیں آئے اور امی لوگوں نے بھی اتنی دیر لگا دی میرا دل میرے سینے سے ایسے لگ رہا تھا جیسے ابھی باہر نکل آئے گا میں نے دروازہ کھولا اور بیٹھ گیا پہلے ایک کھدا گاڑی آئی اس پر نینٹ اور دریاں تھیں شاید کسی کا ختم یا پھر میلاد ہو گا نہیں دیکھتا رہا میں کسی کی طرف توجہ نہیں دی میں تو اپنے ابو اور امی کا راستہ دیکھ رہا تھا ان کا وینٹ کر رہا تھا۔ پھر انکل اور ایک آدمی آئے جو وہ سامان اتارنے لگے میرے دل کی دھڑکن اور بھی تیز ہوتی جا رہی تھی آخر میں نے انکل کا چہرہ غم میں ڈوبا ہوا دیکھ کر پوچھ لیا انکل آج کیا بات ہے آپ یہ کیا کر رہے ہیں کچھ نہیں بیٹا مہمان آ رہے ہیں اور پھر میرے سر پہ ہاتھ رکھ کر منہ پہ چھٹی لگائی اور دوسرے آدمی سے بولے یہ ان کا بیٹا ہے ماشاء اللہ پیارا ہے چلو خیر اللہ اس کا رکھو لا ہے خدا اس معصوم کو صبر دے گا اتنے میں انکل پھر بولے۔

یار تم جاؤ اعلان کرو دو میں یہ سن کر سوچ میں پڑ گیا کہ کس چیز کا اعلان کروانا ہے اگر مہمان آ رہے ہیں تو کس لیے؟ تھوڑی دیر بھڑا ہوا کچھ دیر میں اعلان ہوا کہ اسلام کا ایک عزیز جو کہ ان کے گھر میں کچھ دن پہلے مہمان آیا تھا وہ ایک حادثہ کا شکار ہو گئے تھے جنازے کا اعلان دوبارہ ہو گا میں دوڑا اور ہاتھ پکڑ کر پوچھا انکل مسئلہ کیا ہے ساتھ ساتھ زور ہاتھ اور انہیں زور زور سے بلارہا تھا بتاؤ انکل پلیز بتاؤ میرے ابو کہاں ہیں کون ہے جو فوت ہوا آپ بتاتے کیوں نہیں؟ بتاؤ پلیز انکل نے مجھے گلے لگا لیا اور زور زور سے رو پڑے میں نے اپنے آپ کو ان کے بازوؤں سے آزاد کیا اور کہا نہیں

میرے ابو نے مجھ سے بہت وعدے کیے ہیں چنچا چلاتا ہوا بازار کی طرف دوڑا آگے سے ایسویس آ رہی تھی میں رو رہا تھا ایسویس آگے ہو کر رک گیا میری آنسوؤں سے بھرئی آنکھیں میری امی اور ابو کو ڈھونڈ رہی تھیں ڈرائیور نے نکل کر پچھلا گیت کھولا سامنے ابو اوپ کپڑا دیا ہوا تھا اور امی کو سہارا دے کر بیٹھا تھا اور بار بار ہوش میں لایا جا رہا تھا وہاں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے تھے امی کو آٹنی اور ایک عورت نے پکڑ کر نکال رہی تھیں انکل بھی آئے انی اور انکل زور زور سے رو رہے تھے مجھے نہیں پتہ کہ میں کیا کیا بول رہا تھا مگر ابو کو کیسے دیکھنا جن پتہ ہی نہیں کہ کیا ہو گیا ہے میں گاڑی کے ساتھ اپنے سر مار مار کر دوڑتا رہا آدمیوں نے انکل کے ساتھ ابو کو نکالا اور ایک چار پائی پر لٹا کر اٹھالیا میرا گاڑی سے ٹکرا کر اگر بہت زخمی ہو چکا تھا خون میرے کپڑوں پر گرتا رہا لیکن مجھے ذرا بھی درد نہیں ہو رہا تھا میرا دل چاہ رہا تھا کہ خود کو کہیں پر ختم کر لوں مجھے تب پتہ چلا جب ایک آدمی نے مجھے پکڑنا چاہا۔ اور میں نے چیخے ہوئے کہا

چھوڑو مجھے کچھ نہیں ہوا میرے ابو کو بڑا ڈاکٹر نے میرا نام پوچھا میں نے کہا چھوڑو مجھے کوئی درد نہیں ہے مجھے جانے دو ابو کے پاس آدمی بولا یہ اسی بچارے مرنے والے کا بیٹا ہے چھوڑو میں بھی ابو کے ساتھ ہی مروں گا نہیں جینا میں نے وہ دو آدمی بھی رو رہے تھے مجھے پنی لگو اگر پکڑ کے لا رہے تھے میں کلی میں آتے ہی اپنا ہاتھ ان کے ہاتھوں سے چھوڑا کہ دوڑ لگا دی گھر میں بہت دس تھا میں سب کو دھکے دیتا ہوا آگے نکل رہا تھا ابو کا منہ دیکھا تو پنی لگی ہوئی تھی اور کپڑوں کو بھی بہت خون لگا ہوا تھا میں نے اپنے ابو کے منہ کے اندر منہ رکھ دیا۔

ابو اٹھتے کیوں نہیں اٹھو ابو، ابو جی میری آدمی سائیس لے لو مگر اس طرح چپ چاپ مت رہو ابو جی میرا آپ کے سوا کوئی نہیں ابو اٹھو، اٹھو، ابو آپ کو میری قسم ہے اٹھ جاؤ ابو اٹھ جاؤ میں خود کام کر لوں گا مگر آپ کو اب کام پے نہیں جانے دوں گا میں نے بھی ضد نہیں کی مگر ابو اگر آپ نہ مانے تو میں خود کو کچھ کر لوں گا ابو آپ نے کبھی میری آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دینے ابو میری ایک آہ آپ اپنی زندگی بچ کر بھی میری خواہشیں پوری کرتے ہو ابو آج کیوں سن کر بھی ان سنی کر رہے ہو ابو اٹھو خدا کے واسطے اٹھو ابو جی میرا کیا قصور ہے میری باتیں سن کر سب لوگ چیخ رہے تھے میں نے ابو کو ہاتھ جوڑے بہت مایا مگر ابو نے میری ایک نہ سنی میں ہائے ابو جی ہائے ابو جی کر کے رو رہا تھا مگر ابو کو کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا۔

ایک عورت بولی پیچہ پھڑ لو ادائے اپنے باپ باحمد دل تے لالوے گا اینوں پاسے کر لو بہت بری حالت کر لی ات اس معصوم نے انکل نے مجھے پکڑ کر اپنے ساتھ لگانے کی کوشش کی مگر میں باپ سے ایک انچ بھی دور نہیں ہونا چاہتا تھا میں نے انکل کو پیچھے کر دیا ابو اٹھو ابو اٹھو دو آدمی مجھے زبردستی اٹھا کر کبھی اور گھر میں لے گئے وہاں اور نوٹ بھی تھے میں سب کو دیکھ رہا تھا ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ اب پتہ نہیں اس باڈی کو واپس گاؤں لے جانا یا نہیں یہ انتقام کرنا ہے دوسرا بولا اسلام آئے تو پتہ چلے انہوں نے پھر ایک لڑکے کو بھیجا کہ اسلام کو بلاؤ جب انکل اسلام آئے تو اس آدمی نے یہی سوال کیا انکل بولا یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ کہ کیا کرنا ہے میں بھائی سے پوچھتا ہوں وہ امی کے پاس گئے جب بات کی تو امی نے اسد کو بلانے کو کہا جب میں گیا تو ماں نے میرا سر اپنے ساتھ لگا کر بولیں۔

دیکھو اسد بیٹا اب تم دو اس کے وارث ہو تم یا تمہارا تایا پتہ نہیں اب وہ آکر کیا کرے گا اگر تو اس نے کہا کہ واپس جانا ہے پھر اپنے ہی گاؤں میں ان کو رکھیں گے۔

نہیں امی ان کا وارث میں ہوں یا آپ ہو بس، نہیں بیٹا تم ابھی بچے ہو بنا سوچے سمجھے بات کرتے ہو ہر کام کا فیصلہ سوچ سمجھ کر کرنا پڑتا ہے۔ بڑے بھائی باپ کی جگہ ہوتے ہیں ان کا چھوٹوں پر پورا حق ہوتا ہے ان کا انتظار کرتے ہیں وہ آکر جیسا کہیں گے ہم ویسا ہی کھائیں گے تائے کو شام کا ہی پیغام مل چکا ہے اب ہو سکتا ہے وہ صبح ہی آئیں رات کافی گزر چکی تھی صبح ہوئی تو تقریباً نو بجے ابو کو نہلانے کا انتظام ہونے لگا سب کو تایا کے آنے کا انتظار تھا جب تایا آئے تو غصے میں امی سے بولے ایک بھائی کو دوسرے سے دور کر کے لے لی جان اس کی اب کیوں روئی ہو یعنی کس سب کو احساس ہو گیا تھا کہ ہم وہاں سے لڑائی جھگڑے میں نکلے ہیں پھر انکل سے پوچھا۔

بھائی صاحب جنازے کا ٹائم کیا رکھا ہے یہ سن کر سب پریشان ہو گئے کہ یہ کیا ہو گیا پھر انکل نے باہر جا کر کسی کو قبر کا کہہ دیا میرے تو اندر آگ لگ رہی تھی ابو کو کپڑے جو خون سے تر تھے مجھے لگنے لگا کہ ضرور کچھ نہ ہوا ہے کوئی ایسی کہانی ان کے ساتھ جیتی ہے جو کوئی بھی مجھے نہیں بتا رہا تھا تھا تو میں چھوٹا مگر باتیں بہت کر دی میں نے تایا سے کہہ دیا کہ آپ اگر میرے باپ کو کندھا دینے آئے ہو تو وہ بھی تکلیف نہ کرتے بھلے میں چھوٹا کبھی مگر باپ کی چار پائی کے نیچے چل سکتا ہوں ہم سوچ رہے تھے کہ کم ان کے وارث ہوتے ہی کہو گے میں اپنے بھائی کی میتہ کو اپنے گھر لے جاؤں گا میں اس کے باپ کی جگہ پہ ہوں۔

آپ تو پتہ نہیں کس جرم کی سزا دینے آئے

ہوا اگر آپ کے پاس ٹائم نہیں تو چلے جائیں یہ لوگ
آپ سے بہتر میرے باپ کو سنبھال لیں گے یہ سن
کرتا ہوا بولے۔

بکواس بند کر تو جتنا زمین کے اوپر ہے اتنا
زمین کے اندر سے بات کر رہا ہے کل کا لڑکا مجھے
سکھائے گا کہ رشتہ داری کیسے نبھائی جانی ہے یا پھر
تیرے ماں باپ نے تمہیں یہ تیز سکھائی ہے؟

بس بتایا بس میرے باپ کی میت تیار پڑی
ہے تو میرے سر پہ ہاتھ رکھنے کی بجائے میرا دامن
بن کر آیا ہے نہیں چاہیے ہمیں تیرا سہارا لوگ مجھے
پکڑ رہے تھے میرے منہ پہ ہاتھ رکھنے کئی لوگ یہ
بھی کہہ رہے تھے کہ یہ آٹھ نو سال کا ہو گا مگر اتنا
سمجھدار لیکن مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی میں ماں
کے پاس آیا اور بولا۔

ماں اپنا زور دیر ہی ہم بچ کر یہ ٹائم پاس کریں
پھر ایک آدمی آیا جس نے مجھے اٹھالیا اپنے ساتھ
لگا کر رونے لگا کہتا۔

نہیں بیٹا تم ایسا نہیں کرو گے تم بچے ہو اتنے
بڑے فیصلے مت کرو اپنی امی کے زور پر بات مت
کرو ابھی دنیا میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں
بھردیاں ہیں بہت سے خدا کے سختی بندے ہیں جو
غریبوں کے کام آتے ہیں مجھے فخر ہے کہ میں نے
تم جیسے بچے کو اٹھایا ہوا ہے ہم سب مل کر یہ کام
کریں گے تم ذرا بھی فکر نہ کرو پھر اس انکل نے
مجھے نیچے چھوڑا اور دس ہزار روپے نکال کر ایک
آدمی کو دے کر کہہ دیا کہ خیر کر قبر تیار کر آؤ
میں یہ سن کے حیران ہو گیا کہ شہر میں قبر کی جگہ بھی
پیسوں سے ملتی ہے پھر تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد قبر
تیار ہوئی تو جنازے کا اعلان کر دیا گیا ادھر اسی
آدمی نے رونی کا انتظام بھی کروایا میں دیکھتا ہی
پرہ گیا کہ ان لوگوں نے انسان کو اہمیت دی ہے
جیسے کوئی نہیں اور میرے تاپا نے پیرہ دیکھا ہے خیر

باپ کی ہر خفگی کا ٹائم تھا امی بار بار بے ہوش ہو جاتی
تھیں میں رو رو کر اپنی آنکھیں پتھر کی کر کے ان
آنکھوں سے اپنے ابو کی کازخموں سے بھرا ہوا چہرہ
دیکھ رہا تھا کہ کتنا پیارا چہرہ ہے ابھی ان کی عمر دوا
چھوڑنے والی نہ تھی سوچ مستی کرنے والی بھی لوگ
رورہے تھے میں بس ابو کو دیکھتا رہا آخر آدمی آئے
منہ پہ کپڑا ڈال کر اٹھالیا امی نے بہت روکا موت
لے جاؤ مگر کب ایسا ہوتا ہے میں چیختا رہا ابو مت
جاؤ میرے ابو نے میری ایک نہ سنی اور چپ چاپ
لوگوں کے کندھوں پر سوار اپنا سفر طے کرتے رہے
جنازہ پڑھا گیا لوگوں نے میرے ابو کو ایک مٹی
کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا۔

اب میرے ابو کا چہرہ اس دنیا سے ہمیشہ کے
لیے چھپ گیا تھا سب لوگ جا رہے تھے میں وہیں
کھڑا رہا کہ شاید میرے ابو اب اٹھ کر کہیں گے
اسد بیٹا تو آج کیوں روتا ہے میں زندہ ہوں اب
تمہیں رونے نہیں دوں گا مگر یہ میرا وہم تھا ہونا
کچھ بھی نہیں کہا نہ ہی مجھے چپ کروایا میں لوگوں
کے ہاتھوں کا قیدی بنا ہوا اٹلک بھاتا ہوا کھڑا رہا
تھا اور مزمر کر دیکھ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے میرے ابو کل
کر مجھے آواز دیں کہ اسد بیٹا رک جاؤ وہ بھی میرا
وہم نکلا گھر آتے ہی کبھی کوئی مرد پیار سے چپ
کرواتا بھی کوئی عورت لوگ کھانا کھا کر نکلتے جا
رہے تھے تاپا نے بھی ایسا ہی کیا کھانا کھاتے ہی
جانے کو تیار ہو گئے مجھے اور امی کو بولا کہ اب تم
لوگ ہمیں پر رہنا یہاں تم لوگوں کو بہت عزت ملی
ہوئی ہے اس پر انکل اسلم اور وہ آدمی جس نے
سارا خرچہ کیا تھا وہ بولا دیکھو بھائی صاحب تمہیں
اپنے مرنے والے بھائی کا دکھ تو نہ سہی مگر ہمیں اس
بچے کے یتیم ہونے کا بہت دکھ ہے اگر تم مرنے
والے کے بھائی نہ ہوتے تو ہم تمہیں دھکے دے کر
نکال دیتے تم کیا سمجھتے ہو کہ سب تم جیسے ہی ہیں

نہیں یہ غلط ہے انسانیت ابھی زندہ ہے اور ہم
سنبھال لیں گے جب تک یہ یہاں ہیں اور ہم
مہمانوں کا احترام کرتے ہیں اگر تم نے کھانا کھا لیا
ہے تو جاؤ اگر نہیں کھا یا تو آؤ ہم کھلاتے ہیں کھا کر
جانا مگر یہاں جو بول لیا سو بول لیا ماں ایک لفظ
بھی مت بولنا پھر تاپا نے تانی کو آواز دی اور چلے
گئے میری امی مجھے اپنے ساتھ لگا کر بہت روئی
لوگوں نے تسلی دی پھر دل کے زخموں پر اللہ تعالیٰ
نے خود پنپا لگائی شروع کر دیں ایسا زخم کبھی بھرتا
نہیں ابو کے چھٹے دن کے ختم پر میری خالہ یعنی امی
کی بہن بھی آئیں تھیں جو کہ ختم شریف کے بعد
ہوئی۔

باجی تم اٹھو میرے ساتھ چلو باقی سب
میرے گھر میں کر لیں گے مگر یہ سن کر انکل اور آئی
بولے نہیں بہن یہ ہماری بہن ہے ہم اسے ایسے
نہیں جانے دیں گے جب تک ان کے عدت کے
دن پورے نہیں ہوں گے ہم اپنی بہن کو کہیں بھی
نہیں بھیجیں گے بعد میں جو یہ اچھا سمجھے وہ کریں
پھر اسی طرح دن گزرتے رہے گھر میں جو ایک
سوگ تھا وہ مدہم پڑ گیا شہر کے لوگوں نے میری امی
کو پیسے بھی دیئے اور کپڑے بھی لیکن ہمیں ان
چیزوں کی ضرورت نہیں تھی خیر ہم لوگ پتہ نہیں کس
کے احسان مہر بننے والے تھے جب امی کے
عدت کے دن پورے ہوئے تو میری آئی آئی
ہمیں لے گئیں دو ماہ تو آئی کے بچوں نے
ہمارے ساتھ سہی گزارے پھر بدل گئے طرح
طرح کی باتیں کرتے اور کہتے کہ پتہ نہیں ان ماں
بیٹے نے ہماری جان کب چھوڑی ہے ہماری ماں
بھئی ان کی بنی ہوئی ہے ہمارے حصے کا کھانا ان
کو دے دیتی ہے ہمارے کپڑے اپنے بھانجے کو
پہنا دیتی ہے پتہ نہیں ان لوگوں سے کیا ملے گا ہمیں
یہ سن کر آئی اور امی بہت رونی ہیں آخر آئی اپنے

گھر کے ایک کونے والا کراہیں دے کر کہتی ہیں
کہ میں اولاد کے ہاتھوں مجبور ہوں تم دونوں اپنے
کمرے کے درمیان دیوار کو لو میں اعلان کروا
دیتی ہوں کہ اگر کسی نے کوئی صدقہ خیرات دینا
ہے تو آپ کو دیں امی نے تو جیسے چنپ ہی سادھ لی
ماں کی خاموشی آنسوؤں اور باپ کی موت نے
مجھے بھی بننے کا طریقہ بھلا دیا میں آٹھ سال سے
زیادہ تھا جب ابو کی ڈیڑھ ہوتی اب چودہ سال کا
ہوں۔ میں بھلا ابو کی موت کو کیسے بھول
سکتا ہوں۔ میں ہر روز ابو کی قبر پر جاتا اور وہاں
ہی بیٹھا رہتا وہاں مجھے ایک سایہ دکھائی دیتا کوئی
سیاہ کپڑوں میں ملبوس سایہ جو ایک درخت کے
تنے کے ساتھ کھڑا رہتا۔ مجھے اس کو دیکھ کر پہلے تو
خوف آتا تھا پھر میرا خوف ختم ہوتا چلا گیا۔
میں نے ایک دن بھی آرام سے نہ گزارا تھا اور پھر
امی نے مجھے بتا دیا کہ ابو کو کوئی ان دیکھی چیز نے
قتل کر دیا تھا۔ میرا شک درست تھا میں ان کی
موت سے ہی محسوس کر رہا تھا کہ ان کے ساتھ کوئی
مسئلہ ضرور ہوا جو اب مجھے پتہ چل گیا تھا اور پھر
میں نے کسی کو بھی کچھ نہ بتایا اور کسی علم والے کو ملنے
لگا مجھے ایک بزرگ کا پتہ چل گیا تھا ان کو میں نے
تمام کہانی سنادی تھی انہوں نے میری عمر کو دیکھتے
ہوئے کہا۔

تم ابھی چھوٹے ہو جو ہوا اس کو بھول جاؤ۔
نہیں میں ابو کی موت کو کبھی بھی نہیں بھولوں
گا میں ان کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں بس مجھے کچھ
کونے دیں میں نے ان کو بتا دیا کہ قبرستان
میں ایک سائے کو دیکھتا ہوں میری بات سن کر وہ
گہری سوچ میں پڑ گئے اور پھر انہوں نے کہا۔
بیٹا وہ سایہ کس کا ہوتا ہے کسی مرد کا یا عورت
کا میں نے کہا عورت کا ہے۔ میں نے اس کے
لپے بال دیکھے ہیں۔

وہ تم کو کچھ کہتی تو نہیں ہے۔ انہوں نے پوچھا نہیں وہ مجھے دیکھتی رہتی ہے بس اور کچھ بھی نہیں کہتی ہے کافی دیر تک کھڑے رہنے کے بعد وہ غائب ہو جاتی ہے۔ وہ بولے ٹھیک ہے تم جاؤ میں کچھ کرتا ہوں۔ بس دوست اس کے بعد مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دیا ہے نہ وہ سایہ اور نہ ہی وہ بزرگ نجانے وہ سب کہاں چلے گئے ہیں میں ان کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاگل ہو گیا ہوں اور تین سال تک میں ان کو تلاش کرتا رہا ہوں لیکن وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہیں دیئے ہیں۔ وہ اپنی کہانی سنا کر چپ ہو گیا۔

تو یار اسد اب میں تجھے کبھی پریشان نہیں ہونے دوں گا اور کبھی بھی رونے نہیں دوں گا تم آج کے بعد اپنا بردہ بھول جاؤ میرے پار میں تمہارے ابو کے دکھ کو تمہارے دل سے ختم نہیں کر سکتا یہ لازمی کروں گا کہ تم اپنے ابو کی ہر خواہش کو پورا کرو گے میں ہر قدم پر تیرے ساتھ ہوں میرے جیتے جی تم بھی نہیں قینٹن لینا۔ وہ مسکرایا اور پھر میرے گلے لگ گیا ہوا۔

یار آج تک مجھے ایسا بھی کسی نے نہیں کہا تم میرے پہلے بھرد ہو جو اپنے آپ سے بڑھ کر مجھے حوصلہ دے رہے ہو اسے میں سکول کی ٹھنڈی بجی تو پتہ چلا کہ یہ چھٹی کی نل ہے کم بریک ختم ہوئی کب دوبارہ سکول لگا کب چھٹی ہوئی وقت ایسے گیا جیسے پرلگا کر اڑا ہوں میں نے اسد سے کہا۔

یار چھٹی ہو گئی اور ہم یہاں چلو بہتہ پکڑیں ہم بنے اپنے اپنے بیک اٹھائے اور چل پڑے خیر کچھ راستے تک ہم دونوں ساتھ ساتھ تھے پھر ہماری راہیں الگ ہو گئیں میں اکیلا سوچتا جا رہا تھا کہ گھر پہنچا تو ماں نے جاتے ہی سوال کیا۔

عادل بیٹا وہ ملا تھا کیا؟ میں خاموش رہا کچھ دہی جملہ دہرا۔

ہاں امی ملا تھا مگر کیا مگر بیٹا تو پلیز میں ہمت کر کے بولا مگر وہ چھوٹی عمر میں بہت دھکی ہے اندر سے ٹوٹ چکا ہے میں اسے خوشیاں دیتا چاہتا ہوں امی جان اس کا ابو نہیں ہے نہ ہی کوئی بہن بھائی ہے وہ اپنی امی کے ساتھ اپنی آئی یعنی اپنی خالہ کے ایک مکان میں رہتا ہے بہت پریشان ہے میں اس کی پریشانی ضرور ختم کروں گا ماں میں اسے خوش رکھنا چاہتا ہوں۔ میں اس کے لیے کچھ بھی کروں گا۔ چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ میں نے پر عزم لہجے میں کہا ٹھیک ہے بیٹا اگر ہم اسے خوش رکھ لیں تو خدا ہم پر خوش ہو جائے گا اور پھر وہ ہے بھی یتیم ہاں امی جان آج ہم دونوں ان کے گھر چلتے ہیں۔

ٹھیک ہے بیٹا آج تم ٹیوشن سے چھٹی کر لیا ٹھیک ہے امی اور پھر میں اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا میرا تمام تر دھیان اس کی طرف تھا میرا دل چاہتا تھا کہ میں ابھی اڑ کر اس کے پاس پہنچ جاؤں مگر پھر یہ سوچ کر چپ ہو گیا کہ اس وقت ماں مجھے کہیں نہیں جانے دے گی اس کے آنسو میری آنکھوں کے سامنے تھے میں کیسے روکتا میرے تو خود بھی آنسوؤں سے چہرہ بھیگ چکا تھا وہ مجھے اندر سے ہلا کر رکھ گیا تھا میں اسے دوست ہی نہیں بھائی سمجھوں گا تو میرا اپنا بن کر میرے ساتھ ساتھ رہے گا میں نے تو تمہیں اپنے سے دور ہونے دوں گا نہ خود کبھی تم سے دور جاؤں گا بس ہر وقت ہر روز ایک دوسرے کے سامنے ہی رہیں گے اب تو امی بھی میری اس دوستی پر خوش ہے میں انشاء اللہ ضرور کامیاب ہو جاؤں گا میں اور امی ان کے گھر جا میں گے تو کیا کہیں گے کہ ہم کیا لینے آئے ہیں ارے کہا کیا ہے میرے ضمیر نے مجھے کہا جب ہم جائیں گے تو اس کی امی نے تو مجھے دیکھا ہے ناں میں کہہ دوں گا کہ میں اسد سے ملنے آیا ہوں

اب اس قدر سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ خود سے ہال کرتا جا رہا تھا اور خود ہی جواب دے رہا تھا میں نے بہت بے چینی سے اس وقت کا انتظار کیا جس وقت امی کہیں گی کہ عادل بیٹا آؤ چلیں تو مجھے اتنی خوش ہوگی جب میں اسے دوبارہ دیکھوں گا۔ وہ سایہ کون تھا جو اس کو دیکھائی دیتا تھا جس کے بارے میں وہ پریشان تھا اور وہ جانتا تھا کہ وہ سایہ اس کو دشمن نہیں ہے بلکہ اس کی مدد کرتا چاہتا تھا۔ میں انہی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور پھر باہر نکل کر امی کو دیکھا تو وہ کھانا بنا رہی تھیں میں پھر جا کر لیٹ گیا کچھ دیر میں امی بولیں۔

آؤ بیٹا کھانا کھاؤ پھر ہم چلتے ہیں بھوک نہ بھی تھی مگر میں کھانے لگا میں نے تھوڑا سا کھایا اور خوشی کے مارے کہہ دیا۔

امی جان بس آج میں نے بہت کھالیا ہے اور مجھے کٹش نہیں امی بولیں لگتا ہے آج خوشی سے تیرا پلٹ بہت زیادہ بھر گیا ہے۔

ٹھیک ہے میں فارغ ہوں پھر چلتے ہیں میں نے اپنا ہاتھ منہ دھویا صاف کیا اور دروازے میں کھڑا ہو گیا کہ کب امی آئیں تو ہم دونوں ان کے گھر کی طرف چل دیے گاؤں کے ایک کونے میں میرا اور دوسری جانب ان کا گھر تھا ہم نے ان کے دروازے پر دستک دی اندر سے آواز آئی کون ہے میں نے جلدی سے کہا۔

آئی امی میں اسد کا دوست عادل ہوں آپ کے پاس آئے ہیں میری امی بھی ہیں میرے ساتھ عادل بیٹا اندر آ جاؤ میں اور امی اندر گئے تو امی نے سلام کیا اور انہوں نے ہمیں ایک طرف چار پائی پر بٹھا دیا جب اسد نظر نہ آیا تو میں نے پوچھا۔

آئی اسد کہاں ہے وہ بولیں بیٹا نماز پڑھتے

گیا تھا ابھی تک نہیں آیا میں نے امی سے اسد کو لانے کی اجازت مانگی اور سیدھا مسجد کی طرف آیا مسجد ان کے گھر سے تھوڑی دور تھی میں اندر چلا گیا دیکھا تو صرف اسد اور ایک بوڑھا بابا تھے وہ بزرگ سو رہے تھے اسد کے آگے قرآن پاک جو کے بند کر کے وہ دعا مانگ رہا تھا اسے کوئی خبر نہ تھی کہ کوئی آیا ہے یا نہیں وہ اونچی آواز میں اپنے ابو کی بخشش کے لیے دعا مانگ رہا تھا آنکھیں بند تھیں مگر آنکھوں سے نکلنے والے آنسو پلکوں کے دروازے کو توڑ کر گر رہے تھے کافی دیر تک وہ دعا کرتا رہا دنیا سے بے خبر تھا دعا کرتا رہا اور روتا رہا میں نے بھی ہاتھ اٹھا کر آمین کہنا شروع کر دیا مگر اسے کوئی خبر نہ تھی وہ پتہ نہیں کس دنیا میں کھویا ہوا تھا اس کے آنسو دیکھ کر میں برداشت نہ کر سکا میرے آنسو بھی رک نہ سکے جب اس کی دعا ختم ہوئی تو اس نے مجھے اور میں نے اسے دیکھا پھر اس نے نظریں جھکا لیں تو میں نے اسے گلے لگا لیا

اسد تم اتنے پریشان نہ ہو میں ہوں ناں تمہارے ساتھ میں وہ کچھ کروں گا جو تم سوچ رہے ہو میں وہ کام کروں گا جو بزرگ سے تم کروانے جاتے رہے ہو میں تمہارے ابو کے قاتل کو پکڑوں گا چاہے وہ جن سے یا بھوت جو بھی ہے میں اس کو پکڑوں گا میری بات سن کرو، مسکرائی نظروں سے مجھے دیکھنے لگا پھر ہم دونوں گھر آئے میری امی اور اس کی امی باتیں کر رہی تھیں۔

نوجی آگئے ہمارے صاحبزادے تو ہم بھی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے پھر باتیں شروع ہو گئیں امی کو تمام باتیں یعنی امی کہانی کا پتہ چل گیا ہم کچھ دیر بیٹھے پھر واپس گھر آگئے اب تو امی کو بھی ان لوگوں سے ہمدردی ہو گئی پھر ہر روز امی میرا اور اسد کا دوپہر کا کھانا خود بخود بنا دیتی

تھیں اسی طرح دن گزر رہے تھے ہماری دوستی گہری تر گہری ہوتی چلی گئی ہم اکٹھے تو اکٹھے رہتے تو اکٹھے پھر ہم دوستی کے ساتھ ساتھ پوری کلاس میں ہر کام میں سب سے آگے تھے ہمارا ایک ریکارڈ بنا ہوا تھا کہ ان کی دوستی بہت قیمتی ہے ہم تو کبھی بھی ایک دوسرے کے خلاف بات نہیں سنتے تھے ہر سال کامیابی کے ساتھ ساتھ ہم نے میٹرک کر لیا میں جیسی چیز اپنی لیتا ویسی ہی اسد کی لیتا یعنی ہم دونوں کی ہر ایک چیز ہم تو ہم دوستی کی تو مثال ہی نہ تھی میرا یا اسد صرف دوست ہی نہیں میری جان تھا۔

ہم نے میٹرک اچھے نمبروں سے پاس کیا تو اسد نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا میرا تو داغ پھٹنے لگا کہ اس نے ایسا کیوں کیا لیکن اس کی مجبوری تھی اور میرا مقصد اسے بڑھانا تھا میں نے اسے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے ہر مقصد میں کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں میرے ماں باپ نے میرے اوپر دباؤ ڈالا ہوا تھا کہ آگے بڑھو مگر میں کیا کرتا میں نے تو اپنے یار کو ساتھ لے کر چلنا تھا پھر میں اکیلا اس کے بغیر بالکل ادھورا تھا میں نے اپنے ساتھ اسے بھی لیکر چلنا ہے اور ہر حال میں وہ میرے ساتھ ہی رہے گا میں نے اسے بہت سمجھایا مگر اس کی ایک ہی رٹ تھی کہ میں آگے بڑھائی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا میں نے ابو سے بات کی اور ابو نے مجھ کو ان کے ساتھ کالج میں ایڈمیشن دلوا دیا ہم ایک ساتھ پڑھنا شروع کر دیا اسد کا پورا جسم میرے ذمہ تھا اسد کچھ بیمار سا رہنے لگا دن بھر سوکھتا جا رہا تھا میں اسے ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرتا مگر وہ اب بہت سمجھدار ہو گیا تھا میں اس کے ابو کی کی تو اسے محسوس نہ ہونے دیتا مگر وہ پتہ نہیں کیا سوچتا تھا آخر نویت ڈاکٹروں سے ہسپتال تک جا پہنچی پھر اسے داخل کر دیا گیا یہ

نہیں میرے یار کو اس کی نظر کھائی لیکن میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا اسے ہمیشہ اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں وہ دن بدن زیادہ کمزور ہوتا چلا جا رہا تھا میں اس سے وجہ پوچھتا تو وہ کچھ بھی نہ بتاتا۔ مجھے یوں لگنے لگا تھا کہ کوئی اس کا خون چوستا ہے ورنہ وہ ایسا نہ تھا۔ میں اس کے علاوہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا لیکن میری بد نصیبی تھی اس سے دور کرنے میں کامیاب ہوئی جا رہی تھی میں اللہ سے رورو کر اس کی زندگی کی بھیک مانگتا رہتا تھا لیکن ناکامی میرا مقدر بنتی رہی میں نے مہنگے سے مہنگے ڈاکٹروں سے اس کا علاج کروانا شروع کر دیا اس کے لیے دور دور کر میرے دل میں زخم بننے شروع ہو گئے میں بھی اس کی نیشن کی وجہ سے بیمار رہنے لگا امی ابو بہت پریشان ہو گئے ہمارے ساتھ کیا ہو گیا ہے اپنے پیار دوست کو دیکھ کر میں نڈھال ہو گیا اس کے سامنے آتا تو لڑکھڑانے لگتا میں نے اسے اپنی جان پر کھیل کر بھی بچانا ہے میں اپنے اللہ سے اس کی زندگی کی بھیک مانگتا رہتا تھا آخر اللہ کو کبجہ پر رحم آ گیا اللہ نے میری دعا میں سن لیں اور میں اپنے دوست کو تندرست ہوتا ہوا دیکھتا رہا میں نے اس کی تندرستی کے لیے کئی بزرگوں سے رابطہ کئے اور ان کو سارا مسئلہ بتایا انہوں نے میری باتیں سن کر کہا جو سایہ اس پر عاشق تھا وہ اس کا ہر روز خون چوستا ہے اور اب یہ حالت ہے کہ جب تک وہ اپنا خون اس کو نہیں پلا دیتا اسے بے چینی سے ہوتی رہتی ہے یہ سب سن کر میں کانپ کر رہ گیا اور پھر میں نے اسد سے کہا یار میں نے یہ سنا ہے کیا یہ سب ٹھیک ہے۔ ہاں یہ سب ٹھیک ہے۔ وہ نرم لہجے میں بولا۔ عادل مجھے سکون چاہیے اور جب وہ میرا خون چوستی ہے تو مجھے وہ سکون ملتا ہے جو شاید مجھے کبھی بھی نہ ملا ہو۔ اس کی بات سن کر مجھے دکھ ہوا

میں نے کہا جانتے ہو تم دن بدن موت کی طرف بڑھتے جا رہے ہو۔ ہاں جانتا ہوں سب کچھ جانتا ہوں لیکن اب مجھے زندگی سے کوئی بھی پیار نہیں ہے میں اپنے ابو کے پاس جانا چاہتا ہوں تم نہیں جانتے ہو کہ میں اپنے ابو سے کتنا پیار کرتا ہوں انہوں نے میری خوشیوں کے لیے کیا کچھ نہیں کیا تھا بس مجھے اب مجھے جینا نہیں ہے۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا میرے لیے بھی نہیں جینا چاہتے۔ میری یہ بات سن کر اس نے روئی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھا اور کہا تم نے میرا ہر موڑ پر ساتھ دیا ہے تمہارے لیے تو میں جان بھی دے سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے بس آج کے بعد تم اس کو اپنا خون نہیں پلاؤ گے۔ میری بات سن کر وہ سوچ میں پڑ گیا پھر بولا ٹھیک ہے میں اب ایسا نہیں کروں گا۔ میں آج کے بعد کبھی بھی قبرستان نہیں جاؤں گا جانتے ہو میں اپنا خون پلانے قبرستان جاتا تھا جب ہر کوئی سو جاتا تھا تب میں چپکے سے قبرستان چلا جاتا تھا یہ ہے میں ایسا کیوں کرتا تھا۔ کیوں۔ میں نے پوچھا۔ اس لیے کہ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ میرے باپ کے قاتل کو جانتی ہے اور وہ ایک بہت بڑا دیو ہے اس کو مارنے کے لیے مجھے کسی نوجوان لڑکے کا تین ماہ تک خون پینا ہوگا میں نے جلدی ہوتے کہہ دیا کہ میں اپنا خون تم کو پلاؤں گا تم میرے باپ کے قاتل کو بس مار دو تب سے میں اس کو خون پلاتا چلا آیا ہوں اور پھر اس نے میرے سامنے ایک کالے دیو آگ لگائی تھی اس نے کہا تھا کہ اس نے میرے باپ کا خون کیا تھا بس مجھے سکون مل گیا۔ لیکن اس کو خون پلانے کی مجھے عادت پڑ گئی تھی جب تک وہ میرا خون نہیں پی لیتی تھی مجھے سکون نہیں ملتا تھا۔

عادل میرے دوست میں اب ایسا کبھی بھی

نہیں کروں گا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں چاہے کچھ بھی ہو جائے میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ اس نے میری بات مان لی تھی اور پھر وہ دنوں میں ٹھیک ہونے لگا میرا یار تو ٹھیک ہو گیا مگر میرے دل پر گہرے زخم لگ چکے تھے اب میرے پاس اپنا علاج کروانے کے لیے کچھ نہیں تھا میرے ٹھوک کے ساتھ خون آنا شروع ہو گیا میرے ابو نے اپنی زمین بھی بیچ کر میرے اوپر لگا دی رپورٹ کے مطابق نے ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کے دل کا آپریشن ہوگا یہ سن کر اسد تو گر گیا بہت مشکلوں سے اللہ اسے زندگی دی میں اسے گرتا ہوا دیکھ کر دوڑا تو خود بھی اس کے اوپر جا کر اچھڑ جھڑ ہوش آیا تو میری جان اسد میرے پاس بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اللہ کے حضور ہاتھ پھیلا کر میری زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا میں نے آنکھیں کھولتے ہی اپنے یار کو گھٹے لگا لیا اور خود رویا وہ مجھے چپ ہی کر اتار یا مگر میرا دل کہتا تھا کہ اسے اپنے سے الگ مت کروں ابو نے اسد کو پکڑا اور سمجھایا ایسا پاگل پن مت دکھاؤ بیٹا اپنے بھائی کو وہ تو پہلے ہی تیرے بنا نہیں جی سکتا اسد نے مجھے چھوڑا اور خدا کی طرف منہ کر کے بولا۔

یا اللہ میرے یار کو میری بھی زندگی لگا دے مگر میرا یار ٹھیک ہو جائے میرا اسد تو ٹھیک ہو چکا تھا مگر میں اس کے غم میں دل زخمی کر بیٹھا تھا مجھے کچھ دن داخل رکھا پھر کہہ دیا کہ دل کا آپریشن ہوگا میں نے جب سنا کہ میرے دل کا آپریشن ہے تو میں اور بھی غمزدہ ہو گیا کہ یہ نہیں کیا ہوگا میرا دل ٹھیک ہوتا ہے یا نہیں آپریشن کی تاریخ رکھی گئی دن قریب آتے گئے میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا مگر اسد ذرا بھی پریشان نہیں تھا ہاں البتہ اتنا ضرور تھا کہ وہ مجھے ایک پل بھی چھوڑ کر ادھر ادھر

نہیں ہوا تھا ہوتا بھی کیسے جب میں اسے اس حالت میں چھوڑ کر جاؤں گا تو وہ کہا کرے گا کیسے زندہ رہے گا مجھے اس کی فکر لگی ہوئی تھی اس کے سوائے مجھے کوئی بھی غم نہ تھا اپنی بیماری کا بھی غم نہ تھا۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ میری زندگی کے ساتھ کیا کچھ ہونے والا ہے۔ ادھر ڈاکٹروں کے کہنے پر میرے آپریشن کی تیاری شروع ہو گئی میں نے اسد سے کہا۔

یار مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو۔ میری بات سنتے ہی اس نے میرے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی اور بولا۔

نہیں یار نہیں ایسا کچھ بھی کہو تمہیں کچھ بھی نہیں ہوگا میں تم کو کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا۔ اس کی باتیں سن کر میں مسکرا دیا صرف اس کے لیے حالانکہ میں جانتا تھا کہ میرا آپریشن میری موت بن جائے گا اور میں پھر اپنے دوست کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکوں گا جس دن میرا آپریشن تھا میں اس کو یاد کر کے بہت رویا تھا۔ میرے آنسو رکنے کا نام نہیں لئے رہے تھے بہت شدت سے مجھے اس کی یاد آرہی تھی اس کا چہرہ مجھے بہت رولا رہا تھا میری برداشت ختم ہو گئی تھی کاش مجھے ایسی بیماری نہ لگتی تو میں آج اپنے دوست سے جدا ہونے کی سوچیں کبھی بھی نہ سوچتا۔ لیکن یہ سب شاید قدرت کو منظور تھا۔ اور پھر آپریشن ٹھیک لے جانے لگے تو میں نے کہا۔

ابھی نہیں مجھے اپنے دوست سے ملنا ہے وہ بچا رہے نہ جانے کس حال میں ہوگا۔ ڈاکٹروں نے کہا وہ ٹھیک ہے اور تمہاری صحت کے دعائیں کر رہا ہے دیکھنا اس کی دعائیں ضرور رنگ لائیں گی اور غم زندگی کی طرف لوٹ آؤ گے۔ ان کی باتیں سن کر میں ایک سردی آکر بھر کر رہ گیا اور ان لوگوں نے مجھے آخری بار بھی میرے دوست سے

نہیں ملایا تھا۔ دل تو پہلے ہی زخمی تھی آنکھیں سادوں بھادوں بنی ہوئی تھیں۔ مجھے آنسوؤں کے دوران ہی آپریشن ٹھیک لے جایا گیا اور پھر مجھے کچھ بھی ہوش نہیں تھا کہ میرے ساتھ کیا کچھ ہوتا رہا۔ ہاں اتنا جانتا تھا کہ مجھے ہوش آ گیا تھا میں زندہ بچ گیا تھا ہاں میں زندہ بچ گیا تھا۔ اس کی دعاؤں نے مجھے نئی زندگی دے دی تھی لیکن مجھے سے بولا نہیں جارہا تھا صرف آنکھیں تھیں جو سب کو دیکھ رہی تھیں مجھے ہر کوئی دکھائی دے رہا تھا لیکن میرا دوست مجھے دکھائی نہیں دے رہا تھا میں جس کو دیکھنا چاہتا تھا وہ مجھے سے دور تھا وہ کہاں چلا گیا تھا میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا اگر مجھ سے بولا جاتا تو میں ضرور اس سے متعلق پوچھتا میں پوچھ نہ سکا اور کسی نے مجھے بتایا بھی نہ۔

ایسے ہی دن گزرتے چلے گئے۔ اور میری برداشت کی حد ہو گئی میں نے ایک دن کوشش کر کے زبان کو جنبش دی اور کہا۔

اسد کہاں ہے۔ وہ۔۔۔ ٹھیک ہے ابو نے بولکھائے ہوئے انداز میں کہا جیسے ان کو میرا بولنا اچھا نہ لگا تھا پلیز بیٹا اب کوئی بھی سوال اور بات نہ کرنا ڈاکٹروں نے سختی سے تم کو منع کیا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے بولنے سے منع کر دیا لیکن مجھے پتہ تھا جو میرے دل پر بیت رہی تھی۔ میں نے کہا۔ مجھے بس اسد کا بتادیں کہ وہ کہاں ہے وہ مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہا ہے۔ میری بات سن کر ابو نے کہا۔

اس نے کہا ہے کہ وہ اس وقت تک تمہارے سامنے نہیں آئے گا جب تک تم بالکل ٹھیک نہیں ہو جاتے۔ تم جانتے ہو کہ وہ بہت ضدی بچہ ہے جو بات ایک بار کہہ دیتا ہے اس پر پورا اترتا ہے۔ اب تمہارا میں ایک گہری سانس لے کر رہ گیا

اور پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

ہاں جانتا ہوں کہ وہ بہت ضدی ہے مگر اس کو چاکر بتادیں کہ میں اب بالکل ٹھیک ہوں بس مجھے بولنے کے لیے آجائے۔

ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا ابو نے یہ بات کہہ کر مجھے نال دیا میں نے ایک دو دن انتظار کیا لیکن کسی نے بھی اس کو مجھ سے نہ ملوایا اور میں اب کافی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا بول بھی ٹھیک سکتا تھا میں نے ان سب سے کہا۔

اگر وہ نہیں آتا تو مجھے اس کے پاس نلے جائیں میں اس کو دیکھنا چاہتا ہوں اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی مجھے اس کی فکر ہو رہی ہے۔ میری اس بات پر وہ مجھ سے گئے میں نے دیکھا کہ اسی کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے جس نے میرے دل میں بے چینی سی بھردی۔

وہ۔ وہ ٹھیک تو ہے ناں۔ میں نے پریشانی سے پوچھا۔

نہیں بیٹا وہ ٹھیک نہیں ہے بلکہ تم کو ٹھیک کر کے اس دنیا سے چلا گیا ہے اپنا دل تمہیں دے گیا ہے۔ ماں نے روتے ہوئے کہا۔

نہیں۔ بس میرے منہ سے اتنا ہی نکل سکا اس کے بعد مجھے اپنا ہوش نہ رہا۔ جب ہوش آیا تو اس کا معصوم چہرہ میری نظروں سے سامنے گھوم گیا۔ اسد تم کہاں ہو اسد تم کہاں ہو۔ میں نے بستر سے اٹھتے ہوئے کہا اور ہسپتال سے باہر کی طرف بھاگ گیا۔ اسد میرے دوست تم کہاں ہو۔ میں مسلسل اس کو پکارے جارہا تھا اور میں نے دیکھا کہ میرا آپ میرے پیچھے بھاگ رہا تھا مجھ پر دیوانگی طاری تھی اس کا معصوم چہرہ میری نظروں سے سامنے تھا اور اس نے مجھے بچانے کے لیے خود کو موت کے حوالے کر دیا تھا۔ کیسا دوست تھا جو ہر میدان میں مجھ سے جیتتا آ رہا تھا۔ اور آج آخری

بازی بھی وہ جیت گیا تھا۔

بیٹا رگوں میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ مجھے اپنے پیچھے ابو کی آواز سنائی دی اور پھر وہ میرے سر پر آن پہنچے انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور بولے عادل بیٹا تم ٹھیک نہیں ہو۔ گھر چلو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔

نہیں مجھے گھر نہیں جانا مجھے اسد کے پاس جانا ہے ہاں مجھے اسد کے پاس جانا ہے۔

چلو میں تم کو پہلے اسد کے پاس لے چلا ہوں ابو نے میرے کندھوں سے پکڑتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے اپنا رخ قبرستان کی طرف کر لیا مجھے قبرستان کے اندر دور سے ہی ایک تازہ قبر دکھائی دی وہ میرے دوست کی تھی ہاں میرے معصوم دوست کی تھی میرے دلی دوست کی تھی۔

وہ ہے تمہارا دوست۔ ابو نے کہا تو میں قبر سے الپٹ کر رو دیا اور پھر مجھے کیا ہوا میں نہیں جانتا میں سب کچھ بھول گیا مجھے یاد رہا تو اسد۔ میں اسد اسد کرتا ہوں گلیوں میں اس کو تلاش کرنے لگا۔

قارئین کرام اپنے دوست کی موت کے بعد عادل یا کل ہو گیا۔ آج بھی وہ پاگلوں کی طرح اس کو جگہ جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے اور تھک بار کر اس کی قبر پر جا بیٹھتا ہے یہی اس کی زندگی ہے۔ نہ جانے کب تک اس کی یہ زندگی اس کا ساتھ دیتی ہے دیتی بھی ہے یا نہیں۔ اپنی رائے سے نوازئیے گا۔



پہلے جب مجھے سے ٹوٹ جائے تو کسی کام کے نہیں رہے زیبا بکھر خود کو جدا میری ذات سے ذرا سوچ کے کرنا

اسے کہتا ذرا سی رنجش پہ نہ چھوڑے وفا کا دامن تمہارے پیٹ جانے ہیں دل کا رشتہ بنانے کے لئے

حسن پری

--- تحریر: ریاض احمد - باغبانپورہ - لاہور ---

جادوگر کو میں نے مار دیا ہے۔ اس کا نہ صرف خون نی چکی ہوں بلکہ اس کا پورا جسم بھی ہڑپ کر چکی ہوں تم کو بہت ناز تھا ناں اپنی طاقت پر اب دیکھتی ہوں کہ تم میرے ہاتھ سے کیسے بچ کر جاتے ہو۔ اتنا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن پری۔ اس کی آواز لڑکھرائی۔ مجھے معاف کر دو تم جانتی ہو کہ میں کتنا مجبور تھا میں اس کا غلام تھا اسکی مجھے ماننی پڑتی تھی جیسے تم کو ماننی پڑتی تھی میں مرنا نہیں چاہتا ہوں مجھے معاف کر دو میں ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلا جاتا ہوں۔ نہیں کالے دیو نہیں اب میرے ہاتھ سے کوئی بھی زندہ نہیں بچ سکے گا تم لوگوں نے مجھ پر بہت ظالم ڈھائے ہیں میرے ساتھ وہ کچھ کیا ہے جو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اور اب میری باری ہے اور میں معاف کیسے کر سکتی ہوں مجھے ان سزاؤں کا بدلہ لینا ہے جو مجھے ملی ہیں ایک کو تو میں نے نکل لیا ہے اب تمہاری باری ہے اتنا کہہ کر وہ کالے دیو کی طرف بڑھی اور اس کو اپنے ہاتھوں میں ایسے اٹھالیا جیسے دو روٹی کا کوئی پتلا ہو پورا اٹھا کر اس کو دوڑ پھینک دیا ایک دردناک چیخ اس کے منہ سے نکلی اور پھر اس کے جسم کو آگ لگ گئی وہ میرے سامنے چلنے لگا اور جلتا ہی چلا گیا اس کا جسم راکھ بننے لگا اور کچھ ہی دیر میں وہ راکھ بن گیا حسن پری نے اس کی راکھ کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور پھر غائب ہو گئی وہ کہاں چلی گئی تھی مجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

میں نیم بے ہوشی کے عالم میں ایک دیرانے میں پڑا ہوا تھا مجھ کو دنیا کا کوئی بھی ہوش نہ تھا ڈرا ڈرا سا تھا یوں جیسے ابھی کوئی آیا اور مجھ کو پکڑ کر لے گیا اور جاتے ہی میری زندگی کا خاتمہ کر دے گا۔ مجھے اپنی جان کا خطرہ تھا حالانکہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھے مارے گی نہیں لیکن اس پر وہ اعتماد بھی تو نہیں کر سکتا تھا اس کی وجہ سے ہی تو اس کے گاؤں میں قیامت بھر پائی تھی وہ وہ کچھ ہوا تھا کہ سوچ کر دل کا نپ جاتا تھا گاؤں میں بھینکی جانے والی خون کی ہولی دیکھ کر بالاخر اس کے لیے مجھ کو کھر سے نکلنا پڑا اور پھر میں کہاں کہاں سے ہو چکا ہوا یہاں آن پہنچا یہاں آتے ہی ایک بھیا نک عقربہ کے شبنجے میں پھنس گیا۔

لیکن میں یہاں مہرے کنویں میں گرنے کے باوجود بھی اتنا خوفزدہ نہیں تھا کیونکہ میں جانتا کہ وہ مجھے یہاں سے نکال کر لے جائے گی وہی جو مجھے نئی سالوں سے محسوس ہوتی ہے کبھی ہوا بن کر میرے ارد گرد گھومتی محسوس ہوتی ہے اور کبھی سفید دھند کی مانند میرے ارد گرد چھا جاتی تھی وہ جو کوئی بھی میری حفاظت کرتی آرہی تھی اور میں جانتا تھا کہ وہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ انسانی روپ میں کوئی ماروئی مخلوق ہے مجھے اس سے ڈر نہیں لگتا تھا بلکہ وہ مجھے بہت ہی اچھی لگتی تھی بہت ہی زیادہ اچھی۔ رات کی تنہائیوں میں وہ مجھے آشر دکھائی دیتی تھی وہ مجھے یہ یقین نہ کرتی تھی اور نہ ہی میرے قریب آتی تھی بلکہ مجھے دور سے ہی دکھائی دیتی تھی کبھی نہر کنارے



کبھی قریبی جنگل میں اور کبھی گھر کی چھت پر اور اب بھی مجھے یقین تھا کہ وہ میری مدد کو ضرور آئے گی اس کو جب معلوم ہوگا کہ میں یہاں اس ویرانے میں پھنسا ہوا تو وہ بھاگی چلی آئے گی لیکن شاید اس کو معلوم نہ ہو سکا تھا کہ میں یہاں پھنسا ہوا ہوں اس لیے وہ نہیں آ رہی تھی۔

میں اس دقت کو پچھتا رہا تھا جب میں نے یہاں آنے کا فیصلہ کیا تھا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ نہ جوانوں کو اٹھا کر کہاں لے جاتی ہے اور پھر میں نے ایسا ہی کیا تھا کہ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا یہاں ویرانے میں آ گیا اور اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اسی جگہ رہتی ہے۔ یہی اس ٹھکانا ہے اور یہاں سے ہی وہ گاؤں لے جاتی ہے اور وہاں سے نو جوانوں کو اٹھا کر اس ویرانے میں لے آتی ہے اور یہ دیرانہ کوئی زیادہ دور نہ تھا گاؤں کی دوسری طرف جنگل کو پار کرنے کے بعد یہ ویرانہ شروع ہو جاتا تھا یہاں بریالی نہ تھی سو کھاپن تھا ہر سو خشکی تھی۔ زردی چھائی ہوئی تھی درختوں کے پتے ہرے نہ تھے زرد تھے جو درختوں سے جھڑنے کے بعد نیچے زمین پر پھڑپھڑے پڑے تھے درختوں کی سوکھی ہوئی شاخیں تھیں جو بے ترتیب ایک دوسری میں پھنسی ہوئی تھیں اور پیش اگتا سورج اور نیچے چنی ہوئی زمین نہ کوئی سایہ اور نہ ہی کچھ اور۔۔۔ اس کے باوجود بھی میں ہمت نہ ہار رہا تھا میں چاہتا تھا کہ میں جس مقصد کے لیے یہاں آیا ہوں وہ مقصد پورا کر کے ہی جاؤں مجھ کو بدلہ لینا تھا ان مرنے والوں کا جو ایک حسین چڑیل کے ہاتھوں مارے گئے تھے وہ ایسی چڑیل تھی کہ جس کو چاہتی تھی اپنے حسن کے جلوے دکھا کر اپنے ساتھ لے جاتی تھی گاؤں کے نو جوان ایک ایک کر کے اس کے ہتھے چڑھتے رہے تقریباً اکیس بائیس نو جوان اس نے اپنے حسن کا جلوہ دکھا کر غائب کر دیئے جن کا ابھی تک پتہ نہ تھا اس کا چہرہ

مجھ سے پوشیدہ نہ تھا میں نے اس کو دیکھا ہوا تھا اور اچھی طرح دیکھا ہوا تھا کئی بار دیکھا تھا میرے گھر کی چھت پر وہ اکثر مجھے دکھائی دیتی تھی اسے بالوں کو کھولے ہوئے وہ چاند راتوں میں چہرے کا نا کرتی تھی مجھے اس سے خوف آتا تھا کیونکہ میں نے لوگوں سے سن رکھا تھا کہ چڑیلیں جو بھی چاہیں شکل اپنائیں ہیں چاہیں تو نہایت حسین بن جاتی ہیں اور چاہیں تو بد شکل ہو جاتی ہیں اس وجہ سے مجھے اس سے خوف آتا تھا میں اس کے حسن کا دیوانہ تھا اگر میں بھی اس کے حسن کا دیوانہ بن جاتا تو دوسرے نو جوانوں کی طرح نجابانے میری بڈیاں کہاں کہاں بکھڑی پڑی ہوتیں۔ اور وہ مسلسل مجھے پھانسنے کی کوشش کر رہی تھی یہ اس کا طریقہ کار تھا کہ اپنے حسن میں پھنسا کر ہی نو جوان کو اٹھا کر لے جاتی تھی اور پھر وہ نو جوان دوبارہ گاؤں میں بھیجی دھکائی نہیں دیتا تھا۔ مجھے موت سے بہت ڈر لگتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ میں اس کے حسن کے جال میں پھنسا نہیں چاہتا تھا میں نے اس کے خوف سے اوپر چھت پر سونا بھی چھوڑ دیا تھا اتنی گرمی ہونے کے باوجود بھی اندر کمرے میں سوتا تھا اور وہ بھی دروازے بند کر کے کہ وہ اندر نہ آ سکے لیکن یہ بھی میری بھول تھی اس کے سامنے دروازے کوئی بھی اہمیت نہ رکھتے تھے وہ تو دیواروں میں بھی اندر آ سکتی تھی جیسے وہ آج میرے کمرے میں آ گئی تھی میں اس کے بارے میں سوچ رہا تھا اور میں جانتا تھا کہ کوئی چھت سے نیچے اتر رہا ہے اس کے قدموں کی چاپیں مجھے واضح سنائی دے رہی تھیں میڑھیاں اترتے ہوئے اس کے قدموں کی چاپیں سن کر میرے دل کا پٹنہ لگا تھا اور مجھے یقین ہونے لگا تھا کہ جیسے آج میری زندگی کی آخری رات ہے وہ کیونکہ قدموں کی چاپیں لمحہ بہ لمحہ مجھے اپنے کمرے کی طرف آتی محسوس ہو رہی تھیں اور پھر وہ میرے سامنے

آئی دروازہ بھی بند رہا اور وہ بھی میرے سامنے میرے دل کو ایک جھٹکا لگا شدید جھٹکا۔

سانول۔۔۔ وہ میرا نام لے کر بولی۔ اس کی زبانی اپنا نام سن کر خوف کے ساتھ ساتھ میرے چہرے پر تجسس ٹپنے لگا۔ اور میں ڈرے ڈرے انداز میں اسے دیکھنے لگا اس نے ایک بھر پور نظر میرے ڈرے ہوئے چہرے پر ڈالی اور پھر سکرادی ہانگی مجھ سے ڈرومت میں تم کو کچھ بھی نہیں کہوں گی جیسی بھی کچھ نہیں کہوں گی اگر میں نے تم کو کچھ کہنا ہوتا تو تم کو پکڑنا مارنا میرے لیے کوئی بھی مشکل کام نہ تھا۔ وہ میرے ایک طرف بیٹھتے ہوئے بولی اس کی یہ بات سن کر میرا خوف کچھ کم ہوا تھا لیکن اس کے باوجود بھی مجھے اس کی اس بات پر یقین نہ تھا کیونکہ میں نے چڑیلوں کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا کہ یہ انسانوں کو اٹھا کر لے جانے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہیں کسی بھی حد سے گزر سکتی ہیں اور شاید وہ مجھے بھی اپنی باتوں میں لگا کر میرے دل سے اپنا خوف ختم کر کے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی اور پھر دوسرے گاؤں کی طرح مجھے بھی خون کی ندی میں بہانا چاہتی تھی۔

ت۔۔۔ تم کو میرا نام کیسے پتہ۔۔۔ میں نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔ وہ مسکرا دی اس کے مسکرانے کا انداز بہت ہی سندر تھا یوں جیسے گلاب کی پتھریاں کھل اٹھی ہوں۔

میں تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں اور تم کو ڈرا ڈرا دیکھ کر واپس لوٹ جاتی ہوں مجھ سے ڈرا نہ کرو۔ اس نے اپنے الفاظ پھر سے کہے۔ اور میرا آدھے سے زیادہ خوف ختم ہو گیا تھا میں کچھ سنبھل سا گیا۔

یہ تم نو جوانوں کا خون کیوں کرتی ہو۔ میں دل کی بات کہہ دی۔ میری مجبوری ہے۔ وہ یکدم افسردہ سی ہو گئی

کیسی مجبوری۔ میں نے خود میں مزید ہمت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

بتایا ناں کہ یہ کام، مجھ سے کوئی شخص کروا رہا ہے اگر میں نہ کروں تو پھر وہ مجھے سزائیں دیتا ہے اور وہ حال کرتا ہے کہ میں نہ جی سکتی ہوں نہ مر سکتی ہوں۔

جھوٹ۔۔۔ جھوٹ تم بھول رہی ہو ایسا کوئی بھی آدمی نہیں ہوتا جو انسانوں کا خون کرواتا ہو تم جھوٹ بول رہی ہو میں سب سمجھتا ہوں اور میں جانتا ہوں۔ تم یہ سب اس لیے کرتی ہو کہ تمہاری مخلوق انسانی خون سے چنی ہے۔ میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی۔

نہیں تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میں ایسا کچھ بھی نہیں چاہتی ہوں اور پھر وہ ساتھ ہی اٹھ گئی مجھے دیر ہو رہی ہے مجھے جانا ہے۔ اتنا کہہ کر وہ ہوا کی طرح باہر نکل گئی اور میں بھی یکدم اس کے پیچھے ہو لیا وہ چھت کی میڑھیاں چڑھتی ہوئی جا رہی تھی اور میں اسے چھت پر کھڑا دیکھ رہا تھا وہ ایک گھر میں ٹھس گئی میری نظر اس پر پڑی اس پر تھیں میں نے دیکھا کہ وہ اس گھر سے باہر نکلتی تھی اور اس بار وہ اکیلی نہ تھی اس کے کندھے پر ایک نو جوان تھا جو اس کندھے پر جھول رہا تھا وہ تیزی سے چلتی جا رہی تھی اس کا رخ گاؤں سے باہر کی طرف تھا اور تیزی سے گاؤں سے باہر کی طرف جا رہی تھی۔

اف خدایا۔ میرے منہ سے ایک دکھ بھری آہ نکلی۔ آخر اس نے وہی کر دیا جو میں نہیں چاہتا تھا اب مجھے اس کا کچھ کرنا ہوگا یاں مجھے اس کا کچھ کرنا ہوگا میں ہر روز گاؤں نو جوانوں کی موت نہیں دیکھ سکتا ہوں میں نے اپکا فیصلہ کر لیا اور پھر میں چھت سے نیچے اتر آیا اور سوچنے لگا کہ میں نے اس کو مارنے کا فیصلہ تو کر لیا ہے لیکن اسے ماروں کیسے وہ کوئی عام انسان نہیں ہے جو بہت کمزور ہو وہ تو اپنے

اندر نجانے کتنی طاقتیں رکھتی ہو اور پھر مجھے اپنے گاؤں سے دوسرے گاؤں کے ایک بزرگ کا چہرہ دکھائی دیا اس کے بارے میں سنا تھا کہ اس کا جن بھوتوں پر عبور ہے وہ ان چیزوں کو قابو کر سکتا ہے مجھے اس کے پاس جانا چاہیے ہاں میں اس کے پاس جاؤں گا اور پھر جو وہ کہیں گے میں کروں گا میں یہ سوچ کر سو گیا۔ اور دوسرے دن میں ناشتہ کرنے کے بعد بزرگ کی طرف جانے لگا تو مجھے اس گھر سے رونے کی آوازیں سنائی دیں جہاں وہ رات کو گئی تھی اور یہ رونا دھونا یہاں عام بات ہو گئی تھی ہر کسی کو ہر روز یہی فکر ہوتی تھی کہ نجانے صبح کو کس کے گھر سے رونے کی آواز سنائی دے گی کس کا گھر اجڑے گا ہر روز ہی ایسا ہوتا تھا میں کچھ دیر وہاں لوگوں میں بیٹھا پھر اٹھ کر دوسرے گاؤں کی طرف چل دیا اور کچھ مسافت طے کرنے کے بعد میں ان بزرگ کے پاس جا پہنچا وہ اس وقت اکیلے ہی تھے میں نے ان کو سب کچھ بتا دیا تو وہ بولے میں سب کچھ جانتا ہوں ہر روز مجھے خبر مل جاتی ہے کہ تمہارے گاؤں میں ایک خوبی چیز مل آئی ہے جو ایک نوجوان کو اٹھا کر لے جاتی ہے اور وہ نوجوان کو لے جانے سے پہلے اپنا حسن دکھا کر اس کے دل میں اپنا پیار ڈال دیتی ہے اور پھر۔۔۔ بزرگ بات کرتے ہوئے رک گئے تو میں نے کہا۔

باباجی آپ ہی کچھ کریں اس کے لیے اس کا خاتمہ کریں آپ کے پاس بھی طاقتیں ہیں۔ ہاں میرے پاس بھی طاقتیں ہیں لیکن اتنی نہیں جتنی اس کو مارنے کے لیے ہونی چاہیے اس کے لیے مجھے ایک چلہ کرنا ہوگا جو مجھ سے ہو نہیں سکے گا وہ مشکل چلہ ہے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر کرنے والا ہے اور میری ٹانگوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں وہ چلہ کروں۔ مجھے بتائیں میں کروں گا وہ چلہ میں جلدی

سے بول پڑا میری بات سن کر انہوں نے میری طرف دیکھا اور بولے۔ یہ کوئی گڈی گڈی کاکیل نہیں ہے اس کے لیے دل کو مضبوط کرنا پڑتا ہے کیونکہ کوئی بھی جن بھوت خود کو کسی کی قید میں برداشت نہیں کر سکتا اور یہی وجہ ہے کہ وہ چلہ کرنے والے کو خوب ڈراتے ہیں اتنا ڈراتے ہیں کہ وہ چلہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی دوز موت تک ہوتی ہے وہ زندہ نہیں بن پاتا۔ ان کی بات سن کر میں نے کہا باباجی میں بھی جانتا ہوں کہ یہ کام کوئی گڈی گڈی کا نہیں ہے اسی لیے تو کہا ہے کہ میں یہ کام کروں گا مجھے اس کو مارنا ہے ہاں میں اس کو مارنا چاہتا ہوں مجھ میں اب ہمت نہیں ہے کہ میں ہر روز گاؤں میں کسی نوجوان کو غائب ہوتا ہوا دیکھوں بس مجھے چلہ بتا دیں اس کے بعد میرا کام ہے میں اس کو کر سکتا ہوں کہ میں میری بات سن کر انہوں نے میری طرف غور سے دیکھا اور بولے۔ ٹھیک ہے میں تم کو چلہ بتا دیتا ہوں لیکن اس کو کرنا وہی ہے جہاں وہ رہتی ہے اس کے لیے تم کو اس کا پیچھا کرنا ہوگا جہاں جہاں وہ جائے تم کو اس کے پیچھے پیچھے جانا ہوگا اور جہاں جا کر وہ رک جائے مجھ لینا کہ وہ وہاں ہی رہتی ہوگی۔

ٹھیک ہے باباجی میں نے جلدی سے کہا تو انہوں نے مجھے چلہ بتا دیا جو واقعی بہت ہی مشکل تھا ایک بار تو میرا جی چاہا کہ نہ کروں لیکن جب مرنے والے نوجوان جن میں میرے دوست بھی شامل تھے سب کے چہرے میری نظروں کے سامنے آ گئے تو میں نے اس کو کرنے کی حافی بھری اور یوں وہاں سے چلہ یاد کرتا ہوا واپس چل دیا گاؤں میں مکمل سکوت تھا چہروں پر ہر روز کی طرح خوف چھایا ہوا تھا میں نے ان سب کے چہروں کو دیکھا تو

میں نے کہہ دیا کہ میں باباجی کے پاس کیا تھا انہوں نے مجھے ایک چلہ بتا دیا جو اس چیز کو مارنے والا ہے اور میں اس چیز کو مار کر ہی دھڑلے گا میری بات سن کر سب نے حیرانی سے میری طرف دیکھا میں نے محسوس کیا کہ ان کے چہروں پر کچھ سکون سا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اگر تم ایسا کر سکو تو اس سے بڑھ کر ہمارے لیے اور کیا بات ہے ہم تو اپنے کھوئے ہوئے بیٹوں کو یاد کر کے خود بھی بے جان سے ہو گئے ہیں۔ وہ مجھے ایک امید کی کرن سمجھتے ہوئے بولے۔

ہاں چاچا میں نے بھی بہت کچھ دیکھ لیا ہے بہت سے اپنے دوستوں کو اپنے سامنے غائب ہوتا ہوا دیکھا ہے اور اب بھی اگر کچھ نہ گیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ یہ گاؤں ویران ہو کر رہ جائے یہاں کوئی بھی کسی کو دکھائی نہ دے اور اب میں ایسا نہیں ہونے دوں گا میں نے جو فیصلہ کیا ہے اس کو پورا کرنا چاہتا ہوں چاہے اس کے لیے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے مجھے اب اپنی جان کی فکر نہیں ہے مجھے اگر فکر ہے تو ان لوگوں کی ہے جو اس کے حسن کے جال میں با آسانی پھنس کر ہمیشہ کے لیے غائب ہو جاتے ہیں۔ مجھ پر وہ مسلسل حملہ کر رہی ہے رات کو بھی میرے پاس آتی تھی اور مجھے جاہت بھری نظروں سے دیکھتی رہی تھی اس کی آنکھوں میں ایک کشش تھی جو وہ مجھ میں ڈالنا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی کہ دوسروں نوجوانوں کی طرح میں اس کی زلفوں کا اسیر ہو جاؤں میں بھی اس کے حسن میں کھوکھڑا کر کے چلتا جاؤں وہاں تک جہاں تک وہ چاہے اور پھر میں بھی پیٹھی بھی واپس نہ آؤں لیکن میں اس کی چالوں میں آنے والا نہیں ہوں اس کی باتوں میں آنے والا نہیں ہوں وہ جو مرضی کر لے میں اب اس سے لڑوں گا اس کا مقابلہ کروں گا اور پھر اس کو اس کے انجام تک پہنچاؤں گا اور دیکھنا

یہاں ہوا کر رہے گا۔ میری باتیں سن کر ان کے چہروں پر روشنی کی کچھ کرنیں مجھے دکھائی دیں۔ اللہ کرے ایسا ہو جائے ورنہ ہم تو تھک گئے ہیں ٹوٹ گئے ہیں اپنے جوانوں کو تلاش کرتے کرتے نہ وہ ملے ہیں اور شاید نہ وہ ملیں۔ وہ صرف تمہیں ہی نہیں ہمیں بھی کئی بار نظر آئی ہے وہ نذر ہے اس کو اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے وہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہے جس کا اس نے شکار کرتا ہوتا ہے وہ خود بخود اس کے حسن کے جال میں پھنس جاتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ وہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولے۔

ہاں چاچا ایسا ہی ہوتا ہے ہم سب جانتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے وہ نہ صرف نڈر ہے بلکہ بہت طاقت والی ہے باباجی اتنی طاقت رکھنے کے باوجود بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکے ہیں انہوں نے بتایا تھا کہ انہوں نے کئی بار اس کو قید کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہر بار وہ ہار گئے ہیں بلکہ اس کی سزائیں بھی اس کو ملیں ہیں۔ اب انہوں نے مجھے یہ کام سونپا ہے اور میں انشاء اللہ یہ کام کروں گا۔ اور سب کو کر کے دکھاؤں گا بھی۔

دیکھو سائلو تم جو کچھ کرنے جا رہے ہو بہت ہی غلط کرنے جا رہے ہو تم مجھے مارنا چاہتے ہو ناں لو مار لو وہ میرے پاس بیٹھی ہوئی مجھ سے کہہ رہی تھی اور اس نے میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اپنی گردن کے قریب کر دیا۔ لو میرا گلہ دبا دو مجھے ختم کر دو لیکن میں نہیں چاہتی کہ تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ یہ چلے کرنے کوئی آسان کام نہیں ہے۔ سو میں سے چند ہی لوگ ان چلوں کو پورا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور میں جہاں تک جانتی ہوں کہ تم بھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے تم نے میرے علاوہ ابھی

کسی بھی جن بھوت کو نہیں دیکھا ہے تم نے مجھے دیکھا ہے وہ بھی ایسے روپ میں کہ تم کو مجھ سے ذرا بھی خوف نہیں آ رہا کیونکہ میرا روپ تم کو ڈرانے والا نہیں ہے اگر تم وہ روپ دیکھ لو جو ہماری مخلوق میں ہے تو ہو سکتا ہے کہ تمہاری سانس چلتے چلتے رک جائیں۔ اور تم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو میری مانول تو یہ سب رہنے دو اور ہمیشہ کی زندگی جیو۔ میں تم کو کچھ بھی نہیں کہوں گی کیونکہ میں تم سے پیار کرتی ہوں اور یہ پیار آج سے نہیں کئی سالوں سے کرتی آ رہی ہوں میں۔ تم میرے پیار کی شدت کو نہیں جانتے ہو اس گہرائی کو نہیں جانتے ہو جو میری آنکھوں میں ہے تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو ہاں اتنا جانتے ہو کہ تم مجھے مار دو بس۔۔۔

وہ بولتی جا رہی تھی اور میں اس کی باتیں سنتا جا رہا تھا رات کا پچھلا پہر شروع ہو چکا تھا وہ میری چھت پر میری چار پائی پر بیٹھی ہوئی تھی اور میں بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ آج اکیلی نہ آئی تھی گاؤں ایک نوجوان جو میرا دوست تھا ناصردہ بھی اس کے ساتھ تھا جو زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا وہ اسے اٹھا کر لائی تھی میری نظریں اس پر تھیں۔ جو صرف سانس لے رہا تھا اس کے علاوہ اس کا جسم یوں تھا جیسے برف کا کوئی تدا ہو۔

یہ۔ یہ اسے تم کہاں لے کر جا رہی ہو میں نے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہیں جہاں ہر روز کسی نہ کسی نوجوان کو لیکر جاتی ہوں اور یہ بھی کچھ کھوں کا مہمان ہے اس کے بعد اس کی گردن کہیں ہوگی ڈھر کہیں ہوگا اور اس کا خون ایک جیسے پر تیرتا جا رہا ہوگا۔

تم تم اسے چھوڑ دو۔ ہاں اسے چھوڑ دو تم اسے کچھ بھی نہیں کہو گی۔

پاکل۔ ایسا نہیں کہتے اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ مجھے نادرے گا اور میں مرنا نہیں چاہتی کیونکہ میں

تم کو حاصل کرنا چاہتی ہوں تم کو اپنانا چاہتی ہوں اپنی ان خواہشوں کو پورا کرنا چاہتی ہوں جو تمہیں دیکھنے کے بعد میں اپنے دل میں لیے ہوئے ہوں۔ تمہارے پیار نے مجھے بے بس کر رکھا ہے اگر چاہوں تو تمکو اٹھا کر کسی ایسی جگہ لے جاسکتی ہوں جہاں کوئی بھی نہ ہو تم ہو اور میں ہوں لیکن میں جانتی ہوں کہ تم ڈر پوک انسان ہو تمہارے اندر خوف موجود ہے تم وہاں ایک سایہ کو دیکھ نہ پاؤ گے اسی وجہ سے میں تم کو کہیں بھی نہیں لے جاسکتی میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں ہاں سانول میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں بس ایک بار تم بھی مجھے پیار بھری نظروں سے دیکھو۔ اس نے گہری نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا مجھے اس سے اب ڈر نہیں لگتا تھا پتہ نہیں لگتا تھا یہ میں خود نہیں جانتا لیکن اتنا جانتا تھا کہ ڈر کا ایک لمحہ بھی میرے اندر نہ تھا۔ میں نے کہا۔

دیکھو تم مجھ سے پیار کرتی ہو کہ نہیں یہ میں نہیں جانتا میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم خونی ہو تم قاتل ہو تم ہمارے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے مارتی جا رہی ہو تم ایسا کیوں کرتی ہو یہ بھی نہیں جانتا ہاں اب یہ جانتا ہوں کہ بہت جلد تم میرے قبضے میں ہو گی اور پھر میں تم کو وہ سزا میں دوں گا کہ تم تصور بھی نہ کر سکو گی میں نے اس دن بھی تم سے ایک نئی بات کی تھی کہ تم خون کرنا چھوڑ دو لیکن تم نے میری بات کو رد کر دیا میرے پاس سے اٹھی اور سیدھی میرے دوست کے گھر جا گئی اور پھر میں نے خود اس کو تمہارے پیچھے پیچھے جاتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لڑکوں کی طرح وہ بھی واپس نہیں آیا وہ شاید کبھی بھی واپس نہ آئے۔ اور اب یہ ناصردہ دوست جس کو تم نے ابھی شکار کیا ہے اس کو اٹھا لے آئی ہو۔ یہ بھی۔۔۔

ہاں یہ بھی اور وہ سب بھی کبھی بھی واپس

نہیں آئیں گے جو جو میرے ساتھ گیا ہے وہ واپس آنے کے لیے نہیں گیا۔ اور میں نے تم کو یہ بات یاد دلانی چاہی ہے کہ یہ سب میں اپنے شوق کے لیے نہیں کرتی مجھ سے یہ سب کروایا جاتا ہے نہ کروں تو وہ کچھ میرے ساتھ ہوتا ہے اگر کسی انسان کے ساتھ ہو ایک لمحہ بھی جی نہ سکے تم کچھ بھی نہیں جانتے میری مجبوریوں کو نہیں جانتے ہو اگر تم چاہتے ہو کہ میں ایسا کچھ بھی نہ کروں تو۔۔۔ تم اس کالے دیو کو مارو جو تمہارے اسی علاقے کا ہے جو مجھ سے یہ سب کرواتا ہے وہ جی ہے جو تمہارے کسی انسان بابے کا حکم ہے اور وہ بابا ہر روز اس سے انسانی وجود مانگتا ہے اور وہ دیو یہ کام مجھ سے کرواتا ہے۔ مانول اس کی نظریں مجھ پر جمی رہتی ہیں میں جو جو کرتی ہوں وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور اگر اس کو معلوم ہو گیا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں تو ہو سکتا ہے کہ تم کو ایک لمحہ کے لیے بھی زندہ نہ چھوڑے یہاں کی یہ بات سن کر میں کانپ کر رہ گیا کالا دیو نام ہی خوفناک تھا۔

ت۔ ت۔ تم مجھے ڈرا رہی ہو۔ میں نے لڑتی ہوئی زبان سے کہا میری بات سن کر وہ منس وئی اور بولی۔

ہاں سانول میں واقعی تم کو ڈرا رہی ہوں تم کو روک رہی ہوں کہ اپنی ضد کی بنا پر اس کے مجھے نہ پتہ نہ جاؤ۔ سنہیل جاؤ کسی کا بھی نہ سوچو یہ سوچو کہ میں تم کو کبھی بھی نہیں ماروں گی تمہارا کبھی بھی قتل نہیں کروں گی میں خود مر جاؤں گی لیکن تمہارے جسم پر ایک خراش بھی آئے یہ سب میں برداشت نہیں کروں گی۔ بس تم یہ سب چھوڑ دو۔

نہیں ہرگز نہیں۔۔۔ میں نے فیصلہ کن انداز میں کہا میں تیری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں تم جو بھی کہہ لو میں وہی کروں گا جو میں نے سوچ لیا ہے مجھے تم تو ان سب کو مزاج چکھانا ہے جس جس نے

انسانی زندگی سے کھیلنا ہے۔ میری بات سن کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور زمین پر لیٹے ہوئے میرے دوست کو کندھے پر اٹھایا اور چل پڑی اور میں ایک سردی آہ بھر کر رہ گیا میں جانتا تھا کہ وہ اب زندہ واپس نہیں آئے گا لیکن میں اس کو بچا بھی تو نہیں سکتا تھا صرف اس کو مارتا ہوا دیکھ سکتا تھا اور پھر نجانے مجھے کیا ہوا کہ میں میں بھی اس کے پیچھے چل دیا اور چلتا ہی رہا وہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر چل رہی تھی اور میں اس کے تعاقب میں چل رہا تھا اس کا رخ جنگل کی طرف تھا رات کے مہیب سناٹے میں جنگل کو جانا ہوا دیکھ کر میں کانپ سا ایک دل چاہا کہ واپس چلا لیکن پھر سوچا کہ نہیں اب مجھے کسی طرح بھی واپس نہیں جانا چاہیے میں جس مقصد کے تحت اس کے پیچھے آیا ہوں وہ پورا کرنا ہے مجھے بابا جی کی بات یاد آئی کہ مجھے چلے اس جگہ کرنا ہوگا جہاں وہ رہتی ہے اور اس کا ٹھکانہ کا کسی کو بھی علم نہ تھا اب میں اس کے ٹھکانہ پر پہنچ سکتا ہوں مجھے رکنا نہیں چاہیے بس یہ سوچ آتے ہی میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا وہ جنگل میں داخل ہو گئی تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے اللہ کا نام لے کر داخل ہو گیا جنگل بہت ہی گھناؤنا تھا اس میں قدم رکھتے ہی میرے دل کو کچھاؤ سا پڑنے لگا لیکن اس کے باوجود بھی میں نے اس کا پیچھا کرنا نہ چھوڑا اور چلتا ہی رہا۔ ایک جگہ جا کر وہ رک گئی میں بھی ایک درخت کی اوڑھ میں چھپ گیا میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے دیکھ نہ پائے لیکن شاید یہ میری بھول تھی۔ اس نے شاید مجھے دیکھ لیا تھا۔

سانول تم بہت غلط کر رہے ہو تم نہیں جانتے کہ تم کہاں آ گئے ہو یہاں ہماری ہستی ہے یہاں ہمارے لوگ ہیں میں چاہتی تھی کہ تم زندہ رہو لیکن تمہارے فیصلے نے تم کو موت کے قریب کر دیا ہے ابھی بھی دقت ہے واپس لوٹ جاؤ ہاں سانول واپس جاؤ۔ اس کی بات سن کر میں حیران سا رہ گیا

کہ وہ جانتی ہے کہ میں اس کے پیچھے ہوں میں تو بنا کسی آہٹ کے اس کا پیچھا کر رہا تھا اور یہ سب دیکھ رہی تھی۔

نہیں میں پیچھے نہیں ہوں گا مجھے وہاں تک جانا ہے جہاں تک تم جاؤ گی۔ میں ڈرتے ہوئے کے باوجود بھی ہمت دکھاتے ہوئے کہا۔ میری بات سن کر وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ پاگل تم میری بات کو غلط سمجھ رہے ہو حالانکہ میں غلط نہیں ہوں میں تمہارے حق میں بہتر کہہ رہی ہوں۔ یہ لفظ کہتے کہتے وہ میرے قریب آنے لگی اور میرے سامنے آ کر رک گئی۔ سانول تم مجھے مارنا چاہتے ہو مار لینا میں خود ہی اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دوں گی لیکن پلیز تم اس وقت واپس چلے جاؤ میں تم کو کسی بھی خطرے میں دیکھنا نہیں چاہتی ہوں ضد نہ کرو میں جانتی ہوں کہ تم میرا ٹھکانہ دیکھنا چاہتے ہو کیونکہ اس بوڑھے نے تم کو یہی کہا تھا کہ تم چلے وہاں کرنا جہاں میں رہتی ہوں میں خود تم کو کسی وقت اپنے ٹھکانے پر لے چلوں گی لیکن اب یہاں سے واپس لوٹ جاؤ تمہارے لیے اب آگے بہت خطرہ ہے پتہ نہیں مجھے اس کی یہ بات کیوں سچ سی لگی میں نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر کچھ کہے بنا واپس ہو لیا۔ اور مجھے دیکھتی رہی جنب میں جنگل سے باہر نکل گیا تو تب وہ آگے چل دی۔ اور میں چلتا ہوا گھر آ گیا۔

چلو آؤ میرے ساتھ تم میرا ٹھکانہ دیکھنا چاہتے ہو ناں میں تم کو خود لیے چلتی ہوں وہ ایک رات میرے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا جیسے مجھے اس کا ہی انتظار تھا۔ وہ چل دی میں اور کمرے سے باہر نکل گئی باہر ایک نوجوان زمین پر بے ہوش لیٹا ہوا تھا اس نے اس کو کندھے پر اٹھایا اور چل دی۔ میں بھی اس کے

ساتھ ساتھ چلتے لگا۔ کیا کرو گے چلے کر کے۔ اس نے چلتے ہوئے پوچھا۔

تیرا خاتمہ۔ جس طرح تو ان لوگوں کا خاتمہ کر رہی ہو۔ وہ ایک گہری سانس لے کر رہ گئی۔ دیکھو سانول۔ مجھے سمجھنے کی کوشش کر۔ میرے دل میں جھانگو۔ میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہے ہو میں نے بتایا ناں کہ میں مجبور ہوں جو کچھ میں کر رہی ہوں یہ سب کرنا نہیں چاہتی ہوں لیکن اس کے باوجود بھی مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑ رہا ہے میں نہیں اس کا چہرہ بھی دکھاؤں گی جو انسانی روپ میں درندہ ہے جو مجھ سے یہ سب کچھ کروا رہا ہے اور کالا دیو جو اس کا بہت ہی فرمانبردار ہے۔ وہ تو ایسا ظالم ہے کہ وہ انکار سننے کا عادی ہی نہیں ہے اس نے جو کہہ دیا پھر پر لیکر ہوتا ہے میں اس کی طاقتوں کو جانتی ہوں۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ وہ کیا بنا ہے وہ کیا کچھ کر سکتا ہے۔ تم مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہو۔ اس کی باتیں سن کر مجھے کچھ یقین سا ہونے لگا لیکن پھر مجھے اپنے ساتھیوں کے چہرے دکھائی دیئے جو اس کے کندھے پر ہوتے تھے جن کو بے ہوش کر کے وہ گاؤں سے اٹھا کر لے جاتی تھی اور پھر وہ واپس نہ آتے تھے۔

تم پر اعتبار کرنا میرا سب سے بڑا پاگل پن ہوگا۔ میں نے اٹل لہجے میں کہا تم اگر مجھے مارنا چاہتی ہو تو مار ڈالو لیکن میں چلے ضرور کروں گا اور سب سے پہلے تم کو ہی ماروں گا تمہارے پیچھے کیا کیا کہانیاں پوشیدہ ہیں یہ گاؤں والے نہیں جانتے وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ تم اپنے حسن کے جلوے دکھا کے نوجوانوں کو اٹھا کر لے جاتی ہو اور بس اس کے آگے کوئی بھی کچھ نہیں جانتا ہے۔ میری بات سن کر وہ ایک بار پھر سردی آدھی بھر کر روئی اور اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

اگست 2013

خونکٹا جھٹ 140

لہن پری

میرا ہاتھ تمام لوگوں چلتے چلتے بہت ہی دیر ہو جائے گی میں تم کو جلد تمہاری منزل تک پہنچا دوں گی میں چاہتی تھی کہ یہ کام نہ کرو لیکن تم شاید پوری طرح ضد پر اترے ہوئے ہو میری کسی بات پر بھی تم کو یقین نہیں ہے لیکن اتنا یاد رکھنا کہ میں نے تم کو چاہا ہے اور تم سے پیار کیا ہے مجھے خوشی ہوگی کہ تمہارے ہاتھوں میری موت ہو کم از کم اتنا تو ہوگا کہ میں کسی اور کے ہاتھوں نہیں اپنے محبوب کے ہاتھوں مری ہوں۔

اس کی باتیں سن کر کچھ دیر کے لیے مجھے اس پر یقین سا آیا لیکن پھر وہ باتیں سامنے آئی کہ یہ تو ہر کسی کو اپنے پیار کے جال میں پھنسا کر اس کی زندگی کا خاتمہ کرتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی چاہتی ہے لیکن جو بھی ہے مجھے وہ سب کچھ کرنا ہے جو میں نے سوچا ہوا ہے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور یوں مجھے ایک جھٹکا سا لگا اور اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کیا میں نے دیکھا کہ ایک لمحہ سے پہلے ہم دونوں ایک دیرانے میں تھے۔

یہ میرا ٹھکانا ہے۔ وہ مجھے وہاں اتارتے ہوئے بولی میں یہاں سے ہی تمہارے گاؤں کو اٹھانے جاتی ہوں اور پھر یہاں ہی واپس لاتی ہوں وہ سامنے میں لانے والے نوجوان کو رکھ دیتی ہوں اس کے بعد وہ کچھ ہی دیر میں غائب ہو جاتا ہے وہ کہاں چلتا ہے میں کچھ نہیں جانتی لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس کو وہاں سے کالا دیو اٹھا کر لے جاتا ہے کیونکہ مجھے کالے دیو کا کس واسطے دکھائی دیتا ہے وہ ہوا کے ایک تیز جھونکے کی طرح آتا ہے اور پھر نوجوان موجود نہیں ہوتا ہے۔ اب میں چلتی ہوں کیونکہ اگر کسی نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا تو پھر مجھے یقین ہے کہ تم ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکو گے اتنا کہہ کر وہ فوری طور پر غائب ہو گئی اور میں اس

دیرانے کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا اس کے جاتے ہی مجھے اس دیرانے سے خوف آنے لگا یوں گلنے لگا کہ جیسے ابھی کوئی مجھے اٹھا کر لے جائے گا اور میرا خاتمہ کر دے گا۔ خوف میرے چہرے پر واضح جھلک رہا تھا میں اس کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن شاید میری یہ کوشش بیکار جا رہی تھی کچھ دیر تک میں وہاں ہی کھڑا رہا اور پھر ایک طرف کو چلتے لگا مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں اب کس طرف جاؤں کہاں چلے کر دوں لیکن پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ بزرگ نے کہا تھا کہ جہاں اس چڑیل کا ٹھکانہ ہوگا وہاں میں یہ چلے کر دوں اور سیما کے بقول کہ یہ ہی اس کا ٹھکانہ ہے مجھے یہاں ہی چلے کرنا چاہیے۔ ہاں مجھے یہاں ہی چلے کرنا چاہیے میں نے پختہ فیصلہ کر لیا اور پھر چند قدم دور ہی ایک درخت کے سونے تے کے پاس چلا گیا یہ جگہ مجھے چلنے کے بہت ہی مناسب لگی اور میں نے اس جگہ پر چلے کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن آج میں یہ سب نہیں کر سکتا تھا آج وقت گزر گیا تھا کل رات کو چلے شروع کر دوں گا یہ سوچ کر میں اس سونے تے کے ساتھ فیک لگا کر بیٹھ گیا ابھی مجھے وہاں بیٹھے ہوئے چند ہی منٹ بیتے ہوں گے کہ مجھے ایک سایہ دکھائی دیا جو میری طرف ہی آ رہا تھا۔ اف خدا یا اس سائے کو دیکھ کر میری سانسیں بند ہی ہو گئیں۔ کئی فٹ تک انہو خاس کا قہقہہ اور جسم یوں سیاہ بالوں سے بھرا ہوا تھا جیسے وہ رچھ ہو بڑے بڑے دھب بھرتا ہوا وہ میری ہی طرف چلا آ رہا تھا اور پھر وہ میرے سامنے آ کر رک گیا۔ اور اپنی بڑی بڑی جلتی ہوئی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ میں خوف میں بھگا ہوا اسے ہی دیکھ رہا تھا اور میں نے اندازہ لگایا کہ یہی ہے کالا دیو جس کے بارے میں سیما نے مجھے بتایا تھا۔

تم یہاں ہمارے علاقے میں کیا کر رہے ہو مجھے اس کی بھاری سی آواز سنائی دی میں اس کی

اگست 2013

خونکٹا جھٹ 141

لہن پری

بات کا کوئی بھی جواب نہ دے پایا۔ وہ بھر سے بولا
تم یہاں پہنچے کیسے حالانکہ یہاں جو بھی آتا ہے میری
نظروں سے بچ نہیں سکتا لیکن میں تم کو آتے ہوئے
دیکھ کیوں نہیں سکا ہوں۔ اس کی بات سنتے ہی یکدم
میرے دل میں ایک آئیڈیا آیا سیما کا چہرہ میری
نظروں سامنے گھوما کہ اگر میں نے اس کا نام لے لیا
تو پھر مجھے بغیر کسی محنت کے اس کو مرنا ہوا دیکھنا ہوگا
اور کم از کم از ایک بلا سے تو میری جان چھوٹ جائے
گی۔ میں نے فوری کہا۔

وہ۔ وہ مجھے سیما چیل اٹھا کر یہاں لائی ہے
سیما چیل کا نام سن کر وہ ہنس دیا۔ واہ بھی اس نے
تو کمال کر دیا کل کرنے والا اس نے آج ہی کر دیا
ہے لیکن تم کو اس نے یہاں آزاد کیوں چھوڑ دیا ہے
تم کو تو ایسی جگہ رکھنا چاہیے تھا جہاں تم کو لگے کہ تم
موت کے قریب ہو اتنا کہہ کر اس نے اپنا میری
گردن تنک لایا اور پھر مجھے گردن سے پکڑ کر اوپر
اٹھالیا اور پھر ایک طرف چل دیا میری سانسیں رکنے
لگی میں اس کے ہاتھوں میں جھول رہا تھا وہ واقعی
بہت ہی بے درد اور ظالم دیو تھا وہ جانتا تھا کہ میری
سانسیں کسی بھی وقت بند ہو جائیں گی اس کے
باوجود بھی مجھے اٹھائے ہوئے چل رہا تھا اور پھر اس
نے ایک جگہ مجھے چاہیہکا اور میں نیچے ہی گرتا
چلا گیا۔ اور کافی گہری میں گرنے کے بعد مجھے یوں
لگا جیسے میری کمر ٹوٹ گئی ہوں درد سے میں کراہنے
لگا۔ یہ کوئی کنواں تھا تاریک کنواں میں نے اس کا
اندازہ لگایا تھا اور اسکی گہرائی کو بھی جانچ لیا تھا کہ
میں کس قدر زمین سے نیچے گرا ہوں نیچے گہری
گھاس مٹی اوچی اوچی۔ یہ سب دیکھ کر میں خوف
سے کانپنے لگا اور میں نے اندازہ لگالیا کہ اب میری
موت یقینی ہے مجھے مرنے سے اب کوئی بھی نہیں
بچا سکتا۔ اور پھر مجھے بچاتا بھی کون یہاں کوئی
انسان تھا نہیں جو میری مدد کرتا یہاں تو ہر طرف

عفریت ہی تھے ڈروانی شکلوں والے خوفناک قسم
کے عفریت۔ اف خدایا میں یہ کہاں پھنس گیا ہوں
میں نے خود کو کوسا۔

دیکھو سانول مجھ پر یقین کرو میں تمہاری مدد
کر سکتی ہوں تم کو اس کے آگ اگلے ہوئے قہقہے
سے چھٹکارا دلا سکتی ہوں۔ یکدم میرے سامنے سیر
کا سایہ لہرایا۔ میں اسے گہری نظروں سے دیکھنے
لگا۔ وہ اپنے اصل روپ میں اس تاریک کنویں میں
میرے سامنے کھڑی تھی میں چند لمحوں کے لیے اس
کے حسن میں گھویا رہا ایسا لا جواب حسن میں نے
زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا خدا نے اس کو فرصت
کے لمحات میں بنایا تھا وہ واقعی ایک خوبصورت
وحسن پری دکھائی دے رہی تھی لیکن جلد ہی مجھے
سب مناظر دکھائی دیئے جو میں نے دیکھے تھے جو
سیما نے اس کے گاؤں والوں کے ساتھ کیا تھا جو
کچھ اس کے خاندان والوں کے ساتھ کیا تھا سب
کچھ میرے سامنے آگئے۔ غصے سے میری آنکھیں
آگ اگلنے لگیں۔

چلی جاؤ یہاں سے میں کہتا ہوں کہ چلی جاؤ
مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے میں۔ میں
جانتا ہوں تم کون ہو تم آدم خور ہو ہاں آدم خور اور
آدم خور بھی میں انسان کا ہم در نہیں ہوتا۔ وہ انسان
کا دشمن ہوتا ہے اور ہمیشہ دشمن ہی رہتا ہے اور اگر
دوست بن بھی جائے تو اس میں بھی اس کا مطلب
ہوتا ہے ہاں میں سب جانتا ہوں تم پر اعتماد کرو
میں پاگلوں کی طرح ہنس دیا۔ ہا ہا ہا۔ ہا ہا ہا۔
تو ایک چیز یہ ہے انسانوں کی دشمنی۔ اور دیکھو
جلد تو میرے شیشے میں ہوگی اور پھر میں تم سے دیے
ہی بدالوں گا جس طرح تو نے ہمارے ساتھ کیا ہے
میں تمہارے گلے میں پھندا ڈال کر گاؤں والوں
کے سامنے لے جاؤں گا اور پھر۔ پھر۔ میں بچ

کہتے کہتے رک گیا۔

سیما ایک سردی دکھ بھری آنکھوں سے بھر کر رہ گئی
اور گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

نہیں سانول۔ تم میرے بارے میں بہت
غلط سوچ رہے ہو میں نے تم کو کئی بار بتایا ہے کہ
میں آدم خور نہیں ہوں انسانوں کی ہمدرد ہوں صرف
ایک انسان نے مجھے مجبور کر دیا ہوا ہے کہ میں ایسا
کروں نہ کروں تو وہ مجھے سزا میں دیتا ہے مجھے
مارتا ہے مجھ پر ظلمات کی انتہا کر دیتا ہے یہ دیکھو اتنا
کہہ کر وہ اپنی کمر اسے دکھانے لگی تو وہ فوری بول
پڑا۔

نہیں نہیں مجھے کچھ بھی نہیں دیکھنا اگر دیکھ بھی
اؤں تو مجھ پر کچھ بھی اثر نہ ہوگا کیونکہ تم نے مجھے بہت
زخم دیئے ہیں بہت دکھ دیئے ہیں۔ میں نے تو کبھی
خواب میں ایسے دیوانوں کے بارے میں سوچا نہ
تھا جن سے اب میرا پالا پڑا ہوا ہے۔

ہاں سانول میں جانتی ہوں کہ تم نے ایسے
دیوانوں کو کبھی خواب بھی نہیں دیکھا تھا اور
میں جانتی تھی کہ تم ایسے دیوانوں کو بھی دیکھو گی نہ
لیکن یہ تمہاری اپنی ضد تھی تم ایسا ہی چاہتے تھے
تمہارے اوپر جنون سوار تھا مجھے مارنے کا۔ میرے
بار بار منع کرنے کے باوجود بھی تم نے یہاں آنے کی
ضد کی اور پھر میں تم کو یہاں لے آئی حالانکہ میں
سب جانتی تھی کہ تم یہاں آتے ہی کسی مصیبت میں
پھنس جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا لیکن ابھی کچھ نہیں
ہوا ہے ابھی میں بہت کچھ کر سکتی ہوں اگر تم کو مجھ پر
اعتماد ہے تو میں تم کو یہاں سے نکال کر اپنی دنیا
میں پہنچا سکتی ہوں۔

نہیں نہیں مجھے تمہاری دنیا میں نہیں جانا ہے
ہاں اگر تم مجھ پر احسان کرنا چاہتی ہو تم مجھے میرے
گاؤں پہنچا دو میں بزرگ سے کہہ دوں گا کہ میں یہ
پہنچ نہیں کر سکتا ہوں۔ میری بات سن کر اس نے ایک

خوشگوار سانس لی۔

ایسی الجھنوں میں نہ پڑو میں تم کسی بھی خطرے
میں نہیں دیکھ سکتی ہوں دیکھو یہ لوگ مجھ سے زیادہ
طاقت والے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی میں تم کو
یہاں سے نکال سکتی ہوں کیونکہ ابھی اس نے اپنا
ظلم تم پر نہیں چھوڑا ہے ابھی صرف موت کے کنویں
میں پھینکا ہے اس کا خیال تھا کہ تم کو کل اٹھا کر لے
جائے گا اور پھر تم کو بھی دوسرے نو جوانوں کی طرح
اس بات کے سامنے۔۔۔ وہ بات کرتے کرتے
رک گئی اور میں سمجھ گیا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے مجھے
اس وقت اس کی تمام باتیں اچھی لگ رہی تھی کیونکہ
میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ اس وقت میرے ساتھ
بالکل مخلص ہے اگر اس کے دل میں کوئی ایسی بات
ہوتی تو وہ مجھے اس موت کے کنویں میں دیکھ کر میری
مدد کو نہ کہتی بلکہ وہی کچھ کرتی جو دوسرے لوگوں کے
ساتھ کرتی آئی تھی۔ میں نے کہا۔

سیما بس مجھے یہاں سے نکال دو۔ مجھے یہاں
خوف آ رہا ہے یوں لگ رہا ہے کہ میں جلد ہی دیکھوں
وہاں ہی موت ہی موت ہے۔ میری بات سن کر وہ
مسکرا دی اور بولی شکر ہے کہ تم نے مجھ پر اعتبار تو کیا
اتنا کہہ کر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور پھر جس تیزی
سے میں کنویں میں گرا تھا اس تیزی سے میں باہر آیا
اڑو ہواؤں میں اس کے ساتھ اڑتا ہوا اپنے گاؤں
تک آ گیا وہ مجھے میری چھت پر لے آئی مجھے دلی
سکون ساملا۔ وہ بولی۔

سانول بس تم نے اب کوئی بھی چلہ نہیں کرنا
ہے اگر مجھے مارتا ہے تو ایسے ہی مارڈالو میں انکار
نہیں کروں گی لیکن چلہ مت کرنا کیونکہ میں جانتی
ہوں کہ کسی بھی طرح چلہ کرنے میں کامیاب
نہیں ہو سکو گے اور نہ ہی ہماری مخلوق تم کو کامیاب
ہونے دے گی بس دوسرے لوگوں کی طرح تم بھی

سب کچھ دیکھتے جاؤ اور آنکھیں بند کر رکھو۔ اس کی باتیں سن کر میں خاموش ہو گیا وہ میری نظروں کے سامنے ہی غائب ہو گئی اور میں ایک پرسکون آہ بھر کر رہ گیا۔

میں گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہتا تھا میں جانتا تھا کہ جس نے بھی مجھے گاؤں میں دیکھا تھا اسی نے مجھ پر سوالات کی بوچھاڑ کرنی تھی میں سارا دن کمرے میں ہی بند رہا لیکن کب تک آخر مجھے باہر نکلنا ہی تھا اور پھر میں نکل آیا میں نے سوچ لیا تھا کہ جو بھی مجھ سے سوال کرے گا اس کو دینا جواب دوں گا یہ کہوں گا وہ کہوں گا ان کو مطمئن کر دوں گا مجھے دیکھتے ہی کافی گاؤں والے جمع ہو گئے۔

تم تو چلے کرنے کے لیے ویرانے میں گئے تھے پھر واپس کیوں آ گئے مجھ سے گاؤں کے لوگوں نے پوچھا۔ میں نے جو کچھ سوچ رکھا تھا وہی کچھ کہہ دیا میں نے ان سے کہا۔

میں چلے بھول گیا تھا اس لیے واپس آ گیا ہوں۔ میری بات سن کر وہ بولے۔

ہم نے تو تم سے بہت سی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں لیکن تم نے ہماری ساری امیدوں پر پانی پھیر کر رکھ دیا ہے اگر تم چلے نہیں کر سکتے ہو تم پھر ہم کو وہ چلے دے دو ہم کر لیتے ہیں کم از کم گاؤں میں جو قیامت ٹوٹ رہی ہے اس سے تو بچنا کارہا مل سکے ان کی بات سن کر میں کچھ شرمندہ سا ہوا لیکن میں جانتا تھا کہ یہ بھی میری طرح جذباتی ہو رہے ہیں ان سے کچھ بھی نہیں ہوگا جو کچھ میں دیکھ کر آیا ہوں وہ اگر یہ دیکھ لیتے تو شاید کبھی بھی چلے کرنے کی بات نہ کرتے میں نے کہا۔

دیکھیں یہ چلے کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اس میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے آپ لوگ کچھ بھی جانتے ہیں میں نے ویرانے میں جا کر

بہت ہی خوفناک شکلوں کو دیکھا ہے آسمان کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے ان کے قد میں اور کچھ جیسے ان کے سیاہ جسم۔ انسانی خون سے رنگے ہوئے دانت اور آنکھیں آگ کی مانند۔ میری بات سن کر وہ کچھ کچھ خوفزدہ سے ہو گئے اور بولے۔ پھر ہم کو بتاؤ کہ ہم کیا کریں تم تو جانتے ہو کہ اگر ہم لوگ خاموش رہے تو کسی کی بھی زندگی محفوظ نہیں رہے گی ایک ایک کر کے سب ہی اس حسین چیزیل کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ ان میں سے ایک دوسرا آدمی بولا رہنے دو اس کو اس کو اپنی زندگی کی فکر ہے گاؤں والوں کی نہیں میں خود ان بابا جی کے پاس جاتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ وہ چلے مجھے بتائیں تاکہ میں گاؤں والوں کو اس موت کے شکنجے سے نکال سکوں اس کی بات سن کر مجھے پھر سے شرمندہ ہوئی میں نے کہا۔

نہیں بیٹائی میں بھاگنے والا نہیں ہوں میں چاہے کروں گا اور ضرور کروں گا بس ایک دو کی بات ہے میں چلے گا اچھی طرح یاد کروں میری بات سن کر وہ بولے۔

ٹھیک ہے۔ ہم دو دن مزید دیکھ لیتے ہیں اس کے بعد بھی اگر تم نے کچھ نہ کیا تو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم کو اپنی زندگی سے پیار ہے کسی کی نہیں اتنا کہہ کر وہ ادھر ادھر چلے گئے اور میں سوچوں میں کھو گیا اور پھر ایک سوچ آئی کہ میں صبح ہی بابا جی کے پاس جاؤں گا اور ان سے کہوں گا کہ بابا جی مجھے ویرانے کی گاؤں کے آس پاس چلے کرنے کی اجازت دو جائے ہم نے تو گاؤں والوں کو بھانپا ہے اور جب چیزیل گاؤں میں آئے گی یا کوئی بھی جن بہت یہاں آئے گا ہم اس کو پکڑ لیں گے اور اس کو آگ میں جلادیں گے یہ ایسی سوچ تھی جس نے میرے اندر پھر سے چلے کا جنون پیدا کر دیا رات کو وہ دم مجھے دیکھائی دی اس کے کندھے پر ایک نوجوان

موجود تھا اس کو دیکھتے ہی میری آنکھیں آگ اگلنے لگیں اور میں چیخ ہی پڑا۔

تم نے جان بوجھ کر مجھے چلے کرنے سے روکا ہے تاکہ تمہارے کاموں میں کوئی رکاوٹ نہ ڈال سکے تم نے مجھ سے ڈرامہ بازی کی ہے۔ لیکن اب میں کبھی بھی تمہاری باتوں میں نہیں آؤں گا۔ میری بات سن کر وہ دکھ بھری سانس بھر کر رہ گئی اور بولی۔ سانول تم سمجھتے کیوں نہیں ہو میری باتوں پر یقین کیوں نہیں کرتے ہو میں نے کہا تو ہے کہ میں یہ کالم اپنی خوشی سے نہیں کرتی ہوں مجھ سے یہ کام کروائے جاتے ہیں۔

تم کرتی ہو یا تم سے کر دوائے جاتے ہیں میں یہ نہیں جانتا ہوں میں بس یہ جانتا ہوں کہ ہمارے گاؤں کا ہر روز ایک نوجوان غائب ہو جاتا ہے جو واپس نہیں آتا ہے اور پھر گاؤں والوں نے جو کچھ مجھے کہا ہے مرنے کی بات تھی مجھے تمہاری بات نہیں مانی چاہیے مگر وہ کچھ کرنا چاہیے تھا جو کچھ میں کرنے گیا تھا زیادہ سے اس کولے دیو کے ہاتھوں مر ہی جاتا۔

ٹھیک ہے تم کو مرنے کا شوق ہے تو چلو میرے ہاتھ میں تم وہاں لے جاتی ہوں اور پھر اسی اندھیر کنویں میں پھینک دیتی ہوں پھر تم جانو اور تمہارا کام۔

اس کی بات سن کر میں کانپ سا اور کہا نہیں میں نے کچھ اور فیصلہ کر لیا ہے اور میں اس فیصلہ پر عمل کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ بابا جی میری بات کو مان جائیں گے۔ بحر حال میں وہ کروں گا جو پہلے چاہیے گا مجھے نہ تو تمہاری محبت چاہیے اور نہ ہی کچھ اور میں نے اٹل فیصلہ سنا دیا میری بات سن کر وہ کبھی گئی اور پھر مسکرا دی اور بولی۔

سانول ایسی باتیں نہیں کرتے۔ تم نے نہیں جانتے تمہاری اس بات نے میرے دل پر کتنا گہرا

زخم لگایا ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ تم نے یہ بات دل سے نہیں کی ہے صرف زبان سے کی ہے اور اب یہ بات زبان سے بھی نہ کرنا بہت دکھ ہوا مجھے۔ میں تم کو دنیا کا انمول انسان بنانا چاہتی ہوں میری محبت کو دیکھ کر تم تصور بھی نہ کر سکو گے کہ میں تم کو کتنا چاہتی ہوں اور پھر محبت کرنے سے نہیں ہوتی یہ تو ہو جاتی ہے جیسے بچے ہو گئی تھی میں تمہارے لیے کئی دیوانی ہوں۔ میں ہی جانتی ہوں تم سوئے ہوئے ہو تو میں تمہاری کمرانی کرتی ہوں اور کئی سالوں سے ایسا کرتی آرہی ہوں ایک سایہ کی طرح میں ہر پل تمہارے ساتھ ہوتی ہوں ہاں کبھی کبھی مجھے تم سے دور جانا ہوتا ہے جب مجھے کسی نوجوان کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر ان لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے ان کے علاوہ میں ہر پل تمہارے آس پاس ہی ہوتی ہوں۔

اس کی باتیں سن کر میں حیران سارہ گیا اور پھر سوچنے لگا کہ اس کی یہ بات کہاں تک ٹھیک ہے اور پھر یوں لگنے لگا کہ جیسے اس نے یہ بات ٹھیک کی ہے کیونکہ میں اکثر اپنے ارد گرد ایک سایہ کو محسوس کرتا آ رہا تھا اور کئی سالوں سے اسے محسوس کرتا آ رہا تھا میں سوچا کرتا تھا کہ یہ کون ہے جو ایک دھند کی مانند دکھائی دیتا ہے اور پھر وہ دھند لائکس غائب ہو جاتا ہے کبھی ہوا میں لہرا لگتا ہے اور کبھی زمین پر چلنے لگتا ہے کبھی اوپر چاند ستاروں کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے وہ کوئی اور نہیں تھا وہ سایہ سیما کا ہی تھا یاف اس نے یہ بات کر کے مجھے نوجوں میں الجھا دیا تھا میں گہری نظروں سے اس کو دیکھنے لگا۔

اچھا تو وہ تم ہی ہو جو مجھے کئی سالوں سے دکھائی دیتی رہی ہو جو قدم قدم پر مجھے محسوس ہوتی رہی ہو۔ کبھی کبھی کبھی میں نے ایک خوشگوار سانس لیتے ہوئے کہا۔

ہاں سانول وہ میں ہی ہوں اب شاید تم کو

ہیں: ہو گیا ہوگا کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں کتنا
 ہنسی ہوں تم کو۔۔۔ سانول تم لوگوں کی باتوں میں
 مت آیا کرو۔ بلکہ میری طرف دیکھا کرو میں نے تم
 کو بتایا ہے ناں کہ یہ سب میں کسی مجبوری کے تحت
 رہ رہی ہوں مجھے انسانی زندگیوں سے کھیلنے کا نہ تو
 شوق ہے اور نہ ہی میں ایسا چاہتی ہوں مجھے دیر
 ہو رہی ہے میں چلتی ہوں تم آرام کرو میں اس کو ان
 کے پاس چھوڑ کر پھر آتی ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ انھی
 اور اس کو اٹھایا اور چلی گئی میں اس کے بارے میں
 سوچنے لگا اور پھر سوچتا ہی چلا گیا۔ میں گاؤں والوں
 کی باتوں اور ایسا کی محبت کے درمیان پھنس کر رہ
 گیا تھا ایک جی چاہتا کہ وہ جو کچھ کرتی ہے اس کو
 کرنے دوں لیکن دوسری طرف گاؤں والوں کو
 دیکھتا تو میرے جسم کو آگ لگ جاتی جی چاہتا وہ
 چاہے مجھ سے کتنا ہی پیار کیوں کرتی ہو مجھے اس کو
 مار دینا چاہیے اور جب اس کی کئی سالوں کی محبت کو
 دیکھتا تو مجھے اس کی حالت پر ترس آتا دل میں اس
 کے لیے جو پیار میرے اندر پرورش پا رہا تھا وہ
 ابھرنے لگتا۔ میں کیا کروں کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا
 میں نے ایک فیصلہ کیا اور وہ یہ تھا کہ میں باباجی سے
 ہوں ناں اس کو سب باتیں سچ سچ بتا دوں گا وہ پھر جو
 کہیں گے میں وہی کروں گا میں یہ فیصلہ کرنے کے
 بعد ہو گیا۔

میں نے باباجی کو سب کچھ سچ سچ بتا دیا تھا
 اب ان کے جواب کا انتظار کر رہا تھا وہ آنکھیں
 نے کچھ سوچنے میں مگن تھے پھر بولے۔ سانول
 رہی باتوں نے مجھے بھی الجھا سادیا ہے کہ وہ
 اپنے شوق سے نہیں کرتی ہے اس سے کوئی
 یہ سب کچھ کر دار ہا ہے وہ بے تصور ہے پھنسی
 نے نہ کرے تو جان جاتی ہے اس کی اور اگر
 تو ہم اس کے دشمن بنے ہوئے ہیں کیا کرنا

ہے کیا نہیں کرنا کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے لیکن اس
 کے باوجود بھی میں اتنا ہی کہوں کہ وہ انسانی مخلوق
 نہیں ہے ہوائی مخلوق ہے جو انسانی کی دوست
 نہیں ہوتی ہے تم کو یہ چل کرنا ہوگا اور پھر وہ سب کچھ
 کرنا ہوگا جو گاؤں والے چاہتے ہیں تاکہ کوئی بھی
 انسانی خون سے کھیل نہ سکے۔

ٹھیک ہے باباجی میں یہ چل ضرور کروں گا اور
 اس کو اس کی سزا ضرور دوں گا لیکن میری ایک
 گزارش ہے۔

وہ کیا۔۔۔ وہ مجھے دیکھتے ہوئے بولے۔
 میں یہ چلہ ویرانے میں نہیں کر سکتا ہوں
 وہاں میں نے بہت کچھ دیکھا ہے اگر آپ اجازت
 دیں تو میں اپنے گاؤں میں ہی کہیں کر لیتا ہوں تاکہ
 مجھے حوصلہ نہ ہو کہ میں اپنوں کے بیچ میں ہوں۔ میری
 بات سن کر وہ مسکرائے اور بولے

ٹھیک ہے ایسا ہی کرلو۔ گاؤں کے قبرستان
 میں یہ چلہ کرلو اور پھر قبرستان کون سا دور ہے گاؤں
 کے اندر ہی ہے۔

ہاں باباجی یہ ٹھیک ہے میں خوش ہوتے ہوئے
 بولا میں یہ چلہ آج ہی شروع کروں گا بس میری
 کامیابی کے لیے دعا کیجئے گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ تم کو کامیابی ملے گی تم کسی سے
 بھی نہ ڈرنا وہ چاہے کالا دیو ہو جائے کوئی بھی ہوتم
 فہ اپنا کام کرتے جانتا ہے کسی کو دیکھنا بھی مت
 جب خوف محسوس کر دو تو آنکھیں بند لیا کرنا اور گاؤں
 میں روٹی ٹھونس لیا کرنا تاکہ تم کسی کی بھی بات نہ سن
 سکو۔ باباجی کی بات سن کر میرے اندر جذبہ پیدا ہوا
 اور میں وہاں سے گاؤں واپس آ گیا۔

سانول یہ تم نے کیا کر دیا ہے میں نے تم سے
 کہا تھا کہ چلہ نہ شروع کرنا لیکن تم نے میری ایک
 بھی نہیں مانی دی کیا جو تم چاہتے تھے تم مجھے

مارنا چاہتے تھے تو ایسے ہی مار لیتے میں کون سا تم
 سے دور تھی۔ تمہارے پاس ہی تو ہوتی تھی۔ وہ
 مرجھائی ہوئی آواز میں بولی۔

آج اس کے چہرے پر وہ حسن نہ تھا جو
 میں دیکھا کرتا تھا آنکھوں میں وہ کشش نہ تھی جو
 لوگوں کو اپنا دیوانہ بنالیا کرتی تھی اس کی
 آنکھوں میں آنسو تھے وہ دور ہی تھی اور بار بار مجھے
 دیکھ رہی تھی میں بھی حصار میں ایک پاؤں پر کھڑا
 ان کو دیکھ رہا تھا مجھے اس لمحے اس پر بہت ہی ترس
 آ رہا تھا جی چاہ رہا تھا کہ چلہ چھوڑ دوں اور اس کے
 ساتھ کہیں دور چلا جاؤں لیکن شاید ایسا کرنا اب
 میرے لیے خطرہ ہو سکتا تھا کیونکہ اب میں وہ کچھ
 کر چکا تھا جو وہ نہ چاہتی تھی۔

میں نے اس کی کسی بھی بات کا جواب نہ دیا۔
 بلکہ اپنے درد کو جاری رکھے ہوئے تھا وہ گہری
 نظروں سے مجھے دیکھتی جا رہی تھی ابھی ادھر گھوم رہی
 تھی اور ابھی ادھر اور پھر وہ یکدم غائب ہو گئی اور کچھ
 ہی دیر بعد وہ مجھے دکھائی دی اس کے کندھے پر کسی کا
 بے ہوش بڑا جسم لٹک رہا تھا جسے اٹھائے وہ انہی
 راستوں پر چلتی جا رہی تھی جن راستوں پر وہ پہلے
 جاتی تھی لیکن آج اس کے قدموں میں وہ تیزی نہ تھی
 جو ہوتی تھی وہ مرجھائے انداز میں چل رہی تھی
 چہرے پر وہ شوخی نہ تھی نوٹے نوٹے ہوئے
 اور پورے قدموں سے چلتی جا رہی تھی اس نے پلٹ
 کر میری طرف نہ دیکھا تھا مجھے سمجھانے کیوں اس کی
 حالت پر ترس سا آ گیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا وہ
 مجھ سے لیے مخلص تھی اگر وہ میری دشمن ہوتی تو اب
 تک مجھے بھی اس جادوگر کے ہاتھوں مرنا چکی ہوتی
 لیکن اس نے ایسا کچھ بھی نہ کیا تھا اور پھر اب میں نہ
 اندھ چھوڑ سکتا تھا اور نہ ہی کر سکتا تھا میرا دھیان اس کی
 طرف ہی تھا جو آہستہ آہستہ چلتی جا رہی تھی یوں جیسے
 کوئی اپنا سب کچھ لٹا جا رہا ہو۔ کافی دور جانے لگا۔

بعد وہ مجھے دھواں بنتی ہوئی دکھائی دی اس کے بعد وہ
 پھر مجھے نظر نہ آئی میں نے اس رات کا چلہ کر لیا
 ۔ میری پریشانی بڑھتی جا رہی تھی وہ مجھے دکھائی نہ
 دے رہی تھی اور ہزاروں خیالات میرے دماغ
 میں گھوم رہے تھے۔

آج پھر میں اس کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن وہ آج
 پھر نہ آئی تھی اس کا پہولہ تک مجھے دکھائی نہ دیا تھا
 اف خدا یادہ کہاں چلی گئی ہے وہ سمجھتی کیوں نہیں ہے
 کہ میں اس کو مارنے کے لیے چلہ نہیں کر رہا ہوں
 بلکہ اس دیو کے لیے کر رہا ہوں جو اس کو یہاں گاؤں
 بھیجتا ہے جو اس سے قتل کر دیتا ہے۔ وہ کچھ بھی تو
 نہیں سمجھ رہی ہے۔ ایک دن دو دن تین دن آج
 پورے دس دن ہو گئے تھے وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ
 دے رہی تھی میری آنکھیں اس کے انتظار میں لگی
 ہوئی تھی اس کو تلاش کرتی پھر رہی تھیں میرا چلہ کی
 طرف کم دھیان تھا لیکن اس کی تلاش کی طرف
 زیادہ تھا۔ لیکن وہ بھی کہ وہ بنانے کہاں غائب ہوئی
 تھی کہیں اس کا لے دیو نے اس کو مار تو نہیں دیا ہے
 دماغ میں گونجنے والی اس سوچ نے مجھے سمجھوڑ
 کر رکھ دیا۔ نہیں نہیں اسے کچھ بھی نہیں ہوگا اگر کسی
 نے اس کو کچھ کہہ دیا تو میں اس کو زندہ
 نہیں چھوڑ دوں گا میں اس کی جان لے لوں گا میں یہی
 سوچ رہا تھا کہ وہ مجھے قبرستان میں داخل ہوتی ہوئی
 دکھائی دی اجڑا ہوا چہرہ بھرے ہوئے بال چہرے
 پر ٹھٹھائی ہوئی زردی۔ اور سفید لباس میں ملبوس اسے
 دیکھتے ہی میری نظریں اس پر رکت گئیں۔ جی چاہا کہ
 چلہ چھوڑ کر اس سے پوچھوں کہ وہ کہاں غائب ہوئی
 تھی وہ مجھے دکھائی کیوں نہیں دی تھی لیکن میں اس
 سے کچھ بھی نہ پوچھ سکتا تھا۔ صرف اسے دیکھ سکتا تھا
 وہ چلتی ہوئی میرے سامنے ہی ایک درخت کے
 تنے کے ساتھ ٹپک لگائے کھڑی ہوئی اور مجھے گہری
 نظروں سے دیکھنے لگی اس کی آنکھیں بھیجی ہوئی تھیں

اور آنکھوں کو میں نے غور سے دیکھا تو کانپ سا گیا یوں لگا جیسے وہ بہت زیادہ روتی رہی ہے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر میں اپنا چلہ بھول گیا اور اسے ہی دیکھے جانے لگا۔ کافی دیر تک وہ دور کھڑی رہی پھر وہ دھیرے دھیرے سے میری طرف آنے لگی۔ اور میرے حصار کے بالکل قریب کھڑی ہو گئی اور ایک گہری نظر مجھ پر ڈالی۔

تم یہ چلہ مجھے ختم کرنے کے لیے کر رہے ہو ناں لو میں تمہارے حصار میں قدم رکھتی ہوں پھر دیکھنا میں خود ہی جل کر مر جاؤں گی پھر شاید تم کو دی سکون مل جائے گا اور تمہاری دلی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ اتنا کہہ کر وہ حصار کے اندر داخل ہونے لگی تو میں جتنی ہی بڑا۔

نہیں نہیں تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گی۔ میری اس بات پر وہ چونک سی گئی اور گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی اس کو میری فکر ہونے لگی۔

سانول یہ تم نے کیا کر دیا ہے تم بول کیوں پڑے ہو مجھے لگتا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا تم نے بہت غلط کر دیا ہے چلہ کرتے ہوئے ایسا تو نہیں کرتے ناں لیکن خیر کوئی بات نہیں میں سب کو دیکھ لوں گی تم اپنے بنائے ہوئے حصار سے باہر نہ نکلتا اور اپنا چلہ پھر سے شروع کر دو۔ اس کی بات سن کر میں نے جلدی سے اپنا چلہ پھر سے شروع کر دیا اور تیزی سے چلہ پڑھتا چلا گیا۔ اس نے مجھائے ہوئے جسم میں نجائے کیسے جان پڑ گئی وہ میرے ارد گرد تیزی سے چکر لگانے لگی اس کا دھیان میری طرف تم تھا ادھر ادھر زیادہ تھا وہ ہر طرف کو دیکھتی جا رہی تھی اس کو شاید پتہ تھا کہ میں بول کر اپنے چلے کو کمزور کر لیا ہے۔ میں چلے میں مصروف رہا اور وہ میرے ارد گرد ایک سادہ سی طرح لہراتی رہی اس کے اندر ایک بے چینی تھی اس کی نظریں ادھر ادھر گھوم رہی تھیں اور پھر وہ کچھ ہوا جس کا شاید اس کو

ڈر تھا۔ مجھے کالا دیو قبرستان میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر تھا یہ خنجر عام خنجر دوں سے بہت ہی ہٹ کر تھا بہت ہی بڑا اور عجیب سے شکل کا تھا وہ اس کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے میری ہی طرف آنے لگا۔

تم یہاں کیا کر رہی۔ وہ آتے ہی ڈروانی آواز میں سیما سے بولا۔

میں۔۔ میں وہ بوکھلا سی گئی میں اس نوجوان کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ اس نے چلہ شروع کر کے ہمیں قید کرنے کا پروگرام بنالیا ہے۔ شاید سیما نے یہ جھوٹ بولا تھا یا سچ لیکن مجھے اس لمحے بہت ہی خوف آیا کہ اس نے ایسا کیوں کہہ دیا۔

تم جاؤ میں اس کو دیکھ لوں گا۔ یہ زندہ رہے گا تو چلہ کرے گا میں اس کو ترساتا ترساکر ماروں گا میں کافی دنوں سے اس کو دیکھ رہا تھا اور شاید یہ ہی نوجوان دیرانے میں بھی گیا تھا اور میں نے اس کو کنویں میں پھینک دیا تھا یہ وہاں سے کیسے نکل گیا میں ابھی تک یہی سوچ رہا ہوں۔

ہاں کالے دیو مجھے خود بھی یوں لگتا ہے کہ جیسے اس کے پاس بہت سی طاقتیں موجود ہیں میں یہاں روزانہ آتی ہوں اس کو مارنا چاہتی ہوں لیکن یہ مجھ سے بچ نکلتا ہے یہ مجھے کہہ رہا تھا کہ یہ کالے دیو کو سب سے پہلے مارے گا اگر کالے دیو نے اس کے کسی بھی کام میں رکاوٹ ڈالی تو۔ اس نے آپ کو دیکھا ہوا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میں یہاں سے جتنے بھی انسانوں کو اٹھا کر لے جاتی ہوں وہ سب کچھ تمہارے کہنے پر لے کر جاتی ہوں اور یہ خاصا شرمناک ہے اس کو انھی کچھ بھی کہنے کا حکم نہیں ملا ہے اور یہ حکم کا انتظار کر رہا ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس کو سب بھی وقت حکم مل جائے پھر۔۔ پھر دیو تم بھی میں بھی اور وہ بوڑھا جادوگر بھی زندہ نہ بچ جائیں گے وہ مسلسل بوتلی جا رہی تھی اور میں جان گیا تھا کہ وہ

کو مجھ سے ڈر رہی ہے اسے خوفزدہ کر رہی ہے اور میں خوش ہو رہا تھا کالا دیو کچھ ڈر سا گیا تھا وہ مجھ سے کہتا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ واقعی میرے پاس بہت سی طاقتیں ہیں بولا۔

نہیں نہیں یہ ہمیں نہیں مار سکتا ہے کبھی بھی نہیں مار سکتا ہے اس کا چلہ میں مکمل نہیں ہونے دوں گا میں اس کا خاتمہ کر دوں گا اتنا کہہ کر وہ میری طرف بڑھنے لگا میں نے دیکھا کہ سیما اس کو آگے بڑھتا ہوا دیکھ کر کانپ گئی تھی شاید وہ جانتی تھی کہ دیو کچھ بھی کر سکتا ہے اس نے یکدم ایک چھوٹا ماری اور میرے سامنے لگے ہوئے درخت کے تنے کو آگ لگ گئی آگ اس وقت لگی جب کالا دیو اس درخت کے پاس سے گزرنے والا تھا۔ یہ سب دیکھتے ہی وہ کانپ سا گیا۔

کالے دیو بھاگ جاؤ یہ ہم کو مار دے گا۔ سیما تقریباً جتنی بڑی تھی اس نے کالے دیو کو خوفزدہ کر دیا تھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تھی وہ کالا دیو یہ سب دیکھ کر واقعی غائب ہو گیا تو سیما نے ایک گہری سانس لی میں نے یقین کر لیا کہ سیما کو واقعی مجھ سے سچا پیار ہے وہ جو کچھ کر رہی ہے وہ صرف اور صرف میرے لیے کر رہی ہے آج مجھے بھی اس سے پیار ہونے لگا تھا انتظار تو مجھے پہلے ہی اس کا رہتا تھا اور آج میرا انتظار پیار میں بدل گیا تھا میں نے فیصلہ کر لیا کہ حصار سے باہر نکلتے ہی اس کے پیار کا جواب پیار سے دوں گا۔ اور وہ کچھ کہہ دوں گا جو وہ کی سائلوں سے میرے منہ سے سننا چاہتی تھی میری نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں وہ ہر سکون ہو چکی تھی اس کو یقین ہو گیا تھا کہ اب یہاں کوئی بھی نہیں آئے گا جس کا اس کو خطرہ تھا وہ چلا گیا تھا میں چلہ کرتا رہا اور وہ مجھے دیکھتی رہی پھر چلتی ہوئی میرے قریب آئی اور بولی۔

سانول میں تمہارے لیے کھانا رکھے جا رہی

ہوں چلے سے فارغ ہونے کے بعد کھالینا یہ کھانا دوسرے کھانوں سے ہٹ کر ہوگا اس میں کچھ طاقتیں ہوں گی میں جانے لگی ہوں تاکہ میں کالے دیو کی باتیں سن سکوں اتنا کہہ کر اس نے ہاتھ پھیلائے تو خوشبو دار کھانا میرے سامنے حصار سے باہر پڑا ہوا تھا جس کی خوشبو تقریباً پورے قبرستان میں پھیلنے لگی تھی پھر وہ غائب ہوئی اس کے جانے کے بعد میں کام میں مگن رہا اور پھر میں نے چلہ کر لیا اور فوراً سے پہلے میں حصار سے باہر نکل آیا اور پھر کھانے پر ٹوٹ ہی پڑا۔ کھانے نہ صرف لذیذ تھا بلکہ طاقت والا بھی میں محسوس کرنے لگا کہ میرے اندر کوئی غائبی طاقت بھری جانے لگی تھی آج مجھے بہت ہی سکون ملا تھا یہ سکون سیما دیوی کی وجہ سے ملا تھا اس کے پیار کے لیے ملا تھا مجھے اب اس کے آنے کا انتظار تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ میرے پاس آئے اور میں اس کو وہ سب کچھ کہہ دوں جو میرے دل میں ہے وہ تو نہ آئی۔

سانول۔ بہت برا ہوا ہے آج گاؤں میں ایک نہیں دو نہیں تین نہیں بلکہ پوری سات لڑکیاں غائب ہو گئی ہیں۔

کیا کیا۔ لڑکیاں میں چونکا۔

ہاں۔ لڑکیاں وہ بھی سب جوان۔ وہ مجھے ان سب کے والدین کے نام بتانے لگے جن میں ایک لڑکی نشا بھی تھی جو میرے دوست عاصم کی بہن بھی جو بہت ہی خوبصورت تھی پہلے عاصم غائب ہو گیا تھا اور اب اس کی بہن مجھے شدید دکھ ہوا۔

وہ غائب کس نے کی۔ میں نے سوال کیا۔

اس حسن پری نے۔

کیا۔ میں چونکا۔

ہاں یہ ہم نے اس کو خود دیکھا تھا اس نے ان کو زندہ نہیں اٹھایا تھا بلکہ اس کی گردنیں کاٹی تھیں۔ ان

کو خون میں تہاں ہی رنگ دیا تھا تاکہ گاؤں والوں کو معلوم ہو سکے کہ وہ مر چکی ہیں۔

یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ایسا وہ نہیں کر سکتی ہے اس نے تو وعدہ کیا تھا کہ وہ میرا ساتھ دے گی اور اب میں ان کی باتیں سن کر پریشان ہو گیا تھا۔

ہاں اس نے ہی ایسا کیا ہے تمہارا چلہ کب ختم ہوگا کب تم اس سے ہمیں چھٹکارہ دلاؤ گے ان میں ایک نوجوان نے کہا۔

بس کچھ دنوں کی بات ہے کچھ دن اور برداشت کر لو پھر دیکھنا جو تم چاہو گے ویسا ہی کروں گا وہ حسن پری تو کیا پوری جنت کی بستی کو آگ لگا دوں گا۔

میری بات سن کر وہ بولے پتہ نہیں ہمارے گاؤں کو کس کی نظر لگ گئی ہے اس حسن پری میں

ایسی کون سی طاقت ہے جو کسی سے بھی نہیں مرنی ہے جو بھی اس کا مقابلہ کرتا ہے ہار جاتا ہے۔ اور ہمیں نہیں لگتا ہے کہ تم بھی کامیاب ہو سکو گے۔ ان کی بات سن کر میں نے کہا۔

انشاء اللہ تعالیٰ میں کامیاب ہوں گا تم دیکھتے جانا۔ بس کچھ دنوں بعد میرا چلہ ختم ہو جائے گا۔

باقی تھے آج کا دن میں نے گاؤں ہی گزرا اور رات گئے واپس قبرستان آیا جب میرے چلے کا وقت ہونے والا تھا۔

قبرستان میں داخل ہوتے ہی مجھے وہ ایک جاگ دکھائی دی۔ وہ ایک طرف کھڑی تھی اور گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی اس کے چہرے کی رنگت بھی بدلی ہوئی تھی اس کے لبوں پر خون لگا ہوا تھا اس کے لبوں پر خون دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ گاؤں والے غلط نہیں کہہ رہے تھے یہ خبیث چڑیل ہی ہمارے گاؤں کی سب سے بڑی دشمن بنی ہوئی ہے یہ میرے ساتھ پیار کا کوئی کھیل رہی ہے یہ چاہتی ہے کہ میں کسی طرح اس کے پیار کے جال میں پھنس جاؤں اور پھر وہ میرا اسی طرح حال کرے جس طرح اس نے دوسرے لڑکوں کا کیا تھا بس اسے قبرستان میں دیکھتے ہی میری آنکھیں آگ اگلے لگیں میں دوسرے راستے سے ہوتا ہوا اس کے پیچھے پہنچ گیا اور میں نے جاتے ہی اس کو بالوں سے پکڑ لیا اور بری طرح جھنجھوڑنے لگا وہ میرے ہاتھوں میں ترستے لگی۔

چھوڑ دو مجھے سانول خدا کے لیے چھوڑ دو مجھے نہیں چھوڑ دو وہ کیا بات کی تم نے آج ہی تم میرے قابو آئی ہو اور میں تم کو چھوڑ دوں دیکھنا میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں اتنا کہہ کر میں نے اس کے نیچے گرا دیا اور پھر اس کے چہرے پر گھونٹوں اور مکوں کی بارش شروع کر دی وہ مشکل پیچ رہی تھی اپنی محبت اور چاہت کے واسطے دے رہی تھی لیکن مجھ پر اس لمبے خون سوار تھا میں چاہتا تھا کہ میں اس کو جان سے مار دوں چاند کی روشنی نہ تھی آسمان پر گہرے کال سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور چاند ان سیاہ بادلوں میں چھپا ہوا تھا ہر طرف اندھیرا تھا اتنا جانتا تھا کہ وہ میرے قابو میں ہے اور میں اس کو مارتا جا رہا ہوں اور جہاں جہاں ضرب لگتی تھی میرا

لگتا جا رہا تھا۔ اور جو نبی بادلوں کی اڑھ سے چاند باہر نکالتا تو میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو میں کانپ سا گیا اس کا چہرہ بری طرح لبو لہان ہو رہا تھا۔ میں نے اس کے بالوں کو چھوڑ دیا۔ میرے چھوڑتے ہی وہ غائب ہو گئی اور پھر وہ کئی دنوں تک میرے سامنے نہ آئی۔ نجانے کیوں مجھے خود پر غصہ آنے لگا کہ میں نے اس کے ساتھ ٹھیک نہیں کیا ہے اس کو اس قدر برے طریقے سے مارا تھا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئی تھی اگر وہ چاہتی تو مجھے مار سکتی تھی میری جان بھی لے سکتی تھی لیکن اس نے ایسا کچھ بھی نہ کیا تھا۔ آج مجھے وہ کئی دنوں بعد دکھائی دی تھی اس کے چہرے پر لبو جما ہوا تھا۔ سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھی اور چہرہ ایسے ہو رہا تھا کہ جیسے اس کو جلد جگہ سے جلایا گیا ہو۔ میں ابھی چلے میں داخل نہ ہوا تھا اس کی یہ حالت دیکھ کر میں اس کی طرف ہونگیا اور جاتے ہی پوچھا۔

یہ تم کو کیا ہوا ہے۔

جادوگر نے مجھے آج بہت اذیت دی ہے ایسی اذیت جو اس سے قبل مجھے نہ دی تھی دیکھو میرا چہرہ لگاؤ دیا ہے وہ رد دی اور اس کی سسکاریاں گونجنے لگیں۔ اف خدایا میں کانپ سا گیا۔ لیکن اس نے ایسا کیوں کیا۔

وہ تمہارا دل کروانا چاہتا ہے میرے ہاتھوں۔

چلے سے ہی مروں گی ان طاقتوں سے مروں گی جو تمہیں ملنے والی ہیں لیکن تمہارے ہاتھوں مرنے سے مجھے دکھ نہ ہوگا میں تو چاہتی ہوں کہ مروں تو تمہارے ہاتھوں درد نہ بھیجی نہ مروں اور سانول سنو تم ہمت نہ مارنا اپنے چلے کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنا کبھی نہیں ان جن بھوتوں کے زور سے چلے کو ختم نہ کرنا میں جانتی ہوں کہ وہ تمہیں کسی طرح بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے میں نے ان کی سب باتیں سن کر آ رہی ہوں جو جو وہ کرنا چاہتے ہیں وہ سب کچھ میں جان چلی ہوں مجھے اپنی زندگی کی فکر نہیں ہے وہ مجھے مارتے ہیں تو مادر سن لیکن تم کو کچھ کہیں یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ اور جہاں تک میرا تعلق ہے تم کو مارنے کا یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے میں اپنے ہی محبوب کو اپنے ہاتھوں سے کیسے مار سکتی ہوں میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی ہوں یہ دیکھو میری حالت انہوں نے مجھ کو باتیں سنتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور پھر میرا ایسا حال کر دیا کہ میں بتا نہیں سکتی ہوں۔

اس کی باتیں سن کر میں ایک سردی آہ بھر کر رہ گیا میں اس کو کیا سمجھ رہا ہوں اور وہ میرے لیے کیا کچھ کر رہی ہے کہیں یہ بھی اس کی کوئی چال تو نہیں ہے۔ یکدم میرا دماغ خراب ہو گیا۔ ہاں اس کی یہ چال ہے کیونکہ میں نے دوستوں سے سنا ہے کہ وہ جس کو مارنا چاہتی ہے پہلے اس کو اپنے جال میں پھنساتی ہے اس کے بعد اس کو اٹھا کر لے جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اب میں اس کے ہاتھوں میں نہ آیا ہوں اس کے پیار میں نہ پھنسا ہوں اور یہ رنگ رنگ کے حربے استعمال کر رہی ہو۔ لیکن نہیں اگر اس نے مجھے مارنا ہوتا تو اس کے لیے کوئی بھی مشکل کام نہیں ہے وہ مجھے اس کنوں سے نہ نکالتی جہاں میں پڑا ہوا تھا اور نہ ہی میرا چلہ مکمل کرنے میں میری مدد کرتی وہ ضرور مجھ سے جی محبت کرتی ہے اس کے

دل میں میرے لیے سچی چاہت ہے اور میں اس کو غلط سمجھ کر اس کو ہاتھ سے نہیں نکالنا چاہتا۔ میں نے ایسے بچنے کے بعد اس سے کہا۔

سیما میری جان۔ میرے یہ لفظ سن کر وہ چونکتے ہوئے مجھے دیکھنے لگی اس کی آنکھوں میں سرخی بھرنے لگی۔

کیا کہا۔ پھر سے کہنا۔

کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا ہے۔

نہیں سانول نہیں تم نے کچھ بھی غلط نہیں کہا ہے بس جو تم نے کہا ہے ایک بار پھر کہہ دو اس لفظ کو سننے کے لیے نہ جانے مجھے کتنے سال انتظار کرنا پڑا ہے تم نے نہیں جانتے ہو کہ تمہارے اس ایک لفظ نے میرے زخمی جسم میں کتنی جان ڈال دی ہے تم نہیں جانتے میں کتنی خوش ہوئی ہوں کیا واقعی تم نے مجھے جان کہا ہے نہیں جھوٹ تو نہیں بولا ہے۔ نہیں میرا دل تو نہیں رکھ رہے ہو بس سچے دل کہہ دو کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو۔

ہاں سیما میں تم سے پیار کرتا ہوں۔ بہت پیار کرتا ہوں۔ تم میری جان ہو۔ میری چاہت ہو بہت یاد کرتا ہوں میں تم کو بہت پیار کرتا ہوں میں تم اُسے لیکن دیکھو تم بھی ناں کیوں مل گرتی ہو اس رات پورے گاؤں میں سات لڑکیوں کو تم نے قتل کر دیا تھا ان کے سروں کو کاٹ دیا تھا۔

نہیں سانول نہیں میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے میں تو کئی دنوں سے اس گاؤں میں آئی ہی نہیں تھی اس نے مجھے قید کر دیا تھا مجھے ایسی سزائیں دے رہا تھا کہ میں اندر سے ٹوٹ گئی تھی۔

کیا کیا۔ اس کی بات سن کر میں حیران سا ہو گیا۔ پھر پھر یہ سب کس نے کیا ہے لوگ تو کہہ رہے تھے کہ انہوں نے تمہیں دیکھا ہے تم ہی نے ان لڑکیوں کی گردنیں کاٹی ہیں تم نے ہی ان سب کو مارا ہے۔

نہیں جان نہیں میں نے کہا ہے ناں کہ میں دیکھو میری حالت میں تو خود اپنی زندگی سے۔ لیکن یہ جو بھی ہوا ضرور کوئی چال ہے اس جادوگر کی اس نے کسی اور کو میرے روپ میں یہاں بھیجا ہوگا کیونکہ میں نے پہلے دن ہی اس سے کہہ دیا تھا کہ میں کسی بھی لڑکی کا خون نہیں کروں گی ہاں تمہارے چلے کے لیے میں لڑکوں کو مار سکتی ہوں لیکن لڑکیوں کو نہیں۔۔

اس کی باتیں سن کر میں شش و پنج میں پڑ گیا کیا واقعی سیما کے روپ میں کوئی اور چڑیل آئی تھی کہیں یہ مجھے پاگل تو نہیں بنا رہی ہے کہیں یہ کوئی چال تو نہیں چل رہی ہے۔

سیما تم یہ کیا کہہ رہی ہو میں نے نہیں کئی گاؤں والوں نے تم کو دیکھا تھا ان کا کہنا تھا وہی ہے جو یہاں سے نوجوانوں کو اپنے پیار کے جال میں پھنسا کر اغوا کر لے جاتی ہے اس نے ہی ان سب لڑکیوں کو مارا ہے ہم نے اس کو خود ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

سانول میری بات کا یقین کرو میں یہاں نہیں آئی تھی میں نے بتایا کہ انہوں نے مجھے قید کر رکھا تھا کیونکہ ان کو پتہ چل گیا تھا کہ میں تمہارا ساتھ دے رہی ہوں تمہارے چلے کو مکمل کرنا چاہتی ہوں اور وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتے ہیں وہ میرے بارے میں ایسے کام کی چڑیل سے کہہ دو کہ تمہارے دل میں میرے لیے نفرت بھرنے لگے ہیں۔

دیکھو سیما کون سچا ہے کون جھوٹا ہے اس بات کا فیصلہ بھی جلد ہو جائیگا اگر میں چلے کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر دیکھ لوں کہ گاؤں میں سب کرنے والا کون ہے اگر تم ہوئی تو پھر یاد رکھنا کہ تم بھی میرے ہاتھوں سے بچ نہ سکو مجھے اپنے پیارن غرض نہیں ہے مجھے گاؤں والوں کی زندگیاں پیاری ہیں ان کا ساتھ عزیز ہے۔

ہاں سانول تم نے ٹھیک کہا ہے اگر میں ہوئی تو پھر مجھے بھی زندہ نہ چھوڑنا ہے شک مجھے بھی مار دینا لیکن یقین کرو میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے اور نہ ہی اب بھی کروں گی جو کچھ ہوا سو ہوا اب مجھے ایسا کرنے کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے وہ لوگ جاے مجھے جان سے مار دیں میں اب بھی کبھی گاؤں میں یا کسی بھی شہر میں انسانی قتل نہیں کروں گی مجھے تمہاری قسم۔

اس کی یہ بات سن کر مجھے لگنے لگا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے اگر جھوٹ ہوئی تو اس کے چہرے پر پھیکا پن ضرور دکھائی دیتا میری دھمکی سے وہ کانپ کر رہی تھی لیکن ایسا کچھ بھی نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کے روپ میں کوئی چڑیل ہے جواب یہ سب کام کر رہی ہے۔ میں ابھی ایسی ہی سوچیں سوچ رہا تھا کہ وہ بولی۔

سانول بہت برا ہونے والا ہے مجھے یوں لگ رہا ہے کہ وہ اب اٹھ کھڑے ہوئے ہیں انہوں نے جان لیا ہے کہ تم کسی بھی طرح اپنے چلے سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہو تو انہوں نے ایسا اٹھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے لیکن اب ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا اب میں لڑوں گی ہاں جان میں تمہارے لیے لڑوں گی جاے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے تم حصار کھینچ کر اپنا چلہ شروع کرو تمہارے چلے کا نام ہونے والا ہے۔

ہاں سیما جان میں بھی تم سے یہی کہنے لگا تھا اتنا کہہ کر میں نے اپنا حصار تیار کیا اور اپنا چلہ شروع کر دیا۔ وہ میرے ارد گرد چکر کاٹنے لگی۔ ابھی مجھے وظیفہ شروع کئے ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ طرف سے مجھے گرجتے ہوئے بادلوں کی گونج سنائی دی چمکتی ہوئی آسمانی بجلی دکھائی دی میں یہ سب دیکھ کر یکدم ہی پریشان ہو گیا کیونکہ ابھی ابھی تو آسمان پر چاند چمک رہا تھا اور اب ایسا موسم

ہو گیا تھا کہ اف میں بتائیں سکتا۔ سانول ڈرنا نہیں ہے۔ مجھے اس کی آواز سنائی دی وہ حملہ کرنے والے ہیں۔ وہ ایک طوفان کی شکل میں یہاں آنے والے ہیں نہ جانے وہ کیا کچھ کریں لیکن تم نے اپنے حصار سے باہر نہیں آنا چاہے وہ جو بھی کر لیں تم نے اپنے وظیفہ کی طرف دھیان دینا ہے۔ وہ چیختے ہوئے بول رہی تھی اور تیز طوفانی ہواؤں میں آواز آ رہی تھی۔ مجھ تک ایسے پہنچ رہی تھی جیسے وہ قریب سے مجھے بھاری ہو میں یہ سب منظر دیکھ رہا تھا لیکن میرے اندر خوف نہ تھا کیونکہ وہ میرے سامنے بھی مجھے اس پر یقین تھا کہ وہ میری حفاظت کرے گی۔ اور پھر ایسا ہی ہونے لگا میں نے دیکھا کہ کئی ہیبت ناک شکلوں والے مجھے قبرستان میں دکھائی دیئے ان کی شکلیں میں نے پہلی مرتبہ دیکھی تھیں ان کو دیکھتے ہی میں کانپ سا گیا۔ لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ سیما نے ان سے مقابلہ شروع کر دیا تھا اور ہر ایک کو آگ لگائی جا رہی تھی مجھے کچھ حوصلہ ہوا میں اس کو دیکھنے لگا جو میری حفاظت کے لیے ان سے لڑ رہی تھی اور اونچے اونچے قدموں والے بھوت اس پر حملہ کر رہے تھے وہ بھی ان کے حملوں کا جواب دے رہی تھی اور خود زخمی ہونے کے باوجود بھی ان کے سامنے ایسے ڈٹتی ہوئی تھی جیسے وہ ان کو مار کر ہی سانس لے گی اور پھر ایسا ہی ہونے لگا وہ سب ان کے سامنے یوں مات کھاتے جانے لگے جیسے وہ اس کے سامنے کچھ بھی نہ ہوں یہ سب دیکھ کر مجھے بہت سا سکون مل گیا تھا لیکن ساتھ ہی دیکھ بھی ہو رہا تھا کہ وہ خون سے تر تھی وہ پہلے بھی زخمی تھی اور اب ان سے مقابلہ کرنے کے بعد اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ وہ گری پڑی ان سب کو تو اس نے ختم کر دیا۔ لیکن اپنا بھی برا حال ہو گیا تھا جی چاہا کہ میں چلہ تو ذکر اس کی مدد کروں اس کی مرہم پٹی کروں لیکن ایسا نہ کر سکتا تھا ایسا کرنا میرے لیے

نقصان دہ تھا۔ وہ میرے سامنے ہی زمین پر لیٹی ہوئی تھی اور اپنے زخموں کو دیکھ رہی تھی مجھے اس پر بہت ترس آ رہا تھا میں نے بھی تو اس کے ساتھ اچھا نہ کیا تھا لوگوں کی باتوں میں آکر آتے ہی اس کو بالوں سے پکڑ لیا تھا اور اس قدر زور سے کھینچا تھا کہ وہ جیجی ہی پڑی تھی۔ میں نے دیکھا کہ جو موسم یکدم خراب ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہونے لگا تیز ہواؤں کا زور نونے لگا اور آسمان پر تیرے بدل ختم ہونے لگے تھے پھر سے وہی روشن چاند آسمان پر چمکنا ہوا دیکھا لی دینے لگا چاند کی روشنی میں وہ مجھے واضح دکھائی دینے لگی میں نے اپنی نظریں اس پر جمادیں وہ بری طرح زخمی تھی اور مجھے ہی دیکھ رہی تھی میں نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ پیار دیکھا تھا۔ بہت زیادہ چاہت دیکھی تھی۔ وہ آنکھی اور دھیرے دھیرے چلتی ہوئی میرے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔

سانول۔ بہت سخت وار کیا تھا ان لوگوں نے اگر میں یہاں نہ ہوتی تو یقیناً بہت بلی برا ہو جاتا ہو سکتا تھا کہ تیز آندھی کا تم مقابلہ نہ کر سکتے اور وہ سب ہو جاتا جو میں نہیں چاہتی تھی مجھے اب ہر لمحہ تمہاری حفاظت کرنا ہوگی کیونکہ وہ اب پوری طرح تمہارے پیچھے پڑ چکے ہیں لیکن پلیز تم نے جو بھی ہو جائے چاہے میں مر ہی کیوں نہ جاؤں وہ مجھے آگ میں ہی کیوں نہ جلا دیں تم نے حصار سے باہر نہیں نکلنا تم نے وہ مقصد حاصل کرنا ہے جس کے لیے تم راتوں کے یہاں اکیلے آتے ہو میں اب چلتی ہوں اب کوئی بھی خطرہ نہیں ہے۔ اتنا کہہ کر وہ چند قدم چلی اور پھر غائب ہو گئی۔

آج میرے چلے کی آخری رات تھی باقی کے تمام راتیں اس نے میری خوب حفاظت کی تھی وہ چھ دو دکھا یا تھا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا اس نے

نہ صرف جنات سے لڑنے کے بعد ان کو ختم کیا تھا بلکہ کالے دیو سے بھی دشمنی لے لی تھی کل ہی کی بات تھی کہ کالا آگیا تھا اس نے آتے ہی اسے دھکی دیا تھی کہ تمہاری وجہ سے یہ لڑکا دن بدن چلہ میں کامیاب ہوتا جا رہا ہے ہم نے تم پر چھوڑ رکھا تھا کہ تم اس کو ختم کر دو گئی لیکن یوں لگتا ہے کہ تم بھی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو تم بھی چاہتی ہو کہ یہ کامیاب ہو جائے۔

ہاں میں ایسا ہی چاہتی ہوں مجھے سیمائی کو شوق ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

کیا۔ وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔
ہاں۔ اس نے اپنے لفظوں کو دہرایا تم نے یہی کہا تھا کہ میں اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوں اور میں نے کہہ دیا ہے کہ ہاں میں اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوں اور تم اب اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ہو اس کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہو اور اگر تم نے ایسا کرنے کی کوشش بھی تو میں تمہارے راد میں رکاوٹ بن جاؤں گی اس کی بات سن کر کالا دیو خونخوار نظروں سے اسے گھورنے لگا اور چیختے ہوئے بولا۔ تمہاری یہ ہمت کہ تم میرے سامنے زبان چلاؤ تم جانتی ہو کہ میں وہ سب کچھ کر سکتا ہوں جو تم نے سوچا بھی نہ ہو۔

ہاں میں جانتی ہوں بہت کچھ جانتی ہوں لیکن تم بھی آج یہ بات جان لو کہ تم اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے میں تمہاری سب سے بڑی دشمن بن کر تمہارے سامنے آؤں گی۔

پھر میں نے دیکھا کہ ان دیوؤں کے درمیان بہت ہی خونی جنگ شروع ہو گئی تھی وہ طاقت مند زیادہ تھا اس نے کئی قاتلانہ وار اس پر کئے جن سے وہ بالکل برداشت کرتی رہی وہ خود بھی لبو لہان ہوئی تھی اور اس کو بھی نڈھال کر دیا تھا وہ چیختا ہوا چلا گیا تھا جبکہ وہ ایک طرف گری ہوئی سائیس نے

اگست 2013

رہی تھی مجھے چند لمحوں کو تو یوں لگا کہ وہ مر گئی ہے لیکن جب میں نے اس کے ہلتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا تو کچھ سکون ہوا تھا۔ میری نظریں اسی پر جمی ہوئی تھی کیونکہ اس کے ہاتھ ایک بار پھر ساکت ہو گئے تھے وہ نہ مل رہی تھی اور نہ ہی سانسوں کی آواز میں مجھے سنائی دے رہی تھی ابھی چلہ ختم ہونے میں بھی کافی بائم پڑا ہوا تھا۔ اور میری عجیب سی حالت ہو رہی تھی چلہ کرنے کو جی نہ چاہ رہا تھا ایک ہی خیال بار بار آ رہا تھا کہ میں جلدی سے جا کر اس کو دیکھوں اور مغصوم کروں کہ وہ زندہ بھی ہے کہ نہیں لیکن چلہ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ سننے لگا تھا۔ وہ آنکھی تک ساکت تھی اس نے ہلنا چھوڑ دیا تھا میرے ذہن کو کھچا دسا پڑنے لگا وہ چاہتے چڑیل بھی چاہے خونی تھی میں اس سے محبت کرنے لگا تھا اس سے پیار کرنے لگا تھا۔

میرا چلہ ختم ہو گیا تو میں تیزی سے اس کی طرف بھاگا اور جا کر اس کو دیکھا تو اس کے جسم میں جان نہ تھی وہ اکڑی ہوئی تھی آنکھیں کھلی ہوئی تھی اور وہ سفید تھیں ان میں نور نہ تھا چہرے پر بڑے بڑے کٹ گئے ہوئے تھے چہرہ اتر اتر ہوا تھا۔ میں نے اس کو چھوڑ ہی ڈالا۔

سیمائی۔ سیمائی اٹھو دیکھو میں ہوں ہاں میں ہوں۔ میری آنکھیں بننے لگیں میرا دماغ گھومنے لگا کچھ بھی سمجھ نہ آ رہا تھا کہ میں کیا کروں بس ایک ہی خیال آ رہا تھا کہ وہ کالا دیو میرے سامنے ہو تو میں اس کو ابھی سے ختم کر دوں ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ اس سے مجھے کالا دیو قبرستان میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا اس کو دیکھتے ہی میں کانپ سا گیا میری سائیس رکے لگیں وہ بہت ہی غصہ میں تھا اس کے چہرے کا انداز بھی ہی خوفناک تھا میں تیزی سے حصار کی چلا گیا وہ اپنے انداز میں چلتا ہوا آ رہا تھا اور سن پری کے پاس آکر رک گیا پاؤں کی ایک تیز

ٹھوکر اس نے پری کو ماری تو وہ بڑی طرح کانپ گئی۔ اس کو ہلتا ہوا دیکھ کر مجھے کچھ سکون سا ملا میں سمجھ گیا کہ وہ مری نہیں ہے بلکہ زندہ ہے اور پھر ایک نیا منظر میرے سامنے تھا شاید وہ جانتی تھی کہ وہ کالا دیو ضرور آئے گا اور شاید میرے کان اس نے ڈرامہ کیا تھا وہ اس قدر تیزی سے اٹھی کہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا اس نے اس قدر تیزی سے اس پر حملہ کیا کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ وہ بار بار اس پر حملے کرتی جا رہی تھی۔

مارڈ الو اس کو۔ ہاں مارڈ الو اس کو میں حصار میں بیٹھا ہوا چیخ رہا تھا میری آواز میں عجیب سی دھشت تھی یوں جیسے میں اس وقت انسان تھا اور یہ آواز میری نہ تھی میرے اندر سے کوئی بول رہا ہو میں خود بھی حیران تھا کہ میری آواز کو کیا ہو گیا ہے کیوں اتنی بدل گئی ہے لیکن جو بھی تھا مجھے اس کی موت چاہیے تھے جو وہ پوری کوشش کر رہی تھی مارنے کی وہ بری طرح زخمی ہونے لگا اور نیچے زمین پر گر پڑا تھا اس کو زمین پر گرے ہوئے دیکھ کر میں تیزی سے حصار سے باہر نکل آیا اور سیدھا اس طرف گیا جہاں درخت کا ایک بہت بڑا تانما موجود تھا میں نے اس کو اٹھالیا اور دیو کی طرف آیا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اور سیمائی کے چہرے کو نوچ رہی تھی۔ وہ وحشی ہو رہی تھی۔

سیمائی جاؤں میں چیختے ہوئے بولا میری آواز سن کر اس نے میری طرف دیکھا میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں خون کی مانند سرخ تھیں ان میں اتنا خوف تھا کہ میں خود بھی کانپ گیا وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گئی اور میں نے اٹھایا ہوا تانکا کالے دیو پر پھینک دیا وہ بری طرح ترپا اور پھرتے کے نیچے سے ہی وہ غائب ہو گیا۔ اس کے غائب ہونے ہی سیمائی غائب ہو گئی۔

یہ سب واقعات کل کے تھے جو مجھے ابھی تک یاد تھے اور آج تو میرا آخری دن تھا میں چلے میں کمن تھا اور کچھ بھی مجھے دکھائی نہ دے رہا تھا نہ حسن پری اور نہ ہی دیو حالانکہ میں چاہتا تھا کہ حسن پری مجھے دکھائی دے میں اس کو دیکھ سکوں کہ وہ کس حال میں ہے لیکن آج وہ نہ آئی تھی چلے کا آخری وقت ہوا تو وہ مجھے قبرستان میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی مجھے اس کو دیکھ کر کچھ سکون سا ملا اس کی حالت کل سے کافی بہتر تھی آج اس کا چہرہ بھی ٹھیک تھا وہ مسکرا رہی تھی چلتے ہوئے وہ میرے سامنے آ کر رک گئی اور گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی۔

سانول میری جان مبارک ہو تم کامیاب ہونے جارہے ہو کچھ دیر بعد تمہارے اندر وہ طاقت آجائے گی جو کم ہی لوگوں میں آتی ہے مجھے خوشی ہے تم نے کامیابی سے اپنا چلہ مکمل کر لیا ہے لیکن جان ابھی بہت خطرہ ہے یہ ایک گھنٹہ تمہارے لیے بہت ہی مشکل ہے اس کو ہمت سے گزرا تا کیونکہ میں نے جادوگر کی باتیں سن لیں ہیں وہ آج خود تمہارے پاس آ رہا ہے تم اس کی طاقتوں کو جانتے نہیں ہو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے لیکن تم حصار سے باہر نہ نکلنا اگر باہر نکل گئے تو پھر شاید کچھ بھی نہ بچ سکے گا۔ ابھی اس نے یہ لفظ بولے ہی تھے کہ میرا حصار جلنے لگا۔ وہ یکدم آگ کی شکل میں ہوا گیا اور پر ساتھ ہی میرا جسم بھی جلنے لگا یوں لگے لگے جیسے میرے جسم کو آگ لگا دی گئی ہو۔ مٹی چپٹنے لگا۔ مجھے اس حالت میں دیکھ کر حسن پری وحشی ہو گئی تھی۔

سانول ہمت سے کام لو وہ آگیا ہے میں دیکھتی ہوں اس کو۔ تم حصار سے باہر نہ نکلنا میں نے کہا تھا ناں کہ وہ آنے والا ہے اور وہ آگیا ہے اس کے پاس بہت سی طاقتیں ہیں تم کو وہ مجبور کر دے گا کہ وہ تم جلد احوال نہ کرو لیکن تم نے ہمت نہیں ہارنی وہ اتنا کہتے ہوئے ایک طرف کو تیزی سے جانے لگی

میں ابھی تک بری طرح لرز رہا تھا میرا جسم اندر ہی اندر جلتا جا رہا تھا اور پھر میں نے اپنی ٹانگ میں کسی ان دیکھی چیز کو محسوس کیا جو مجھے مسلسل کاٹنے کی اف خدایا میں کانپ سا گیا وہ کوئی زہریلی چیز تھی جو یکدم میرے حصار میں گھس آئی تھی میں پاؤں کو بلا بھی نہ سکتا تھا ایک ہی پاؤں پر میں کھڑا تھا اور جس پر کھڑا تھا اس پاؤں کو وہ چیز کاٹ رہی تھی اور پھر وہ کچھ ہو گیا جو نہیں ہونا چاہے تھا میں حصار کے اندر ہی گر گیا اور اپنی ٹانگ کو دیکھنے لگا میری ٹانگ میں سے تیزی سے خون بہنے لگا تھا ایک بہت بڑا سوراخ میری ٹانگ میں ہو گیا تھا۔ اس کے اندر سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا

سانول ہنصلو۔ مجھے دور سے حسن پری کی آواز سنائی دی ایک گھنٹہ کسی طرح گزارا وہ کھڑے ہو جاؤ لیکن مجھ سے کھڑے ہونے کی ہمت نہ تھی میں جہاں گرا ہوا تھا وہاں ہی پڑا ہوا میرا جسم ابھی تک جل رہا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی پورا دریا میرے اوپر پھینک دے تاکہ میرے جسم کو لگی ہوئی آگ ختم ہو سکے۔ دور سے مجھے ایک بوڑھا اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا چہرہ وحشت سے اپنے خوفناک انداز میں چلتا ہوا میری ہی طرف آ رہا تھا۔ اور پھر میرے سامنے آ کر وہ رک گیا۔ اور مجھے دیکھنے لگا۔

تم کیا سمجھتے ہو کہ تم ایک چلہ کرنے کے بعد وہ کچھ کر سکو گے جو میں ہزاروں چلے کرنے کے باوجود بھی نہ کر سکا ہوں۔ دیکھا میں نے ایک ہی منٹ میں تمہیں نیچے گرا دیا اور تمہارے چلے کو ناکام بنا دیا۔ اب اپنی موت کا انتظار کرو۔ اپنے گاؤں کی طرف دیکھو جس کو میں نے ایک ایک کر کے ختم کر دیا ہے تمہارے گاؤں کے لوگ بہت ہی غلام ہیں انہوں نے مجھے بہت اذیتیں دی تھیں

انہوں نے مجھے یوں حقیر سمجھ لیا تھا کہ میں انسان ہوں بلکہ کوئی بھکاری ہوں آج دیکھو میں نے کیا بدلہ لیا ہے ان سے ایک ایک کو ختم کر رہا ہوں۔ اور بہت جلد پورا گاؤں خالی ہو جائے گا یہاں کوئی بھی زندہ نہ رہے گا میں اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا خوب جانتا ہوں اور تم میرا مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے ہو تم نہیں جانتے ہو کہ میں کیا ہوں تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو۔

وہ بولتا جا رہا تھا اور میں بے بسی کی سی کیفیت میں اس کو دیکھنے جا رہا تھا میرا جسم ابھی تک جھلس رہا تھا پھر یکدم میری نظر حسن پری پر پڑی جو ایک طرف سے چلتی ہوئی آرہی تھی اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا چمکتا ہوا خنجر جو اس نے اپنے ہاتھ پکڑ رکھا تھا اس کا رخ بوڑھے کی طرف تھا اور بوڑھے کا اس وقت سارا دھیان پھری ہی طرف تھا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے اس کو مارنے کے لیے پرتول رہا ہے وہ تو مجھے دھمکا رہا تھا مجھے بتا رہا تھا کہ میں اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوں میری نظریں بوڑھے پر کم اور حسن پری کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کی طرف زیادہ تھیں وہ دھیرے دھیرے اس کے پیچھے چلی آرہی تھی اور پھر وہ کچھ ہو گیا جو میں نے سوچا بھی نہ تھا میں نے جان لیا تھا کہ بوڑھا ایسے ہی دھمکیاں نہیں دے رہا ہے اس کے پاس بہت کچھ ہے اس نے بنا دیئے ہی کہا۔

تم کیا سمجھتی ہو کہ میں تمہیں دیکھ نہیں رہا ہوں میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں جو جو ہو رہا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور میں یہ بات جانتا تھا کہ تم اس کے ساتھ ٹہنی ہوئی ہو اور اس کے چلے کو کامیاب کر دانا چاہتی ہو ہماری غلام بن کر بھی ہمیں مات دینا چاہتی ہو لیکن یہ سب تمہاری بھول تھی اتنا کہہ کر اس نے ایک پھونک ماری اور میرے سامنے ہی حسن پری

کے جسم کو آگ لگ گئی وہ چیختی اور دوسرے ہی لمحے وہ غائب ہو گئی۔ بابا بابا۔ بابا بابا۔ اس کے منہ سے تعجبے گونجنے لگے۔ وہ تو اب زندہ نہیں رہے گی اب تمہار ی باری ہے وہ مجھ سے مخاطب ہوا اس کی بات سن کر میں کانپ سا گیا اور کچھ کہنا چاہ رہا تھا کہ مجھے ایک آواز سنائی دی یہ آواز بزرگ بابا کی تھی۔

سانول ابھی کچھ بھی نہیں بکڑا ہے تم حصار سے باہر نہیں گرنے ہو تم دوبارہ کھڑے ہو جاؤ اور اپنا چلہ مکمل کرو تمہارے کرنے سے ایک طاقت تمہاری کم ہوئی ہے لیکن تم ناکام نہیں ہوئے ہو تم اپنا کام جاری رکھو اور پھر میں دیکھ لوں گا کہ یہ لوگ کیا کچھ کرتے ہیں تم ان کی باتوں پر دھیان مت دو اپنا کام کرو یہ آواز سن کر مجھے بہت ساری سلی ہوئی میں سمجھ رہا تھا کہ میں ناکام ہو گیا ہوں لیکن ابھی تک ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا میں ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر سے ایک ٹانگ پر کھڑا ہو گیا اور مجھے دوبارہ کھڑا ہوتے ہوئے دیکھ کر بوڑھا جادوگر چپٹا۔

اس کا مطلب ہے کہ ابھی تمہارے اندر اتنی ہمت ہے کہ تم دوبارہ کھڑے ہو سکو میں تم سے وہ بھی ہمت چھین لیتا ہوں اتنا کہہ کر اس نے دوبارہ میری طرف منہ کر کے پھونک ماری تو میرے جسم میں اس سے زیادہ جلن ہونے لگی میرا جسم آگ کی مانند تپنے لگا۔ میں تڑپنے لگا۔ لیکن میں نے ہمت نہ ہاری اذیت کے باوجود بھی میں نے چلہ جاری کر دیا اور کرتا ہی رہا میں جانتا تھا کہ میں کیسے چلہ کر رہا تھا اور اسے بھی دیکھ رہا تھا وہ میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور کبھی کچھ اور کبھی کچھ کر رہا تھا اس کا ہر وار ضائع جانے لگا جو جو بھی کر رہا تھا حصار سے باہر ہی ہو رہا تھا اندر صرف میرے جسم کو وہ اذیت دے سکتا تھا وہ جادو بھری آگ کی اذیت اور پھر یہ دیکھ کر میں حیران سا رہ گیا کہ میرا جسم یکدم ٹھنڈا ہو گیا یوں جیسے کسی نے مجھ پر ٹھنڈا پانی پھینک دیا ہو یہ منظر

میرے لیے بہت ہی اٹو کھا تھا۔ یہ جانک کیسے ہو گیا میں حیرانگی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا تو مجھے ایک طرف حسن پری کھڑی دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں کوئی برتن تھا جو اس نے اشارے سے وہاں کھڑے کھڑے میری طرف اندھیلّا تھا اور اس کا اثر مجھ پر ہوا تھا نہ صرف میں اب پرسکون تھا بلکہ وہ بھی پرسکون تھی وہ دھیرے دھیرے چلتی آ رہی تھی آگے پہنچ کر اس نے میرے والا تانا اٹھالیا جو میں نے کالے دیو کو مارا تھا وہی تانا اٹھائے وہ جادوگر کی طرف بڑھنے لگی جادوگر مجھے مات دینے کے لیے اپنے کام میں لگا ہوا تھا اس نے حسن پری کو دیکھ لیا تھا لیکن وہ اب اسے روک نہ سکتا تھا وہ جو کچھ بڑھ رہا تھا اگر وہ بڑھنا چھوڑ دیتا تو ہوسکتا تھا کہ اس کو نقصان ہوتا۔ حسن پری کی رفتار میں تیزی آنے لگی اور پھر ایک دم ہی اس نے وہ تاسرے اوپر اٹھا کر بوڑھے کے سر پر دے مارا ایک پنج قبرستان میں گونگی بوڑھا پوری طرح تڑپا اس کے سر سے خون کا فوارا ابل پڑا وہ حسن پری کو دیکھنے لگا اس کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ حسن پری اس کے ساتھ ایسا بھی کر سکتی ہے وہ اس کو خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگا اور پھر اس کی دھمکائی ہوئی آواز ابھری میری جاں اس وقت تک نکل نہ پائی گی جب تک میرے پاس کالے طلم کی یہ سب طاقتیں موجود ہیں اور میں یہ سب طاقتیں تم کو دیتا ہوں۔ ہاں حسن پری میں یہ سب طاقتیں تم کو دیتا ہوں میں یہ سب طاقتیں تم کو دیتا ہوں۔

اس کے بعد گہرا سکوت چھا گیا بوڑھا جادوگر ایک لمحہ میں ہی ٹھنڈا ہو گیا اس کے ٹھنڈا ہونے کے کچھ ہی دیر بعد قبرستان میں مجھے کئی سائے دکھائی دیے۔ خوفناک شکلوں کے سائے جو شاید اس بوڑھے نے قید کر رکھے تھے اور وہ اب آزاد ہو گئے تھے حسن پری بوڑھے جیادوگر کے اوپر

جھک گئی اور اس کے سر سے اٹنے والے خون کو اپنے پینے لگی جیسے وہ پانی پی رہی ہو اور پھر اس نے اپنے تیز اور نوکیلے دانت اس کی گردن سے اس کا خون نچوڑنے میں مصروف تھے میں یہ سب دیکھ رہا تھا اور دل میں خوش بھی ہو رہا تھا لیکن حسن پری کا خون پینا مجھے ذرا بھی دل کو نہ بھایا میں چاہتا تھا کہ وہ ایسا کچھ بھی نہ کرے لیکن وہ میری موجودگی سے بے خبر اپنے کام میں مگن تھی اور اس کے خون سے اپنی پیاسی رگوں کو تر کرتی جا رہی تھی۔ اس کا خون پینے کے بعد وہ اس کے جسم کو کھینچ کھینچ کر کھانے لگی وہ اپنے کام میں اس قدر مگن تھی کہ مجھے بھی نہ دیکھا کہ میں اس سے کچھ کہتا چاہتا ہوں بس اپنے ہی کام میں لگی ہوئی تھی اس نے بوڑھے کے دونوں بازوؤں کو کھالیا اور پھر اس کی ٹانگیں کھانے لگی اور پھر پیٹ گو کہ وہ کچھ ہی دیر میں اس کو ہڑپ کر گئی اور میں اسے دیکھتا رہا۔ وہ پورے کا پورا اس کو ختم کر گئی اس کے بعد وہ پرسکون سی ہو گئی۔ اس کا چہرہ اور ہونٹ بوڑھے کے خون سے بھرے ہوئے تھے وہ انسان نہیں ایک وحشی حینہ دکھائی دے رہی تھی پورے کا پورے انسان اس کے پیٹ میں چلا گیا تھا میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنا ورد بڑھنے لگا اور پھر مجھے کسی کی آواز سنائی دی میں نے فوری آنکھیں کھول دیں میں نے دیکھا کہ کالا دیو اس کے سامنے کھڑا ہے اور بے بسی سے حسن پری کو دیکھ رہا ہے اور حسن پری اس کو دیکھ کر ایسے ہلٹھاری تھی کہ جیسے ابھی اس کو بھی کھا جائے گی۔

جادوگر کو میں نے مار دیا ہے۔ اس کا نہ صرف خون لی چکی ہوں بلکہ اس کا پورا جسم بھی ہڑپ کر چکی ہوں تم کو بہت ناز تھا ناں اپنی طاقت پر اب دیکھتی ہوں کہ تم میرے ہاتھ سے کیسے بچ کر جاتے ہو۔ اتنا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھی۔

حسن پری۔ اس کی آواز لڑکھرائی۔ مجھے

ن کر دو تم جانتی ہو کہ میں کتنا مجبور تھا میں اس کا ہاتھ اسکی مجھے مانتی پڑتی تھی جیسے تم کو مانتی پڑتی تھی میں مرنا نہیں چاہتا ہوں مجھے معاف کر دو میں بٹ کے لیے یہاں سے چلا جاتا ہوں۔

نہیں کالے دیو نہیں اب میرے ہاتھ سے کوئی بھی زندہ نہیں بچ سکے گا تم لوگوں نے مجھ پر بہت کمزور کیا ہے میں میرے ساتھ وہ کچھ کیا ہے جو میں دیکھ بھی نہیں سکتی تھی اور اب میری باری ہے میں اسے معاف کیسے کر سکتی ہوں مجھے ان سزاؤں کا لینا ہے جو مجھے ملی ہیں ایک کو تو میں نے نکل لیا ہے اب تمہاری باری ہے اتنا کہہ کر وہ کالے دیو کی طرف بڑھی اور اس کو اپنے ہاتھوں میں ایسے اٹھالیا کہ وہ دہری کا کوئی پتلا ہو اور اٹھا کر اس کو دور پھینک دیا اور تاک چنچ اس کے منہ سے نکلے اور پھر اس کے جسم کو آگ لگ گئی وہ میرے سامنے چلنے لگا اور کئی چلا گیا اس کا جسم راکھ بننے لگا اور کچھ ہی دیر میں وہ راکھ بن گیا حسن پری نے اس کی راکھ کو اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا اور پھر غائب ہو گئی وہ کہاں چلی گئی مجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔ ہاں اتنا جانتا تھا کہ میں نے اسے چل کر لیا تھا اور حصار سے باہر نکل آیا تھا۔ میں نے اسے گریا کہ میں جس مقصد کے لیے قبرستان میں آیا تھا وہ میرا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ اب میں پرسکون ہو گئی مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ مجھے طاقتیں کون سی ہیں میں نے ہر طرح سے پھونکیں مار کر دیکھ لیا تھا کہ مجھے بھی نہ ہو رہا تھا میں نے سوچا کہ میں باباجی کو بلاتا ہوں اور ان سے بات کرتا ہوں سوچاؤں گی بجائے سیدھا باباجی کے گاؤں کی طرف چلا دیا۔ ابھی آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ مجھے آواز سنائی دی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ باباجی تھے جو مسکرا رہی تھی۔

باباجی۔ وہ دھیرے سے بولی تم کو کہیں بھی ضرورت نہیں ہے تم نے وہ سب کچھ پالیا

سے جو تم نے چاہا تھا اب تمہارے گاؤں میں کسی کا کوئی بھی قتل نہیں ہوگا تمہارے گاؤں میں ہمیشہ سکون رہے گا۔

حسن پری وہ تو ٹھیک ہے لیکن پورے چالیس دن تک میں ایک یاؤں پر کھڑے ہو کر چلے کر تار باہوں لیکن مجھے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا ہے کہ میں کامیاب ہوا ہوں کہ نہیں۔ نہ میرے جسم میں کوئی تبدیلی محسوس ہو رہی ہے اور نہ ہی کچھ دکھائی دے رہا ہے کہ میں نے کچھ پایا ہے کہ نہیں۔ میری بات سن کر وہ مسکرائی۔

آؤ میں تم کو بتاتی ہوں کہ تم میں کیا کچھ ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور ایک طرف چل دی اور ایک درخت کے تنے کے ساتھ کھڑی ہو گئی بولی۔

اس درخت کو دیکھو اور غور سے دیکھو۔ میں نے ایسا ہی کیا درخت کو غور سے دیکھنے لگا اور پھر میں نے دیکھا کہ درخت سے دھواں اٹھنے لگا تھا وہ دھیرے دھیرے چلنے لگا تھا۔ یہ سب دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

تم چاہے کسی انسان کو دیکھو یا کسی چیز کو وہ تمہارے دیکھنے سے جلنا شروع ہو جائے گی اور یہ طاقت عام طاقت نہیں ہے بہت بڑی ہے۔ اس نے مجھے تفصیل سے بتایا۔ اور میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں نے کہا۔

سیما اب میں گاؤں چلتا ہوں اور ان کو بتاتا ہوں کہ میں نے چل کر لیا ہے اب گاؤں میں کسی کی موت نہ ہوگی۔ میری بات سن کر وہ ہنس دی۔ اور بولی۔

ہاں جا کر ایسے ہی کہو اور ان کو تسلی دو کہ تم کامیاب ہو گئے ہو اور وہ کچھ کر سکتے ہو جو تم چاہو اتنا کہہ کر وہ میرے ساتھ ہی چلنے لگی۔ اور چلتے چلتے ہی دھواں بننے لگی اس کے بعد وہ غائب ہو گئی میں اس

کو تلاش کرتا رہا لیکن وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دی
نجانے وہ کہاں چلی گئی تھی اور کیوں چلی گئی حالانکہ
اس کو اب کوئی اور کام بھی نہ تھا اس کے باوجود بھی وہ
چلی گئی لیکن خیر پھر میں گاؤں کی طرف چل دیا۔
گاؤں والوں کو میرا ہی انتظار تھا کیونکہ ان کو پتہ تھا
کہ آج میرا چلہ ختم ہو جائے گا مجھے دیکھتے ہی وہ خوشی
سے بولے۔

چند دنوں سے کوئی بھی گاؤں میں قتل نہیں ہوا
ہے سب خیریت ہے میں نے ان کی بات سن کر
ایک خوشگوار سانس لی۔ اور کہا۔

اب کوئی بھی قتل نہیں ہوگا میں نے ان سب کو
ماریا ہے جو یہ کام کرتے تھے

اس کو بھی ماریا ہے جو نو جوانوں کو اپنے حسن
کے جال میں پھنسا کر لے جاتی تھی اور پھر وہ بھی
بھی واپس نہیں آتا تھا۔ ان کی یہ بات سن کر
میں چپ سا ہو گیا۔ اور پھر کہا۔

نہیں مجھے اس نے توبہ کر لی ہے کہ اب وہ ایسا
کوئی بھی کام نہیں کرے گی جو گاؤں والوں کے لیے

پریشانی کا باعث بنے۔ میری بات سن کر وہ بولے
نہیں سانول ہمیں سب سے زیادہ اس پر غصہ ہے
جو کچھ اس نے کیا ہے کسی اور نہیں کیا ہے اگر تم واقعی

گاؤں والوں کے ہمدرد ہو تو اس کو ہمارے سامنے
مارو۔ ان کی بات سن کر میرے دل کو ایک جھٹکا سا لگا

ان کو کیا معلوم کہ میں اس کو مار نہیں سکتا ہوں وہ میرا
پیار ہے میری چاہت ہے میرا سب کچھ ہے

میں نے کہا۔
دیکھو میرے ساتھیو۔ چلے کے دوران جتنی

مدد میری اس نے کی ہے کسی اور نے نہیں کی
اور جب کہ اس نے معافی مانگ لی ہے تو میں خواہ
نخواہ اس کی جان نہیں لے سکتا اگر اس نے کسی کو

نقصان پہنچایا تو پھر میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا
میری بات سن کر وہ چپ سے ہو گئے اور پھر کچھ دنوں

تک گاؤں میں سکون رہا۔۔۔

آج کئی دنوں کے بعد وہ مجھے دکھائی دی اسے
دیکھتے ہی میں اس کی طرف بھاگا وہ نہر کنارے
کھڑی تھی اداسی اس کے چہرے پر واضح تھی۔ وہ
نہر میں بہتے ہوئے پانی کی لہروں میں گھوٹی ہوئی تھی
میں سیدھا اس کے پاس جا پہنچا۔

سیما۔ میں نے دھیرے سے اسے پکارا۔
ہاں بولو سانول۔ اس نے ایک اداس سے نظر
مجھ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

بہت اداس ہو کہاں غائب ہو گئی تھی تم۔
کہیں بھی یہیں تمہارے ارد گرد رہتی ہوں
میں نے لوگوں کی باتیں سن لی ہیں وہ مجھ کو مارتا ہوا

دیکھنا چاہتے ہیں۔
ہاں وہ ایسا ہی چاہتے ہیں لیکن میں ایسا
نہیں چاہتا ہوں میں تم کو کبھی بھی نہیں مار سکتا ہوں تم

میری چاہت ہو میرا پیار ہو۔ میری یہ بات سن کر
اس نے جھپٹتے ہوئے میری طرف دیکھا۔
واقعی سانول میں تمہارا پیار ہوں تمہاری

چاہت ہوں۔
ہاں سیما میں تم سے پیار کرنے لگا ہوں اور
بہت زیادہ کرنے لگا ہوں تمہارے بغیر اب شاید

میں نہ رہ سکوں۔
تو پھر آؤ سانول کہیں وہ در چلے جاتے ہیں کسی
ایسی جگہ جہاں ہمارا کوئی بھی دشمن نہ ہو جہاں کوئی

بھی ایسا نہ ہو جو ہم دونوں کو جدا کر سکے۔
کہاں لے کر جاؤ گی مجھے میں نے پتہ
ہوئے کہا۔

میری دنیا میں چلو وہاں میں ہوں گی وہ
ہوئے اس کے علاوہ کوئی بھی اور نہ ہوگا۔ اس کی
بات سن کر میں ہنس دیا اور کہا۔

ٹھیک ہے لے چلو جہاں چاہو مجھے۔
میرا اتنا کہنے کی دیر تھی کہ اس نے جھٹ سے
میرا ہاتھ پکڑا اور لے اڑی اور کچھ ہی دیر میں ایک
پر سکون اور خوبصورت بستی میں تھا جہاں ہر طرف

پلاز ہی پہاڑ تھے ہریالی ہی ہریالی تھی۔ ان
پہاڑوں کے درمیان ایک شیش محل تھا وہ مجھے اس محل
میں لے گئی اور بولی۔

سانول یہ میرا گھر یہاں کبھی بہت رونق
ہوا کرتی تھی لیکن سب کچھ ختم ہو گیا اس بوڑھے نے
سب کو ختم کر دیا اس پر رونق بستی کو ویران کر دیا مجھے

اس نے مارنا تھا اٹھا کر لے گیا کئی بار میں یہاں آئی
ہوں لیکن کوئی بھی مجھے اچھا نظر نہ آیا سو اب اس لوٹ گئی
اب تم میرے ساتھ ہو تو میں چاہتی ہوں کہ دوبارہ

سے اس بستی کی اجڑی ہوئی رونقوں کو بحال کروں
اس کی بات سن کر میں نے ایک پرسکون سی سانس لی
اور کہا۔

ہاں سیما ہم اس بستی کو پھر سے آباد کریں گے
یہاں ان جن بھوتوں کو لائیں گے جو ہمیشہ ہمارے
غلام بن کر رہیں اور ہمارا یہاں راج ہو میری بات

سن کر وہ ہنس دی اور بولی۔
ٹھیک ہے سانول ہم ایسا ہی کرتے ہیں
اور پھر کچھ ہی دنوں میں وہاں رونقیں ابھرنے لگیں

ابنی جن بھوتوں چڑیلوں کو ہم نے اس بستی میں لے
آئے اور پھر سے وہ رونقیں شروع ہو گئیں لیکن مجھے
کیا خبر تھی کہ یہ سب میرے لیے بربادی لائے گا۔

ان جنات میں ایک جن ایسا بھی تھا جس کی نظریں
ہر وقت سیما پر لگی ہوتی تھیں اور میں محسوس کر رہا تھا
کہ وہ بھی اس میں دلچسپی لینے لگی تھی اور ایک روز

میں نے ان کی باتیں سن لیں وہ چاہتے تھے کہ وہ
یہاں سے کہیں دور چلیں جائیں وہ بار بار کہہ رہی تھی
رگود بھوجو اسے انسان سے خوف آتے لگا ہے یہ میرا

دلی دشمن ہے لیکن میں اس کا مار نہیں سکتی ہوں اس
کے پاس بہت بڑی طاقت ہے جس کا مقابلہ تم بھی

نہیں کر سکتے ہو اور جب سے تم کو دیکھا ہے میں
تمہاری ہو گئی ہوں مجھے تمہارے علاوہ کچھ بھی دکھائی
نہیں دیتا ہے بس نہیں یہاں سے کہیں دور چلے جاتے
ہیں یہ سب سن کو میں آگ بگولہ ہو گیا اور میں نے
فیصلہ کر لیا کہ میں اب ان دونوں کو مار ڈالوں گا لیکن
ایسا موع مجھے نہ ملا کیونکہ میں نے فیصلہ کرنے میں
بہت دیر کر دی تھی وہ اس بھوت کے ساتھ کہیں
بھاگ گئی تھی۔ مجھے اس کی باتیں یاد آتی تو میرا خون
کھول اٹھتا ہے کہ یہ انسان بہت ہی خطرناک ہے
مجھے اس سے بہت ڈر لگتا ہے اور میں تم سے پیار کرتی
ہوں تمہارے ساتھ کہیں بھی جا سکتی ہوں اور پھر وہ
اس کے ساتھ بھاگ گئی تھی میں نے اس کو ہر جگہ
تلاش کیا لیکن وہ مجھے نہ ملی۔

میں آج کل اپنے گاؤں میں ہوتا ہوں اور
اس کا انتظار کرتا رہتا ہوں کیونکہ وہ میرا پیارا بھی میری

چاہت تھی لیکن اب میں اس کو اپنے سامنے رکھنا
نہیں چاہتا ہوں اس کو تلاش اس لیے کر رہا ہوں کہ
اس کو اس کی بے وفائی کی سزا دے سکوں اس کو

ہمیشہ کے لیے ختم کر سکوں ہو سکتا ہے کہ میں اس کو
تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤں لیکن ابھی تک
مجھے کوئی بھی کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ میں تو سوچ بھی

نہیں سکتا تھا کہ وہ ایسا کر سکتی ہے لیکن اس نے ایسا
کر دیا۔ لیکن ایک دن وہ میرے ہاتھوں ضرور آئے
گی اور جس دن بھی وہ میرے ہاتھ لگ گئی وہ دن

اس کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔ میری تلاش جاری
ہے میں اس کو پکڑنے کے لیے چلے کرتا جا رہا ہوں
لیکن ابھی تک میں کامیاب نہیں ہوا ہوں وہ نجانے

اس کو لیے کہاں غائب ہو گئی ہے کس ملک میں ہے
کس شہر میں ہے مجھے کچھ بھی پتہ نہیں ہے لیکن اتنا
جانتا ہوں کہ وہ ایک میرے قابو ضرور آئے گی۔ ایسی

لگی میری کہانی اپنے رائے سے نوازے گا۔

نظم

وقت کی تند و تیز ہوا کی زد میں آ کر
بیت چکے رستوں پر
لوٹ کے آنے والے تو کیا جانے
رستوں کے موسم ہوتے ہیں
یہ بھی اپنی اپنی رت میں
اپنی اپنی ست بدلتے رہتے ہیں
فرحت عباس شاہ - آزاد کشمیر

اکیسویں صدی

اکیسویں صدی وچ رہندی دنیا
ایس دنیا د حال تے دیکھو
پیہرا پیہر سب کچھ استھ
حلال حرام نوں کوئی نہ کیے
ایہ دنیا ہوئی بے حال تے دیکھو
اسلام جنہوں کیندا اے حیا د پیکر
اوہنے ای اج ملا ہو یا اے شیر
ٹی وی وچ وی پارے اے دھما تے دیکھو
چھیلے دیہاڑے خبر سن وچ آئی سی
دھی اماں دی خبر س کے آئی سی
کہندی سی اماں بن میں تیں جانا
ٹی وی سی ڈی تے ندی
ذیک رکھیا میرے سسرال تے دیکھو

ایاز نعیم ایازی - شمعاری

ہم نے سوچ رکھا ہے

ہم نے سوچ رکھا ہے
چاہے دل کی ہر خواہش

اگست 2013

تیری خوشیوں کی بجیک مانگتا ہوں
میں دعا گو ہوں تیرے سارے غم
میری قسمت میں ہی سما جائیں
میرے حصہ کی مکہ خوشیاں
تیرے حصہ میں ساری آجائیں

محمد خاقان - نازہ شریف

نظم

زندگی برباد ہو جاتی ہے کسی سے محبت نہ ہو اگر
تو کوئی فرق نہیں پڑتا زندگی گزر رہی جاتی ہے
آہستہ آہستہ خوشی میں، غم میں
محبت ہو جائے اگر غم جو کرے وفا
ساتھ بھائے سدا تو پھول کھلتے ہیں اکثر
دوست ملتے ہیں اکثر

ناصر پرویدیسی - راجہ پور

شکوہ، جواب شکوہ (نظم)

یوں ٹل جو کرنا تھا پہلے سے بتا دیتے
ہم ساری کتابوں کو چوہے میں جلا دیتے
کوشش تو بہت کی تھی، ناکام ہوئے آخر
ہاں پاس تو ہو جاتے جو نقل کر دیتے
پرچے جو ملے ہم کو سب خالی دیئے ہم نے
اے کاش صفائی کے نمبر ہی دلا دیتے
(جواب شکوہ)

یوں ٹل جو ہونا تھا پہلے ہی بتا دیتے
اب سے کہا ہوتا تھا ایسا لگا دیتے
نقل تو کی تم نے مگر غلط جوابوں کی
کوشش تو بہت کی تھی ناکام ہوئے پھر بھی
ہم پاس تو کر دیتے جو عقل لڑا لیتے
پرچے جو ملے تم کو سب خالی دیئے تم نے
کاش ایسا ہی دے دیتی بنا دیتے

غزل

غزل

تو لوٹ آئے گا اک دن
اس دل کی مگر خیام خیالی نہیں جانی
مانگے تو اگر جان بھی جس کے تجھے دے دیں
تیری تو کوئی بات نالی نہیں جانی
آئے کوئی آ کر تیرے دک درد سنیا لے
ہم سے تو یہ جاگیر سنیا لیں نہیں جانی
معلوم ہمیں بھی ہیں بہت تیرے قصے
پر بات تیری ہم سے اجمالی نہیں جانی
میرا تیرے پھول کھلائی تھی جو دل میں
اب شام وہی درد سے خالی نہیں جانی
ہم جان سے جائیں گے تجھی بات بنے گی
تم سے تو کوئی راہ نکالی نہیں جانی
املش جاوید - منڈی بہاؤ الدین

اس نے کہا تھا

اس نے کہا تھا سن
عہد بھانے کی خاطر مت آنا
عہد بھانے والے اکثر
بجھوری کی تحسن سے لوہا کرتے ہیں
تم جاؤ
سندر سمندر اپنی پیاس بجھاؤ
جن آنکھوں میں اترو
جس دل میں ڈوبو
میری تمہائی تمہیں آواز نہ دے گی
مگر جب
میری خواہش اور چاہت کی لے
اتنی اونچی اور تیز ہو جائے
کہ دل رو دے
تو..... واپس آ جانا

فرح ماہ جبین - راولپنڈی

اگست 2013

غزل عشق کے بلے دشوار ہو گئے
محبت میں ہم بھی سزاوار ہو گئے
سب منصب ہی خود تھے بھلا کیا انصاف کرتے
نہ ایک ہم پارا ساتے آج گنہگار ہو گئے
ہری غربت ہی میری نفرت کا سبب بنی
ہو امیر تھے ان کے تو خریدار ہو گئے
ودات کی چمکنے نے بھی عجب کمال دکھایا
جو بے وفا تھے وہ آج وفا دار ہو گئے
وہ مجھے چھوڑ کر کسی غیر سے چالے
ہو رقیب تھے میرے رستے کی دیوار ہو گئے
ستم گر تو زندگی میں کبھی یہ بھی سوچا
ہم تیرے لئے کتنے مجبور و لاچار ہو گئے
زندگی کا سفر اب شاید کئے گا کس طرح
زندگی کے راستے تو اب خار دار ہو گئے
احمد زبیر خٹک - کرک

غزل

بن جاؤں گر کاجب تقدیر تو پہلا یہ کام کروں
سارے جہاں کی خوشیاں تیرے نام کروں
آنسو دکھ غم کیا ہوتے ہیں تو بھول جائے
بس میں جو ہوں ستارے تیرے نام کروں
تیرے ناز بھی اٹھاؤں تیرے غم بھی اٹھاؤں
اور خدمت کو میں پریاں تیرے نام کروں
بن نہ سکا کاجب تقدیر تو کیا ہوا
تیرا ہی عاشق ہوں اپنی بے نام سی محبت تیرے نام کروں
املش جاوید - منڈی بہاؤ الدین

غزل

آنکھوں سے میری اس لئے لالی نہیں جانی
یادوں سے کوئی رات خالی نہیں جانی

زندگی کی آنکھوں سے اشک بن کے بہہ جائے
کیسی نیند تھی اپنی کیسے خواب تھے اپنے
اب انہی خواب پر نیند والی آنکھوں پر
کیوں عذاب ٹوٹے ہیں
گھر گئے ہیں راتوں میں بے لباس باتوں میں
اسی طرح کی راتوں میں کب چراغ جلے ہیں
کب عذاب ٹپٹے ہیں
اب تو ان عذابوں سے بچ نکلے کوراہ نہیں جاناں
جس طرح تمہیں بچ کے لازوال لمحوں میں واسطہ نہیں
ہم نے بھی جاناں تھی سے سوچ رکھا ہے
چاہے کچھ بھی ہو جائے سب کچھ ختم ہو جائے
لے کے تیری یادوں کو بے پناہ ارادوں کو
تیرے ہی خیالوں کو ٹوٹے ان سوالوں کو
دل کی دل میں رہ جائے کوئی کچھ بھی کہہ جائے
اپنا پھر بھی وعدہ ہے پکا یہ ارادہ ہے
چاہے کچھ بھی ہو جائے
تم سے کچھ نہیں کہتا
ہاں اے میری ایس تم سے کچھ نہیں کہتا

ایس احسان علی قریشی - کھاریاں

پاگل لڑکی

کل شب میں نے چاند سے پوچھا
جس نگری میں ”وہ“ رہتے ہیں
کیا تم اس نگری جاتے ہو
جاتے ہو تو پھر یہ بتاؤ
کیا وہ بھی ہر روز یونہی چھت پر آیا کرتے ہیں
تم سے میری باتیں کر کے جی بہلایا کرتے ہیں
کیا ان کی آنکھیں بھی میری یاد میں بیگا کرتی ہیں
میری صدا میں ہر بل ان کے کانوں میں گونجا کرتی
ہیں
مجھ سے بچ کر کیا مجھ جیسا ان کا حال بھی رہتا ہے

دیکھ کے تصویریں میری من بے کل بے کل رہتا ہے
جاگتے سوتے خواب میرے پلکوں پر بٹتے رہتے ہیں
ہجر میں جتنے پل گزرے ہیں، وہ پل کتنے رہتے ہیں
ہاتھوں کی ریکھاؤں میں وہ مجھ کو ڈھونڈا کرتے ہیں
لکھ کر نام تھیلی پر میرا وہ چوہا کرتے ہیں
کھل کر جب بھی ہنستے ہیں غم دل کا بڑھ سا جاتا ہے
میرے علاوہ اور کوئی چہرہ نہ دل کو بھاتا ہے
کیا وہ بھی میری طرح چوری چوری روتے ہیں
یہ سب سن کر چاند ہنسا اور پھر یہ بولا
”پاگل لڑکی!“

دنیا میں رہنے والوں کو اور بھی دھندے ہوتے ہیں
دنیا میں سب تم جیسے پاگل ٹھوڑی ہوتے ہیں“

قارا جبین - انگلیش

پچھتاوا

اک دن بیٹھے بیٹھے بنائے کیوں دل میں سائی
کہ چلو عشق کے دیکھیں
دیکھیں کہ رات بھر تارے کتنے میں کیا سزا ہے
کسی کو خود سے زیادہ چاہتے ہیں
کیا لطف ہے کسی کو نظر بھر کے دیکھتے ہیں
کیسے سکون ملتا ہے
کسی اجنبی کی جدائی کیسے بے قرار کرتی ہے
یہی سوچ کہ ہم نکل پڑے عشق کی راہوں پر
لیکن اس سفر نے میری روح کو گمساں کر دیا
میرا جو دو چھٹی گرد آلا میرے پاؤں میں آبلے پڑ گئے
میری آنکھیں نیند کو ترس گئیں اور تب میں نے یہ جانا
رات بھر آسمان کو دیکھتے ہوئے تارے نہیں گئے جاتے
بلکہ تاروں کی چمک کسی کی روشن آنکھوں کی یاد دلا کر
سب حساب کتاب بھلا دیتی ہے
کسی کو خود سے زیادہ نہیں چاہا جانا
عشق میں تو اپنا وجود رہتا ہی نہیں

صرف کسی کی چاہت ہوتی ہے
کسی کی ایک جھلک زندگی میں خوشیاں لے آتی ہے
اور خوشیاں دینے والے اجنبی نہیں ہوتے
پھر تب ہم پچھتائے بہت کہ صرف یہ جاننے کو ہم
اس راہ پر نکل پڑے جس کی کوئی منزل ہی نہیں
جس راہ میں صرف کانٹے ہیں
جہاں رکنا یا پلٹنا ممکن ہی نہیں
اب بیٹھے بیٹھے سوچتے ہیں ہم
کیوں ہم نے یہ عشق کیا

نورین - میانوالی

صرف ایک بار

اے جان سے پیاری دلربا
سلام محبت پیش کرتا ہوں
سلام الفت کے بعد
عرض کرتا ہوں صنم تم کو تو کوئی
خبر ہی نہیں ہے
میں تو اک مجنوں ٹھہرا
جو تیرے انتظار میں تھک گیا کھڑا کھڑا
تجھے کیا ہوا کیوں چھوڑ دیا آنا جانا
کیا یہ میری محبت کی سزا ہے
تمہیں تمہارے پیاری صنم
ایک بار تو ملو مجھ سے
صرف ایک بار

قیصر عباس سنگاھ - خانیوال

”شام غریباں“

شام غریباں میں تو آنا
میں تیرا انتظار کروں گا
آج اس مسافر کا دن آخری ہے جانا
شام غریباں میں تو آنا

اے بس تو ہی جانا شاید کل تک
تیرے شہر سے چلا جائے
پھر کبھی کبھی ہاں کبھی بھی یہ تجھے نہ مل پائے
اب کے مجھ پر رحم کھانا
شام غریباں میں تو آنا
ہاں میں تھا تیرا شب افروز
لیکن اب نہیں
اب وہ شب بچیر کہنے لب نہیں
تو شاموں میں رہے یا ویرانوں میں رہے
مجھے کبھی نہ بھلانا

اور پھر آخری عمران کو

تو بس شام کلیان سنانا

ہاں شام غریباں میں تو آنا

محمد عمران عباسی - ایبٹ آباد

گردش

تقدیر کا پیہ گھوم رہا تھا
سب کی جمولیوں میں
خوشیوں کی ڈھیر لگ رہے تھے
میری باری آئی تو کچھ ایسا لگا
جیسے اچانک تھم جائے تقدیر کی گردش
اور جو دیکھا اپنی جمولی کی جانب
اس میں دکھوں کا ڈھیر لگا تھا
میں کیا کرتا
سارے دکھوں کا بوجھ اٹھا کر
اک انجانے سے رستے پر گرتا پڑتا
ہونا پڑا روانہ.....

احسان دانش - کھونہ

نظم

میرے ساتھی!

میری یہ روح میرے جسم سے پرواز کر جائے
تو لوٹ آنا
میری بے خواب راتوں کے عذاب پر
سکتے شہر میں تم بھی ذرا سی دیر کو رکنا
میرے بے نور ہونٹوں کی دعا پر
تم اپنی سر دیشانی کا چتر رکھ کر رو دینا
بس اتنی بات کہہ دینا
”مجھے تم سے محبت ہے“

زاہد اقبال سحر - سمندری

تہمتیں تو لگتی ہیں

تہمتیں تو لگتی ہیں روشنی کی خواہش میں
گھر سے باہر آنے کی کچھ سزا تو ملتی ہے
لوگ لوگ ہوتے ہیں ان کو کیا خبر جاناں
آپ کے ارادوں کی خوبصورت آنکھوں میں
بسے والے خوابوں کے رنگ کیسے ہوتے ہیں
دل کی گود آگن میں پلنے والی باتوں کے
زخم کیسے ہوتے ہیں کتنے گھرے ہوتے ہیں
کب یہ سوچ سکتے ہیں ایسی بیگناہ آنکھیں
گھر کے کونے کھدروں میں چھپ کر کتنا روتی ہیں
پھر بھی یہ کہانی اپنی کج بیانی سے
اس قدر روانی سے داستان سناتے ہیں
اور یقین کی آنکھیں
چمکے غمزدہ دل سے لگ کر رونے لگتی ہیں
تہمتیں تو لگتی ہیں روشنی کی خواہش میں
تہمتوں کے گٹنے سے
دل سے دوست کو جاناں
اب نڈھال کیا کرنا تہمتوں سے کیا ڈرنا

زاہد اقبال سحر - سمندری

نظم

ہم نے سوچ رکھا ہے
چاہے دل کی ہر خواہش
زندگی کی آنکھوں سے اشک بن کے بہہ جائے
کیسی نیند تھی اپنی کیسے خواب تھے اپنے
اب انہی خواب پر نیند والی آنکھوں پر
کیوں عذاب ٹوٹے ہیں
گھر گئے ہیں راتوں میں بے لباس باتوں میں
اسی طرح کی راتوں میں کب چراغ جلتے ہیں
کب عذاب ملتے ہیں
اب تو ان عذابوں سے بچ نکلنے کو راستہ نہیں جاناں
جس طرح تمہیں سچ کے لازوال لمحوں میں واسطہ نہیں
ہم نے بھی جاناں بھی سے سوچ رکھا ہے
چاہے کچھ بھی ہو جائے سب کچھ ختم ہو جائے
لے کے تیری یادوں کو بے پناہ ارادوں کو
تیرے ہی خیالوں کو ٹوٹے ان سوالوں کو
دل کی دل میں رہ جائے کوئی کچھ بھی کہہ جائے
اپنا پھر بھی وعدہ ہے پکا یہ ارادہ ہے
چاہے کچھ بھی ہو جائے
تم سے کچھ نہیں کہنا

ہاں اے میری ایس تم سے کچھ
نہیں کہنا

جانو کے نام

باندھ لیں ہاتھ پہ سینے پہ سجائیں تم کو
جی میں آتا ہے کہ تعویذ بنا لیں تم کو
کیا عجب خواہش اٹھتی ہیں ہمارے دل میں
کر کے منا سا ہواؤں میں اچھالیں تم کو
اس قدر ٹوٹ کے تم پہ ہمیں پیار آتا ہے
اپنی بانہوں میں بھر لیں ماری ڈالیں تم کو
نور محمد اسلم کاوش - سلاووال

اگست 2013

وہ آدمی آخر کیا تھا وہ جس نے اس کو جیتا ہے
میں ہار کو کیوں تسلیم کروں میں ہاری ہوں پرانوں کیوں
اور مان بھی لوں تو کیا ہوگا جو ہارا ہے وہ ہارا ہے
یہ ہار جب سی ہوئی ہے ایسے جیسے ذات میں ٹوٹنے کچھ
جیسے دل میں منظر تھا اور سارا منظر چلتا ہے
جیسے دل میں شہسے تھے جو اک اک کر کے ٹوٹ گئے
جیسے کوئی سارھی نہیں ہے جیسے دنیا تنہا ہے
مہوش علی حسرت، کوٹ شاکر

اے عمر رواں

اے عمر رواں آپاس میرے
اک راز کی باب بتاتی ہے
اک خواب سناتا ہے مجھ کو
اک درد کی ٹیس سی اٹھی ہے
اک رنگ دکھاتا ہے تجھ کو
اے عمر رواں
آپاس میرے
یہ شمع شمع کی خاموشی
یہ نیند کی پگھلیں بوجھل سی

یہ پردہ در
یہ ہر نظر
اک خوف ساز بن و دل پر ہے
تنہائی میری چپکے سے کہے
اے عمر رواں
آپاس میرے
تجھ سے توفیق
کہنا ہے مجھے
رفتار کو اپنی دھیمار کہ
ملنے کی گھڑی جو گھبرائی ہے
دو چار صدی یا اب کے برس
اے عمر رواں
آپاس میرے!!

اور نگزیب حسن زرگر، پیر جند

کل ہمیشہ کی طرح اس نے کہا یہ فون پر
میں بہت معروف ہوں مجھ کو بہت سے کام ہیں
اس لئے تم آؤ ملنے میں تو آ سکتی نہیں
ہر روایت تو ذکر اس بار میں نے کہہ دیا
تم جو ہو معروف تو میں بھی بہت معروف ہوں
تم اگر غلغلہ ہو میں بھی بہت رنجور ہوں
تم ٹھکن سے چور ہو تو میں بھی ٹھکن سے چور ہوں
جان من سے وقت میرا بھی بہت ہی قیمتی
کچھ پرانے دوستوں نے ملنے آتا ہے ابھی
میں بھی نارغ نہیں مجھ کو بھی لاکھوں کام ہیں
ورنہ کہنے کو تو سب لمحے تمہارے نام ہیں
میری آنکھیں بھی بہت بوجھل ہیں سونا ہے مجھے
رنجوں کے بعد اب نیندوں میں ٹھونا ہے مجھے
میں ہوا اپنی انا کا بھاسکا نہیں
تم نہیں آئیں تو ملنے میں بھی آسکتا نہیں
اس کو یہ کہہ کے حسن میں نے رسیور رکھ دیا
اور پھر اپنی انا کے پاؤں پہ سر رکھ دیا

اور نگزیب حسن زرگر، پیر جند

باندھ لیں ہاتھ پہ سینے پہ سجائیں تم کو
جی میں آتا ہے تعویذ بنا لیں تم کو
پھر تمہیں روز سنواریں تمہیں بڑھتا دیکھیں
کیوں نہ آگن میں جنٹیلی سا لگا لیں تم کو
کیا عجب خواہش اٹھتی ہے ہمارے دل میں
کر کے مناسب ہواؤں میں اچھالیں تم کو
کبھی خوابوں کی طرح آنکھ کے پردے میں رہو
کبھی خواہش کی طرح دل میں بلا لیں تم کو
اس قدر ٹوٹ کے تم پہ ہمیں پیار آتا ہے
اپنی بانہوں میں بھر لیں ماری ڈالیں تم کو
اور نگزیب حسن زرگر، پیر جند
خود سے اکثر پوچھتی ہوں اور خود سے اکثر پوچھا ہے

سنگیتا شاہ رضوی، کوٹ شاکر
 بچپن وہ مجھ سے تو میرا کام کر گیا
 اپنے تمام غم مجھے ران کر گیا
 بچپن اس ادا سے کہ رات ہی بدل گئی
 وہ شخص سارے شہر کو دیران کر گیا
 وہ جو ہر بات پر کہتا تھا جان جان
 آخر وہی شخص مجھے بے جان کر گیا

سید نزاکت، صداقت بخاری
کوئلہ شیر محمد

یادوں کا اک جھونکا مجھ سے ملے آیا برسوں بعد
 اتنا کبھی ہم نے روئے تھے جتنے روئے برسوں بعد
 لمحہ لمحہ اجڑا ہے مشکل احساس ہوا
 پتھر برے برسوں پہلے ششے ٹوٹے برسوں بعد
 کیا پوچھتے ہو کس نے توڑا کیسے توڑا کیوں توڑا
 کیا ڈھونڈتے ہو گیوں میں دل کے کٹڑے برسوں بعد
 آج ہماری خاک پہ دنیا رونے دھونے بیٹھی ہے
 جانے کیسے بھول ہوئے ہیں اتنے سیتے برسوں بعد
 دستک کی امید لگائے کب تک جیتے ہم
 کل کا وعدہ کرنے والے ملنے آئے برسوں بعد

محمد عمران، عطا خان مستونی
ذیرہ غازی خان

تیرے بھول سے چہرے کی خوشبو آج بھی یاد ہے
 جو بکھر جاتی ہے چار سو آج بھی یاد ہے
 جب تم لب ہلاتی تھی تو بھول گرتے تھے
 میں انہیں پلکوں سے اٹھا لیتا تھا آج بھی یاد ہے
 جب تم نے پہلی بار کہا تھا آئی لو یو زیف
 تیرے پیار کے وہ لمبے آج بھی یاد ہے
 جب تم نے جام پلایا بڑے پیار سے مجھے
 تیرے جام کی مٹاس آج بھی یاد ہے
 کیا ہوا جو تم زخمی کو بھول بیٹھی ہو
 تیرے ساتھ گزارے ہوئے دن آج بھی یاد ہے

سید ظہور الحسن، یقین پور

اک صدر دیران سا ہوا پڑا ہے
 کسی کی یاد میں یہ کھویا پڑا ہے
 گاتے تھے یہاں کبھی عشق کے بچاری
 پھر اسی انتظار میں یہ سویا پڑا ہے
 محبت تقسیم کرتا تھا یہ یہاں سے لیکن
 آج یہ خود کسی کی محبت کا طلب گار ہوا پڑا ہے
 محبت کے ترانے گاتے تھے یہاں کبھی بچگی
 بغیر ان کے یہ ادا سا ہوا پڑا ہے
 سن لو یہ اک داستان دل ہے آج
 جسے سننے کے لئے یہ بے تاب سا ہوا پڑا ہے

احمد رضا ہاشمی، گجرات

کشمیر

اے میرے پیارے کشمیر کے بچو
 تیرے گالوں پر یہ بیتے آنسو
 مجھے بہت ترپاتے ہیں
 تیری آہیں تیری سسکیاں
 ہر لمبے میرا پیچھا کرتی ہیں
 صرف یہی سوال کرتی ہیں
 ہمارا کیا تصور ہے
 کیا ہمیں جینے کا حق نہیں ہے
 اے میرے کشمیر کے بچو
 تمہیں کیسے دکھاؤں
 اگر میرے بس میں ہوتا
 تو اپنا دل چیر کے تمہارے سامنے رکھتی
 اور دکھاتی
 کہ دیکھو

تمہارا ہر آنسو میرے دل پر تیراب بن کے گرتا ہے

عنبرین ننیر، سیاہ بلانیاں

وہ دیکھو کون جا رہا ہے غم کا سہارا لے کر
 اپنے کندھے پہ محبت کا جنازہ لے کر

مل گئی خندک نگاہوں کو تیرے دیدار سے
 ہو سکے تو آج دے آواز مجھ کو پیار سے
 جو صدمہ تجھ کو نہ تھا مجھ سے جدا ہونے کا
 ورنہ کاہل تیری آنکھوں میں پھیلا ہوتا
 کبھی ہنس کر منہ چھپایا کبھی منہ چھپا کر روئے
 ہمیں آزمائے والے مجھے آزما کر روئے
 سفر کی آخری منزل پر میرا ساتھ چھوڑ گیا
 وہ میری پیار کی شدت سے ڈر گیا شاید
 یوں محبت سے نہ دے میری محبت کا جواب
 یہ سزا سخت ہے تموڑی رعایت کر دے

عدنان، پشاور

روشنی کا شہر ہے دل میں اک اندیرا ہے
 میری شب بہت طویل ہے اور دور ابھی سویرا ہے
 پیار ہے میرا ایک طرف اور دور میرا دلدار ہے
 لگتا ہے میرے مقدر میں یہ دور دور کا پیار ہے
 آغوش منم تو دور کی بات ہاتھوں میں ہاتھ نہ میرا ہے
 روشنی کا شہر ہے دل میں اک اندیرا ہے
 میں وقت پہ یقین ہے قسمت میرا ایمان ہے
 جو ملے گا جب ملے گا پر مجھے وہ سب ملے گا
 جو میرا مقدر ہے جو نصیب میرا ہے
 روشنی کا شہر ہے دل میں اک اندیرا ہے
 میری شب بہت طویل ہے اور دور ابھی سویرا ہے

رانو انتظار حسین ساگر، سندھ

ہر ریت پیار کی رکھی ہے اس نے قائم
 ہر دم پیار کی وہ مجھ سے نبھائے جاتی ہے
 ہزار روکنے کے بعد بھی مجھ سے وہ اکثر
 دھڑے بھی کیے جاتی ہے تسمیں بھی کھائے جاتی ہے
 مہوای معصوم ہے سادہ ہے بہت نادان ہے
 محبت کے مشکلوں سے وہ ابھی انجان ہے
 تسمیں تو کھار رہی ہے پھٹی کو سر پہ رکھ کر
 "یہ بھی جانتی ہے کہ اس جہاں میں اکثر

ہر ریت بدل جاتی ہے ہر دم ٹوٹ جاتی ہے
 ہر وعدہ ٹوٹ جاتا ہے ہر قسم ٹوٹ جاتی ہے

رانو انتظار حسین ساگر، سندھ

ہنس کر دیکھا کرو بلایا کرو
 یوں گہری سوچ میں تم نہ جایا کرو
 میرے آنے پہ کہاں چھپ جاتی ہو
 صاف کہہ دو کہ میرے گھر نہ آیا کرو
 حسین آنکھوں میں تم آنسو نہ پلایا کرو
 اور بھی اچھی لگتی ہو جد سے بڑھ کر
 کالے کپڑوں میں ماتم جو آیا جایا کرو
 کرتا ہوں پیار تم سے بے حد
 وقاص کی یادوں کو تم بھی دل میں بسایا کرو
 اگر دیتے ہو اپنا دل کسی کو
 پھر اس کا ساتھ بھی میری جان بتایا کرو

سید وقاص کیلانی، مظفر آباد

صرف ایک موقع کیلئے اے خدا اے میرا بتادے
 جسے میں اتنا چاہتا ہوں اسے کوئی بتادے
 مجھے خبر ہے اپنی اس دل لگی پر
 ہو جائے کاش وہ میرا ایک کرشمہ دکھادے
 اگر وہ میری تقدیر میں نہیں
 اس کے قدموں کی دھول بتادے مجھے
 ہر وقت صرف اس کے پہننے دیکھوں
 نہ جاگوں مجھے ایسی خواب دکھادے
 یوں گھٹ گھٹ کر زندگی میں نہیں چاہتا دید
 یا وہ میرا ہویا زندگی سے چھٹکارا دلا دے

نصیب اللہ دیدگ، مکران

جہیں چاہے ہیں کتنا بتا نہیں سکتے
 تمہارے بن زندگی پتا نہیں سکتے
 دل میں تصویر ہے صرف تمہاری اس
 مگر وہ تصویر جہیں دکھلا نہیں سکتے
 تمہاری یاد ہر وقت ہمارے ساتھ رہتی ہے
 جہیں یاد کرتے ہیں پر اپنا نہیں سکتے
 آنکھیں تمہاری دید کو ہمیشہ ترستی ہیں

مگر تمہیں آنکھوں کی محبت دکھا نہیں سکتے
تم سمجھتے نہیں ہماری محبت کو ایس
اور وہ محبت ہم تمہیں سمجھا نہیں سکتے
تم جو نہ ملو تو سکون نہیں آتا
جہاں سے بن ہم وہ سکون لا نہیں سکتے
تم بھی چاہو ہمیں ہماری یہی طرح ایس
لیکن یہ ہمارا خیال ہے اسے حقیقت بنا نہیں سکتے
تم کب سمجھو گے کہ دل میں جہاں پیار ہے
ہم دل تمہیں چیر کے دکھلا نہیں سکتے
شکیل احمد، قائد آباد کراچی
تصویر تیری دل میرا بہلا نہ سکے گی
یہ تیری طرح مجھ سے شرم نہ سکے گی
میں بات کروں گا تو یہ خاموش رہے گی
آرام کیا دے گی جو تڑپا نہ سکے گی
گھبرا گئے غم اور زندگی سے ہم
ہر سانس لیتے ہیں بڑی بے دلی سے ہم
اگر تم بھول جاؤ ہمیں اور بات ہے
چاہے ہیں آج بھی ایس تمہیں دیوانگی سے ہم
اجھا ہونا تم سے محبت کا اظہار نہ کرنا
آنکھیں تمہیں پسند نہ کرتی دل داغ دار نہ کرنا
پتہ ہوتا پیار جھوٹا ہے تم سے پیار نہ کرنا
تم سے محبت کرنے کا کبھی اقرار نہ کرنا
یہ آئینے جو تمہیں کم پسند کرتے ہیں
انہیں خبر ہے تمہیں ہم پسند کرتے ہیں
ہے کون ایسا جسے ہرگز کون میں بند کریں
کہ بیا سے لوگ ہی شبنم پسند کرتے ہیں
شکیل احمد، قائد آباد کراچی
سینے میں دل ہے دل میں درد میں نشہ
نشے میں مٹاس مٹاس میں امید امید میں یقین
یقین میں خیال خیال میں تصور تصور میں تصویر
تصویر میں تو تجھ میں ادا ادا میں حیا

حیا میں نزاکت نزاکت میں شرم
شرمی میں شرارت شرارت میں شرم
غمے میں بناوٹ بناوٹ میں اپنائیت
اپنائیت میں چاہت چاہت میں غلطی
غلطی میں محبت محبت میں عبادت
عبادت میں خدا
شکیل احمد، قائد آباد کراچی
رک جان دور مت ہونا ہمارے ساتھ ہی رہنا
کبھی مجبور مت ہونا ہمارے پاس ہی رہنا
جدائی کی گھنٹن راہیں تمہیں بے حال کر دیں گی
تھکن سے چہر مت ہونا ہمارے پاس ہی رہنا
ہمارے ہاتھ تمہیں ہر بلندی پر سنبھالیں گے
کہ چلتا چور مت ہونا ہمارے پاس ہی رہنا
ہمیں ان نام در لوگوں سے خوف آتا ہے
کبھی مجبور مت ہونا ہمارے ساتھ ہی رہنا
شکیل احمد، قائد آباد کراچی
اے الٹی تجھے قسم ہے اپنی ذات کی
اس کو لکیر بنا دے تو میرے ہاتھ کی
جیسا بھی ہوں ہوں میں بندہ تیرا
قسمت میں میری تو نے کیوں مات کی
اکثر لوگ کہتے ہیں بھول جاؤ اے
بھولوں تو کیسے بھولوں سونی صورت یار کی
اے بھولنا شاید میری قسمت میں نہیں
قسم اس نے بھی دی ہے تیری ذات کی
شکیل احمد، قائد آباد کراچی
تم بن قرار نہ آئے تو کیا کروں
ہر بلی تمہاری یاد ستائے تو کیا کروں
تم کو ضد بھی ہے تم کو بھلا دوں
دل سے تمہاری یاد نہ جائے تو کیا کروں
میرے لیے شراب کا چھوٹا حرام ہے
لیکن تیری نگاہ پلائے تو کیا کروں

صورت میں اپنی بھول گیا تجھ کو دیکھ کر
ہر آئینے میں تو ہی نظر آئے تو کیا کروں
شکیل احمد، قائد آباد کراچی

مشورہ

لباس سحر اہواور سادہ
نظر میں دکھ بھی ناہو زیادہ
چمن سے دو چار بھول لے کر
تم ان کے در پر سلام کرنا
وہ بات پوچھیں تو مسکراتا
دعا میں دے دے کہ حال کہتا
وہ کچھ نا پوچھیں تو کچھ نہ کہتا
خفا نا ہونا گلہ نہ کرنا
بس آٹھ دس دن خاموش رہنا
اسی طرح اک اور کوشش
چمن سے دو چار بھول لے کر
اسی طرح اک اور کوشش
کر اور بس میں ہے کیا تمہارا

زرتاشہ یونم

پلیز سمیرا جانو!

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو
میں کہ صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو
نہ تمہیں ہوش رہے نہ مجھے ہوش رہے
اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو
تم ہتھیلی کو میری پیار کی مہندی سے رنگو
اپنی آنکھوں میں میرے نام کا کابل کر دو
جیسے صحراؤں میں ہر شام ہوا چلتی ہے
اس طرح مجھ میں چلو اور مجھے قتل کر دو
مسکے ہوں تو نگاہیں نہ چراؤ مجھ سے
اپنی چاہت سے توجہ سے حل کر دو
نور محمد اسلم کاوشی - سلاوا

اپنے ہاتھوں سے کیا خوب سنوارا ہے قدرت نے تجھے
دیکھ کر دیکھتے رہ جانے کو جی چاہتا ہے
نور ہی نور چھلکا ہے حسین چہرے سے
بس یہیں جدے میں گر جانے کو جی چاہتا ہے
میرے دامن کو کوئی اور نہ چھو پائے گا
تمہیں چھو کر یہ قسم کھانے کو جی چاہتا ہے
چاند ہے چہرا تیرا اور نظر ہے بجلی
ایک ایک جلوے پہ مر جانے کو جی چاہتا ہے
چاند کی ہستی ہی کیا، جب سانسے سورج ہو
تیرے قدموں میں مٹ جانے کو جی چاہتا ہے
انتخاب اے ڈی کنول - کچرو

غزل

ایک شخص جو راہ میں ملا تھا
تصور جنوں بنا ہوا تھا
بر موج ہوا کی گرم زد پہ
غنیے کی طرح وہ کھل رہا تھا
تارے تھے نہ چاند تھا نہ سورج
پھر بھی وہ خلاء میں جھانکتا تھا
کانٹوں ہی سے نہ تھی اس کو دشت
پھولوں سے بھی کچھ گریز باتھا
خود اپنی ہی آگ میں وہ جگر
سونے کی طرح نکھر گیا تھا
فائل بھی نہ تھا ستم گردوں کا
شائستہ جذبہ دتا تھا
اتحاد دو شخص تھا عجب کچھ
آنکھوں میں دلوں کو ڈھونڈتا تھا
ایس ہتیاں ہر کراچی

غزل

اب آئے ہو تو پھر وہی بھکار نہ کرنا
پھر ذکر سیاست کا گنگار نہ کرنا
سگریٹ نہ نکالو فضاؤں میں ہے خوشبو
برباد میرے پھولوں کی مہکار نہ کرنا

کھوئی ہوئی منزل

وہ لوریوں کی سدا کہاں ہے
گرہ میں تھی جو دعا کہاں ہے
چراغ بجنے پہ آ گیا ہے
ہوا کو دیکھو ہوا کہاں ہے
یہ رات اتنی مہیب کیوں ہے
دیا کہاں وہ دعا کہاں ہے
ہمارے آنسو کہاں گرے ہیں
ہمارے غم کس کا صلہ کہاں ہے
جو کھو گئیں منزلیں کدھر ہیں
جو چھن گیا وہ راستہ کہاں ہے
☆ جبرائیل آفریدی - ناصر آباد

آنکھیں

جب بھی آتی ہیں خیالوں میں تمہاری آنکھیں
بیگ جاتی ہیں کسی غم سے ہماری آنکھیں
ذہل گئی شام اندھیرے نے غلامیں گاڑیں
سو گئی تھک کے تیرے بھر کی ماری آنکھیں
تم میرے پاس نہیں پھر بھی تمہارا چہرہ
سوچتی رہتی ہیں درد کی ماری آنکھیں
سلسلہ ٹوٹ بھی سکتا تھا بصارت کا کبھی
تمام لیتی نہ اگر آنکھ تمہاری آنکھیں
ہم اسی آس پہ آنکھوں کو کھلا رکھتے ہیں
لوٹ آئیں نہ کسی روز تمہاری آنکھیں
گاتے گاتے ہمیں اک شخص کی یاد آتی ہے
بیگ جاتی ہیں سر بزم ہماری آنکھیں
جانے کیا بات ہے دہشتی رہتی ہیں عمر
میری آنکھوں کی طرف شہر کی ساوی آنکھیں
(اسرار احمد) ایلا غزل

غزل

اپنے ہونٹوں پہ سجا چاہتا ہوں
آج تھے میں مسکاتا چاہتا ہوں

لوئی آنسو تیرے دامن پر گرا کر
بوند کو موتی بنانا چاہتا ہوں
تھک گیا میں کرتے کرتے یاد تھے
اب تجھے میں یاد آتا چاہتا ہوں
آخری چٹکی تیرے زانوؤں پر آئے
سوت بھی میں شاعرانہ چاہتا ہوں
پھول سے پیکر تو نکلے بے مرہت
پتروں کو آزانا چاہتا ہوں
وہ مٹی تھی کچھ کی رسوائیوں میں
پھر قہقہہ اس پر جانا چاہتا ہوں
(فتیل شفا) ایلا غزل

غزل

کب کون کسی کا ہوتا ہے
سب جھوٹے رشتے ٹاٹے ہیں
سب دل رکھنے کی باتیں ہیں
سب اصلی روپ چھپاتے ہیں
اغلام سے خالی لوگ یہاں
لفظوں کے تیر چلاتے ہیں
ایک بار نگاہوں میں آ کر
پھر ساری عمر رلاتے ہیں
چلو آج جس نے دکھ دیا فرار
آج اس کو بھول جاتے ہیں
☆ بہادر عاربابی - گھٹی

غزل

تہا بیٹھ کے رو لینے دے
یار کا خار چھو لینے دے
دو بوندوں سے کیا جاتا ہے
سوکھے ہنٹ بھگو لینے دے
مغموم کبھی اس دنیا کے
ساتھ ہمارے ہو لینے دے
ہم بھی سینچنے والوں میں تھے
اک دو پھول پود لینے دے
جبر میں عمر پھر رو لیں گے
تھوڑی دیر تو سو لینے دے

☆ محمد - میاں چنوں

غزل

چلو اب یہ نغمہ ختم کرتے ہیں
چلو آج پھر سے محبت کرتے ہیں
چلو آج یہ اک نیا عہد کرتے ہیں
چلو پھر سے ایک دوسرے پہ مرتے ہیں
چلو پھر سے دنیا کی رنگینیوں میں کھو جائیں
کتنے ارمان تھے ہمارے آگن میں
چلو پھر سے اسے ارمانوں سے بھرتے ہیں
چلو اب کبھی کسی کی باتوں میں نہ آئیں گے
چلو اب خود پہ بھی ناصر اعتماد کرتے ہیں
☆ ناچلی - ساہیوال

غزل

اس کی آنکھوں میں محبت کا ستارہ ہو گا
ایک دن آئے گا وہ شخص ہمارا ہو گا
تم جہاں میرے لئے سپہاں چنتی ہو گی
وہ کسی اور ہی دنیا کا کنارہ ہو گا
زندگی اب کے میرا نام نہ شامل کرنا
گر یہ طے ہے یہی کھیل دوبارہ ہو گا
جن کے ہونے سے میری سانس چلا کرتی تھی
کس طرح اس کے بغیر پان گزرا ہو گا
☆ رابی خان - پشاور

ایسی سزا نہ دینا

رہی مجھ کو تیرے میں..... میری محبتوں کو.....
نظری محبتوں کو..... اصلی محبتوں کو..... اس میں ملانہ دینا.....
ایسی سزا نہ دینا..... مجھ کو بھلا نہ دینا..... مجھ کو کوتاہ نہ دینا.....
☆ رابی خان - پشاور

دیر تک

لگا نہیں کر ساتھ بھائے گا دیر تک
لیکن وہ مجھ کو بھول نہ پائے گا دیر تک
جو بھی قریب آئے گا اس کے اسے ضرور

وہ میری داستان سنائے گا دیر تک
ڈھونڈے گا وہ مجھے انہیں آگیاں میں ایک دن
ڈھونڈے گا اور مجھ کو نہ پائے گا دیر تک
میں ساحلوں کی ریت پہ کھسکوں گا اس کا نام
وہ پانی پہ میرا نقش بنائے گا دیر تک
کس حال میں ہوں اس سے پھرنے کے بعد میں
سن کر اسے یقین نہ آئے گا دیر تک
☆ فریدی علی - بیت پور

باوصبا

اے باوصبا!..... اے باوصبا!..... اس کے شہر جائے جو تو اگر
..... تو میرے دل کا حال..... چپکے سے..... اس کے دل کے
شہنائوں میں اتار دینا..... میرے ہونٹوں کی وہ ان کی باتیں
..... اس کی ساقوں میں اتار دینا..... میری آنکھوں کے وہ
نوںے ہوئے خواب..... اس کی آنکھوں کو بخش دینا..... بڑی
دیران ہے اس دل کی نگری..... تم بن..... تو جا کے صرف اس
سے کہنا..... اور کہنا..... میری جان!..... کبھی بھولے سے مجھے
یاد کر لینا
☆ وارث آصف خان - نازی - واں بھجراں

قطعہ

تیرے خیال کو کبھی دل سے جدا نہ کروں
تیرے بغیر کو کوئی تو میں سانس بھی لیا نہ کروں
جو تو ملا تو یہ مشورہ دیا دل نے
کہ اب خدا سے کوئی اور التجا نہ کروں
محبت کی راہوں میں رکھ تو دیا ہے قدم میں نے
اب یہ جان بھی چلی جائے تو گھٹ نہ کروں
☆ رئیس صدام حسین ساحل - شی خان بیلہ

ساگر (بی ستام)

ہر سمت غم بھر کے طوفان ہیں ساگر
مت پوچھ کہ ہم کتنے پریشان ہیں ساگر
اگر چہ نظر آتا ہے تصویر کی صورت
ہم شہر کے لوگوں سے بھی انجان ہیں ساگر
جس شہر محبت نے ہمیں لوٹ لیا ہے
اس شہر سے اب کوچ کا سامان ہیں ساگر

غزل

تم نے تو بہار کو رخ پہ سجا لیا
میں نے خزاں کو اپنا مقدر بنا لیا
اک تیرے دم سے ہی میرے چمن میں بہار تھی
تم کیا گئے کہ مجھ کو خزاؤں نے آ لیا
قدموں سے دھول بن کر جو لپٹنے لگا میں
کاشا سمجھ کر آپ نے دامن چھڑا لیا
یہ بھی کیا ادا تھی کہ پہلو میں غیر کے
دیکھا مجھ کو تو اپنا چہرہ چھپا لیا
ہم بھی تیرے پڑس میں ہی رہتے تھے ہم نشیں
چپ چاپ تو نے اپنا ہی گھر کیوں بسا لیا
وہ شخص خوش نصیب ہے میری نگاہ میں
جس نے غم حیات کو دل سے لٹا لیا
اپنا تو یہ اصول ہے جہاں میں آئی
جو غم دیا کسی نے وہ ہنس کے اٹھ لیا
☆..... آئیہ چٹائی آئی۔ لاہور

غزل

مسکور کیا جس نے مجھے ایک نظر میں
اب تک بھی سلگتا ہے میرے دیدار میں
اک عمر سے ہے جس کو بھلانے کی تنہا
آرام سے رہتا ہے میرے دل کے نگر میں
تجویز کرے دوا مجھ کو جو بھی زمانہ
تحفیف نہیں ہو گی میرے درد جگر میں
کوئی بھی سر منزل مقصود نہ پہنچا
ملنے کو تو سو لوگ ملے مجھ کو سفر میں
اس واسطے کم ملتا ہے الفت کا صلہ بھی
شر کے بھی تو دو حرف ہیں اس لفظ بشر میں
تسکین کہاں ملتی ہے پردیس میں آئی
آرام و سکون ملتا ہے صرف تیرے ہی در سے
☆..... آئیہ چٹائی آئی۔ لاہور

ہمارے پیار کی کہانی

آؤ ہم ایسا کام کریں
آؤ ہم اپنے پیار کی کہانی کو
اگر کریں
گھر کیے

کیا ہم اپنی جیسی محبت لوگوں کو بتا دیں
یا ہم اپنی راہ میں حائل دیواروں کو گرا دیں
آؤ ہم اپنے خون کی عریاں بہا دیں
اب نہیں ڈرنا ہے میں

جود میں ہے وہ کہتا ہے میں
کیا ہم ڈر جائیں پیار کے دشمنوں سے
یا ہم بھی مل جائیں پیار کی اس آگ میں
یا ہم راہ میں چھوڑ دیں اپنی محبت کو
کیا ہم بھول جائیں ان وعدوں کو ان قسموں کو
کیا ہم بھی بدلتی کادھ بابت کر سہ لیں
لیکن ہم جانتے ہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا
نہ میں تیری نہ تو میرا ہونے کا
پھر کیا فائدہ زندگی کا
کیا فائدہ یہ دکھنے کا

کیا فائدہ چھپ چھپ کر ملنے کا
روز مرنے کا روز جینے کا
کیوں نہ بن ایک باہری مر لیں
چلے آؤ ہم خود بھی کر لیں

اترا فرید بیٹ۔ رولہ پٹنڈی

غزل

میں دیکھ کے اس کو بس دیکھتا رہ گیا
میں اس حسن کے دیوتا کو پوجتا رہ گیا
اب کو میرے دیدار سے کیا نسبت ہے
یہ برس مسلسل وہ برستا رہ گیا
اک بار بھی تو بے وقافنے پلٹ کے نہ دیکھا
تھی ملاقات یہ آخری میں دیدار کو ترستا رہ گیا
ایسے مجھے کہ پھر لوٹ کے نہ آئے کبھی بھی
میں تو بس ان کو یاد یاد کرتا رہ گیا
پہلو عدد میں ما کر بیٹہ رہ گیا

اگست 2013

ہی تو اپنی میں تو ہاتھ ملتا رہ گیا
کی تاریکیاں ہمیں تھیں فضاؤں میں
کے شمع وفا میں تو وفا نبھاتا رہ گیا
ایرازا احمد ابرہہ۔ گلبرگ سیدال

غزل

کے نام تیرا بنا دیتے ہیں اکثر
کو شب۔ روز بھی سزا دیتے ہیں اکثر
سے زیادہ جب یاد ستاتی ہے آ کر ان کی
چپکے خوب آنسو ہم بہا دیتے ہیں اکثر
کی دھڑکن کو رکھ کر قابو میں اسے دربا
داستان جبر ہم سنا دیتے ہیں اکثر
ت بات ہوتی ہے درکار جس کو جلاتے ہیں دوست
میں اس کی شمع وہ بجھا دیتے ہیں اکثر
کی یہ خاموشی پیش خیر ہے کسی طوفان کا
ت بات کوئی ضرور جو ہم سے چھا دیتے ہیں اکثر
سے مرنے کی دعا ہے ہونٹوں پہ جن کے
چپے کی ان کو دعا دیتے ہیں اکثر
ت ہو جاتی ہے خطا کبھی میدان محبت میں
ہم کو سر بازار کر دیتا دیتے ہیں اکثر
ایرازا احمد ابرہہ۔ گلبرگ سیدال

دعا

جب تک جیوتم

ہر سانس میں مندل جیو

ہر بھول میں خوشبو جیو

ہر رنگ کا جادو تیرے رنگ

خوشی کا ہر کنول

تیرے دل کی سر زمین پر کھلے

تو چاہے جسے اس کے پیار کی دم بھرم

تیرے من کو میرا ب کرے

کوئی تنگی کوئی حسرت

تیرا دامن کبھی نہ پکڑے

بلک ستاروں کی ہکٹاں سے

تیرا رستہ ہے دوش
سدا راہی پاءنی سے
تیرا گھر ہے تابندہ
خوشی کا سورج ہر ج
تیرے گھر میں آنکھیں کھولے
جب تک تو رہے زندہ

سائبرجی

غزل

یوں محبت میں شب و روز گزارے ہم نے
نام لے لے کے تیرا صدقے اتارے ہم نے
ان پہ عائد جو ہوئے پیش خدا حشر کے دن
اپنے سر لے لے الزام وہ سارے ہم نے
لفظ تو جب ہے اسی لہر پہ بچتے جاگیں
مہد جو کچھ کیے دریا کے کنارے ہم نے
راغب ہی نہ ہو کوئی ہماری جانب
کو احتشام آج لاکھ اشارے کیے ہم نے
محمد احتشام ہاشمی۔ گلایہ اورکزائی

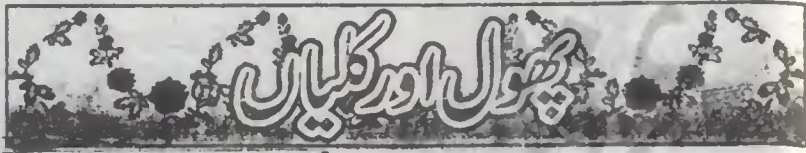
غزل

تم مجھ سے روٹھ جاؤ ایسا کبھی نہ ہو
میں ایک ایک نظر کو ترسوں ایسا کبھی نہ ہو
میں پوچھ پوچھ ہاروں پھر سوال کر کے

تم کچھ جواب نہ دو ایسا کبھی نہ ہو
میرے ہی ساتھ مجھ سے ہی مل کر رونا
مجھ سے پھڑ کر جی لو ایسا کبھی نہ ہو
کچھ میں بھی جوتی ہوں کچھ میری محبت بھی
نہ محبت تھم جائے ایسا کبھی نہ ہو
تم پاءنی بن کر رہتا میں دیکھتا رہوں گا
کسی رات تم نہ نکلو جان جی ایسا کبھی نہ ہو
عرقان آفریدی۔ کوہاٹ

تھک چکا ہوں

اگست 2013



آئی ہے یاد تیری اچھا ہے نما تیرا
اے دل میں رہنے والے تجھ کو سلام میرا
محمد عرفان - چک 9 ب عبدالحکیم

لطف

ایک سبیلی نے دوسری سے پوچھا: لڈو چھوٹ رہے ہیں
آخر بات کیا ہے؟ "میرے شوہر کو ملی ہو گئی ہے اور سرکاری
ڈاکٹر نے سنی ٹوریم مری جانے کا لکھ دیا ہے۔ لہذا ہم کل مری
جارے ہیں۔ یوں میری مری دیکھنے کی ذریعہ آہد و پوری ہو
جائے گی، وہاں غلب سیر کروں گی۔"

ایک شخص اپنی بیوی کے کمر پر بھڑکے چھٹی کر رہا
رہتا۔ اُسے بُرا بھلا کہتا اور گھر کا ماحول اس وجہ سے خراب
رہتا۔ ایک دن اس کے دوست نے اس کی وجہ پوچھی۔
یاد کیا بتاؤں ایک دن دفتر کے کسی کام سے گھر کے
سامنے سے گزرا اور گھر میں داخل ہو کر بارہی خانے میں کام
کرتی بیگم کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ اس پر وہ مڑے بغیر
ہوئی۔ "ابھی تمہارا دل نہیں بھرا، چھوڑا اب اُن کے آنے کا
وقت ہو رہا ہے۔"

محمد اسحاق اچم - نکلن پور

سورۃ یسین پڑھنے کی برکتیں

- ★ بھوکا پڑے گا تو میر ہوگا۔
- ★ پیاسا پڑے گا تو میراب ہوگا۔
- ★ خوفزدہ پڑے گا تو امن ملے گا۔
- ★ بیمار پڑے گا تو صحت ملے گی۔
- ★ قیدی پڑے گا تو آزادی ملے گی۔
- ★ مسافر پڑے گا تو صحت ملے گی۔
- ★ مرد پڑے گا تو عذاب خفیف ہوگا۔
- ★ کسی کلمہ شدہ کے لئے پڑھی جائے گی تو کلمہ شدہ جہنم
نہائے گی۔

حسین مہاس - مہماری سیدال

تنتا تھی کہ کوئی ٹوٹ کر چاہتا ہیں بھی عنصر
مگر ہم خود ہی ٹوٹ کر بکھر گئے کسی کی چاہت میں
ڈاکٹر عبدالرزاق عنصر - بہاول

کوئی افسوس نہیں

پاکستان چپٹیں ٹرائی میں ہی فاسل نیوزی لینڈ سے ہار
گیا جس کا اسوس ہوا بھی اور نہیں بھی ہوا۔ افسوس اس لئے
نہیں ہوا کیونکہ ہم کو نیوزی لینڈ نے نہیں ہرایا ہم کو اسپائر نے
ہرایا۔ مگر اکل ایک آؤٹ تھے انہوں نے آؤٹ قرار دے
دیا۔ نیوزی لینڈ کے تین چار کلاڑی اہل لی آؤٹ تھے لیکن
اسپائر کو فٹ نہیں آیا۔ بہر حال ہم کو اپنی کم سے کوئی ٹکڑی
فکایت نہیں انہوں نے بہت اچھا کھیل کھیلا۔ کچھ ہماری
قسمت نے بھی اس دن ہماری ٹیم کا ساتھ نہیں دیا۔ خاص کر
یونس سے اہم موقعہ پر بچ چھوڑ دیا۔ بہر حال جب ہم ساتھ نہ
ہو تو اس طرح ہو جاتا ہے۔ بہر حال آئندہ ہماری دعا میں اپنی
ٹیم کے ساتھ ہیں، خدا ایسا پائز کو بھی بھی بدایت دے۔
پرنس عبدالرحمن بکر - نین لائنج

عبدالحکیم

میں جب بھی تم سے جدا ہونے لگتا ہوں میرا دل
بھڑکنے لگتا ہے، دل ترپنے لگتا ہے، دل رونے لگتا ہے۔ یہ
ظالم دنیا مجبور ہی اتنا کر دیتی ہے کہ مجھے تم سے جدا ہو کر دور
جانا پڑتا ہے اور جب میں تم سے دور چلا جاتا ہوں تو ہر دلت
تھمبوں ہی خیالوں میں ڈوبا رہتا ہوں، تمہارے ہی گیت
گنگنا رہتا ہوں۔ اللہ نے تجھے اتنا حسن دیا ہے کہ میں
تمہاری جتنی بھی تعریف کروں کم ہیں روشنیوں سے چمکتی ہوئی
تیری گیلیاں، وہ تیری خوبصورت سڑکیں، پھولوں سے جگمگاتی
ڈکانیں، میں کبھی نہیں بھول پاتا۔ تم سے جدا ہونے کے دل کرتا

ہے کہ کش میں اڑ کے تمہارے پاس پہنچ جاؤں۔ مجھے تمہاری
یاد بہت آتی ہے۔ اے میرے پیارے شہر عبدالحکیم مجھے تمہاری
یاد بہت آتی ہے۔

اقراء فرید بٹ۔ راوی لہندی

اک عادت سی

اک عادت سی ہو گئی
اب ہمیں کسی کا انتظار نہیں
تم ہوئے دور تو یہ راز کھلا
اب ہمیں زندگی سے پیار نہیں
غیر سے کس طرح کریں شکوہ
دوست ہی جب وفا شعار نہیں
دور رہ کر مجھ سے بے چینی
قربوں میں بھی قرار نہیں
روز و شب تیرا انتظار ہے
کیا بھی میرا پیار نہیں
کہ رہا تھا وہ زندگی مجھ کو
کیا اسے میرا اعتبار نہیں
آج پھر بے قرار ہو نیازی
کیا تمہیں اپنے دل پر اعتبار نہیں
اقراء بٹ۔ راوی لہندی

تیری یادیں

بے سبب تو نہ تھیں تیری یادیں
تیری یادوں سے کیا نہیں سیکھا
خبط کا حوصلہ بڑھا لینا
آنسوؤں کو چھپا لینا
کانتی کی ڈلنی صداؤں کو
چپ کی چادر سے ڈھانپ کر رکنا
بے سبب بھی سبھی سبھی
جب بھی ہو بات کوئی سچی کی
موضوع متھگو بدل دینا
بے سبب تو نہ تھیں تیری یادیں
تیری یادوں سے ہم سیکھا
اقراء بٹ۔ راوی لہندی

تجھ پہ غزل لکھتے لکھتے اب میں تھک چکا ہوں
غم تیرا سچے سچے اب میں تھک چکا ہوں
کب سے چپا کر رکھا ہے دنیا والوں سے اپنا غم
آنسوؤں کو چپا کر جتنے جتنے اب میں تھک چکا ہوں
پراووں کی طرح سر رہے ہیں میرے ارماں
شع کی مانند جلتے جلتے اب میں تھک چکا ہوں
ہر پہل نیاز غم تیری جدائی دیتی ہے مجھے
دشوں کو اپنے سینے میں لے اب میں تھک چکا ہوں
محمد احتشام ہاشمی - کلاہ اور کراچی

غزل

تو نے تو دور ہزار دیے۔ پھر بھی ہم جتنے رہے
حیرے دیے ہوئے دم کو ہم قبول کرتے رہے
تو نے تو بھلا دیا ہمیں اے سدا ستم
مگر ہم خوابوں میں تم سے ملتے رہے
تمہیں اپنے دل کے زخم دکھانا مشکل ہے
کہ کیسے تیرے پیار میں ہم جلتے رہے
تو نے تو ہمیشہ سچ راہ میں چھوڑ دیا
تیری یاد لے کر ہم تنہا ہی جلتے رہے
تمہیں فیروں کے ساتھ دیکھ کر ستم
دل ہی دل میں ہم سدا ستم
پاگوں چھپے ہم سدا ستم
تیری خاموش راہوں میں ہم بھٹکتے رہے
عبدالرحمان بروہی - شہد اللہ یار

تو ملا ہی نہیں

چاہا تو بہت تھا پر وہ ملا ہی نہیں
لاکھ کوشش کی پر یہ فاصلہ ملا ہی نہیں
خدا سے جھولی پھیلا کر ملا تھا اسے
پر خدا نے میری کسی دعا کو سنا ہی نہیں
میں نے ہر اک سے پوچھا تیرے نہ ملنے کا سبب
ہر اک نے کہا وہ تیرے لئے بنا ہی نہیں
میں تمام کوششوں کے باوجود تجھے ہار گئی
اور تو اسے مل گیا جس نے تجھے کسی ملا ہی نہیں

تورات کے پانچ جملے

حضرت امیر المومنین امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تورات کے آخر میں پانچ جملے لکھے ہوئے ہیں اور میں ہر صبح ان کا مطالعہ کرتا چاہتا ہوں۔

- 1- جو عالم اپنے علم پر غل نہیں کرتا وہ اور شیطان دونوں برابر ہیں۔
- 2- جو بادشاہ اپنی رعایا سے عدل نہیں کرتا وہ اور فرعون دونوں برابر ہیں۔
- 3- جو غریب کسی دولت مند کی دولت کے لالچ کی وجہ سے اس کی خوشامد کرتا ہے وہ اور کتا دونوں برابر ہیں۔
- 4- جو دولت مند اپنی دولت سے کبھی کے ذریعے فائدہ اٹھاتا ہے وہ اور مزدور برابر ہیں۔
- 5- جو عورت بلا ضرورت گھر سے نکلتی ہے وہ اور لوطی دونوں برابر ہیں۔

حسین عباس - شہماری سیدان

اتنی آسانی سے بھلا دو گے ہمیں ہم تو آنکھوں میں ٹھہر جائیں گے آنسوؤں کی طرح

اس نے جان کہہ کر پکارا لرزنگی میرے دل کی زمین عنصر پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ مخاطب کسی اور سے تھی

ہم نے تو ان کو دیکھا تھا طرف نظر کی خاطر فراز ہمیں کیا معلوم تھا کہ ان کو انہیں سے دل میں اتر جانے کی حالت ہے

انوکھے رشتے

ڈاکٹر پاگل سے: تم پاگل کیوں ہوئے؟
پاگل: میں نے ایک بچہ سے شادی کی ان کی جوانی میں سے میرے باپ نے شادی کی یوں میری وہ بچی میری ماں بن گئی۔ ان کے گھر میں پیدا ہوئی تو وہ میری بہن بن گئی مگر میں اس کی مانی کا شوہر تھا اس لئے وہ میری نوای بھی ہوئی۔ اس طرح میرا بیٹا اپنی دادی کا بھائی بن گیا اور میں پاگل ہو گیا۔
محمد آصف علی مہر - مولتیٹکے چٹھہ

تواضع اور صدقہ کے ثمرات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہ اجمعین کو تواقع اور انکساری کا درس دیتے ہوئے فرمایا: (ترجمہ) تواضع سے آدمی کو رفعت اور بلندی ملتی ہے اس لئے تواضع اختیار کرو اللہ تمہیں رفعت و بلندی عطا کریں گے اور پھر ارشاد فرمایا کہ غنودہ درگزر سے آدمی کو عزت ہی ملتی ہے اس لئے تم لوگوں کو معاف کر دیا کرو اللہ تمہیں عزت عطا کریں گے۔ آگے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لب کشائی فرمائی کہ (ترجمہ) اور صدقہ خیرات کرنے سے مال بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس لئے تم صدقہ اور خیرات کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اور زیادہ دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (ترجمہ) صدقہ سے مال میں کچھ کمی بھی نہیں ہوتی اور اللہ پاک غنودہ درگزر کرنے والے کو عزت و مقام عطا فرماتے ہیں اور جب بھی کوئی بندہ اللہ کے لئے تواقع اور انکساری اختیار کرتا ہے اللہ کی ذات اُسے بلندی عطا کرتی ہے۔ (مسلم 2588، اقتباس: "سنہرے ادراک")
مدرسہ عثمان سائل - سوہدہ

مجھے محسوس کرو!

ضروری نہیں کہ دور رہنے سے عشق کمزور ہوتا ہے بلکہ اور بھی گہرا ہوتا ہے۔ یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے وہ یہاں تک نہیں جو دور رہ کر پیار کو محسوس نہ کرے۔ یہ ایسی چیز ہے نہ ڈھونڈنے سے بھی مل جاتا ہے نہ کرتے ہوئے بھی ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی ذات پاک نہیں ہوتی کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہوتا یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی یہ تو قدرت کی طرف سے ہوتا ہے۔ کوئی جانے یا نہ جانے کوئی سمجھے نہ سہی کوئی مانے یا نہ مانے پر حقیقت ہے یہی

پیار ہوتا ہے تو ہوتا ہے یا ہوتا ہی نہیں ہے پیار میں کوئی روپ کوئی رنگ نہیں ہوتا پیار بالکل سادہ اور بے رنگ ہوتا ہے۔ مزہ ضرور ہوتا ہے مگر پیار میں مزہ اس کو ادھورا چھوڑ دیتا جھوٹا پیار کرتا چھوٹے وعدے کرنا سے پیار نہیں کہتے پیار اندھا ہوتا ہے۔ یہ بھی سچ ہے مگر پیار ایک جیسا نہیں ہوتا خاص کر کے آج کل کے پیار یہ رنگ رکھتے ہیں مگر جو میری نظر میں پیار ہے اس کا کوئی رنگ نہیں وہ تو ایک خوشبو کی طرح محسوس کیا جاتا ہے، مجھے محسوس کرو!

محمد آصف علی مہر - مولتیٹکے چٹھہ

دوستی

زندگی کتنی خوبصورت کتنی پیاری لگتی ہے جب کوئی دوست بنتا ہے، دکھ بانٹتا ہے۔ خوشیوں میں شامل ہوتا ہے چینی کی راہ دکھاتا ہے۔ دوست تو بہت مل جاتے ہیں مگر ایسا دوست تو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا جو انہوں کی طرح چاہنے لگے کیونکہ دوستی تو غلوں میں پیار محبت اور اعتماد کی پیاس ہوتی ہے اور ایسی دوستی خوشیوں، روشنی اور اجالے کا نام ہے۔ دوست کا دل گلاب کی مانند ہوتا ہے لیکن جب کوئی دوستی کی آڑ میں کسی کو دھوکا دینے دوست کے اعتماد کو نہیں پہنچائے تو گلاب سا دل مرجھا جاتا ہے۔ خوشبو اڑ جاتی ہے اور انسان ٹوٹ کر بھجر جاتا ہے۔ جب تم کسی کو دوست بناؤ تو اس کے دکھ درد بانٹو اسے خوشیوں میں شامل کرو اتنا پیار دو کہ دوستی جیسے مقدس رشتے پر کوئی آنچ نہ آئے کیونکہ دوستی کا رشتہ خون کے رشتے سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ وفادار دوست کے لئے جان تک دے دیں۔

وہ ملا بھی تو راہ میں یوں ملا
میں نظر ملا کے تڑپ گیا وہ نظر جھکا کر گزر گیا
محمد آصف علی مہر - مولتیٹکے چٹھہ

کل اور آج

- ◆ کل عورت نقاب خود کو ڈھانچنے کے لئے کرتی تھی۔
- ◆ آج عورت نقاب فیشن کے لئے کرتی ہے۔
- ◆ کل کے بچے بڑھائی کے پیچھے بھاگتے تھے۔
- ◆ آج کے بچے سکول سے بھاگتے ہیں۔
- ◆ کل کا بگڑا گزرا کے بیک میں کتابیں ہوا کرتی تھیں۔
- ◆ آج کا بگڑا گزرا کے بیک میں لمب سنک اور لینز ہوتی ہے۔
- ◆ کل سڑکیں ٹریفک سسٹم کے لئے بنی تھیں۔
- ◆ آج سڑکیں ٹوٹنے کے لئے بنی ہیں۔
- ◆ کل کی عورت سادگی پر انحصار کرتی تھی۔
- ◆ آج کی عورت میک اپ پر انحصار کرتی ہے۔
- ◆ کل لوگ بس پر چڑھتے تھے۔
- ◆ آج بس لوگوں پر چڑھتی ہے۔

ظفر ان تسم - ماڑی شریف

محبت

یہ اتنا مختصر لفظ ہے اس کا اعجاز وہ ہی کر سکتے ہیں جو محبت کرتے ہیں۔ یہ دو دلوں کا راز ہوتا ہے اور جو اپنا راز دوسروں کو بتاتے ہیں وہ محبت نہیں کرتے بلکہ ٹائم پاس کرتے ہیں۔ لفظ محبت بہت میٹھا ہے لیکن جن چار لفظوں کا یہ مجموعہ ہے اس کا مطلب ہے..... م سے موت..... ح سے ہلاکت..... ب سے بربادی..... ت سے تباہی..... ان چار لفظوں سے مل کر بنتا ہے محبت۔ اگر ہر پیار کرنے والا ان لفظوں میں رو کر محبت کرے تو پھر وہ کبھی دھوکا نہ کرے یا محبت کرنی چھوڑ دے گا۔ (نامعلوم)

فرمان رسول اللہ ﷺ

پیغمبر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کی بیماری کے وقت حاضر ہوا۔ آپ کو سخت بخار تھا، میں نے عرض کیا کہ آپ کو تو بہت ہی سخت بخار ہے (نشاہ) اس لئے ہوگا کہ آپ کو دوا درجہ ملے۔ آپ نے فرمایا یا ہاں مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچ پاتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے عیض گناہ نہ جھاڑ دیتا ہو جس طرح خشک درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (بخاری: کتاب المرض)

عبدالوحید ابراہیم - نوحہ

شہروں کو کیا کہتے ہیں؟

- ◆ مصر کا شہر قاہرہ..... بازاروں کا شہر۔
- ◆ جاپان کا شہر ٹوکیو..... بانس اور کاغذوں کا شہر۔
- ◆ ایران کا شہر شیراز..... ٹیلیوں اور پھولوں کا شہر۔
- ◆ پاکستان کا شہر حیدر آباد..... ہوائیوں کا شہر۔
- ◆ بھارت کا شہر کلکتہ..... خلات کا شہر۔
- ◆ بھارت کا شہر برار..... روٹی کا گھر۔
- ◆ سعودی عرب کا شہر مکہ..... اللہ کا گھر۔
- ◆ انگلینڈ کا شہر بریٹن فورڈ..... لعل پاکستان۔
- ◆ پاکستان کا شہر فیصل آباد..... پاکستان کا مانچسٹر۔
- ◆ پاکستان کا شہر سرگودھا..... شامیوں کا شہر۔
- ◆ بھارت کا شہر بنارس..... بندروں کا شہر۔
- ◆ اٹلی کا شہر وینس..... خاموش گذرگاہوں کا شہر۔
- ◆ ترکی کا شہر استنبول..... مسجدوں کا شہر۔

مہربان علی - حبیب آباد

مدد حسین اور الطاف حسین دہکی کے نام
مدد حسین! آپ کی مہربانی آپ نے مجھے ایک فرڈیے دوست سے آگاہ کیا اور الطاف آپ نے بھی اس دوست کی کہانی سنا کر مجھے ایک بہت بڑے فرڈیے سے بچایا ہے۔ الطاف بھائی! آپ کی بہت مہربانی آپ کی وجہ سے میں ایک فرڈیے سے بچ گیا ہوں۔

محمد آصف علی مہر۔ موہنکے چٹھہ

آلو بخارہ ہو گئے

ایک دن بیوی تنگ ہو کر خاوند سے بولی: آپ کچھ کام کیوں نہیں کرتے۔ بچے بھوک کی وجہ سے سوکھ کر چھوڑے ہو گئے ہیں۔ جلاؤند بولا: اور کیا کروں، ایک دن ہم تر بوڑھے اور مہربان کو بخارہ ہو گئے ہیں۔

ملک طیب مہمان کھنکھری شریف

خیرات

ایک مرداری صاحب وعظ فرما رہے تھے، موضوع تھا "خیرات" وعظ سننے والوں میں ایک کنبھوس امیر بھی تھا۔ مولوی نے وعظ ختم کیا اور دولت مند شخص سے پوچھا۔ "خیرات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" دولت مند بولا: "سبحان اللہ خیرات کی کیا برکات ہیں جی چاہتا ہے اسی وقت جھولی پھیلا کر مانگتے لگوں۔"

ملک طیب اعوان علیکن۔ کھیری شریف

کھیلوں کی معلومات

☆ پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔
☆ پاکستان نے 3 بار اولمپک گولڈ میڈل جیتے تھے۔
☆ ہاکی کھیل سب سے زیادہ تحصیل کوچرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مشہور اور مضبوط ہے۔
☆ کھیلوں کا منقشی شہر سیالکوٹ ہے۔
☆ پاکستان میں سب سے زیادہ کھیلا جانے والا کھیل کرکٹ ہے۔

☆ کرکٹر محمد یوسف نے 2006ء میں دو عالمی ریکارڈ ٹیسٹ کرکٹ میں سب سے زیادہ رنز اور نو سچریاں بنائی تھیں۔
دن ڈے کرکٹ میں دس ہزار سے زیادہ رنز بنانے والے

کھلاڑی چمن ٹنڈوکر، راہول ڈریوڈ، سارو گنگولی، انضمام الحق، سندھ بے سوریہ ہیں۔

☆ دن ڈے کرکٹ میں تیز ترین سچری بنانے والا کھلاڑی شاہد خان آفریدی ہے۔

☆ دن ڈے اوٹسٹ کرکٹ میں ایک ہزار وئیں لینے والا کھلاڑی مرلی دھرن ہے۔

☆ آکس ہاکی کی ابتدا کینیڈا سے ہوئی۔

☆ اسکوئش کی ابتدا انگلینڈ سے ہوئی۔

☆ ٹیسٹ کرکٹ میں آٹھ ہزار رنز مکمل کرنے والے

پاکستانی کھلاڑی جاوید میاں دادتے۔

عبدالوہید ابرار۔ آواران ٹونڈو

تیل شخصیت کا آئینہ دار

کال پر تیل: نہایت کوری مستقل مزاج شخصیت کی علامت ہے۔ ایسا شخص ہر معاملے میں سمانہ روی کا حامل ہوتا ہے۔
نہایت بڑے بچے کی زیادہ ہوش نیک ہوتی ہے اور بڑے بچے کی محسوس کرتا ہے اور مطمئن رہتا ہے۔

ٹھوڑی پر تیل: کسی بھی جانب کیوں نہ ہو اچھی علامت ہے۔ اس تیل کے حامل لوگ قابل رشک شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ انہیں گھونے پھرنے کا خوب شوق ہوتا ہے، دوسرے لوگوں کی خوبیوں کو اپنانے کا فن انہیں خوب آتا ہے۔
ہوٹوں پر تیل: اس تیل کے حامل لوگ فیاض شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ آسانی سے مقام بناتے ہیں۔
ماٹھے کے درمیان میں تیل: یہ تیل اعزاز منصب اور دولت اور خوشیوں کا باعث ہوتا ہے۔ ایسے لوگ آسانی سے مقام بنا لیتے ہیں۔

ہاتھ پر تیل: بے حد باصلاحیت شخصیت کی پہچان ہے، ایسے شخص کو دولت، عزت، شہرت سب کچھ میسر آتا ہے۔

ناک پر تیل: اس تیل کے حامل لوگ فطرت دوست ہوتے ہیں مگر ان کے مزاج میں سکون بہت ہوتا ہے۔ ایسے لوگ ہر وقت دولت کے چکر میں رہتے ہیں خواہ مشغول کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔

گلائی پر تیل: ایسے لوگ کفایت شعار طبعاً خوش تدبیر اور ایجادات کے ماہر ہوتے ہیں۔

چوہوں پر تیل: ایسے افراد کو سخت محنت کر کے بچپن کی دشواریوں پر عبور حاصل کرنا ہوتا ہے۔

ہازوؤں پر تیل: اس تیل کا مالک شخص سختی خوش مزاج اپنے تعلقات رکھنے والا ہوتا ہے۔ اگر اس کا تیل اس کی کہنی کے نزدیک ہو تو ایسے شخص کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے خاصی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

انتخاب: ظیل احمد ملک۔ شیدائی شریف

آنکھوں ہی آنکھوں میں

خواتین کی آنکھوں سے اُن کی شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

☆ بھوری آنکھوں والی دوشیزائیں بہت ہی مغرور ہوتی ہیں۔

☆ نیلی آنکھوں والی خواتین تنہائی پسند واقع ہوتی ہیں۔

☆ کالی آنکھوں والی صنف نازک حاضر جوابی میں ماہر ہوتی ہیں۔

☆ شرابی آنکھوں والی خواتین کی حس مزاج بہت تیز ہوتی ہے۔

☆ گلابی آنکھوں والی مستورات شاطر ذہن کی مالک ہوتی ہیں۔

☆ عقابی آنکھیں رکھنے والی خواتین کو نت نئے کام انجام دینے اور گھومنے پھرنے کا شوق ہوتا ہے۔

☆ چمکی آنکھوں والی حوا کی بیٹیاں ذہین ہوتی ہیں۔

☆ شرمیلی آنکھوں والی بیٹیاں گھریلو امور میں ماہر ہوتی ہیں۔

☆ رسی آنکھوں والی خواتین کو لگنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔

☆ ٹھیلی آنکھوں والی حسنا میں مختل یک جان ہوتی ہیں۔

☆ کواڑی آنکھوں کی مالک صنف نازک منہ پھٹ ہوتی ہیں۔

☆ دکاری آنکھوں والی خواتین نایاب ہوتی ہیں۔ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتی ہیں۔

☆ مستانی آنکھوں والی میاروں کے دل میں دھڑکن کی جگہ شک وشبہ ہوتا ہے۔

☆ ظیل احمد ملک۔ شیدائی شریف

ماں کیا ہے

☆ ماں نہ ہوتی تو خوشی کے پھول نہیں کھلتے۔

☆ ماں کی قدر وہ جانتا ہے جس کی ماں نہیں ہوتی۔

☆ ماں ایک ایسی خوشبو ہے جس سے سارا جہان مہک جاتا ہے۔

☆ ماں کے بغیر گھر ویران لگتا ہے۔

☆ ماں دنیا کا مقدس ترین رشتہ ہے۔

☆ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

محمد نعیم خان۔ سونا نوالی

آپ مانیں یا نہ مانیں

☆ ناک میں پودا: روانیہ کے ایک چار سالہ بچے کے ناک میں پودا اُگ آیا تھا۔ جب وہ 2003ء میں معمول کے ایک چیک آپ کے لئے ڈاکٹروں کے پاس گیا تو انہوں نے دیکھا کہ اُس کے ناک میں پودا اُگ رہا ہے۔ یہ بچہ ایک پہاڑی گاؤں میں رہتا تھا۔ پودا بزرگ و بار بھی لا رہا تھا۔

☆ اگست 2004ء میں ناروے کیرولینا کے شہر "ڈن" میں زبردست موسلا دھار بارش ہوئی اس بارش سے بجائے لوگ سڑک سے پھیلنے والے بلبلوں کے ذریعے محفوظ ہوئے جو ایک قریبی فیکٹری سے خارج ہونے والے کیمیائی مادے کے ساتھ آمیزش کے نتیجے میں جھاگ کے ساتھ بن رہے تھے۔

☆ ان بڑے بڑے بلبلوں کی وجہ سے ٹریفک جام ہو گئی تھی۔

☆ انگریزی زبان میں کھیرے اور گکڑی دونوں کے لئے ایک ہی لفظ Cucumber استعمال ہے۔ اب تک جو سب سے لمبی گکڑی کاشت کی گئی۔ وہ فورٹ راجھ نیکاس کے ولیم ایچ رینی کے کھیت میں اُگائی گئی تھی جو 4 فٹ 11 انچ لمبی تھی۔

☆ چیک جمہوریہ سے تعلق رکھنے والے زیڈ نیک زہر کانے جون 2004ء میں ایک نئے عالمی ریکارڈ کا دعویٰ کیا تھا یہ ریکارڈ ایک گکڑی کے تابوت میں غذا اور پانی کے بغیر دس دن تک زیر زمین گزارنے سے متعلق تھا۔ دس دن تک قبر میں رہنے کے دوران ان کا وزن 9 کلو گرام کم ہو گیا۔ باہر آ کر انہوں نے بتایا کہ تابوت میں انہوں نے زیادہ تر وقت موکر گزارا تھا۔

☆ سامبریا میں غربت کے ہاتھوں تنگ آ کر والدین نے اپنے تین ماہ کے بچے کو جنگل میں چھوڑ دیا تھا لیکن قدرت کو اُس کی زندگی منظور تھی اُس جنگل میں موجود ایک کتے نے سات سال تک اس بچے کی دیکھ بھال کی اور پرورش کی۔

☆ اگست 2004ء میں اس بچے کو ڈوہنڈ نکالا گیا تو وہ منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکال سکتا تھا۔ وہ کتے کی طرح دونوں ہاتھوں دونوں ٹانگوں کے سہارے چل رہا تھا اور کتے کی طرح بھونک کر احساسات و جذبات کا اظہار کر رہا تھا۔

☆ زرانے کے بارے میں یہ بات تقریباً ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ دنیا کا سب سے طویل القامت جانور ہے، بعض اوقات اس کی اونچائی 18 فٹ سے بھی زیادہ دیکھی گئی ہے لیکن کیا آپ

جانتے ہیں کہ اس کی زبان بھی بہت زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ زرافہ کی زبان ایک فٹ سے بھی زیادہ لمبی ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی زبان سے اپنے کان چاٹ سکتا ہے۔ 16 ویں صدی عیسوی میں ڈنمارک میں جیرنگی کے طور استعمال ہوتی تھی اور پیر کے بدلے کوئی بھی چیز خریدی جاسکتی تھی۔ 1956ء میں ہم جوڈل کی ایک ٹیم جب قطب جنوبی پہنچی تو انہیں وہاں ایک چیز ملی جو ایٹم چیز کا نشان تھا جسے کیپٹن اسکاٹ اور ان کی ٹیم 1912ء میں وہاں چھوڑ کر واپس آ گئی تھی۔ یہ پیر 40 سال سے زیادہ عرصے کیپٹن میں محفوظ کی گئی تھی۔ یہ پیر اس وقت بھی کھانے کے قابل تھی۔

خلیل احمد ملک - شیدائی شریف

اقوال زریں

- کھانے کی ابتدا تمک سے کرو، اس سے ستر بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔
- کمزور پر حملہ کرنا بزدلی کی علامت ہے۔
- پھولوں کی دوتی سے پہلے کانٹوں سے دوتی کرو۔
- اس چیز کے لئے آنسو مت بہاؤ جو تمہارے لئے ہی نہ ہو۔
- غم کو زندگی میں شامل نہ کرو کیونکہ وہ ایک عارضی چیز ہے۔
- ایک لمحہ بھر کی خوشی کے لئے دوسروں کی خوشیاں مت چھینو۔
- اگر دکھوں کا سمندر عبور کرنا چاہتے ہو تو آنسوؤں کو جذب کرنے کا حوصلہ پیدا کرو۔
- وہ شخص غریب ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔

محمد ضمیر خان - مونا نوالی

اقوال زریں حضرت حسن بصریؒ

- خالی پیٹ شیطان کا قید خانہ اور بھرا پیٹ اس کا کھانا ہے۔ اگر خدا سے ڈرتا ہے تو اس کی تعریفات میں کلام مت کر۔
- کہتے ہیں دس ایسی عمدہ خصلتیں ہیں کہ وہ ہر مومن کو اختیار کرنی چاہئیں۔ (1) وہ جو کا رہتا ہے یہ آداب صالحین سے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتا ہے، یہ علامت صابریں کی ہے۔ (2) اس کا مکان نہیں ہوتا یہ علامت متوکلین سے ہے۔ (3) وہ رات کو کم سوتا ہے یہ صفات شب بیداروں اور علامات محسنین ہے۔ (4) جب مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا یہ صفات زاہدین کی ہے۔ (5) یہ اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا گویا

وہ اس پر جفا کرے اور اس کو مارے یہ علامت مریدین صادقین ہے۔ (6) یہ ادنیٰ جگہ پر راضی ہو جاتا ہے، یہ علامت متواضعین ہے۔ (7) اس کی جائے رہائش پر کوئی غالب ہو جاتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتا ہے اور دوسری جگہ چلا جاتا ہے، یہ نشانی راضین کی ہے۔ (8) اس کو ماریں اور پھر گڑا ڈالیں تو فوراً آ جاتا ہے مار کا کینہ نہیں رکھتا یہ علامت خاشعین سے ہے۔ (9) کھانا سامنے رکھا ہوا دیکھتا ہے تو دور بیٹھا ہوتا ہے یہ علامت مساکین سے ہے۔ (10) کسی مکان سے کوچ کر جاتا ہے تو پھر اس کی طرف التفات نہیں کرتا، یہ علامت عزیزین سے ہے۔

اسے عزیز قناعت کا سبق کہنے سے حاصل کرتوئے اکثر دیکھا ہو گا کہ شکاری کتوں کو جب گلی کوچوں کے کتے دیکھتے ہیں تو ان پر بھونکتے ہیں اور کہتے ہیں اے مسکینو! جب تم نے عمدہ عمدہ اور لذت کھانوں کی طرف رغبت کی تو تم زنجیروں کے ساتھ قید ہو گئے اگر تم بھی گری پڑی اور روکی سو گئی چیزوں پر قناعت کرتے تو ہماری طرح کھلے اور آزاد زندگی بسر کرتے۔ محمد عمران بٹ - ڈھوک ڈل

معلومات قرآن پاک

- قرآن پاک میں 700 سے زائد بار نماز کی تلقین کی گئی۔
- سورۃ یٰسین کو قرآن پاک کا دل کہا جاتا ہے۔
- قرآن پاک میں 6666 آیات ہیں۔
- سورۃ رحمن کو قرآن پاک کی دہن کہا جاتا ہے۔
- قرآن پاک میں کل چودہ جمدے ہیں
- قرآن پاک مضان المبارک میں:
- قرآن پاک مضان المبارک میں:
- قرآن پاک میں کل تیس پارے ہیں
- قرآن پاک کی سب سے لمبی سورۃ:
- سورۃ توبہ ایک ایسی سورۃ ہے جس سے پہلے
- پڑھی جاتی۔ قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورۃ کثر ہے۔
- قرآن پاک میں کل سات منزلیں ہیں۔
- قرآن پاک میں کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔
- قرآن مجید واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔

مدرسہ سعیدہ اداس - مازی

گلاب کی تاریخ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک سے لہو کے قطرے زمین پر گرنے لگے تو اللہ کو یہ گزارش ہوا کہ اس کے حبیب کا خون زمین پر گرے تو اللہ تعالیٰ نے امد کے میدان میں فوراً ایک گلاب کا پودا اگا دیا خون زمین پر گرنے کے بجائے گلاب پر گرا جس سے گلاب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کی خوشبو آ گئی۔ یوں گلاب کا پھول وجود میں آیا۔

☆..... (محمد نعمان - ہرنس پورہ، لاہور)

دولت

لمیر کالونی کراچی شاہراہ لیاقت مارکیٹ نزد جناح سکوئر پر واقع منڈا اور ہاؤس میں محمد عارف حسین صدیقی نے اپنے چچا محمد گوہر علی صدیقی سے کہا۔ چچا جان! آپ آٹھ تیس ہزار لیں۔ گوہر چچا (حیرت سے) کیوں جی، کیا بات ہے؟ محمد عارف حسین صدیقی۔ چچا گوہر! ای کتنی ہیں جب تمہارے چچا محمد گوہر علی صدیقی کی آنکھیں بند ہو جائیں تو نہیں بہت ساری دولت حاصل ہونے کی۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واحد عینی - کراچی

نمک

علی کراٹہ مسلم یونیورسٹی کی میسر روڈ پر واقع جگہوں میں رہائش پذیر تین پروفیسر سید زاہد حسین نقوی، سید ساجد حسین نقوی اور پروفیسر سید زاہد حسین نقوی راج گھاٹ نورامیر پر گئے ہوئے تھے تینوں مل کر کھانا پکا رہے تھے کہ نمک کم پڑ گیا۔ تینوں پروفیسر ان پڑھے کے بازار سے نمک کون لائے گا۔ پروفیسر سید زاہد حسین نقوی نے کہا کہ جو سب سے پہلے بولے گا وہی نمک لائے گا۔ تینوں خاموش ہو گئے۔ کئی دن گزار گئے لوگ سمجھے کہ شاید مر گئے کھن پھانے کے بعد لوگ ان کو ڈھار رہے تھے کہ پروفیسر سید زاہد حسین نقوی بول اٹھا۔ میں زعمہ ہوں۔ ہائی دو پروفیسر سید زاہد حسین نقوی اور پروفیسر ساجد حسین نقوی بھی فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور پروفیسر سید زاہد حسین نقوی سے بولے۔ جانتک لا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واحد عینی - کراچی

لطائف

- چری قبرستان میں چری بی رہا تھا۔ پولیس: کیا کر رہے ہو؟ چری: ابو کے لئے دعا۔ پولیس: یہ تو بچے کی قبر ہے۔ چری: ابو بچپن میں ہی مر گیا تھا۔
- ایک بوڑھی عورت میک اپ کر رہی تھی جس پر اس کے شوہر نے کہا۔ دیکھ! اس عمر میں تجھے لوگ دیکھے گا؟ بوڑھی عورت شرما کے بولی: کوئی دیکھے نہ دیکھے! شوہر تو ضرور دیکھے گا۔
- سوئی عورت نے چور پکڑا اور اس کے اوپر بیٹھ گئی، نوکر سے: جا پولیس کو بلا لا۔ نوکر: میری چٹل کھو گئی ہے۔ چور چلایا۔ بھائی میری پکتن لے رہا جلدی جا۔

☆..... فرحت ساجن - ضلع خوشاب

پانچ وقت کی نماز سے اللہ پاک کے پانچ وعدے

- (1) رزق کی جلی دور کر دوں گا۔ (2) قبر کا عذاب نال دوں گا۔
- (3) اعمال نامہ سیدھے ساتھ میں دوں گا۔ (4) ہلے مراٹے بجلی کی رفتار سے گزار دوں گا۔ (5) جنت میں بغیر حساب کے داخل کر دوں گا۔ سبحان اللہ!

☆..... فرحت ساجن - ضلع خوشاب

پڑھئے اور سوچئے سمجھئے!

- دوست: کئی دوست کو فضول مت سمجھو کیونکہ جو درخت پھل نہیں دیتے وہ سایہ ضرور دیتے ہیں۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
- تھوک: اے لوگو! تم کس دنیا پر غر کرتے ہو جس کا بہترین مشروب کھس کا تھوک (شہد) ہے اور بہترین پیرا کیڑے کھس کا تھوک (ریشم) ہے۔

☆..... محمد شہباز امول - جڑانوالہ

درستی نماز

- اکثر غلطیاں جو نماز میں ہم سے ہو جاتی ہیں:
- (1) جلدی جلدی نماز پڑھنا۔
- (2) پاؤں اور انگلیاں قبل از رخ نہ ہونا۔
- (3) نیچے سر نماز پڑھنا۔
- (4) امام سے پہلے کسی رکن کو ادا کرنا۔
- (5) نگاہیں ادھر ادھر گھمانا۔

اجزاء: بونیاں کم چٹائی والی ایک کلو، چنے کی دال آدھا کلو، پیاز آدھا کلو، ہر سالہ حسب پسند، لیوس دو عدد، لہسن ثابت دو چوٹی، اورک چار انچ کا ٹکڑا، سویا ساس دو کھانے کے چمچے، ثابت مریج لال نیل عدد گرم سالہ پاؤڈر چار چائے کے کچھ، زیرہ پاؤڈر دو کھانے کے کچھ، نمک حسب ضرورت۔

ترکیب: بونیاں دھو کر اس میں دال، لہسن، ثابت مریج پاؤڈر بھر پیاز اور پانی ملا کر دھیمی آگ پر تقریباً دو گھنٹے تک گلنے کے لئے رکھ دیں جب بونیاں اور دال ملو ہو جائے تو نمک شامل کر کے پانی خشک کر لیں۔ سارا تیار آمیزہ سل پراریک پیس لیں۔ بقیہ پیاز کو کدو کھس کر کے چٹلی میں دھو کر ہاتھ سے دبا کر اس کا تمام پانی نکال لیں اور اس میں ہر سالہ اورک باریک کاٹ کر ڈال دیں۔ پھر اس سالے کو پے ہوئے آمیزہ میں ہاتھ سے اچھی طرح مکس کر لیں اور کباب کی شکل دے کر دو گھنٹے سے لئے فریج میں رکھ دیں۔ بوقت ضرورت چین میں تھوڑا سا تیل ڈال کر اور آٹھ لگا کے فرائی کر لیں۔

بجئے سرے پائے

اجزاء: بکرے کے پلے چار عدد، سری ایک عدد، تیل آدھا پاؤں، زیرہ، خشک دھنیا دو چائے کے کچھ، کچھ، خشک، حل اور کھوپڑا دو دو چائے کے کچھ، لال مریج پاؤڈر ایک چائے کا کچھ، پسا ہوا لہسن، اورک تین چائے کے کچھ، ہری مریج چھ عدد، ہرا دھنیا پودے آدھی آدھی گڈی، پیاز ایک پاؤ، دھنیا ایک پاؤ۔

ترکیب: پائے اور سری اچھی طرح صاف کر دو اور دھو لیں۔ تمام خشک سالوں کو پانی میں ملا لیں۔ تیلی چرے پر رکھ کر پے ہوئے سالے ڈال کر آگ تیز کر دیں۔ چھ منٹ بعد پانی شامل کر کے پکے دیں۔ پھر دھنیا ڈال کر چھ منٹ بعد سری پائے ڈال کر تکثیر چلائیں۔ گل جائیں تو تیل میں پیاز ڈال کر گولڈن فرائی کر لیں۔ سری پائے کو پیاز میں شامل کر کے خوب بھونیں، جب سالہ تیل چھوڑ دے تو ہر سالہ کاٹ کر ڈال دیں۔ مزید چھ منٹ دم پر رکھنے کے بعد اتار لیں۔ مزے دار سری پائے تھوڑی روٹی کے ساتھ گرم گرم سرو کر لیں۔

شامیر بریانی

اجزاء: بٹی والا گوشت ایک کلو، ہاسی چاول ایک کلو، پیاز ایک پاؤ، ٹماٹر ایک پاؤ، دھنیا ایک پاؤ، پودینہ ایک گڈی، لیوس دو عدد، ہر مریج چھ عدد، آلو بخارا سے چھ عدد گرم سالہ پاؤڈر ایک چائے کا

کچھ، لال مریج پاؤڈر ایک کھانے کا کچھ، چھوٹی الائچی بارہ عدد، جانگل جادری آدھا چائے کا کچھ، زیرہ دو کھانے کے کچھ، ثابت گرم سالہ ایک کھانے کا کچھ، کیوہ، نوڈل حسب ضرورت، مکمل ایک پاؤ، بریانی پھول چند عدد۔

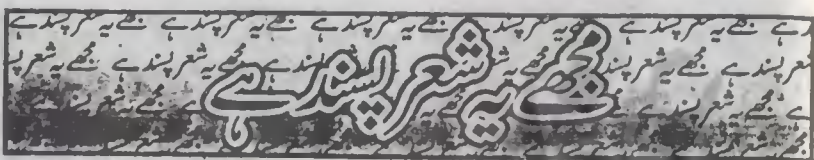
نخنی کے لئے: پیاز ایک پاؤ، لہسن دو چوٹی، اورک تین انچ کا ٹکڑا، ثابت دھنیا دو کھانے کے کچھ، سوف دو کھانے کے کچھ، نمک حسب ذائقہ، انجیر سو تو آدھا چائے کا کچھ۔

دھواں قیہ

اجزاء: ہاتھ کا قیہ آدھا کلو، دھنیا ایک پاؤ، ٹماٹر پیوری دو پائے کے کچھ، پسا ہوا دھنیا آدھا چائے کا کچھ، ہڈی آدھا چائے کا کچھ، جانگل جادری ایک چٹکی، ہسی کالی مریج دو کھانے کے کچھ، نمک حسب ذائقہ، لہسن، اورک کا بیٹ تین چائے کے کچھ، ہسی ہوئی لال مریج آدھا کھانے کا کچھ، تیل ایک پیالہ کھٹے چند عدد بھاپ دینے کے لئے، ہرا دھنیا ہری مریج (باریک کاٹ لیں)، اورک کی ہوائیاں حسب ضرورت۔

ترکیب: سب سے پہلے تیل گرم کر کے اس میں اورک، لہسن کا بیٹ ڈال کر ہلکا بھون لیں، پھر قیہ شامل کر دیں اور دو منٹ چھ چلائی راقیں، پھر دھنیا پیوری اور باقی تمام سالہ ڈال دیں، صرف ہر سالہ رہے دیں۔ کچے کو تیز پابندہ منٹ مزید بھونیں۔ پھر تیلی کے درمیان میں چھوٹی سی تیلی کی کٹوری رکھ کر اس میں اچھی طرح سے دھکا ہوا گوشت رکھ کر اوپر ایک چمچ تیل ڈال دیں اور فوراً دھک دیں کہ بھاپ باہر نہ آ سکے میں سے بھجیں منٹ کے لئے درمیان آگ پر پکے دیں اور تیلے میں اچھی طرح چھ چلائیں، چپاٹیوں کے ساتھ سرو کر لیں۔

سبز منہ حیدر۔ لاہور



کچھ اس لئے بھی اس سے بچھڑ گیا حسن
کہ وہ دور دور سے دیکھے ٹھہر ٹھہر کے مجھے
یہ بے نیازی کا عالم بھی دیدنی ہے کہ ہم حسن
اسی کا شہر تھا اور اس کو دیکھنے نہ گئے
..... انیل غزل۔ حافظ آباد
ہم آد بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا
..... طیب کنول۔ لاہور
اغلام کے امرت کی تاثیر ہے اٹنی
ہم جس کو چلاتے ہیں وہ زہر اٹھا ہے
..... جنید اقبال۔ ایک
اب اس کی نظر میں میری محبت کا کیا ہو معیار عامر
ہم تو اجڑے ہیں فقط اسے بسانے کے لئے
..... عامر عباس۔ پورٹ ٹریف، بھکوال
خود ہی کیا سوار ہمیں پیار کی کشتی پر
اب نظریں نہ چڑاؤ ہمیں ڈوبتا دیکھ کر
..... شاہد ناز۔ گوجرہ
دل میں خدا کا ہونا لازمی ہے سافر
یونہی سجدوں میں پڑے رہنے سے جنت نہیں ملتی
..... حماد ظفر ہادی۔ گوجرہ
اپنی یادوں کے اجالے ہمارے ساتھ رہنے دو
نجانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے
..... فرحان۔ حافظ آباد
یہ ساتھ بھی محبت میں ہار۔ ہار گزرا فیصل
کہ اتنے حال جو پوچھا تو آکھ بھر آئی
..... فیصل شہزاد۔ فتح بنگ
تیری وفا کی باتیں بہت سنی ہیں درخشاں
مر جاؤں تو کفن بھی آ کر دیکھ لینا
..... عیدان خان۔ ڈی آئی خان
مشکل ہے آبرو۔ دل پیوری کرنا دوست

بس دعا ہے تو میرا نصیب بن جائے
..... محمد انیس۔ گوجر خان
بچھڑے ہوئے لوگوں کی ہر بات رلا دیتی ہے
ہم کو تو ہر بیٹے والی شام رلا دیتی ہے
ویسے تو ہم دل کے بوسے مضبوط ہیں
بس کبھی کبھی تمہاری یاد رلا دیتی ہے
..... حسن رضا۔ رکن
کون دیتا ہے مریج کا ساتھ سافر
لوگ جنازے میں بھی کندھے بدلے ہیں
..... حماد انیل عالم۔ گوجرہ
مجھے چھوڑنے کا فیصلہ تو ہر روز کرتا ہے وہ فیصلہ اسد
لیکن اس کا بس نہیں چٹا صبر وفا کے سامنے
..... اسد شہزاد۔ گوجرہ
ہم روح سفر ہیں ہمیں ناموں سے نہ پہچان
کل اور کسی نام سے آجائیں گے ہم
..... فیصل شہزاد۔ فتح بنگ
غرض ہو تو چلے آتے ہیں اپنوں کی طرح
جی بھر جائے تو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے
..... رحمان بک ڈوب۔ بھکوال
دکھ پا کے مر گیا کوئی سکھ پا کے مر گیا
زندہ رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا
..... فرید علی نمی۔ بیت پور
خوشبو کیوں نہ ہو گی میری باتوں میں فراز
میں نے ایک عمر گزار دی ہے پھول بنے دستوں کے ساتھ
..... محمد عمر کوئی روتہ
ایک بار دل دے کر تو دیکھو اے جان تمنا ہم کو
ہم دے کر گزارنا لہنی جان وفا کی قیمت چکا دیں گے
..... محمد ارسلان احمد کھیشانی۔ ڈھوک مراد
نہ گم ساتھ دیتا ہے نہ کاغذ کام دیتا ہے شانی کو
گرتا ہے جو بھی آنسو تیری یاد میں وہ تیرا ہی نام لیتا ہے
..... محمد ارسلان احمد کھیشانی۔ ڈھوک مراد

جب دن کے سائے ڈھلے ہیں، جب شام بے چاری آتی ہے
میرا دل چپکے چپکے روتا ہے جب یاد تھماری آتی ہے
محمد ارسلان احمد کی شانی - ڈھوک مراد
نہ دو کسی کو اپنی زندگی کا اتنا حق وہی
کہ باقی کچھ نہ رہے اس کے روٹھ جانے سے
محمد عمر کوٹلی رند
ہم تو وہ انا پرست ہیں جو بار کے بھی کہتے ہیں ہادی
وہ منزل ہی کم بخت تھی جو ہمیں نہ پاسکی
حماد ایڈیٹر - گوجرہ
ہمیں تو اپنوں نے ماہر غیروں میں کیا دم تھا
ہماری کشتی وہاں ڈوبی جہاں پانی بھی کم تھا
عمر علی - مین ایجٹ آباد
وہ کہیں جان نہ لے ریت کا ٹیلہ ہوں میں
میرے کانٹوں پہ ہے تعمیرات اس کی
محمد اسحاق احمد - مین ایجٹ آباد
مسکراتے ہوئے چروں کو غموں سے آزاد نہ سمجھو اس کا
ہزاروں غم پیچھے ہوتے ہیں کسی کی ہلکی مسکراہٹ میں
انعام علی - چنڈ
ہم نے خود میں تم کو پرویا ہے اک تیغ کی طرح انعام
اگر ہم ٹوٹے تو بکھر تم بھی جاؤ گے
انعام علی - چنڈ
برسوں بعد بھی اس کی عادت نہ بدلی ضد کی حسرت
کاش میں دوست نہیں اس کی عادت ہوتا
عطا اللہ شاہ - جڑانوالہ
میں نے عشق کے سمندر میں جب غوطہ لگایا
پانی بہت ٹھنڈا تھا این باہر کل آیا
بد نصیب خورشید احمد - شیر پور خاں
گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ قتل کیا کرے گا جو ٹھنوں کے بل چلے
حیدر علی - چنڈ
شہیدوں کے لبو سے جوزین سیراب ہوتی ہے
بوی زرخیز ہوتی ہے بہت شاداب ہوتی ہے
حیدر علی - چنڈ
نیندیں میری چرا کے اور مسکرانے والے
دیا کرد کے تم بھی مجھ کو دلانے والے
محمد عزیز - گوجرہ

روندو نہ میری قبر کو اس میں دلی ہیں صرے
رکنا قدم سنبھال کر دیکھو چل نہ جائے دل
عاشق نامراد کی قبر پہ تھا لکھا ہوا
جس کو بھی ہوزدگی عزیز وہ نہ کہیں لگائے دل
محمد عزیز - گوجرہ
غضب کیا تیری یاد نے آستیا مجھے نواز
میرے وہ مجھ سے بھی قصا ہوئے جو ادا کئے نماز میں
محمد عزیز - گوجرہ
اک باز جسے اپنی نگاہوں سے گرا دیں
اس شخص کو پھر دل میں بنایا نہیں کرتے
تھکیل محبت کا ہے پھر سوچ لو رانی
تھکو دیتے ہیں سب کچھ یہاں پایا نہیں کرتے
رانی خان - پشاور
حالات ہی ایسے ہیں کہ اب یاد ہی تیری
پہلے تو رلا دیتی تھی اب کچھ نہیں ہوتا
محنت پہ یقین رکھ کر اس بات کو مت بھول
پہنچو گا نہ جب تک مرا رب کچھ نہیں ہوتا
رانی خان - پشاور
اللہ نے مانگتے والے کبھی مایوس نہیں ہوتے
بندوں سے مانگتے والے کبھی سیر نہیں ہوتے
محسن علی - راولپنڈی
نہیں وہ شخص مقدر میں پھر بھی اسے مانگتے ہیں غالب
بڑا پر لطف سا لگتا ہے مقدر کو سزا دینا
دارت آصف خان نیازی - واں بھجرائ
طبیعوں سے کیا پوچھوں علاج درد دل کا حسن
مرض جب زندگی ہو تو دوا پھر کیسی
دارت آصف خان نیازی - واں بھجرائ
جس شخص نے آنکھوں سے میری نیندیں اڑا دی ہادی
آرام سے سویا تو کبھی وہ بھی نہ ہو گا
مبشر علی - گوندل - گوجرہ
کتنے حسین لوگ تھے جو مل کے ایک بار ہادی
آنکھوں میں جذب ہو گئے دل میں سا مجھے
عاشق مراد ملک - گوجرہ
آنکھیں ہی میاں کرتی ہیں سب دل کے چبے راز ہادی
کیوں یقین تھے میری نگاہوں آتا نہیں
مبشر علی - گوندل - گوجرہ

روز ہوتا ہے مجھے انتظار بڑی شدت سے شام کا ہادی
ک شخص نے وعدہ کیا تھا ملنے کا شام کے بعد
حماد ظفر زادی - گوجرہ
وہ تو تم سے محبت ہو گئی ورنہ ہادی
ہم وہ خود سر ہیں جنہیں اپنی بھی تمنا نہیں
وقاس اکرم - گوجرہ
سانوں کے سلسلے کو دو زندگی کا نام ہادی
چنے کے باوجود بھی کچھ لوگ مر جاتے ہیں
حماد ایڈیٹر - گوجرہ
چٹ اگر لگ جائے تو کیا ہوتی ہے دل کی حالت حماد
بک آئینے کو پتھر پر گرا کر تو دیکھو
احسن ریاض - قادر آباد
ہرے دوستوں کی پہچان اتنی مشکل نہیں ہے فراز
کھانا بھول جاتے ہیں مجھے ہوٹل میں دیکھ کر
رابعہ رحمت - حوتقال
آج ٹوٹ کر اس کی یاد آئی تو احساس ہوا ساگر
موبائل فون مانگ کر جو بھاگ جائیں وہ بھلائے نہیں جاتے
رابعہ رحمت - حوتقال
کیوں روتے ہو اس کی یاد میں عامر
آنسوؤں سے تقدیر بدلتی تو آج وہ میرا ہوتا
حماد ایڈیٹر - گوجرہ
ابھی جتو میں ہوں اس کی تو اسے احساس نہیں ہے حماد
وہ رو کے پکارے گا ذرا ہمیں مر تو جانے دو
مبشر ایڈیٹر - گوجرہ
جو مجھے مرضی ہو کہتا مسافر
گر یہ مت کہتا جاؤ مجھے تم سے پیار نہیں
حماد ایڈیٹر - گوجرہ
صرف اتنا اسے بتا دینا، مجھے آتا نہیں بھلا دینا
میری باتیں صرف باتیں ہیں، یاد آئیں کبھی تو مسکرا دینا
حماد ایڈیٹر - گوجرہ
یہ جدائی بھی محبت کا امتحان لیتی ہے اکثر
کوئی بستا ہے اپنی دقاؤں پر کوئی روتا ہے اپنی اداؤں پر
عاشق مراد - گوجرہ
میں بھول کی حفاظت میں عمر بھر کرتا رہا فراز
جب خوشبو کے قاتل ہوا تو غیروں نے توڑ لیا
نامعلوم

عاشق کا یہ مطلب نہیں ہرگز پیار کرنا
کچھ دیوانے مایوس پسند بھی ہوتے ہیں
نامعلوم
اس میں قسمت کی خطا ہے نہ زمانے کا قصور
غم تو انسان کے چہنے کی سزا ہوتے ہیں
فیصل شہزاد - فتح جنگ
وہ بھولا ہے نہ دل میں اترتا ہے مجھے
بیش مار محبت کی مارتا ہے مجھے
فیصل شہزاد - فتح جنگ
جو چل سکو تو کوئی ایسی چال چل جانا
مجھے گماں بھی نہ ہو اور تم بدل جانا
فیصل شہزاد - فتح جنگ
ہوتا ہے میرے دل کا ہر روپ انوکھا
آتی ہے تیری یاد بڑے بھیس بدل کر
سائول شہزاد - گوجرہ
مجھے چھوڑنے کا فیصلہ تو ہر روز کرتا وہ شخص اسد
لیکن اس کا بس نہیں چٹا میری دقا کے سامنے
اسد ایڈیٹر - وادف - گوجرہ
کبھی ہمت تو کبھی حوصلہ سے ہار گئے
ہم بد نصیب تھے جو ہر کسی سے ہار گئے
جب کھیل کے میدان میں رہ دنیا اسد
ہم بیت چکے تھے اس ہار گئے
اسد شہزاد - گوجرہ
وہ اس دن سے میرے لگ پیچھے لگ گیا ٹوکا لے کر
جس دن سے کہا دل چر کے دیکھ تیرا نام ہو گا
رضوان علی - گوجرہ
آج کی شام بھی قیامت کی طرح گزری ساحل
نجانے کیا بات تھی کہ ہر بات پہ بس تم یاد آئے
رکس مدام حسین ساحل - شی خان بیلہ
اکیلا رات بھر توتا رہا مریض شام عمر ماکاں ساحل
نہ تم آئے نہ نیند آئی نہ چمن آیا اور نہ موت آئی
رکس مدام حسین ساحل - شی خان بیلہ
تجلی غم نہ چھلک جائے میری آنکھوں سے کہیں
مسکراتا ہوں یہی راز چھپانے کے لئے
اسد ایڈیٹر - رضوان - گوجرہ

جن کی فطرت میں ہو ڈنسا وہ ڈنسا کرتے ہیں
 ① شعیب شیرازی۔ جو ہر آباد
 اے اب ہستی کے رہنے والے آج دیکھو نہ موڑ کے
 ہم پر دیکھی جا رہے ہیں ہستی تیری چھوڑ کے
 ② عصمت اینڈ شہر۔ چک شالی
 حادث سے الجھ کر سکرانا میری حادث ہے
 مجھے ناکامیوں کے بوجھ سے دبنا نہیں آتا
 ③ محمد عیسیٰ مظہر نئی۔ عینکیاں
 دے کر زخم وہ مرہم رکھتا تھا
 بن رہا تھا یا واقعی وہ تاراج تھا
 ④ فطین ساجد
 تیری شراب کا نشہ تو صرف اک رات تک ہے ساقی
 تو بھی مدھوش ہو جائے اگر دیکھ لے میرے پار کی آنکھیں
 ⑤ عطا اللہ شاہ۔ اڈا جسوا نہ بنگلہ
 انگ بن کے میری چشم تر میں رہتا ہے
 عجب شخص ہے۔ پانی کے گھر میں رہتا ہے
 ⑥ قمر اعجاز کوئٹہ۔ گوجرہ
 نہ پوچھو نہ سے کوئی بات کہ خوشی اک سوال بن کر رہ گئی ہے
 درد اسے ہیں سینے میں کہ کسی اک خیال بن کر رہ گئی ہے
 ⑦ بہادر عاربابی۔ گھوگی
 تجھے دھاتی میں دھوکہ تو میں بھی دے سکے ہوں
 گھر میں انسان ہوں رویش صفت کا میری ذات میں بے وفا نہیں
 ⑧ انعام علی۔ جند
 بھجوں میں جینے والے خوش نصیب ہیں
 مانا کہ ہم ان سے دور ہیں لیکن پھر بھی بہت قریب ہیں
 ⑨ اعجاز سائل۔ کوٹ رادواشن
 ڈانے تو یہ کہا کہ مجھے محبت نہیں ملی چاہت
 کہ کو تو یہ بھی کہنے کی فرصت نہیں ملی
 ⑩ رائے عیسوی چاہت۔ اڈا جسوا نہ بنگلہ
 ہم کو مٹا سکے۔ یہ زمانے میں دم نہیں
 م سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں
 ⑪ محمد انان۔ رکن ٹی
 تم زمانے میں بدنام امن لئے ہیں کامی
 کہ ہمیں لوگوں کی طرح بدل جانا نہیں آتا
 ⑫ عہادت علی۔ ڈی آئی نان
 اے کو کہ میری تقدیر سے کیلتا چھوڑ دے

اب بھی سانسوں میں مہکتا ہے وہ آج کل جاؤں
 ① محمد اسحاق نجم۔ نکل پور
 تجھ سے بچھڑ کر جیتا آسان تو نہیں ہے لیکن
 اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو مٹاؤں کیسے
 ② شاہد نواز۔ گوجرہ
 ایسا کیا لکھوں کہ تیرے دل کو تسکین پہنچے دوست
 کیا یہی کافی نہیں میری دعاؤں میں تم ہو
 ③ A.H.C. - Seet Pur
 کوئی نہیں آئے گا تیرے سوا میری زندگی میں
 اک موت ہی ہے اب جس کا ہم وعدہ نہیں کرتے
 ④ حیدر سیف۔ ڈگری
 دل میں سب کا ارمان نہیں ہوتا
 ہر کوئی دل کا مہمان نہیں ہوتا
 پھر جو اک بار دل میں سا جائے ہادی
 اُس کو بھلا کر جیتا آسان نہیں ہوتا
 ⑤ حماد مظہر بادی۔ گوجرہ
 ان شام کی ادا سبوں سے پوچھ ہمارے دل کی حالت حاصل
 جب یاد تپہاری آتی ہے تو اندھیرے اور بھی گہرے ہو جاتے ہیں
 ⑥ محمد عیسیٰ مظہر نئی۔ کراچی
 کاش اس کے دل میں ہمارے لئے کوئی جگہ ہوتی دوست
 تو آج ہم پردوں کی طرح بے گھر نہ ہوتے
 ⑦ فرحت ناہن۔ خوشاب
 منت کیوں مانگتے ہو دیوں کے دربار سے انعام
 وہ کون سا کام ہے جو ہوتا نہیں تیرے پروردگار سے
 ⑧ انعام علی۔ جند
 سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
 لیا جائے گا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا
 ⑨ خضر حیات۔ ردوہ نخل
 کے سے شروع نام میرا، ایس سے شروع نام تیرا
 اے میری جان صابر تجھ کو سلام میرا
 ⑩ خضر حیات۔ ردوہ نخل
 اس نے طے کی بھی عجیب شرط رکھ چھوڑی ہے احسان
 مل کے آنا تھا سوکے پتوں پر مگر کوئی آہٹ نہ ہوئی
 ⑪ احسان عمر۔ میانوالی
 ہزاروں نگاہیں میرے دل پر وار کرتی ہیں
 زخمی کر جاتی ہیں پر نگاہیں میرے نئے دل کو

☆ جیند سیف - ڈگری
☆ میری یادوں کی ابتدا ہی تم سے ہوتی ہے
☆ پھر بھی کہتے ہو مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا
☆ احسان - میرا نوالہ
☆ جب دل دھڑکتا ہے تو ڈر سا لگتا ہے ہادی
☆ کہ کوئی دل کی دھڑکن سے تمہارا نام نہ سن لے
☆ عارضہ شہزادہ - گوجرہ
☆ جناب سے رہتے ہیں تیری یاد میں اکثر
☆ شب بھر سو پاتے نہیں تیری یاد میں اکثر
☆ بے درد زمانے کا بہانہ بنا کے ہادی
☆ ساری رات روتے ہیں خیم تیری یاد میں اکثر
☆ بشر علی گوندل - گوجرہ
☆ جو گہری نیند سوتے ہیں وہ محبت کر نہیں سکتے ہادی
☆ سکون اتنا کہاں ہوتا ہے محبت کرنے والوں کو
☆ حارادینڈ عار - گوجرہ
☆ نہ جانے کیا کہہ دیا لہروں سے ڈوبنے والے نے
☆ کہ آ آ کر ٹکرا رہی ہیں ساحل سے
☆ پروفیسر ڈاکٹر واجد گیلوی - کراچی
☆ پینے دے مانی ابھی رات باقی ہے
☆ میرے حصے کی ابھی شراب باقی ہے
☆ جانا ہے سب کچھ بھلا کر تجھے
☆ بیٹانے میں رہنے دے، ابھی دل میں کسی کی یاد باقی ہے
☆ میاں محمد عرف - دہلی - گاؤں نوشہرہ
☆ توڑی دی تیج اس خیال سے انعام
☆ کیا مگن گن کے نام ہے اس کا جو بے حساب دیتا ہے
☆ انعام علی - جند
☆ بدنام ہوئے ہر شہر میں جس کی وجہ سے انعام
☆ اس شخص کو ہم نے کبھی جی بھر کے دیکھا بھی نہیں
☆ انعام علی - جند
☆ بالوؤں کے درمیان کچھ ایسی سازش ہوئی
☆ میرا منی کا گھر تھا وہیں بارش ہوئی
☆ شاہد نواز اینڈ احسان علی
☆ ایک یہ بھی حادثہ ہے میری زندگی کے ساتھ
☆ میں ہوں کسی کے ساتھ، میرا دل کسی کے ساتھ
☆ شاہد نواز اینڈ احسان علی
☆ من کے مندر میں تیری پوجا کروں

☆ تو مجھے دیکھ نہ سکے میں تجھے دیکھنا کروں
☆ شجر جب بھی لگا جب زمین کو لپکھ لیا
☆ ہر اک منی کی فطرت میں وفاداری پہنچا ہوتی
☆ فرید علی شہید
☆ صبح ہوئی تو وہ مجھ سے لڑنے آئے شخص
☆ کہ تم ہوتے کون ہو میرے خوابوں میں آنے والے
☆ فرید علی شہید
☆ شہر بھر میں ایک ہی دشمن نظر آیا مجھے
☆ وہ ستم گر بھی مرا صدیوں پرانا
☆ نامعلوم
☆ تنگ آ چکے ہیں زندگی کی کشمکش سے ہم
☆ ٹکرا نہ دیں جہاں کو کھینک بے دلی سے ہم
☆ رحمن ارشد - منی خان بیلہ
☆ ہاتھ کی لکیروں پر اشارہ کر لیا
☆ بھروسہ ہو تو جدوں کو پار کر لیا
☆ کھونا پانا تو نصیبوں کا کھیل ہے
☆ بس دل سے جو پیار دے اس سے پیار کرن لیا
☆ A.H.G. - Seet pur
☆ زندگی نے بھی آج مجھ سے یہ کہہ ڈالا باقی
☆ کہ کہاں گیا وہ شخص جو تجھے مجھ سے بھی زیادہ عزیز تھا
☆ عارضہ شہزادہ - گوجرہ
☆ جس کو بھی دیکھا محبت میں روتے ہوئے دیکھا ہادی
☆ یہ محبت تو مجھے کسی نصیر کی بددعا لگتی ہے
☆ بشر علی شہزادہ - گوجرہ
☆ شہر والوں کا کہاں یاد ہے کہ وہ خواب فروش
☆ پھرتا رہتا تھا جو گلیوں میں غبارے لے کر
☆ نقد جاں صرف ہوا کلفت ہستی میں فرار
☆ اب جو زندہ ہیں تو کچھ سانس ادھار لے لو
☆ ایلا نزل
☆ مرجھا چکے ہیں پھول تیری یاد کے
☆ محسوس ہو رہی ہے عجیب تازگی مجھے
☆ دیکھا خلوص موت کا تو یاد آ گیا
☆ کتنے فریب دیتی رہی زندگی مجھے
☆ ایلا نزل

☆ عمر بھر لکھتے رہے پھر بھی دقت سادہ رہا
☆ جانے کیا لفظ تھے جو ہم سے تحریر نہ ہوئے
☆ عبادت کاظمی - ڈیرہ اسماعیل خان
☆ وہ چاند تھا تو نور کی سوغات بانٹا
☆ یہ کرچیاں سی کیوں میرے دامن میں بھر گیا
☆ محمد عمر - میاں جنوں
☆ وہ ابھی تھا تو ہر روز یاد کرتا تھا دل
☆ اسے اپنا ہونے کا احساس دیا تو یاد کرنا چھوڑ دیا
☆ ربیعہ ارشد - منڈی بہاؤ الدین
☆ زندگی نے بھی آج مجھ سے یہ بات کہہ ڈالی جان وفا
☆ کہ کہاں گیا وہ شخص جو تجھے مجھ سے بھی زیادہ عزیز تھا
☆ ربیعہ ارشد - منڈی بہاؤ الدین
☆ خدا کرے میری محبت میں وہ مقام آئے
☆ آکھ بند ہو اور لیوں پہ تیرا نام آئے
☆ محمد صاف - واہ کینٹ
☆ برسوں بعد ملا تو میرا نام پوچھ لیا مدیحہ
☆ پھرتے وقت جس نے کہا تھا تم بہت یاد آؤ گے
☆ مدیحہ خان - میانوالی
☆ بلبل کی چوچھ میں گچھا انکور کا
☆ لانے کو دل کرتا ہے مگر سفر ہے دور کا
☆ اسد - مانا نوالہ
☆ بٹھا کے یار کو پہلو میں رات بھر غالب
☆ جو لوگ کچھ نہیں کرتے وہ بھی کمال کرتے ہیں
☆ عقیل عباس - دھنی کلاں
☆ میری جھکی نگاہیں تلاش کرتی ہیں
☆ کوئی ضمیر کا لہجہ کوئی اصول کی بات
☆ عقیل عباس - دھنی کلاں
☆ آشنائی کبھی نہ ہو غلوں سے تجھ کو
☆ تیرے چہرے پہ سدا جی یہ مسکن رہے
☆ محمد عمیر مظہر سی - تنکیاں
☆ ہم تو بے نام سے بے آسرا لوگ ہیں قمر
☆ کوئی اگر یاد بھی رکھے گا تو اس کی عنایت ہو گی
☆ ملک قمر رمضان بریال - جہاں شریف
☆ مجھے مسلمان سے کافر بنا کر فقط اس نے اتنا کہا غالب
☆ تم تو اپنے رب سے وفا نہ کر سکے ہم سے کیا کرو گے
☆ شہزاد احمد - پشاور

☆ ایک ہل میں لاکھوں تصویریں ہر لمحہ ایک دنیا
☆ کتنے عالم کھو دیتا ہے آکھ جھکنے والا
☆ محمد اسحاق انجم - منگل پور
☆ ہوتا ہے جوئی سامنا اتفاق سے چاہت
☆ وہ دیکھتے ہیں ضرور مگر پہچانتے نہیں
☆ رائے عیس ولی چاہت - اڈہ جواؤ نہ بنگہ
☆ اگر دیتا خدا کچھ اختیار کا معجزہ اسے جان
☆ میں اپنے ہاتھوں سے اپنے مقدر میں لکھتا تجھے
☆ رحمن ساجد کاوش - خان بیلہ
☆ مت کرنا کبھی بھی غرور اپنے آپ پر اس انسان
☆ نہ جانے خدا نے تیرے جیسے کتنے سے بنا کے منی میں ملا دیے
☆ عطا اللہ شاہ - بڑا نوالہ
☆ میں اپنے لبو کا شکوہ نہیں کرتا اسے قاتل
☆ دکھ ہے کہ میرے پیاروں کو رلا دیا تو نے
☆ محمد وقاص احمد حیدری - سہیل آباد
☆ یہ کہہ کر میرے دشمن مجھے ہنسا ہوا چھوڑ گئے چاہت
☆ کہ اس کے اپنے ہی کافی ہیں اسے رلانے کے لئے
☆ رائے عیس ولی چاہت - اڈہ جواؤ نہ بنگہ
☆ تم کیا ساتھ دے سکتے ہو میری وفا کا ساحل
☆ ہمیں تو وہ شخص بھی چھوڑ گیا جس کا ہم نے دوسرا نام اعتبار رکھا تھا
☆ رحمن صدام حسین ساحل - خان بیلہ
☆ ہوتی اگر محبت بادل کے سائے کی رح
☆ شاید کہ ہم تیرے شہر میں کبھی دموب نہ آنے دیتے
☆ محمد فاروق - رحیم یار خان
☆ کسی کی آکھ میں میں کھٹکتا ہوں وحید
☆ کسی کے پول سے دل میں بھی خار ہے میرا
☆ نامعلوم
☆ نہیں کچھ اس کی پرسش الفت اللہ کتنی ہے
☆ سبھی پوچھتے ہیں آپ کی تنخواہ کتنی ہے
☆ وحید علی عبدالحمید - مانا نوالہ
☆ عجب انداز ہے ان کا جواب بانٹنے کا
☆ ہونٹوں پہ رکھ کے ہونٹ کہتے ہیں بولتے کیوں نہیں
☆ ایم فاروق - رحیم یار خان
☆ ساتھ چلنے کو چلے تھے دوست دشمن سب ابرار
☆ میری منزل تک کا ساتھ صرف میرا سایہ نکل
☆ ابرار احمد - گکونڈی

بہت سے رات آتے تیرے دل کی طرف ارشد
 خلوص دل سے آتا فاصلہ کس گنگے کا
 ریکس ارشد-خان بیلہ
 میں دشمنوں کے وار سے نہیں ڈرتا انعام
 تجھے تو لبوں کی بے ریش مار دیتی ہے
 انعام علی-جنڈ
 جنت کے محلوں میں ہو محل آپ کے پھولوں کی داری
 میں ہو شہر آپ کا ستاروں کے آنگن میں ہو گھر آپ کا
 ابرار احمد-گومڑی
 اس کی آنکھوں میں ہم نے وفا دیکھی تھی
 سبکے پھول کی ادا دیکھی تھی
 یہ نہ سوچا تھا تھا بہ وفا ہو گا
 اس میں جو چاہت کی انتہا دیکھی تھی
 کنول تیرا-بیکر
 تم پھولوں سے کیا پوچھتے ہو کیا ہے حسن و جمال
 کبھی تپتی ریت پر نیچے پاؤ چل کے دیکھو
 محمد اختر جمال-ذریہ غازی خان
 سائی کی نوازش میں اگر ذرا سی بھی کی ہو
 غیرت کا تقاضا ہے کہ میخانہ بدل ڈالو
 انضال عباسی-راولپنڈی
 کیوں اداس ہوئے ہو اس طرح اندھیرے میں انضال
 دکھ تو کم نہ ہوئے روشنی بچانے سے
 انضال عباسی-راولپنڈی
 وہ مجھ سے پوچھتا ہے کس کس کے خواب دیکھتے ہو انضال
 بے خبر جانتا کیس کی یادیں اُس کی سونے کہاں دیتی ہیں
 انضال عباسی-راولپنڈی
 دو دن کی زندگی ہے الجھ کے کیا کرو گے انضال
 رہو تو پھولوں کی طرح بکھر تو خوشبو کی طرح
 انضال عباسی-راولپنڈی
 نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی پر حسن
 اک ذاتِ خدا کے سوا کوئی کسی کا نہیں ہوتا
 محمد میر مظہر بنی-تکلیاں
 ہمارے آنسو بھی جنہیں نہ خرید سکے ساحل
 لوگوں کی مسکراہٹوں نے تمہیں اپنا بنا لیا
 محمد میر بحر-کراچی

کتنی آسانی سے مجھ سے یہ زندگی نے کہہ دیا
 تو نہیں میرا تو کوئی اور ہو جائے گا
 عائشہ رحمن-کیروالہ
 تم کیا جانو ہم نے کس کس غم پر پردہ ڈالا ہے
 کتنے درد سمیٹ کر لوگو بہنوں پر آئی ہے ہنسی
 عائشہ رحمن-کیروالہ
 بیٹھے تھے اپنی سستی میں کہ اچانک تڑپ اٹھے دوست
 آ کر تیرے خیال نے اچھا نہیں کیا
 محمد فاروق-رحیم یار خان
 جو لوگ رکھتے ہیں دلوں میں پیار کی شمع روشن
 وہ پیار کے جذبات کو مٹایا نہیں کرتے
 محمد واصف-واہ کینٹ
 روٹھ جانے کی ادا ہم کو بھی آتی ہے فراز
 کاش کوئی ہوتا ہم کو سنانے والا
 ذی آئی خان
 کتنا اچھا لگتا ہے کسی سے محبت کی ابتدا کرنا اے دوست
 درد تو تب ہوتا ہے جب کوئی اپنا بنا کے چھوڑ دیتا ہے
 اختر علی-صوابی
 چاندنی کی رات تھی آہیں بھرا ستاروں سے
 لکھ رہا ہے کوئی نام تیرا آنسوؤں کی قطاروں سے
 محمد طہ-فیصل آباد
 اک ہستی ہے جو جان ہے میری
 جو جان سے بھی بڑھ کر مان ہے میری
 خدا محکم کرے تو کر دوں سجدہ اے
 کیوں کہ وہ کوئی اور نہیں مان ہے میری
 لقمان حسن-ذریہ اسماعیل خان
 وفا کے اس شہر میں ہم جیسا سوداگر نہ ملے گا فراز
 ہم تو آنسو بھی خرید لیتے ہیں اپنی مسکراہٹ دے کر
 ابرار آرمین-گومڑی
 کسی کی یاد میں اتنا اداس نہ ہوا کر دوست
 لوگ نصیب سے ملتے ہیں اداسیوں سے نہیں
 محمد فاروق-رحیم یار خان

تم نے تو پھر بھی سکھ لئے دنیا کے چال چلن چاہت
 ہم تو کچھ بھی نہ کر سکے تھے سے محبت کے بعد
 رائے عیسٰی دلی چاہت-جسوا نہ بنگلہ
 آج تو تیری یاد میں ایسے لکھتے ہیں اے دوست
 جیسے تیرا کشتی کو سمندر میں شام ہو جائے
 عطاء اللہ شاد-جزائرہ
 پیار میں میرے مہر کا امتحان تو دیکھو
 وہ میری ہی ہانپوں میں سو گیا کسی اور کے لئے روتے روتے
 قمر اعجاز گوندل-گوجرہ
 پھول ہیں پھول ہمیں چار سو آتے ہیں نظر
 گویا جنت کے نظاروں کی یہ غازی ہے
 امیر حمزہ-لاہور
 اے میری جان تو جہاں بھی جانے
 ہمیشہ جیسے اور سدا مسکرائیو
 محمد واصف-واہ کینٹ
 سکوں کا ایک لمحہ بھی میرے نہیں مجھ کو
 محبت کو سلاتا ہوں تو نفرت جاگ اٹھتی ہے
 بہادر نار بانی-گومڑی
 یہی بہت ہے کہ قائم رہے وفا کا دامن ساقی
 کوئی کسی کا ہوا بھی ہے عمر بھر کے لئے
 محمد ثاقب رفیق-عارف والہ
 ہم نے محبت کے نشان میں آ کر اسے خدا بنا ڈالا
 ہوش تب آیا جب اس نے کہا کہ خود کسی ایک کا نہیں ہوتا
 اسد شہزاد-گوجرہ
 یہی مانیں ہیں جن کی گوہ میں اسلام پاتا ہے
 اسی غفرت سے انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے
 محمد فاروق-کوٹرا دھاکشن
 ہوا جب زور چوں کو جدا شاخوں سے کرتی ہے
 ہمیں تم سے چھڑ جانا بہت یاد آتا ہے
 انعام علی-جنڈ
 میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
 لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنا گیا
 اعجاز رحمان-کوٹرا دھاکشن
 ٹوٹ جاتے ہیں بکھر جاتے ہیں کچھ کے گھر میں مقدر اپنے
 اچھی تو سدا پیار سے ملتے ہیں پھول جاتے ہیں تو اکثر اپنے
 محمد فاروق-رحیم یار خان

نہیں مصروف میں اتنا کہ وہاں کا رستہ بھول جاؤں اصر
 کوئی جب خطر ہی نہ ہو تو جانا اچھا نہیں لگتا
 انصر محمود-مندرہ
 تجھ سے محبت کرتا ہوں تیری جان لے لوں گا
 اگر ان جھیل آنکھوں کو بھی پرہم کیا تو نے
 محمد وقاص احمد حیدری-سہیل آباد
 میرے شکوہ کرنے پر اس نے ہنس کے یہ کہہ دیا ہادی
 تم سے وفا کس نے کی تھی جو ہم وفا کرتے
 عامر شہزاد-گوجرہ
 تم غیر دل کی بات کرتے ہو ہم نے اپنے بھی آزمائے ہیں
 لوگ کانٹوں سے بچ لگتے ہیں ہم نے پھول سے زخم کھائے ہیں
 محمد انان-رکن
 گلوں کو بھی نہیں آیا ابھی تک اس طرح کھلتا
 صبح جس طرح وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے
 ثوبہ کنول-10 یک
 محبت کی شام جلا کے تو دیکھو
 ذرا دل کی دنیا سجا کر تو دیکھو
 تمہیں ہو نہ جائے محبت تو کہنا
 ذرا ہم سے نظریں ملا کر تو دیکھو
 محمد اسحاق انجم-نگن پور
 آج ٹوٹ کر اس کی یاد آئی تو احساس ہوا
 اتر جائیں جو لوگ دل میں وہ بھلائے نہیں جاتے
 عبادت ظلمی-ذی آئی خان
 مت پوچھ کہ کیا مانگ کے روئے ہیں خدا سے
 یوں گھمبھو ہوا خاتمہ آج اپنی دنا کا
 محمد فاروق کوٹرا دھاکشن
 اُس کے ہونٹوں کی عزت کا خیال ہے فراز
 ورنہ پھولوں کو تو ہم سر عام چوم لیتے ہیں
 فاروق اعجاز عبداللہ-کوٹرا دھاکشن
 اٹھا کے پھول کی پتی نواکت سے مسل ڈالی
 اشارے سے کہا کہ ہم دل کا یہ حال کرتے ہیں
 محمد فاروق اعجاز-کوٹرا دھاکشن
 کیا خاک سے وہ جیتا جو اپنے لئے ہو
 خود مٹ کے کسی اور کو مٹنے سے بچا لے
 محمد فاروق-کوٹرا دھاکشن

بہترین شعرا اپنے پیاروں کے نام

محمد ماجد علوی سردار گڑھ کے نام

جدا کی اس کی کتنی عجیب تھی فاروق
نہ سفر کے رہے نہ وطن کے رہے
نکڑے ہوئے جسم کے اتنے کہ
نہ کنکں کے رہے نہ دفن کے رہے
ایم فاروق حکمر - رحیم یار خان

اولیں، چوک اعظم کے نام

اپنی تعلیم پر توجہ دو
مت پڑو عشق کے عذابوں میں
عمر کشی سے ان کی کانٹوں پر
پھول رکھتے ہیں جو کتابوں میں
محمد عثمان - لید

AR کبیر والہ کے نام

نشہ محبت کا ہو یا شراب کا، ہوش و دہوش میں کھو جاتا ہے
فرق صرف اتنا ہے شراب سلا دیتی ہے اور محبت زلا دیتی ہے
کیسے بھلا دیتے ہیں لوگ تیری اس خدائی کو یارب!
ہم سے تو تیرا بنایا ہوا اک شخص نہیں بھلایا جاتا
فرحت خان - خوشاب

سب کے نام

چشم نم، دلی مضطرب، غم آرزو، غم جستجو
لے پھر رہے ہیں مگر مگر کسی مہربان کی امنیں
محمد وقاص احمد حیدری - سہیل آباد

بے وفا دوستوں کے نام

مدت سے جو نگاہیں میری راہ دیکھ رہی تھیں
آج انہی نگاہوں کو آنسو دینے جا ہوں
میں اسے کیسے کہوں کہ اب موت ہے میری منزل
اسی خاک سے بنا تھا، اسی خاک میں جا رہا ہوں

دسی کچی ہی - واہ کینٹ

SN جوہر آباد کے نام

منا دے، اُن کے آنے کی یہ خوش فہمی دل ٹاٹاں
غریبوں کے مزاروں پر چرائیاں کون کرتا ہے
شعیب شیرازی - جوہر آباد

مسکرانے والوں کے نام

تو آ کے کبھی دیکھ اُن کی راتوں کا نظارہ
کتنے سکتے ہیں دن میں لوگوں کو ہنسانے والے
محمد وقاص احمد حیدری - سہیل آباد

F گراچی کے نام

دل مٹی دوستی کے نام ہوتی ہے
دلدار پر دوستی کی شان ہوتی ہے
کہیں بھی رو پر رتو گے میرے دل میں
یہی کچی دوستی کی پہچان ہوتی ہے
A.H.C. Seetpur

بلال کے نام

ماگتی تھی ہم نے خدا سے محبت کی زندگی
خدا نے تم جیسے دوست سے ملا کر زندگی کو ہی محبت بنا دیا
محمد عمیر مظہر نی - تہکیان

N میانوالی کے نام

چلو مل کر کائنات پانٹ لیتے ہیں
تم میرے اور باقی سب کچھ تمہارا ہو جائے
عبدالوحید ہندیالی - ہندیال

N مکالیہ کے نام

مٹی میری قبر سے چڑا رہا ہے کوئی
مر کے بھی بہت یاد آ رہا ہے کوئی

خدا ان چل کی زندگی اوجھار دے دے
اوس میری قبر سے جا رہا ہے کوئی
ترجماس داؤد - چک نمبر 505

T موڑ کھنڈا کے نام

سنا تھا دل سمندر سے بھی گہرا ہوتا ہے
پھر کیوں نہیں سلیا اس میں کوئی تیرے سوا
محمد عرفان - نکاتہ صاحب

GM رحیم یار خان کے نام

دوستی کرنا اتنا آسان ہے جیسے مٹی پر مٹی سے لکھنا
لیکن دوستی بھاننا اتنا مشکل ہے جیسے پانی پر پانی سے لکھنا
باریہ تنیم - رحیم یار خان

L فیصل آباد کے نام

زندگی کی شام ہونے سے پہلے لوٹ آنا
میر تمام ہونے سے پہلے
نہیں یاد کر کے تکلیف تو ہوتی ہو کئی
آ دیکھ ہمیں بدنام ہونے سے پہلے
وحید علی - مانا نوالہ

S ملک کے نام

خود کو پھول بنایا تمہیں خوشبو بتاؤں کیسے
تم میرے دل میں سائی ہو تمہیں بتاؤں کیسے
مراو خان - ایک

فرزانہ یاسمین، ڈگر نون کے نام

میری کہانی میرا حصہ ہو تم
میری سانس میری دنیا ہو تم
تم کو کیسے بھلا دوں دل سے میری جان
میری تو ہر سانس کا حصہ ہو تم
نوشین خان - کوٹ مظفر

ایک دوست کے نام

فصل کتنے کتنے بھی کیوں نہ ہوں مگر
میرے تو ہر پل دل کے قریب سا ہے

محمد اسحاق اجتم - کنگن پور

مسلمان نوجوانوں کے نام

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں جڑ ہے کیا، اوج و قلم تیرے ہیں
محمد زہیر عطاری - لاہور

بے وفاؤں کے نام

کیوں اچھٹے ہو ان سوالوں میں
بے وفا تم نہیں تو ہم ہوں گے
ایثار غزل - حافظ آباد

کسی اپنے کے نام

کہاں یہ بس میں کہ ہم خود کو حاصل دیتے
یہی بہت تھا کہ ہر غم پہ مسکرا دیتے
ہوا کی دُور اچھٹی جو انگلیوں سے کبھی
ہم آسمان پہ تیرا نام تک سجا دیتے
نیلم شہزادی عرف راتو - فیہ بنڈ

وسیم عباس (مرحوم)، خوشاب کے نام

مجھے تم بھول جانے کا کسی سے ذکر مت کرتا دوست
میں لوگوں سے یہ کہہ دوں گا اتنے فرصت نہیں ملتی
فرحت خان - خوشاب

SK جوہر آباد کے نام

اس نے رات کے اندھیرے میں میرے ہاتھ کی پتیلی پر
لکھا تھا اپنی انگلی سے، مجھے تم سے محبت ہے
جانے کسی سیاہی تھی وہ کرنی بھی نہیں اور کبھی بھی نہیں
شعیب شیرازی - جوہر آباد

کسی دوست کے نام

آؤ کسی شب بچھے نوٹ کر نکھرتا دیکھو
میری رگوں میں زہر جدائی کا اترتا دیکھو
کس کس ادا سے تجھے مانگا ہے رب سے
آؤ کبھی مجھے جہدوں میں سسکتا دیکھو
محمد عمر مظہر نی - تہکیان

آپ کے خطوط

اف خدایا یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے میرے ساتھ ایسا بھی ہوگا۔ میں نے سوچا نہ تھا میں نے رسالہ کیا خریداکہ اس کو پڑھتے ہی۔ کالا جاوے۔ کے زیر اثری جس سے میں باہر نہ نکل سکی کافی سارے دم کروانے کے جب میں اس کے اثر سے باہر نکل تو یکدم میرے قدم خود بخود۔ موت کی منزل۔ کی طرف بڑھنے لگے میں جان ہی نہ پائی تھی کہ میں موت کی منزل کی طرف بڑھ رہی ہوں۔ جب مجھے اس بات کا احساس ہوا تو میں فوری رک گئی اور اپنے لیے کوئی اور راستہ تلاش کرنے لگی یکدم مجھے۔ دھندلے پار۔ ایک راستہ دکھائی دیا میں دھند میں سے گزرتے ہوئے اس کے پار پہنچی تو کسی نے مجھے روک لیا جب میں نے غور کیا تو وہ مجھے کوئی۔ غلام۔ جن دکھائی دیا۔ اس کو دیکھ کر میں ڈر گئی اور چیختی ہوئی بھاگنے کی کوشش کرنے لگی تو وہ غلام جن مجھے اٹھائے ایک۔ پراسرار قبرستان۔ میں لے گیا۔ خود کو ایک پراسرار قبرستان میں دیکھ کر میرا خوف سے برا حال ہو گیا میں اس سے بچنے کی اور بھاگنے کی سوچ رہی تھی کہ ایک بار پھر۔ شیطانی طاقت۔ کے چھتے چڑھ گئی۔ مجھے اپنی شیطانی طاقت کے چنے میں جکڑنے والا کوئی جن بھوت نہ تھا بلکہ ایک۔ پراسرار بدروح۔ تھی جو مجھے بے قرار سی دکھائی دے رہی تھی شاید اس کو میرے خون کی طلب تھی وہ میرے خون کی پیاسی تھی۔ مجھے اس کو دیکھ کر یوں لگنے لگا کہ جیسے اس کے اور میرے قریب ہوں۔ موت کے فاصلے۔ رہ گئے ہیں۔ جس سے میرا نکلنا بہت ہی مشکل تھا لیکن میرا دماغ بڑی طرح کام رہا تھا۔ وہ مجھے پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی کہ میں نے ایک منتر سا پڑھا اور اس کے ہتھ سے بچ گئی لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ ابھی میری سزا باقی ہے میں جانتی تھی کہ مجھے کس بات کی سزا مل رہی تھی میری سزا یہی تھی کہ میں اس خوفناک رسالے سے دور چلی گئی تھی بس پھر کیا تھا اس کے ہتھ سے بچ نکلنے میں کامیاب تو ہوئی لیکن آئندہ۔ آئیں جال۔ میں پھنس کر رہ گئی وہ آئیں مجھے اپنی اپیت میں لیے لے اڑا ایک۔ پراسرار بنگلہ۔ میں جا چیکو کا یہ ایسا بنگلہ تھا جہاں خوف ہی خوف تھا جہاں ڈر ہی ڈر تھا مجھے یوں لگنے لگا تھا کہ جیسے میری زندگی اب ختم ہونے والی ہے کیونکہ اس پراسرار بنگلہ میں مجھے سب کو خوفناک ہی دکھائی دے رہا تھا اور میری روح اس وقت کا جانی جب میرے سامنے ایک زندہ لاش ظاہر ہوئی اس کو دیکھتے ہی میں ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی جب مجھے ہوش آیا تو میرے سر ہانے کوئی عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ کوئی اور نہیں میری اپنی دوست۔ بے وفا حسینہ۔ تھی اس کو دیکھ کر میں نفرت سے ایک طرف چل دی۔ میں اس کو ایک لمحہ کے لیے بھی دیکھنا نہیں چاہتی تھی اس نے میرے ساتھ بہت برا کیا تھا اس سے دور ہوتے ہی مجھے ایک جگہ۔ پھول کایاں۔ دکھائی دیں میں سمجھ گئی کہ میں جس آئیں دنیا میں پھنسی ہوئی تھی اس سے میں نکل آئی ہوں اب مجھے کسی سے کوئی بھی خطرہ نہ تھا کسی سے کوئی بھی ڈر نہ تھا مجھ پر سے کالا جاوے آئیں جال اٹھ گیا تھا زندہ لاش بھی غائب ہو چکی تھی موت کی منزل کی طرف جو میرے قدم بڑھے تھے وہ راستہ بھی مجھے میری دنیا تک لے آیا تھا یہاں پہنچ کر میرا کئی شاعروں سے واسطہ پڑھا جن نے اپنے بہترین شعر۔ سنا سنا کر میرے تمام خوف کو بالکل ہی ختم کر دیا اور پھر میں نے اپنے پیاروں کو۔ شعری پیغام۔ لکھ

دل کے درد کے نام
یہ مروتیں یہ دیر تک جاگتا یہ سرخ آنکھوں کا سبب
سمجھ پاؤ گے تو بکھر جاؤ گے نہ سمجھ پاؤ تو الجھ جاؤ گے
محمد وقاص احمد حیدری۔ سہیل آباد

خالد ایدز علی رضا، مانا نوالہ کے نام
دوستی کی خوشبو عشق سے کم نہیں ہوتی
عشق کی دنیا پر زندگی ختم نہیں ہوتی
ساتھ ہو اگر زندگی میں اچھے دوست کا
تو یہ زندگی جنت سے کم نہیں ہوتی
وحید علی عبدالحمید۔ مانا نوالہ

NN، نکلن پور کے نام
اک شام سی کر رکنا کابل کے کرشمے سے
اک پاند سا آنکھوں میں چمکانے رہتا
محمد اسحاق انجم۔ نکلن پور

صبا خالد، حافظ آباد کے نام
لے اڑی پھر گردش ملال ہمیں
اے دوست تو ہی کچھ سنبھال ہمیں
پھر یوں ہوا کہ بکھیر گیا
وہ عجب آئینہ مثال ہمیں
انیلز۔ حافظ آباد

کسی اپنے کے نام
ٹوٹ جائیں گے تو کرچی کے سوا کیا دیں گے
یہ کالج کے خواب کے خیالوں میں سبایا نہ کرو
اسحاق انجم۔ نکلن پور

میاں ثار کے نام
اے دوست ہم دوستی کا حق ادا کرتے ہیں
جہاں رہو خوش رہو یہ دعا کرتے ہیں
محمد علی۔ چتر دہ آزاد کشمیر

ڈیرہ راجگان، کسودال کے نام
میں ایک دوست بناتے بناتے کوئی نہ بنا سکا کافی

مگر ایک دوست تو تھا پتہ نہیں وہ کہاں چلا گیا
رابعہ کامران کناڈو۔ کسودال
آصف بھائی، ڈی آئی خان کے نام
دن تو کٹ جاتا ہے شہر کی رونقوں میں دوست
کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں شام ڈھل جانے کے بعد
نردان خان۔ ڈی آئی خان

محمد مزید سحر، کراچی کے نام
توڑ دینے میں نے گھر کے سبھی آئینے
پیار میں ہلے ہوئے لوگ مجھے اچھے نہیں لگتے
محمد عدنان خان۔ ڈی آئی خان

NT، لہ کے نام
غلط فہمی نے پاؤں کو بڑھا ڈالا یونیورسٹی
کہا کچھ تھا وہ کچھ سمجھ، مجھے کچھ اور کہتا تو
شعیب شیرازی، جوہر آباد

K، حافظ آباد کے نام
کبھی کبھی تیری یادوں کے پرسکون
قسم خدا کی بہت بے قرار کرتے ہیں
انیلز

SN 15، پک کے نام
مجھے تم سے محبت ہے کہا
یقین تم کو مگر شاید میں،
شعیب شیرازی۔

LA، میانوالی کے نام
چھوڑ اس بات کو اے دوست راز
ہم نے کس کس کو خیالوں میں بسائے رکھا
انیلز۔ حافظ آباد

دارت آصف خان، واں پھر اس کے نام
کیوں کچھ سوچ کر اپنا دل چھوٹا کرتے ہو تم
وہ اتنی ہی کر سکتا تھا وفا جتنی اس کے بس میں تھی
نردان خان۔ ڈی آئی خان

میں آنے کا ارادہ کیا پس اس رسالے کو پڑھنے کے بعد یہ سب کچھ ہی میرے ساتھ بیٹا ہے آپ کے ساتھ کیا کچھ بیٹا ہے آپ بھی بتائیں۔ (اقراء۔ لاہور۔)

احسان نہیں ہے میری کامیابی ہے کہ میں جواب عرض اور خوفناک کے لیے کہانیاں دے چکی ہوں گو کہ ان کو سراہا گیا تھا تنقید بھی کی گئی تھی لیکن کا یہ جنون بھی کم نہ ہوگا۔ ابھی پچھلے سال میں دبیر میں میرے والد صاحب انتقال کر گئے تھے میں ذہنی طور پر بے حد سرب رہی ہوں اب میں مزید لکھنا چاہتی ہوں اوز یہ چند کہانیاں ارسال کی تھیں اب تک لگی نہیں ہیں پلیز میری کہانیوں کو جلد جلد دیجئے گا۔ تاکہ پہلے کی طرح میرا اثر کی دنیا میں میرا نام ہو اور اس بار جن کہانیوں نے مجھے متاثر کیا ہے ان میں دھند کے پار۔ پراسرار قبرستان۔ آبی جال۔ موت کی منزل۔ کالا جادو۔ بے قرار۔ ان کے راسخوں کو مبارک باد قبول ہو۔ (اسٹر۔ کراچی۔)

۱۔ خداجناں شہزادہ عالمگیر کو جنت میں جگہ نصیب فرمائے آئیں۔ زندگی ایک امانت ہے اس خدا کی جس نے یہ زندگی دی اور اپنے وقت بسر کرنے کے بعد اس کو واپس دی جاتی ہے یا واپس لے لی جاتی ہے۔ میں نہایت ہی ادب سے ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ کی ٹیم کو دوبارہ سلام کہتا ہوں میں خوفناک ڈائجسٹ کو پانچ سال سے پڑھ رہا ہوں اس میں بہت کچھ پڑھنے کو ملتا ہے جس طرح میں اس کو پڑھتا چلا گیا اسی طرح مجھے لکھنے کا جنون بھی ہوا اور میں لکھنے لگا۔ امید ہے کہ میرا شوق ضرور پورا کریں گے۔ اس سے میں بہت پیار کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ رسالہ بھی میرے جذبات کی قدر کرے گا مجھے شائع کرے گا۔ اس کے تمام سلسلے مجھے بہت پسند ہیں اور کہانیاں بہت ہی اچھی ہوتی ہیں اس بار پراسرار قبرستان۔ زندہ لاش۔ بے وفا حسینہ۔ کالا جادو۔ موت کی منزل۔ آبی جال۔ نے بہت ہی مزادیا ان کے راسخوں کو مبارک باد قبول ہو اور سب کو عید مبارک اور سلام قبول ہو۔ (راؤ احمد اینڈ وحید مرتضیٰ پاکستان۔)

بانی خوفناک ڈائجسٹ شہزادہ عالمگیر جنہوں نے اس خوبصورت سلسلے کا آغاز کیا ان کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے پچھلے دنوں ایک دوست سے شہزادہ عالمگیر کی وفات کا سن کر دل خون کے آنسو رو نے پر مجبور ہوا مگر آنسو دکھوں کا مداوا نہیں کر سکتے ہیں بس دل کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں معاون ثابت ہوتے ہیں مگر ان اعلیٰ شہداء عالمگیر سے گزارش ہے کہ ہمت سے کام لیں راسخوں جو وقتاً فوقتاً خوفناک کی زینت بنتے رہتے ہیں اور خصوصاً قارئین کرام تو نہایت دلچسپی اور دل جمنی سے اس ڈائجسٹ کی اسٹیڈی کرتے ہیں راسخوں حضرات کی ساتھ ساتھ دلجوئی کرتے رہتے ہیں اور ان کے ناقص ارادوں کو بہت حوصلہ دیتے ہیں اور راسخوں دوست وقتاً فوقتاً اچھی اچھی کاوشوں کے ساتھ آتے رہتے ہیں اور خوفناک کو چار چاند لگاتے رہتے ہیں ماہ جولائی کا شمارہ بڑھا بہت ہی اچھا لگا ٹائٹل بھی اچھا ہے جواب تھا اور جن کہانیوں نے مجھے مزادیا اور اپنے پنہن میں جکڑے رکھا ان میں پراسرار قبرستان۔ شیطانی طاقت۔ بے وفا حسینہ۔ پراسرار بنگلہ۔ اللہ آپ سب کو اور ترقی دے امین اتنے اچھے اور پیارے لکھاریوں جن کی دن رات کی محنت خوفناک کو چار چاند لگائے ہوئے ہے ان کے درمیان دوبارہ بڑھ سال بعد آیا ہوں کالا جادو اور موت کی منزل اچھے انداز سے آگے بڑھتی جا رہی ہے اور پنے اندر پنہن چھوڑتی جا رہی ہے (نور محمد اسلم کاوش۔ سرگودھا۔)

یہ ادنیٰ سا انسان یہ حقیر سا شخص ایک بار پھر ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ میں ایک طویل عرصہ کے بعد حاضری دے رہا ہے امید ہے کہ تمام راسخوں اور قاری بہن بھائی بخیر و عافیت سے ہوں گے ذاتی مسائل کی وجہ سے محفل خطوط میں شرکت سے قاصر رہا اس کے لیے دلی افسوس ہے اس خط کو آپ اپنے ماہنامہ میں ضرور شائع کیجئے گا اب پتلے ہیں ہمارے نئے راسخوں کی طرف تو ماشاء اللہ بہت اچھے انداز سے وہ شانہ بشانہ چلے آ رہے ہیں اور نئے نئے قاری حضرات کا نام بھی زیر نظر پڑھتا جا رہا ہے یعنی کہ ہمارا یہ ڈائجسٹ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ریاض احمد کی کہانی نہ پا کر دکھ ہوا وہ ایسے راسخ ہیں کہ سب ہی ان کو پڑھتے ہیں اور بہت ہی شوق سے پڑھتے ہیں ان کی کی اس رسالے میں محسوس کر رہا ہوں باقی سب راسخوں نے بہت ہی اچھا لکھا ہے سب ہی تعریف کے قابل ہیں۔ موت کی منزل۔ کالا جادو۔ اور دھند کے پار بہت ہی اچھے انداز میں آگے بڑھ رہی ہیں ان کو میرا خصوصی سلام۔ (محمد فیصل۔ فیصل آباد۔)

تازہ شمارہ بہت لائٹ ملا یہ بھی اچھا ہوا کُل گیا ورنہ اس سے پہلے ایک مہینے کا رسالہ سرے سے تو ملا بھی نہیں تھا اس مرتبہ ریاض احمد صاحب کی سنوری۔ پا کر بہت دکھ ہوا کیونکہ جب رسالے میں تین چار راسخوں کی کہانی نہیں ہوتی تو پھر خوفناک پیکا پیکا لگتا ہے سب مایہ ہے کی سنوری بہت اچھی تھی اگر کوئی تنقید کرے تو وہ بلا جواز ہوگا اور کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں خاص کر کالا جادو۔ موت کی منزل۔ دھند کے پار۔ غلام۔ پراسرار قبرستان۔ موت کے فاصلے۔ شیطانی طاقت۔ بے وفا حسینہ۔ بے قرار روح۔ آبی جال۔ زندہ لاش۔ پراسرار بنگلہ۔ سبھی اچھی تھیں سب کو پیار بھرا سلام۔۔۔ (محمد یعقوب۔ بہاولپور۔)

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ جولائی ۲۰۱۳ء کا شمارہ بک شاپ ریلوے روڈ سے خریدنا پڑھنے لگا پلیز میری بھی تحریریں احوال زریں۔ معلومات شعر غزلیں وغیرہ شائع کر دیں اس خط میں بھی شعر وغیرہ ارسال کر رہا ہوں جلد شائع کریں سب کے شعر غزلیں اچھی ہوتی ہیں پھر کہانیاں پڑھیں سب سے پہلے کالا جادو پڑھی بہت اچھی تھی اور زبردست تھی میری طرف سے مبارک باد پیار بھرا سلام قبول ہو بے وفا حسینہ تم نشاد رتوال۔ دھند کے پار۔ موت کی منزل۔ زندہ لاش۔ پراسرار قبرستان ان کی کہانیاں پڑھا میں ان کو مبارک باد سلام دعا قبول ہو خوفناک کی پوری ٹیم کو اور قارئین کو میری طرف سے سلام دعا۔ (سید عارف شاہ۔ اسامہ چوک۔ جہلم۔)

جناب ایڈیٹر صاحب جواب عرض میں میری کہانیوں کو شائع کر کے تمام ایڈیٹرز نے مجھے ایک راسخ کا اعزاز دیا ہے میں بھی جواب عرض خوفناک ڈائجسٹ کے احسان نہیں بھول سکتی ہوں بلکہ یہ

خونفک ڈائجسٹ میرا پسندیدہ رسالہ ہے میں کب تک میں اس سے دور رہتی میرا اس کے ساتھ گہرا رشتہ ہے اور میں اس کے لیے لکھتی رہوں گی میں اپنے فیورٹ رائٹر ریاض احمد سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ رسالے کے لیے کوئی نہ کوئی لکھتے رہا کریں میں ان کی تحریروں کو بہت ہی پسند کرتی ہوں اور وہ میرے فیورٹ رائٹر ہیں ان کے لکھنے کا انداز بہت ہی اچھا لگتا ہے اور وہ میرے ہی نہیں بلکہ پورے خونفک ڈائجسٹ کے فیورٹ ہیں اس کے علاوہ بہت سے ساتھی غائب سے لگتے ہیں ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی لکھیں رسالے میں پہلے والی روانی لے کر آئیں وہ مزہ واپس جو بھی ہمیں ملتا تھا امید ہے کہ میری رائے پر عمل کیا جائے گا اور تمام رائٹر جو اس سے دور ہو چکے ہیں وہ واپس آجائیں گے۔ میں نے جو کہانی اس سال کی تھی شکریہ کہ اس کو آپ نے شائع کر دیا مجھے بہت حوصلہ ہوا اور میں کوشش کروں گی کہ اس میں لکھتی رہوں اب میرے ساتھیوں کو میری کہانی کیسی لگتی ہے وہ ضرور مجھے اپنی رائے سے نوازیں گے۔ (خوشبو سلیم قادری کراچی)

میں جواب میں عرصہ دراز سے لکھتی آرہی ہوں اور پھر مجھے خونفک میں بھی لکھنے کا جنون پیدا ہوا اور میں نے دو تین سورتیاں خونفک کے لیے بھی لکھیں جو قارئین کو پسند آئیں اور انہوں نے میری حوصلہ افزائی کی۔ خونفک بہت ہی اچھا رسالہ ہے اس کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے اس میں ایسی ایسی کہانیاں شائع کی جاتی ہیں کہ پڑھ کر راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ انسان کا خوف ختم ہو جاتا ہے اس میں چند لوگوں کی کہانیاں پڑھ کر مجھے لکھنے کا جنون پیدا ہوا لیکن ان میں خاص کر ساحل دغا بخاری ہیں ان کے لکھنے کا انداز مجھے بے حد پسند ہے میری دعا ہے کہ وہ لکھتی رہیں میں ان کی بہت بڑی فین ہوں اور اگر کچھ کہوں تو میں نے ان کی تحریروں سے متاثر ہو کر لکھنا شروع کیا ہے اور لکھتی رہوں گی باقی رائٹر بھی بہت اچھا لکھتے ہیں خاص کر ریاض احمد کو خونفک کا ٹک کہانی مناسب ہوگا کیونکہ وہ ایسا کچھ لکھ رہے ہیں کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ کالا جادو۔ موت کی منزل۔ دھند کے بار اور پراسرار قبرستان نے اس بار بہت مزادیا ہے خدا ان کے قلموں میں مزید طاقت دے آمین۔ (کشور کرن۔ پٹوکی۔)

میں بہت پہلے خونفک میں لکھتی تھی اس وقت بہت سے ہمارے ساتھی ہوتے تھے صائمہ علی۔ امیر حسین۔ ایم اے راحت۔ خالد شاہان اور عمران قریشی اب ان میں مجھے کوئی بھی نظر نہیں آتا ماسوائے ریاض احمد کے ریاض احمد تو خونفک کی جان ہیں ان کی تحریروں میں بہت پر کشی ہوتی ہے بہت اچھا لگتا ہے ان کو پڑھنا میں ان کی فین تھی اور اب بھی ہوں اب گو کہ میں لکھتی نہیں ہوں لیکن پڑھتی بہت ہوں۔ میں پرانے رائٹروں سے گزارش کروں گی کہ وہ دوبارہ سے رسالے میں لکھنا شروع کر دیں تاکہ خونفک کی محفل میں ایک بار پھر سے رونق آجائے اس بار جن کہانیوں نے مجھے اپنے حیرت میں جکڑے رکھا ان میں پراسرار قبرستان۔ موت کی منزل۔ کالا جادو۔ دھند کے پار آئینی جال۔ پراسرار بنگلہ اور زندہ لاش میری دعا میں ان کے ساتھ ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے قلموں میں مزید

اگست 2013

خونفک ڈائجسٹ 204

آپ کے خطوط

ترقی دے اور وہ اسی طرح رسالے میں لکھتے رہیں۔ (نرگم ناز سکھر۔)

آج پھر آپ کی محفل میں شامل ہو رہا ہوں سو چار دوستوں سے کچھ باتیں کر لی جائیں کچھ کہا جائے کچھ سنا جائے۔ ہاں تو میں سب سے پہلے ان لوگوں کی بات کروں گا جو رسالے سے شاید ناراض ہیں یا پھر کوئی مجبوری ہے کہ وہ لکھ نہیں پا رہے ہیں ان میں عمران قریشی۔ ایم اے راحت۔ خالد شاہان۔ صائمہ علی۔ امیر حسین۔ وغیرہ۔ ہم سب ساتھیوں کا ایک گروپ ہوتا تھا اور ایک سے بڑھ کر ایک تحریر لکھ رہے تھے ہر کسی کی کوشش ہوتی تھی کہ دوسرے سے بہتر لکھیں جس میں ہر کوئی کامیاب ہو رہا تھا اور اب تو نئے لوگ آگئے ہیں لیکن یہ بھی بہت اچھا لکھ رہے ہیں ان کی تعریف نہ کرنا ان کے ساتھ زیادتی ہوتی۔ رابی خان بہت اچھا لکھتی ہیں ان کی تحریروں میں بہت ڈر اور خوف ہوتا ہے اور عثمان غنی بھی کسی سے کم نہیں ہیں ان میں لکھنے کی بہت صلاحیت موجود ہے اور ذاکر حسین وہ بھی بہت اچھا لکھ رہے ہیں ان کے قلم میں بہت خوف ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ عمران رشید رسالے میں بہت اچھا وارث آصف ہیں جنہوں نے قسط وار سلسلہ شروع کیا جو کہ کامیاب رہا لیکن پھر نجانے ان کی بات ہے کہ انہوں نے اس کہانی کو مکمل نہیں کیا خیر یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ ان کے علاوہ تم قم نشاد نے لکھنا شروع کیا اور بہت ہی خوب لکھا جو ساتھی رسالے سے ناراض ہو کر نجانے کہاں چلے گئے ہیں جہاں بھی ان سے گزارش ہے کہ وہ جلد واپس لوٹ آئیں خونفک کے قارئین کو ان کی تحریروں کی ضرورت ہے وہ ان سب کو پڑھنا چاہتے ہیں۔ ہماری ایک ساتھی تھیں فرزانہ نورین تھیں وہ بھی خونفک میں اپنا راقی قائم کئے ہوئے تھیں ان کی کہانیاں پڑھ کر دل کو سکون ملتا تھا لیکن وہ بھی غائب ہیں میری ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی جلد واپس آئیں اور اپنی قلم کا جادو چھٹا دیں لوگ آپ کو پڑھنا چاہتے ہیں آپ لکھنا نہ چھوڑیں۔ بحر حال جو کچھ سے بھی اگر سب ہی اس میں لکھنا شروع کر دیں تو یقیناً خونفک کی محفل میں وہی رونق آجائے گی وہ سب کچھ نظر آجائے گا جو کبھی ہوتا تھا اور ان سب سے ہمت میں خوشبو سلیم قادری اور یاسمین قادری یہ بھی ہر ماہ خونفک کے لیے بہت کچھ لکھتی تھیں لیکن وہ بھی چپ سی ہو گئیں ہیں میں ان کو ضرور کہوں کہ وہ بھی واپس آجائیں نجانے وہ کہاں چھپی ہوئی ہیں ایسوں میں ان کا ایک مقام تھا۔ انعام علی جنڈ۔ محمد وقاص حیدری۔ فرید علی نبی۔ سیت پور۔ اور انیل غزل انہوں نے بھی خونفک کے لیے بہت کچھ لکھا رسالہ میں ان کا ایک مقام تھا لیکن یہ بھی غائب ہو گئے۔ مجھے بہت کچھ یاد ہے میں کچھ بھی بھولا نہیں ہوں سب کو یاد رکھے ہوئے ہوں ان کو بھی جو نہیں لکھ رہے ہیں اور ان کو بھی جو لکھ رہے ہیں جو لکھ رہے ہیں کے لیے دعا گو ہوں کہ وہ مزید بہتر لکھیں اور جو رسالے سے کسی وجہ سے دور ہیں وہ بھی واپس آجائیں۔ (ریاض احمد۔ باغبانپورہ لاہور۔)

ماہ جولائی کا خونفک نکلا اس بار کہانیاں سب ہی اچھی تھیں پہلے نمبر پر جو تھی وہ جادو اچھی تھی اس کے علاوہ بے وفا حسین تم قم نشاد رتوال پراسرار قبرستان۔ خوشبو سلیم قادری۔ آئینی جال۔ اسد شہزاد۔ پراسرار بنگلہ۔ ملک محمد رمضان۔ زندہ لاش۔ کامران شکیل۔ غلام سجاد حسن ان کی کہانیاں پسند آئیں ان سب کو میری طرف سے مبارک باد ملام مزید اچھا لکھنے کے لیے دعا گو انلا غزل بلقیس خان

اگست 2013

خونفک ڈائجسٹ 205

آپ کے خطوط

عزف بلورنی رابی خان شیخ آباد کی کہانیوں کا منتظر ہوں باقی تمام پڑھنے لکھنے والوں کو سلام دعا۔
(محمد لقمان - شیخ پورو۔)

ماہ جولائی کا شمار بہت لیٹ ملا بھی اچھا ہوا کہ مل گیا ورنہ اس سے پہلے ایک ماہ کا رسالہ سرے سے تو ملا بھی نہیں تھا اس مرتبہ ریاض احمد صاحب کی سنو می نہ یا کر بہت دکھ ہوا کیونکہ جب رسالے میں تین چار پرانے رائٹر کی کہانیاں نہیں ہوتی تو پھر خوفناک پھیکا پھیکا لگتا ہے دھند کے پار سنوری بہت اچھی تھی اگر کوئی تنقید کرے تو وہ بلا جواز ہوگا اور کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں خاص کر آسیبی جال۔ پراسرار قبرستان۔ زندہ لاش۔ پراسرار ہنگہ۔ شیطانی طاقت۔ سبھی اچھی تھیں۔ ایک مرتبہ پھر میں ساحل دعا بخاری کو دل کی گہرائیوں سے سلام پیش کرتا ہوں۔ (محمد نواز۔ شاہدہ لاہور۔)

کچھ مصروفیت کی بنا پر میں کچھ عرصہ سے خوفناک کی محفل سے دور رہا ہوں لیکن اس کو بھولا نہیں تھا اس کو پڑھتا رہتا تھا لیکن اس میں لکھ نہ سکا۔ عمران رشید صاحب نے نیاں کہانیاں کھو گئے ہیں آپ کی آئندہ آنے والی قسط وار کہانی کا انتظار ہے گا اور میں ایک بار پھر وارث آصف صاحب سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ ماہ کال ریورڈ کا اختتام کریں ہم ان کی کہانی کو مکمل ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور رابی خان نے بھی غائب ہیں وہ بھی بہت اچھا لکھتی ہیں ان کے قلم میں بہت کھارو دیکھتا ہوں ان کو دل مبارک باد قبول ہو اور ساحل دعا بخاری کی تحریریں بہت ہی شوق سے پڑھتا ہوں اور اس کے علاوہ سب ہی ساتھیوں کو بہت زیادہ سلام قبول ہو اور رسالے کی ترقی کے دعا گو ہوں کہ خدا تعالیٰ خوفناک ڈائجسٹ کو دن رات چوٹی ترقی دے آمین۔ (منور خان۔ کراچی۔)

مجھے آٹھ سال ہو گئے ہیں خوفناک پڑھتے ہوئے اذراب پھر بار لکھ رہی ہوں جولائی کا شمار ملا ٹائل بہت خوفناک تھا پراسرار قبرستان۔ زندہ لاش۔ آسیبی جال۔ شیطانی طاقت۔ پراسرار ہنگہ۔ بے قرار روح۔ بے وفاحسینہ۔ بہت ہی اچھی کہانیاں تھیں۔ نیم چوکی۔

خوفناک کی محفل میں پہلی بار شامل ہو رہا ہوں امید ہے مکہ و یکم نہیں گے۔ گیا تو جواب عرض خریدنے تھا مگر جواب عرض کے ساتھ ساتھ خوفناک بھی خرید لایا کیونکہ یہ دونوں ایک ہی ادارے کے رسالے تھے اور شہزادہ عالمگیر ایسے ایڈیٹر تھے کہ جن کی خدمات کو پوری عمر یاد رکھا جائے گا ان کی سربراہی میں بہت کچھ لکھا لیکن ان کے مرنے کے بعد نہ جانے کیوں میرا بھی دل اٹھ گیا اور میں بھی جواب عرض سے ریڈ گیا لیکن پھر سوچا کہ میں اب کیوں کر رہا ہوں مجھے جواب عرض سے ناگہ نہیں ٹوڑنا چاہیے اور شاید یہی وجہ تھی کہ جواب عرض کے ساتھ میں خوفناک بھی خرید لایا۔ اس کا میں نے پوری لگن سے جائزہ لیا ہے بہت ہی اچھا لگا ہے اس میں شامل کہانیوں میں خوف کے ساتھ ساتھ لوہی موجود ہوتا ہے اور ایسا خوف ایسا لو کہ بس اب میں نے طے کر لیا ہے کہ جواب عرض کے ساتھ ساتھ اس کو بھی ہر ماہ خرید کر دوں گا۔ اس کی جتنی بھی تحریف کروں وہ کم ہے۔ کالا جادو۔ پہلی بار پڑھی ہے اور اس سوچ رہا ہوں کہ اس کی پہلی قسطیں کیسے حاصل کروں کیونکہ جو قسط میں نے پڑھی ہے بہت پسند آئی دیا ہے باقی کہانیوں میں پراسرار قبرستان خوشبو سلیم قادری۔ کراچی۔ بے قرار روح۔ ملک اسد

یاسین۔ پراسرار ہنگہ۔ ملک محمد رمضان۔ موت کے فاصلے ریحان خان۔ بے وفاحسینہ قلم نشاد۔ آسیبی جال اسد شہزاد۔ نے بہت ہی مزادیا ہے ان سب کو میری طرف سے سلام قبول ہو۔ اور سب کو جی دل کی گہرائیوں سے عید مبارک قبول ہو۔ غلام رسول پری۔ ضلع قصور۔

آج پھر میں خوفناک ڈائجسٹ جولائی خرید لایا ہوں۔ کیونکہ اس نے مجھے بہت مزادیا تھا اس کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے اس کے تمام سلسلے مجھے بہت ہی اچھے لگے۔ خاص کر شاعری کا کالم بہت ہی عمدہ تھا۔ اور کہانیاں تو اس میں ایسی ہوتی ہیں کہ پڑھ کر رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں اس بار مین رائٹروں کے قلم نے کمال دکھایا ان میں خوشبو سلیم قادری۔ کراچی پراسرار قبرستان کے ساتھ۔ سجاد حسن۔ غلام۔ کے ساتھ۔ اسد شہزاد۔ آسیبی جال کے ساتھ۔ ملک محمد رمضان۔ پراسرار ہنگہ کے ساتھ۔ کامران شکیل زندہ لاش کے ساتھ اور قلم نشاد۔ بے وفاحسینہ کے ساتھ نمایاں رہے ان سب کو فنی میری طرف سے سلام قبول ہو اور سب کو عید مبارک۔ محمد سعد۔ لاہور۔

ماہ جولائی کا خوفناک ملا اس کو پڑھا بہت ہی مزادیا کالا جادو۔ موت کی منزل۔ دھند کے پار۔ آسیبی جال۔ پراسرار ہنگہ۔ غلام۔ بے قرار روح۔ بے وفاحسینہ۔ اور پراسرار قبرستان نے بہت ہی مزادیا ہے۔ ان رائٹروں کو میں دلی طور پر مبارک باد کہنا چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ سب دیکھ کر اسی طرح خوفناک میں لکھتے رہیں گے ان کے قلموں میں بہت خوف اور بہت پسند ہے جو پڑھنے والے کو اپنے حرم میں ڈبو لیتا ہے اس کے باقی سلسلے بھی بہت ہی خوب تھے جن کو پڑھ کر بہت سکون ملا ہے خوفناک کی دنیا میں یہ پہلا رسالہ ہے جو مجھے بہت پسند آیا ہے اور میں اب ہر ماہ اس کو پڑھتا رہا ہوں گا۔ محمد اشرف زخمیل۔ ننگرانہ صاحب۔

خوفناک ڈائجسٹ میرے سامنے پڑھا ہوا۔ اس کا مکمل دیکھ کر میں نے اس کو خرید لیا تھا اور پھر جب کہانیاں پڑھی تو تبصرہ کے لیے قلم کاغذ کا سہارا لینا پڑا۔ سب سے پہلے بات ہو جائے قسط وار کہانیوں کی۔ کالا جادو اس میں خوف تو نہیں ہے لیکن پسند بہت زیادہ ہے ان کے لکھنے کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ مصنفہ ضرور کئی ناول کے مالک ہوں گے کیونکہ ان کے قلم چلانے کا انداز بہت ہی دھیمادور وچ ہے اور کہانیاں کو ان انداز میں آگے بڑھا رہے ہیں کہ داد دینے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور موت کی منزل۔ یہ سنوری بھی مجھے بہت پسند آئی ہے اس میں پیار کو پانے کے لیے سسٹھا جو جو کر رہی ہے بہت ہی اچھا لگ رہا ہے اور جہاں تک بات رہی دھند کے پار کی لو کہ ان کی قسط میں ہر بار نیا موضوع ہوتا ہے لیکن اینڈ میں جو تاثر ظاہر کیا جاتا ہے وہ پچھلی کہانی سے جانتا ہے جو ایک اچھے رائٹر کی نشانی ہے۔ پراسرار قبرستان بہترین سنوری تھی۔ غلام۔ نے تو دل جیت لیا۔ بے وفاحسینہ کی تحریف نہ کرنا رائٹر کے ساتھ زیادتی ہوئی کیونکہ ان کی کہانیاں میں پڑھتا رہتا ہوں اور ان کی کہانی لاجواب ہوتی ہے۔ بے قرار روح ایک اچھی کہانی تھی مبارک باد۔ آسیبی جال نے مجھے بھی اپنے جال میں پھنسا رکھا۔ زندہ لاش انھوں نے کہانی پسند آئی سب نے ہی خوب قلم چلایا ہے اور اپنا پورا پورا حق رسالے کو دیا ہے سب کو سلام قبول ہو۔ ذوالفقار احمد۔ لاہور۔

خونک دا بھٹ

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام

شہر

پیغام (شعری شکل میں)

نام

شہر

بھیجنے والے کا نام و مقام

یہ کوین کاٹ کر اس پر شعر لکھ کر ہمیں ارسال کر دیں

لاہور

ماہنامہ

خونک دا بھٹ

نام

شہر

فون نمبر

مجھے یہ شعر پسند ہے

کمل ہے